

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری
پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹس ایپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

<https://wa.me/923444499420>

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

چراغِ درخشاں

دعا فاطمہ

باب اول باغی

میں کبھی کبھی سوچتی ہوں کیا کہانیوں کی بھی اپنی ایک دنیا ہوتی ہے۔
اگر ایسا نہیں ہوتا تو ہم کہانیوں کو پڑھتے وقت یہ کیوں بھول جاتے
(ہیں کہ وہ حقیقی نہیں۔)

سورج مشرق کی طرف کھلتی کھڑکی سے ابھرتا نظر آ رہا تھا۔ سنہری
کرنیں اس کے آدھے چہرے کو روشن کر رہی تھیں۔ وہ دھیرے
دھیرے سے پلکیں جھپکتی چت لیٹی چھت کو دیکھ رہی تھی۔

ہم کیوں اپنے پسندیدہ کرداروں کی خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔)
ان کے غم میں رو پڑتے ہیں۔ ہمیں کہانی کے منظر اپنے ارد گرد
ہوتے کیوں محسوس ہوتے ہیں یا ہم خود کو کہانی میں کیوں محسوس
(کرتے ہیں۔

اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور اٹھ بیٹھی۔ پاؤں نیچے
اتارے اور کھڑے ہوتے ہوئے جوتے پیروں میں اڑسے۔
کچھ کہانیاں بہت سحر انگیز ہوتی ہیں۔ وہ اپنا آپ حقیقت کی طرح)
منوالیتی ہیں۔ پڑھنے والے کے ذہن میں ایسا تصور بناتی ہیں کہ سب
کچھ حقیقت لگنے لگتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ کیا فیمنٹسی ورلڈ
حقیقت میں موجود ہے یا جو کچھ کہانیوں میں بیان کیا جاتا ہے وہ دنیا
(میں کہیں سچ میں رونما ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے۔

اب وہ واش بیسن کے سامنے کھڑی آئے میں اپنا عکس دیکھتی برش کر رہی تھی۔ بے بی پنک ٹراؤز اور گھٹنوں تک پہنچتے کھلے سے بلاؤز میں وہ کوئی چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔

دنیا کے کئی ایسے راز ہیں جس پر آسانی سے یقین نہیں کیا جاسکتا۔ جیسے افریکہ کے جنگلوں میں اڑتی ایک چھوٹی سی تتلی کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سے مستقبل میں کوئی طوفان آسکتا ہے۔ یا وقت صرف ایک فریب ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل ایک ہی وقت میں ایگزسٹ کرتے ہیں۔ انسان وقت میں سفر کر سکتا ہے۔ ایسے کئی راز جن پر کچھ لوگ ہی یقین رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ انہیں دیوانہ کہتے ہیں۔ شاید میں بھی ایک دیوانی ہوں جو سوچتی ہوں کہ کہانیوں (کی ایک دنیا ہے۔

وہ ڈرسنگ مرر کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی۔ ہلکی ہلکی لہروں والے کمر تک آتے بال زیادہ روشنی میں بھورے لگتے تھے لیکن ان کا

اصل رنگ ہلکا سیاہ تھا۔ چہرے کی رنگت دودھیا قسم کی سفید نہیں تھی لیکن کھلتی ہوئی ضرور تھی۔ ملائم جلد میں گلابی پن بھلاتھا، نقوش گہرے اور دلکش تھے۔ سفید کالر شرٹ کے ساتھ گھٹنوں سے نیچے جاتی سکرٹ اس کے متناسب جسم پر جب رہی تھی۔

ہم جان نہیں پاتے لیکن کچھ کہانیاں سچ ہوتی ہیں۔ کہانیوں میں) موجود کرداروں جیسے کردار کہیں حقیقی زندگی میں بھی موجود ہوتے (ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہوتا ہے؟ یا نہیں؟

پر سوچ انداز میں آنکھیں سکیرے وہ موٹی سی ڈائری کو دیکھ رہی تھی۔ وہ رائٹنگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھی تھی۔ میز پر ایک خوبصورت سا پین پڑا تھا۔ ساتھ ایک فریم رکھا تھا جس میں اس کی بنائی گئی ایک پینٹنگ تھی۔ وہ پرفیکٹ نہیں تھی لیکن پھر بھی دیکھنے والوں کو مسحور کر سکتی تھی۔ اس میں وہ خود ہی تھی۔ آئینے میں اپنے عکس کو دیکھتی ہوئی۔ اور یجنل امیج میں اس کا پیچھے سے نیم رخ دکھائی دے رہا تھا

جبکہ آئے میں اس کا سامنے کا رخ۔ سادہ سے کپڑوں میں ملبوس وہ ہاتھ بڑھائے آئینے کو چھو رہی تھی۔ اس کا عکس بھی آئینے کو ہی چھو رہا تھا لیکن وہ اور یجنل امیج سے مختلف تھا۔ اس کے سر پر تاج تھا۔ جسم پر ایلسا کی طرح کا ایک لباس تھا۔ اس کا رنگ برف جیسا تھا۔ بال البتہ ایسے ہی کھلے ہوئے تھے جیسے اس کی حقیقی تصویر میں تھے۔ ایسی تصویر اس نے پہلے نیناں سے کیپچر کروائی تھی۔ آئینے کے سامنے سے چھوتے ہوئے۔ لیکن اسے پینٹ کرتے ہوئے نہ اکھڑے ہو کر جانے اس کے دل میں کیا سمائی کہ آئینے میں اپنے عکس کو ایلسا کی طرح بنا دیا۔ پھر اس تصویر کو غور سے دیکھتے اس کے زہن میں ایک کہانی نے جنم لیا۔ اب وہ اس کہانی کو ڈائری کے صفحات پر منتقل کرنے والی تھی۔ دعائے فجر کے زہن میں پینتی ایک اور کہانی وجود میں آنے والی تھی

مفاہمت نہ سکھا جبرِ ناروا سے مجھے
میں سر بکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے
آپ کیوں یہ سیکھنا چاہتی ہیں۔ آپ تو لڑکی ہیں۔ "اپنی ہم عمر لڑکی"
کے سامنے ایک سترہ سالہ بچہ کھڑا معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔ وہ
جاسم تھا۔ اس کے جسم پر سپاہیوں والا ایک مخصوص لباس تھا جبکہ
لڑکی پرانی سی فرائڈ میں ملبوس تھی۔ وہ ایک درخت کے نیچے
کھڑے تھے جس کے پتوں سے چھن کر آتی روشنی ان کے چہروں پر
پڑ رہی تھی۔
تم عام لڑکی نہیں ہو حُسن۔ تم بہت خاص ہو۔ تمہاری ایک پہچان ہے "
اور تمہیں اپنی وہ پہچان منوانی ہے۔ "ایک عورت کے الفاظ لڑکی کے
زہن میں گونجنے لگے۔
میں محافظ بننا چاہتی ہوں۔ "اس نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بتایا "
تھا۔

لیکن محافظ تو لڑکے بنتے ہیں۔ "جاسم نے اس کے کمزور سے وجود کو"
دیکھ کر اسے سمجھانا چاہا۔ وہ بھی ابھی زیر تربیت تھا اور ہر طرح کی
لڑائی سیکھ رہا تھا

لڑکیاں بھی بن سکتی ہیں۔ "اس نے دو بدو جواب دیا۔"
اچھا دیکھ لیتے ہیں۔ "جاسم نے کہتے ہوئے اپنی کمر سے تیر کمان"
اتارا۔ تیر کا اگلا کونا توڑا اور لڑکی سے دور ہوتا اس کی طرف تیر تان
گیا۔

اگر آپ اس تیر سے خود کو بچالیں تو پھر سوچا جاسکتا ہے۔ "جاسم"
نے کہتے ساتھ ہی تیر چھوڑ دیا۔ لڑکی اسی پھرتی سے اپنی جگہ پر گھوم
گئی اور تیر اس کے قریب سے گزر گیا۔ جاسم نے اسے متاثر ہوتے
دیکھا۔ وہ عام لڑکیوں کی طرح کمزور نہیں تھی۔ یہ تو وہ جانتا تھا۔ وہ
بچپن سے اسے محل میں دیکھتا آیا تھا۔ وہ دونوں محل کے غلاموں کے

بچوں میں شامل تھے۔ اور اکثر ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے۔
ان دونوں میں ایک ان دیکھی انسیت پیدا ہو چکی تھی۔
ٹھیک ہے۔ آپ ہر روز سہ پہر کے وقت اسی جگہ آ جایا کریں۔ میں "
آپ کو وہ سب سکھاؤں گا جو میں نے اب تک سیکھا۔" جاسم نے حامی
بھری۔ حنہ نے سر ہلادیا اور پھر وہ اکثر اس پیڑ کے نیچے ایک دوسرے
کے ساتھ لڑائی کی مشق کرتے نظر آتے تھے۔ وہ محل کا ہی ایک
حصہ تھا جہاں غلام رہتے تھے اور وہاں کم ہی لوگ آتے تھے۔ وہ بھی
احتیاط کرتے تھے اور درخت کی دوسری جانب مشق کرتے تھے۔
دونوں کبھی تلوار بازی کرتے کبھی خالی ہاتھوں سے لڑائی کرتے۔
ساتھ ساتھ وہ بڑے بھی ہو رہے تھے۔ حنہ اب جاسم سے کافی کچھ
سیکھ چکی تھی۔ شمشیر زنی، تیر اندازی، مارشل آرٹس اور اپنے دفاع
کیلئے ہر وہ طریقہ جو جاسم کو تربیت کے دوران سیکھایا جاتا وہ حنہ کو
منتقل کرتا جا رہا تھا۔ وقت نے تین سال بیتائے تو حنہ جنگ و جدل میں

مہارت حاصل کر چکی تھی اور جاسم بھی چٹان کی طرح مضبوط ہو چکا
قتور اور زہین لڑاکا مانا تھا۔ وہ اپنے ہم عمر لڑکوں میں سب سے
جانے لگا تھا۔ اس نے خود سے بڑے لڑکوں کو بھی شکست دی تھی۔
بادشاہ تک اس کی بہادری کے قصے پہنچ چکے تھے اور وہ ایک شہزادی
کی نظروں میں آچکا تھا۔

اس نے ابھی ایک ہی سین لکھا تھا جب اچانک کوئی دھپ سے اس
کے پاس رائٹنگ ٹیبل کی دوسری کرسی پر آ بیٹھا۔ اس نے دل پر ہاتھ
رکھ کر دائیں طرف دیکھا جہاں اس کی کبھی نہ سدھرنے والی بیسٹ
فرینڈیناں موجود تھی۔ وہ آفت کی پڑیا حسن میں قیامت خیز تھی البتہ
زبان کی تھوڑی تیز تھی۔ درجن بھر رشتے اس کے حسن سے متاثر ہو
کر گھر پہنچتے لیکن جب وہ اپنی لمبی زبان کے جوہر دکھاتی تو ایسے ہی

پلٹ جاتے۔ صرف دعا ہی اس کی ہر وقت کی پٹری پر برداشت کر پاتی تھی۔

یار کتنی بار کہا ہے یوں ایک دم سے ہلانہ بولا کرو۔ "دعا دانت پیستی" بولی تھی۔

کیوں؟ تمہارا تراہ نکل جاتا ہے؟ "نیناں نے تپانے والی مسکراہٹ" لبوں پر سجائی۔ اس کی یہ عادت دعا کو بہت بری لگتی تھی۔ وہ دل بہت جلاتی تھی لیکن دل کی ابھی تھی۔ یہ تو دعا دل و جان سے مانتی تھی۔ آہو "وہ جل کر بولی۔ نیناں ہنسی۔"

تمہارے پاس کتنے تراہ ہیں۔ دن میں کئی بار نکلتے ہیں پھر بھی ختم" نہیں ہوتے۔ "وہ مزے سے کہتی اس کے ہاتھ سے ڈائری لے گئی تھی۔

واپس دو۔ اس دفعہ تمہیں کسی سے پہلے ناول نہیں دوں گی۔ سب" کے ساتھ ہی پڑھنا۔ "اس نے ڈائری واپس کھینچ لی۔ وہ ایک فیس بک

رائٹر تھی۔ عموماً لپ ٹاپ میں ہی لکھتی تھی لیکن اس دفعہ اس نے پہلے ڈائری پر لکھنے کا سوچا تھا۔

سوچ لو۔ تمہیں اکثر میری مدد کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اگر کچھ "دوگی تو تبھی کچھ پاسکو گی۔" نیناں نے کندھے اچکائے۔ وہ سچ ہی کہہ رہی تھی۔ دعا کو تقریباً ہر وقت ہی اس کی مدد کی ضرورت پڑی رہتی۔ وہ تھی بھی کاہل جس کیلئے نیناں جیسی وقت کی پابند لڑکی کا دوست ہونا انتہائی ضروری ہوتا ہے دوستی میں لین دین کرتی ہو۔ "دعا نے اسے گھورا۔" لین دین پر جگہ ہوتا ہے۔ سو شرافت سے یہ میرے حوالے کر "دو۔"

ٹھیک ہے۔ آرگینک کیمسٹری کی میری آدھی اسائنمنٹ تم نے بنانی "ہے پھر"

آدھی کیا۔ پوری بنادوں گی۔ "نیناں نے اس کے ہاتھ سے ڈائری لی" اور بے فکری سے بولی کیونکہ وہ اپنی اسائنمنٹ بھی دوسروں سے بنواتی تھی۔ اس کی بھی بنوادیتی۔ اس کیلئے کونسا مشکل کام تھا۔ وہ مگن سی سین پڑھنے لگی جبکہ دعانے دل پر جبر کرتے کورس کی کتاب کھولی اور اکتائے ہوئے انداز میں بھنویں اوپر کرتی لفظوں پر بمشکل فوکس کرنے لگی۔ ایک تو اس نے سبجیکٹس بھی مشکل رکھ لیے تھے۔ اسے کیمیسٹ بننے کا شوق تھا لیکن اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کیمیسٹ بنے یا رائٹر۔

ایک ہی سین لکھا۔ سوا بھی کچھ نہیں کہہ سکتی آغاز کیسا ہے۔ ابھی تو "ڈاڑھ بھی گیلی نہیں ہوئی اور سین ختم ویسے یہ شہزادی کون ہے؟" نیناں نے اپنے انداز میں تبصرہ کرتے اس کی جان جلائی اور اپنے مقصد کی بات پوچھی۔

نیلوفر۔ "دعانے تحمل سے بتایا۔"

عجیب نہیں۔ میری مانو تو فضیلہ رکھ دو "نیناں نے اسے تنگ کرنے" کی قسم کھائی ہوئی تھی۔

سوری میں نام سلیکٹ کر چکی ہوں۔ اور جب مشورہ مانگوں تب ہی "دیا کرو۔ بلا وجہ اپنے منہ کو زحمت نہ دیا کرو۔" دعا نے اس سے ڈائری لی اور اپنی کرسی پر بیٹھی۔ وہ دونوں قائد اعظم یونیورسٹی کے گرلز ہاسٹل میں روم میٹ تھیں اور تین سالوں سے اس کمرے میں ایک ساتھ رہ رہی تھیں۔ دعا آدم بیزار لڑکی تھی۔ پھر بھی نیناں کا گزارہ اس کے ساتھ ہو ہی رہا تھا۔ ان دونوں کی دوستی عجیب تھی۔ دونوں اکثر لڑپڑتی تھیں لیکن اگر کسی ایک کی کسی اور لڑکی سے لڑائی ہوتی تو دونوں شانہ بشانہ لڑتیں اور دوستی کی نئی نئی مثالیں رقم کرتیں۔ وہ ہاسٹل اور کالج میں بیسٹ فرینڈز مشہور تھیں۔ اپنی بور طبیعت کی وجہ سے دعا کی دوست صرف نیناں تھی لیکن ہاسٹل اور کالج کی ہر دوسری لڑکی نیناں کی دوست تھی جن پر احسان کر کے وہ وقتاً فوقتاً اپنے کام

نگلواتی رہتی تھی۔ وہ حقیقتاً ایک زندہ دل لڑکی تھی اور دعا کہانیوں اور
یسی میں گم رہنے والی لڑکی تھی۔ لیکن نیناں کھینچ کھانچ کرینف ٹ ف
اسے حقیقت کی دنیا میں لے ہی آتی تھی جس کی وجہ سے دعا دل ہی
دل میں اس کی مشکور بھی تھی لیکن زبان سے اقرار کرنے کی زحمت
اس نے کبھی نہیں کی تھی۔

جاسم اور حنہ کا کپیل بنے گا یا جاسم اور نیلو فرکا؟ "نیناں نے ہمیشہ کی "
طرح اس کے طنز کو ایسے نظر انداز کیا جیسے سنا ہی نہ ہو۔ اس کی یہ
ڈھٹائی دعا کو مزید تپاتی تھی۔ لیکن جب نیناں اس کے ناول کے
بارے یا کسی کریکٹر کے بارے میں بات کر رہی ہوتی تو دعا خاص طور
سے تحمل کا مظاہرہ کرتی تھی۔ نیناں جیسی بھی تھی تبصرہ نگار اچھی
تھی۔

یہ راز ہے۔ "دعا نے مسکرا کر کہا۔"

مجھ سے بھی؟ "نیناں نے چہرے پر معصومیت لاتے آنکھیں"

پٹپٹائیں۔

"ہاں۔"

اگر میں تمہارا راز بھی کھول دوں تو یقیناً یہ راز بھی کھل جائے گا۔"

نیناں نے اسے پھر دھمکی دی۔ نیناں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ دعا ناول رائٹر ہے۔ ہاسٹل اور کالج کی اکثر لڑکیاں دعا کے ناولز پڑھ چکی تھیں اور نیناں کا دل کرتا تھا ساری یونی میں اعلان کرے دعا ہی وہ گھنی میسنی ہے جو اس کے ساتھ رہتی ہے لیکن دعا نے اسے قسمیں دے کر روکا ہوا تھا۔

مت بھولو تم مجھ سے وعدہ کر چکی ہو۔ اور یہ میں تمہارے بھلے کیلئے"

ہی کہہ رہی ہوں۔ اگر میں نے ابھی بتا دیا تو تمہارا تجسس ختم ہو جائے گا۔" دعا نے چاپلوسی سے کام لیا۔

نہیں تم اس لیے نہیں بتا رہی کہ تم میرا دماغ گھمانا چاہتی ہو اور "

میرے چہرے پر حیرت دیکھنا چاہتی ہو جب آخر کار یہ راز کھلے گا "

نیناں نے سچ بول کر اسے پھر آگ لگائی۔ ہاں یہ سچ تھا۔ وہ کہانی کے ساتھ اس کے فیس کے بدلتے ایکسپریشنز دیکھنا چاہتی تھی۔

نیناں ڈیڑا تنا سچ نہیں بولا کرتے۔ بندہ کہیں پھنس بھی جاتا ہے۔ اور "

مجھ میں تو اتنی طاقت بھی نہیں تمہیں کھینچ کر پھنسنے سے بچا لوں۔ "

دعا نے کہا تو وہ ہنسنے لگی۔

مجھے تم سے امید بھی نہیں تم مجھے نکالو گی بلکہ دشمنوں کے ساتھ مل "

کر مزید پھنساؤ گی "نیناں نے کہا۔

اب تم جھوٹ بول رہی ہو۔ "دعا نے احتجاج کیا۔ "

مجھے نہیں پتہ یہ سچ ہے یا جھوٹ "نیناں نے کندھے اچکائے جیسے "

عام سے بات کی ہو

چلو پھر وقت بتائے گا یہ سچ ہے یا جھوٹ۔ "دعا نے جذباتی ہوتے"

کہا تھا۔ نیناں نے سر کو جنبش دی جیسے کہہ رہی ہو دیکھیں گے۔

اچھا یہ کس صدی کی کہانی ہے؟ "ابھی اس نے ایک ہی سین پڑھا"

تھا اور سوال ختم ہونے کے نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

تین صدیاں پہلے کی۔ جب ایسٹ انڈیا کمپنی مغلیہ حکومت کو ختم"

کرنے کے درپر تھی۔ بلکہ ایک حد تک ختم کر ہی چکی تھی۔ صرف دلی

اور اس کے ارد گرد کے علاقوں پر مغلیہ سلطنت کی اجارہ داری رہ گئی

تھی۔ بہت سی ریاستوں کے نوابوں اور راجوں نے مغلوں سے

بغاوت کر کے اپنی اپنی حکومتیں قائم کر لی تھیں۔ "دعا سے تفصیل

سے بتانے لگی۔ نیناں دلچسپی سے وہ تفصیل سن رہی تھی۔

بیس سالہ جاسم انیس سالہ شہزادی نیلو فر کے سامنے مؤدب کھڑا تھا۔

شہزادی کی ساتھ اس وقت صرف اس کہ خاص کنیر حرم موجود تھی

باقیوں کو وہ تخلیہ کہہ چکی تھی۔ سفید ریشمی خوبصورت سی فراک پہنے وہ نزاکت اور خوبصورتی کے جلوے بکھیر رہی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے۔ سر پر ہیروں کا تاج چمک رہا تھا اور اس وقت اس کی ساحرانہ آنکھوں میں بھی ایسی ہی چمک تھی جو جاسم کے دل کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی لیکن وہ بخوبی اپنے دل پر قابو پانا جانتا تھا۔

بہت سناہم نے آپ کے بارے میں تو سوچا آپ سے تیر اندازی "سیکھنی چاہیے۔" نیلو فر نے اپنا لہجہ مضبوط بناتے کہا تھا لیکن اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اگر اس نے انکار کر دیا تو۔ اس کے چہرے پر ابھرنے والے الجھن کے تاثرات دیکھ کر اس کا دل ڈوبا تھا میں معذرت خواہ ہوں شہزادی۔ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ آپ کو تیر اندازی سکھاسکوں۔ "وہ ایک نظر اس کی ساحرانہ آنکھوں میں دیکھ کر بولا تھا۔ حنہ کا معاملہ الگ تھا۔ وہ اس کے برابر کی

تھی لیکن نیلو فر ایک شہزادی تھی جس کے قریب ایک معمولی سے سپاہی کی بے جا موجودگی برداشت نہیں کی جاسکتی تھی۔
مطلب آپ انکار کر رہے ہیں۔ "وہ غصہ دباتی بولی۔"
میں بادشاہ سلامت کے حکم کے بنا کچھ نہیں کر سکتا۔ "اس نے اپنا"
دامن بچانے کی پوری کوشش کی تھی۔ نیلو فر سمجھ گئی تھی وہ نہیں
مانے گا۔ وہ بھی شہزادی تھی اس کی منتیں تو نہیں کر سکتی تھی لیکن اب
اسے جاسم پر شدید غصہ چڑھ چکا تھا۔
ٹھیک ہے۔ آپ جاسکتے ہیں "اس نے بے رخی سے کہا۔ جاسم سر کو"
تغظیماً ایک پل کو جھکا کر اس کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔
اس کی ہمت کیسے ہوئی ہمیں انکار کرنے کی "وہ غصے سے کہتی حرم"
کی طرف مڑی۔ جیسے سارا قصور اسی کا ہو۔

میں نے آپ کو پہلے ہی سمجھایا تھا شہزادی! وہ ایک ادنیٰ غلام ہے۔"
بادشاہ سلامت کے ڈر سے آپ کی بات نہیں مانے گا "حرم نے اس

کے گلے میں لٹکتے ہار کو ٹھیک کرتے ہوئے رسانیت سے کہا تھا۔ اس کے انداز میں احترام بھی تھا اور محبت بھی۔ وہ نیلو فر سے بڑی تھی لیکن جانتی نیلو فر کا رتبہ اس سے بڑا تھا۔

ہم تو اسے بہت بہادر سمجھنے لگے تھے "وہ منہ بنا کر بولی تھی۔" ہاں وہ بہادر ہے لیکن بادشاہ سلامت کے حکم کے بغیر وہ بہادری نہیں دکھا سکتا۔ "حرم نے حقیقت بتائی جو بھی ہو لیکن اسے ہمارے حکم سے انکار نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ہم" اسے سزا دیں گے "اس کا دودھ کی طرح سفید چہرہ غصے اور توہین سے سرخ ہو رہا تھا۔

محبت میں سزا نہیں دی جاتی۔ شہزادی! "اس کی بات پر نیلو فر نے پلکیں جھپکیں۔

محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔ "شہزادی نے کان میں پہنی بالی" کو چھیڑتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا۔

"آپ کیا کرنے والی ہیں؟"

بتائیں گے۔ جلد بتائیں گے۔ آخر تمہیں نہیں بتائیں گے تو اور کسے "بتائیں گے۔ ایسا کرو کل تک اس کے معمولات کے بارے میں ہمیں ہر خبر دو۔" وہ پر سوچ لہجے میں بولی۔ حرم بھی ایک حد تک ہی اسے سمجھا سکتی تھی۔ سو بس سر ہلا کر رہ گئی تھی۔ اور اگلے دن نیلو فر کو جو خبر ملی تھی وہ اسے مزید غصہ دلا گئی تھی۔ جاسم کے معمولات میں سہ پہر کے وقت ایک کنیز کو لڑائی سکھانا بھی تھا۔ نیلو فر کو وہ کنیز خود سے بالآخر محسوس ہوئی تھی۔ اس کی انا کو ٹھیس پہنچی تھی

آج آپ کی تربیت مکمل ہو چکی ہے۔ بالآخر آپ نے خود کو منوا کر ہی "دم لیا" جاسم نے مسکرا کر حنہ سے کہا تھا۔ وہ مسکرائی نہیں تھی۔ ابھی میں نے اپنا آپ نہیں منوایا۔ "وہ کسی خیال میں گن بولی تھی۔" کیا مطلب؟ "جاسم نے چونک کر اسے دیکھا۔"

کچھ نہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ میں جانتی ہوں یہ لفظ بہت چھوٹا ہے۔ میں کبھی آپ کے احسان کا بدلہ نہیں اتار سکتی لیکن میں وعدہ کرتی ہوں اگر کبھی ضرورت پڑی تو اپنی جان دے کر بھی میں آپ کی مدد کروں گی۔ "حنہ نے سادہ سے لہجے میں کہا تھا۔

نہیں۔ یہ کوئی احسان نہیں۔ آپ ایسا وعدہ مت کریں۔ "وہ بولا اور"

اس کے سامنے سے ہٹ گیا تھا۔ حنہ نے کچھ لمحے اسے دیکھا پھر اپنے چھوٹے سے مکان کی طرف بڑھ گئی جو دوسرے غلاموں کے مکانوں کے ساتھ محل میں ہی ایک قطار میں بنا تھا۔ اس مکان میں چار کمرے تھے اور آٹھ کنیزیں رہتیں تھیں۔ وہ محل کی صفائی کرنے والی کنیزیں تھیں۔ ملاؤں اور شہزادیوں کی خاص کنیزیں ان کے کمروں کے قریب ہی رہا کرتی تھیں۔

اس وقت رات گہری ہو چکی تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکا۔
اس کی ساتھی لڑکی سوچکی تھی۔ وہ اپنے پلنگ سے اٹھ کر دروازے کی
طرف آئی اور دروازہ کھولا۔

باہر آؤ۔ شہزادی تم سے ملنا چاہتی ہیں۔ "شہزادی نیلو فر کی ایک کنیز"
نے اسے پیغام دیا اور باہر کی طرف چل پڑی۔ وہ الجھن میں پڑی باہر
آئی۔ شہزادی حرم کے ساتھ ایک اوٹ میں کھڑی تھی۔
یہاں سے چلی جاؤ "شہزادی نے اسے دیکھتے ہی حکم صادر فرمایا۔ وہ"
نا سمجھی سی اسے دیکھنے لگی۔

سمجھ نہیں آیا ہم نے کیا کہا؟ "نیلو فر نے غصے سے اسے دیکھا۔"
معاف کیجیے گا شہزادی۔ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے کیا؟ "اس نے"
معصومیت سے پوچھا۔

ہاں یہی سمجھ لیں۔ اگر تم نے محل نہیں چھوڑا تو ہم آپ کو قید خانے"
میں بند بھی کروادیں گے "شہزادی اسے کھا جانے والی نظروں سے

گھور رہی تھی اور حنہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اچانک سے شہزادی کو اس پر جلال کیوں آگیا۔ اس کا تو کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں تھا شہزادی سے۔ وہ کچن میں کھانا پکانے والی کنیزوں کی مدد کرتی تھی۔

لیکن.... "لیکن کہنا اس کی بہت بڑی غلطی ثابت ہوئی اور شہزادی" نے اسے قید خانے میں ڈالنے کا حکم صادر کر دیا۔ شہزادی کے محافظوں میں سے دو مرد اچانک ہی وہاں نمودار ہوئے اور اچانک سے اسے قابو کر لیا۔ اگر وہ چاہتی تو ان کے ساتھ لڑ سکتی تھی لیکن وہ حیرت سے ہی نہ نکل سکی کہ اسے کس غلطی کی سزا دی جا رہی تھی۔ اسی حیرت میں وہ زیر زمین زندان میں پہنچ گئی تھی۔

ایک پہاڑی کے دامن میں بنے اس لکڑی کے چھوٹے سے گھر کے دروازے سے ایک لڑکی باہر نکلی تو سورج کی کرنیں اس کے چہرے

سے ٹکرائیں۔ وہ آنکھیں سکڑ کر مسکرا دی تھی۔ اس کے جسم پر ایک سادہ سالباس تھا جس نے اس کی خوبصورتی کو چھپانے میں ناکام تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی کی چھوٹی سی صندوقچی تھی۔ اس نے مسکراتے ارد گرد دیکھا۔ وہ ایک خوبصورت سا پہاڑی علاقہ تھا جس مشرق میں سرسبز پہاڑیاں شروع ہوتی تھیں جو مخالف سمت میں بلند ہوتی جاتی تھیں اور کوہ ہمالیہ کے برف پوش پہاڑوں سے جا ملتی تھیں۔ وہ حفر کی ریاست تھی۔ مشرقاً مغرباً گمبائی میں میلوں تک پھیلی تھی۔ اس کے مغرب میں راج گڑھ کی ریاست تھی جبکہ مغرب میں برف پوش پہاڑوں پر شیر شاہ کا علاقہ تھا۔ جنوب میں گھنے جنگل تھے اور شمال میں جنگلی پہاڑ تھے۔ اس کی آبادی دو کروڑ کے قریب تھی۔ کئی بڑے شیروں کے درمیان اور سرحدی علاقوں صے تھے۔ حفر کا مرکزی شہر حمان تھا جس میں شاہی ق میں ان گنت محل اور امرا کے گھر تھے۔ اس شہر سے ایک میل کے فاصلے میں چھوٹا

ساقصبہ نوری تھا جس کی رہائشی وہ لڑکی تھی۔ وہ صندوقچی لیے دو سیڑھیاں اتر کر گلی میں چلنے لگی۔ اس گلی میں زیادہ تر لکڑی کے چھوٹے چھوٹے مکانات تھے۔ صبح ہو چکی تھی اور لوگوں کی چہل پہل بھی شروع ہو چکی تھی۔ اس محلے میں رہنے والے لوگ نہ تو زیادہ غریب تھے اور نہ ہی امیر۔ زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی اور لکڑی کا کام کرتے تھے۔ محلے میں کئی دکانیں بھی تھیں جن پر لوگوں کا ہجوم نظر آ رہا تھا۔ وہ سب کچھ لاپرواہی سے دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی جب کسی نے اسے پکارا

ارے بانو! کہاں جا رہی ہو؟" بانو نے مڑ کر دیکھا۔ ایک دروازے " میں کھڑی وہ اس کی ہی ہم عمر لڑکی تھی۔ جو اس سے دوستی کرنے کی کافی کوششیں کر چکی تھی لیکن وہ اسے خاطر میں نہیں لاتی تھی

جہاں بھی جاؤں تم سے مطلب۔" وہ ناک چڑھا کر کہتی آگے بڑھ " گئی۔ وہ لڑکی بھی بڑبڑا کر رہ گئی۔ بانو چلتے چلتے ایک بڑے راستے پر نکل

آئی تھی جوپیل کی طرف جاتا تھا۔ سڑک کے دوسری جانب کچی مٹی سے بنے مکانات تھے وہاں رہنے والوں کی غربت کی عکاسی کرتے تھے۔

اے بانو۔ "ایک اور آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو اس کا منہ پہلے" سے زیادہ بگڑا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ دانیال گھوڑے پر بیٹھا اس کے قریب آ رہا تھا۔

کیا مسئلہ ہے؟ مجھے دیکھ کر میرا نام لینا تو فرض سمجھتے ہو تم۔ "بانو نے" ناگواری سے کہا تھا۔ دانیال نے دانت نکالے۔
میں تو تمہیں دیکھے بغیر بھی ہر وقت تمہارے ہی نام کی مالا جپتا رہتا ہوں

اس سے بہتر ہے خدا رسول کا نام لے لیا کرو "بانو کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

رکو۔ کہاں جا رہی ہو۔ میں لے چلتا ہوں "وہ گھوڑا آگے بڑھتا بولا۔"

جہاں میں جارہی ہوں وہاں جانے کی تمہاری اوقات نہیں۔ "بانو" نے نخوت سے کہا اور اس کی پیشکش رد کرتی مسلسل آگے بڑھتی رہی۔ دانیال سمجھ گیا وہ کہاں جارہی ہے سو مایوس ہو کر پلٹ گیا۔ بانو اب پل سے گزر رہی تھی جس کے نیچے ایک نہر بہہ رہی تھی۔ پل کے دوسری طرف امرا کے پتھروں سے بنے مکانات نظر آرہے تھے۔ اور ان کے پیچھے بھی سرسبز پہاڑیاں تھیں جو آہستہ آہستہ سفید پہاڑوں میں بدل جاتی تھیں۔ وہ خوبصورت مناظر دیکھتی پل سے گزر رہی تھی۔ اس کے قریب سے کچھ لوگ پیدل گزر رہے تھے اور کچھ تانگوں، گھوڑوں اور رتھوں پر سفر کر رہے تھے۔ پل سے اتر کر وہ بائیں طرف مڑ گئی اور ایک سڑک پر چلنے لگی جو کچھ آگے تک کچی تھی لیکن پھر اس پر پتھر لگے نظر آنے لگتے تھے کیونکہ وہ راستہ محل کہ طرف جارہا تھا۔ یہاں سے سپاہیوں کا پہرہ بھی نظر آنے لگا تھا اور آدھ کوس دور ایک بلند فصیل نظر آرہی تھی۔ وہ دریا

سے لے کر پہاڑیوں کے شروع ہونے تک پھیلی ہوئی تھی اور اس کے پار محل کی اونچی عمارت اور دو مینار نظر آرہے تھے۔ وہ کئی ایکڑ پر پھیلا ایک سنگ مرمر سے سجاخو بصورت محل تھا۔ بیرونی فصیل کے دو اطراف ساتھ ساتھ شاہی وزیروں کیلئے پر تعیش مکانات تھے۔ جبکہ محل کے پچھلی جانب غلاموں کے مکانات تھے جہاں ان کے بیوی بچے بھی ہوتے تھے۔ پھر اندرونی فصیل آتی جو نسبتاً کم بند تھی۔ اس میں داخل ہو تو شاہی محل کی عمارت آدھ میل دور نظر آتی۔ اس عمارت کے ارد گرد وسیع سرسبز احاطے پھیلے تھے۔ کچھ باغوں کی الے حصے میں ایک بڑا سا و صورت میں تھے۔ محل کے بالکل سامنے تالاب تھا جس پر ایک چھوٹا سا پل تھا۔ اس پل سے گزر کر محل کی رہائشی عمارت تک پہنچا جاسکتا تھا۔

اس عمارت کے تین حصے تھے درمیانی حصے کی پانچ منزلیں تھیں۔ اس کے دائیں بائیں موجود عمارتوں کی تین تین منزلیں۔ جن میں کئی

کمرے، برآمدے، بارہ دریاں، درتچے اور چھتیں تھیں۔ تینوں حصوں کی تیسری منزلیں پل نما راہداریوں سے ایک دوسرے سے جڑتی تھیں۔ محل کا درمیانی حصہ بادشاہ اور ملاؤں کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ دایاں حصہ شہزادے اور شہزادیوں کیلئے مختص تھا اور بائیاں حصہ بادشاہ اور اس کے مصاحبوں کیلئے خاص تھا۔ وقت پڑنے پر اس کی اوپری دو منزلیں مہمان خانے کیلئے استعمال ہوتی تھیں۔ وہ پتھروں کی روش پر چلتی فصیل کے بڑے سے دروازے پر پہنچی جہاں سپاہیوں کا ایک دستہ موجود تھا۔ اس فصیل میں آٹھ دروازے تھے اور فصیل کے اوپر بھر مورچے بنے تھے جن میں ماہر تیر انداز بیٹھے تھے۔ سپاہی اسے ایک دو دفعہ یہاں سے گزرتے پہلے بھی دیکھ چکے تھے۔ تھوڑی دیر پوچھ گچھ کرنے کے بعد اسے اندر جانے کی اجازت دے دی گئی۔ وہ مسکرا کر آگے بڑھ گئی۔ اب وہ جس روش پر چل رہی تھی وہ اندرونی فصیل میں بنے داخلی دروازے کی طرف

جاتی تھی دائیں بائیں دیکھنے پر شاہی وزیروں کے گھر شروع ہوتے نظر آتے۔ وہ اندرونی فصیل سے داخل ہوئی تو خوبصورت سے محل کا سامنے والا حصہ اس کی نظروں میں آیا۔ تالاب پر بناپل عبور کر کے وہ محل کی درمیانی عمارت کی طرف آئی۔ لیکن اس کا رخ درمیانی دروازے کی طرف نہیں تھا کیونکہ وہ بادشاہ کے دربار میں براہ راست کھلتا تھا۔ دربار ایک بڑے سے ہال پر مشتمل تھا جس کے سامنے والی دیوار میں تخت لگا تھا اور اطراف کی دیواروں کے ساتھ کرسیاں لگی تھیں۔ دربار کے پیچھے بادشاہ کے رہائش کی جگہ تھی۔ وہ منزل قصر سلطان کہلاتی تھی۔ وہاں کوئی بھی ملکہ یا ان کے بچے مستقل نہیں رہ سکتے تھے۔ وہ صرف بادشاہ کیلئے مخصوص تھا۔ البتہ اس کے محافظ اور غلاموں کے کمرے بھی وہیں تھے۔ قصر سلطان میں بھی ایک خاص جگہ بادشاہ کیلئے تنہا تھی۔ اس جگہ پر بادشاہ کا کمرہ، غسل خانہ، کتب خانہ، بعام خانہ اور باغیچہ تھا۔ اس کے ارد گرد ایک

دیوار بنا کر پھر غلاموں کے کمرے آتے تھے۔ قصر سلطان کے درمیانی دروازے کے ارد گرد دو چھوٹے دروازے بھی تھے جن کے آگے راہداریں تھیں۔ وہ راہداریاں دربار میں اور بادشاہ کے رہائشی حصے میں بھی کھلتی تھیں اور ان راہداریوں سے سیڑھیاں اوپری منزلوں کی طرف بھی جاتی تھیں۔ دوسری منزل ملکہ منزل کہلاتی تھی جس میں دو مکائیں اور ان کی کنیزیں رہتی تھیں۔ تیسری منزل مہر منزل کہلاتی تھی جس میں ملکہ مہر ماہ کاراج تھا۔ اس کے برابر والی عمارت کی تیسری منزل نیلی منزل کہلاتی تھی جس میں شہزادہ نیلو فر رہتی تھی اور چلی دو منزلوں میں شہزادہ عصفہ اور اس کے بہن بھائی رہتے تھے۔

وہ دائیں طرف والے دروازے سے راہداری میں داخل ہوئی اور آگے بڑھنے لگی۔ محل کے اس حصے میں زیادہ مرد ملازموں کے ساتھ ساتھ کنیزیں اور خوجہ سرا بھی نظر آرہے تھے۔ ہر کوئی اپنے اپنے کام

میں لگا ہوا تھا۔ وہ دلچسپی سے ہر چیز کو دیکھتی چل رہی تھی۔ اس بار سے بے خبر کہ وہ راہداری میں داخل ہونے سے پہلے شہزادی نیلو فر کی نظر میں آچکی ہے۔

وہ گلابی رنگ کی ایک ریشمی فراک میں ملبوس تھی جس پر ایک قبا بھی تھی۔ سر پر ماتھا پیٹی بندھی تھی جو اس کی خوبصورتی کو دو آتشہ بنا رہی تھی۔ اس کے قریب حرم اور دونوں کنیزیں مؤدب سی کھڑی تھیں۔

یہ ملکہ سے ملنے آئی ہے؟" اس نے پرسوچ انداز میں پوچھا۔ "جی۔ لگتا تو یہی ہے" حرم نے جواب دیا۔ نیلو فر کچھ کہے بغیر مڑی اور "سیڑھیوں کی جانب تیزی سے بڑھی۔

شہزادی! "حرم اس کے پیچھے لپکی۔ دونوں کنیزوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ اس کا محافظ دستہ بھی اس کے پیچھے گیا جس میں چار سپاہی شامل ہوتے تھے اور اس کے قریب ہی کسی دیوار کی اوٹ میں رہتے

تھے تاکہ خطرے میں بروقت اس کی حفاظت کی جاسکے۔ البتہ اس کیلئے بیس محافظ مختص تھے۔

شہزادی نیلوفر سیڑھیوں سے اتنی تیزی سے اتر رہی تھی کہ گمان ہوتا تھا وہ اڑتی ہوئی نیچے آرہی ہے۔ حرم اسے پیچھے سے آہستہ چلنے کی ہدایتیں کر رہی تھیں۔ باقی ملازمائیں بھی پریشانی سے اس کیلئے دعا کر رہی تھیں کہ اسے چوٹ نہ لگے۔ سیڑھیوں کے قریب سے آٹھ کنیزوں کا ایک ہجوم گزر رہا تھا۔ وہ بھی اسے دیکھ کر رک گئیں اور جھک کر تعظیم پیش کی۔ جب نیلوفر سیڑھیوں سے دوسری منزل تک پہنچ گئی تب سب کی جان میں جان آئی۔ پھر وہ ملکہ منزل پر آئی۔ بانو بھی سیڑھیوں کے ذریعے وہاں پہنچ چکی تھی۔ شہزادی تیزی سے چلتی اس کے سامنے نمودار ہوئی۔ بانو شہزادی کو دیکھ کر بری طرح ٹھٹھکی اور رک گئی۔ تاہم اس نے گھٹنوں کو خم دیا اور ذرا سا جھک کر اسے تعظیم پیش کی۔

تم پہلے بھی یہاں ایک دو دفعہ آچکی ہو۔ اس بار بھی ملکہ مہرماہ سے "ملنے آئی ہو کیا؟" شہزادی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ بانو نے سر ہلایا۔

"جی شہزادی۔ ملکہ کیلئے زیورات لائی ہوں"

ہمیں دکھاؤ کیسے زیورات ہیں "شہزادی نے حکم جاری کیا۔ بانو گھبرا گئی لیکن اس کے حکم سے انکار نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے صندوقچی کھول کے شہزادی کی جانب بڑھادی۔ حرم نے صندوقچی پکڑ لی۔ نیلو فرنے دلچسپی سے زیورات کو دیکھا۔ وہ واقعی خوبصورت تھے۔

یہ ہمیں چاہیں۔ تم ملکہ کیلئے نئے بنالینا "نیلو فرنے صندوقچی لے لی۔" میں آپ کو اس سے بھی خوبصورت بنا کر دوں گی۔ یہ ملکہ کیلئے ماپ "کے ہیں اور میں نے ان سے وعدہ کیا تھا۔" بانو نے منمننا کر کہا۔ نیلو فر نے اسے خفگی سے گھورا۔ اسے انکار پسند نہیں تھا۔

کیا تم جانتی ہو ہم تمہارے انکار پر تمہیں کیا سزا دے سکتے ہیں؟ "وہ" غضب ناک لہجے میں بولی تھی۔ اس کی آواز ملکہ مہرماہ کی خاص ملازمہ سدرہ نے سن لی تھی جو بانو کو ہی لینے آئی تھی اور اسے شہزادی نیلو فر کے سامنے پھنسا دیکھ کر اٹے پیروں بھاگتی ملکہ کو اس کی اطلاع کرنے چلی گئی تھی۔

مجھ پر رحم کریں شہزادی۔ "وہ سر جھکا کے بولی تھی۔" ٹھیک ہے۔ اگر سات دنوں میں تم نے ہمیں اس سے خوبصورت "زیور نہ بنا کر دیے تو ہم تب تمہیں سزا دیں گے۔" نیلو فر نے شان بے نیازی سے کہا اور باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اب باغات کی سیر کرنا چاہتی تھی۔ اس کی کنیزیں اور محافظ حسب معمول اس کے ساتھ تھے

حسن کی دیوی کہلانے والی ملکہ مہرماہ، سیاہ پیروں تک آتی لمبی فراق میں لپٹی اپنے کمرے میں بانو کی منتظر تھی۔ اس کا لباس کئی تہوں پر

مشتعل تھا اور آدھا فرش پر بکھرا ہوا تھا۔ وہ جتنی حسین تھی اتنی ہی پروقار بھی تھی اور کسی کی ہمت نہیں تھی کہ ایک لمحے سے زیادہ اس کے چہرے کی طرف دیکھ سکتا۔ اس کی سامنے آتے ہی نگاہیں جھک جایا کرتی تھیں لیکن دل اسے دیکھنے کو شدت سے خواہش کرتے تھے۔ وہ بتیس سال کی تھی۔ اس کے حسن کا چرچا دور دور تک پھیلا ہوا تھا لیکن بہت کم لوگ اسے دیکھنے کا شرف حاصل کر سکے تھے اور جو اسے ایک دفعہ دیکھ لیتے باقیوں کے سامنے اس کے پر نور حسن کی تعریفوں کے پل باندھتے ہی نظر آتے تھے۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑی بظاہر اپنے عکس پر نظریں جمائے ہوئے تھی لیکن اس کے ذہن میں کچھ اور ہی چل رہا تھا۔ اس وقت وہ اپنے کمرہ خاص میں اکیلی تھی۔ اس کی تمام کنیزیں ایک ملحقہ کمرے میں تھیں جو ایک تالی پر حاضر ہو جاتی تھیں۔ اس کے جانباز محافظ بھی اس کے خاص کمرے، یوآن خانے، طعم خانے اور کھلی چھت پر ہر جگہ گیلے ہوئے تھے۔ دو

محافظ اس کے دروازے کے باہر بھی موجود تھے۔ وہ صرف اتنے خوش نصیب تھے کہ ملکہ کے قریب رہتے تھے لیکن وہ بھی ملکہ کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ وہ کمرے سے باہر آتے ہی چہرے پر نقاب گرالیا کرتی تھی۔ اگرچہ اس کا آدھا چہرہ نظر آتا تھا لیکن اس کے محافظوں میں اتنی جرات نہیں تھی کہ نظریں اٹھا کر اس کے چہرے کو ایک نظر دیکھ لیتے۔ انہیں صرف ملکہ کیلئے جان لینا اور دینا سکھایا گیا تھا۔ وہ دل و جان سے اس کیلئے ہر وقت تیار بھی رہتے تھے۔ وہ تنہائی پسند تھی اور سدرہ کو بھی زیادہ دیر اپنے کمرے میں رہنے نہیں دیتی تھی۔ جب ضرورت پڑتی تبھی بلاتی تھی لیکن سدرہ پھر بھی خود کو خوشنصیب سمجھتی تھی جو اس ملکہ کی خاص کنیز تھی جس کو دیکھے بغیر ایک زمانہ اس کا دیوانہ تھا۔ ا

ملکہ! میں اندر آنے کی اجازت چاہتی ہو "کمرے کے دروازے پر"
سدرہ کی آواز پریشان سی آواز ابھری تو وہ چونکی۔

آجاؤ۔" اس کی آواز نرم بھی تھی اور پختہ بھی تھی۔ وہ دروازے کی طرف مڑتی بولی تھی۔ سدرہ اندر داخل ہوئی اور تیزی سے گھٹنوں کو خم دیتی اسے تعظیم پیش کرنے کے بعد سیدھی ہوئی۔

"کیا بات ہے سدرہ۔ پریشان کیوں لگ رہی ہو؟"

ملکہ! بانو آپ کیلئے جوزیور کی صندوقچی لائی تھی شہزادی نیلو فرنے " اس سے لے لی ہے۔

کیا؟" ملکہ کو سخت تشویش ہوئی۔

تو تم یہاں کیوں آگئی۔ جاؤ لے کر آؤ۔ اسے کسی کے ہاتھ نہیں لگنا " چاہیے۔ "وہ بے چینی سے بولی تھی۔ سدرہ الٹے پیروں پھر باہر بھاگی تھی۔ بانو کی جان خلاصی ہوتے دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی تھی۔ وہ اسے لے کر ملکہ کے کمرے میں اجازت لینے کے بعد داخل ہوئیں۔ ملکہ اپنی مسہری پر ایک شان بے نیازی سے براجمان ہو چکی تھی جس کے ارد گرد جالی دار پردے لگے تھے۔

دونوں نے جھک کر ملکہ کو تعظیم پیش کی۔

"خادمہ نے اپنا وعدہ پورا کرنے یہاں حاضر ہوئی ہے۔"

ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا۔" ملکہ نے کہہ کے سدرہ کو دیکھا۔ اس نے

بانو سے صندوقچی لے لی اور ملکہ کے قریب جا کر پنچوں کے بل نیچے

بیٹھتی گود میں صندوقچی رکھ کر کھولنے لگی۔ صندوقچی میں موجود

خوبصورت زیورات سے ملکہ کو کوئی مطلب نہیں تھا۔ سدرہ نے

زیورات نکال کر ملکہ قریب پڑی ایک چھوٹی سی تپائی پر رکھے اور

صندوقچی کے نچلے حصے سے ایک گتا باہر نکالا جس کے نیچے ایک خط

بغیر تہ کے پڑا تھا۔ ملکہ نے تیزی سے وہ خط خود ہی اٹھالیا لیکن وہ خط

خالی تھا۔ ملکہ نے سدرہ کو دیکھا

دیا جلاؤ۔" اس نے کہا تو سدرہ تیزی سے اٹھ کر طاقے سے ایک

چراغ اٹھالائی اور تپائی پر رکھ کر ماچس سے اسے جلا دیا۔ ملکہ نے صفحے کو

دیے کی لو کے قریب کیا۔

مجھے دیجیے ملکہ! "سدرہ نے کہا لیکن اس نے نفی میں سر ہلایا اور خود " ہی کام کو جاری رکھا۔ صفحے پر آہستہ آہستہ لفظ ابھرنے لگے۔ وہ دو پیروں پر مشتمل ایک مختصر ساخت تھا۔

حفر کی ملکہ کو میری طرف سے سلام۔ سب سے پہلے آپ کے اس " احسان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر مشکل وقت میں کیا۔ میں وعدہ کرتا ہوں وقت آنے پر اس احسان کا بدلہ ضرور چکاؤں گا۔ آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ میں اس وقت حفر کے جنوبی جنگل " میں ہوں۔

اس سطر پر آکر ملکہ کے چہرے پر پریشانی نمودار ہوئی۔ اس جنگل میں تو ڈاکوؤں کا بسیرا تھا۔ وہ کیوں ادھر چلا گیا تھا۔

ڈاکوؤں کا ایک گروہ میری اطاعت قبول کر کے میرے ساتھ " تعاون کرنے کی حامی بھر چکا ہے۔ اور پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ میں یہاں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت مطلوب چاہتا ہوں۔

"خدا حافظ۔ آپ کا احسان مند۔"

ملکہ نے پورا خط پڑھنے کے بعد ایک گہری سانس لی اور کسی سوچ میں گم ہو گئی۔ یہ خط شہزادہ حیان کی طرف سے اسے موصول ہوا تھا جو شاہ حفر سے بغاوت کر چکا تھا۔ شاہ حفر جو شہزادہ حیان کا سگا چچا تھا اس کے دشمن تھا۔ اس نے شہزادہ حیان کو مروانے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن ملکہ نے اسے بچا کر ایک منصوبے کے تحت محل سے دور بھیج دیا۔ شاہ ظہیر نے فوج کی ایک تعداد کو اس کی تلاشی پر لگا دیا تھا۔ ریاست میں جگہ جگہ اس کی تلاش ہو رہی تھی۔ اور ملکہ جانتی تھی وہ اس وقت کہاں تھا۔ اس نے حیان کو یہاں سے بھیجتے وقت کرواتے وقت یہی تاکید کی تھی کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے اسے اپنے بارے میں بتائے گا۔ شہزادہ حیان بھی جانتا تھا شاہ ظہیر سے بدلہ لینے کیلئے اسے ملکہ کی ضرورت ہے سو اس نے انہیں محل دے جانے کے ایک ماہ بعد اپنی خیریت لکھ بھیجی تھی۔ اس نے ایسے انداز میں خط لکھا تھا کہ

کوئی نہیں جان سکتا تھا ملکہ کو کس نے خط بھیجا۔ تاکہ اگر خط پکڑا جاتا تو ملکہ پر بات نہ آئے۔

ملکہ نے کچھ دیر بعد سوچوں سے باہر آ کر بانو کی طرف دیکھا اور چھوٹی سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔ بانو اس کی اس ننھی سی مسکراہٹ میں گم ہو کر رہ گئی۔

تم نے ہمارا بہت اہم کام کیا ہے۔ کہو انعام میں کیا چاہتی ہو؟ "اس" کا انداز شاہانہ تھا جو اس پر بہت بچ رہا تھا۔

ملکہ مجھ سے خوش ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے اور کچھ نہیں چاہیے "وہ" عقیدت سے بولی تھی۔ وہی نہیں سارا حقرا اس سے عقیدت رکھتا تھا حالانکہ اکثر لوگوں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔

نہیں۔ ہم تمہیں انعام ضرور دیں گے۔ "ملکہ نے کہتے ہوئے اپنی گردن سے ہیروں کا جگمگانا زک ساہارا اتارا جس کی قیمت بانو کے لائے گئے زیورات سے کئی گنا زیادہ تھی بانو کی طرف بڑھا دیا۔ وہ

دنگ کھڑی رہ گئی تھی۔ سدرہ نے ہار ملکہ کے ہاتھ سے لے کر بانو کو دیا تو وہ ہوش میں آئی۔

"ملکہ! یہ تو بہت قیمتی ہے۔"

تم سے زیادہ نہیں "ملکہ نے اسے ایک اور مسکراہٹ سے نوازا۔" اس کا دل خوشی سے پھولے نہ سما یا۔ وہ ملکہ ہونے کے ساتھ ساتھ لفظوں کا جادو بھی خوب چلانا جانتی تھی۔ اس کی آنکھوں کی چمک اور لبوں کی مسکراہٹ دونوں دیکھنے والے کو اپنی سحر میں گم کر لیتے تھے۔ بانو بھی اس سحر میں گم مسکرائی تھی۔

"میرے لائق کوئی اور حکم ہو تو فرمائیے"

نہیں۔ اب تم خود کو اس معاملے سے لا تعلق سمجھو۔ تمہارے زیور"

ہمیں پسند آئیں ہیں۔ ہم انہیں ضرور پہنیں گے۔ اس کیلئے ہم تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ "ملکہ نے زیور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ بانو کا بس نہیں چلتا تھا کیسے اس کی عنایتوں کا شکریہ ادا کرتی۔ وہ اس کے

ہاتھ پر بوسہ دینا چاہتی تھی لیکن اپنی خواہش کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ ملکہ سے لیا ہار قیمتی اثاثے کی طرح اپنے کپڑوں میں چھپا کے وہ ملکہ کے کمرے سے نکلی تھی۔ اس کے لبوں پر مچلتی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی

کیمسٹری آف آرگینک کمپاؤنڈ کا پیریڈ تھا۔ لیکچرار حسب معمول لیٹ تھی۔ کلاس میں ایک طرف دو قطاروں میں لڑکے بیٹھے تھے اور دوسری طرف لڑکیاں بیٹھی تھیں۔ لڑکیوں کی نسبت لڑکوں کی طرف سے باتوں کی آواز زیادہ آرہی تھی۔

دعائیسری قطار میں نیناں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس کی دوسری طرف عائشہ بیٹھی تھی۔ عائشہ اور دعا پڑھائی کے مطلق بات کر رہی تھیں جبکہ نیناں کتاب میں دعا کی ڈائری رکھے وہ سینئر پڑھنے میں مگن تھی

جو وہ اب تک لکھ چکی تھی۔ دفعتاً لیکچرار کلاس میں داخل ہوئی۔ ہر طرف ہل چلی مچی لیکن نیناں نے ایک انچ بھی ہلنا گوارا نہ کیا۔ لیکچرار آگئی ہیں۔ "دعا نے اسے ٹھوکہ دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ باقی " سب بھی ٹیچر کو سلام کرنے کیلئے کھڑے ہو چکے تھے۔ نیناں ڈائری سے نظریں ہٹائے بغیر دھیرے دھیرے اٹھی تھی۔ آخری سین ختم ہونے والا تھا۔ وہ اس سے پہلے اپنا دھیان نہیں بٹانا چاہتی تھی۔ بیٹھ جائیں " درمیانی عمر کی موٹی سی لیکچرار نے کڑک دار آواز میں " کہا تو سب بیٹھ گئے۔ نیناں جیسے کھڑی ہوئی تھی ایسے ہی بیٹھ گئی۔ بس کر دو۔ تم ضرور کسی دن میرا بھانڈا پھوڑو گی " دعا نے اس سے " ڈائری کھینچنے کی کوشش کرتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا تھا۔ ایک منٹ یار۔ کھا نہیں جاؤں گی " نیناں نے چڑ کر کہتے سین کا " آخری حصہ مکمل کیا۔ اور دعا کو ڈائری ایسے واپس کی جیسے بہت بڑا

احسان کیا۔ دعا نے بھی اس کا احسان قبول کیا اور ڈائری بیگ میں گھسائی۔

اپنی اسائنمنٹس جمع کروائیں۔" لیکچرار نے کہا تو دعا کو یاد آیا اس نے "نیناں کو کہا تھا وہ اس اسائنمنٹ بنائے۔ اس نے نیناں کو دیکھا۔

"میری اسائنمنٹ؟"

"حوصلہ رکھو۔ بنوائی ہے"

"مطلب تم نے خود نہیں بنائی۔"

ہاں۔ میرے پاس وقت کم تھا۔" اس نے کندھے اچکائے اور اس کے ہاتھ میں ایک فائل رکھی۔ دعا نے فائل کھول کر دیکھی تو اس کا منہ صدمے سے کھل گیا۔

اتنی گندی رائٹنگ تو میری بھی نہیں۔ لیکچرار مجھے پہلے ہی رائٹنگ "ٹھیک کرنے کا نوٹس دے چکی ہیں۔" اس نے روہانسا ہوتے کہا۔

کوئی نہیں یار۔ سب کی ایسی ہی رائٹنگ ہے آجکل۔ "نیناں نے"

اسے تسلی دینے کی کوشش کی لیکن اس کی رونی صورت ٹھیک نہ ہوئی۔ ایک لڑکی سب کی اسائنمنٹس کو لیکٹ کر کے لے گئی اور ڈائریز پر رکھ دیا۔ اسی وقت لڑکوں کے سی آر نے بھی لڑکوں سے لی گئی

اسائنمنٹس پیچر کے سامنے رکھی تھیں۔ دونوں کی نگاہیں ایک لمحے کیلئے ملیں اور مسکراہٹ دباتے وہ اپنی اپنی سیٹوں کی جانب چل دیے

دیکھا میں نے کہا نہیں تھا ان کا چکر چل رہا ہے۔ "نیناں نے دعا سے"

کہا

چپ کرو یار۔ میں اس وقت ٹینشن میں ہوں۔ "دعا کو اپنی کی ٹینشن"

کھائے جا رہی تھی

الہا کرے تمہیں لیکچرار باہر نکال دے "نیناں نے اس کے لفٹ نہ"

کروانے پر جل کر کہا۔

اگر گئی تو تمہیں بھی ساتھ لے کر جاؤں گی "دعا نے دانت کچکچاتے " کہا تھا۔ جلد ہی لیکچرار تک اس کی اسائنمنٹ پہنچ گئیں۔ رائٹنگ دیکھ کر ان کے ماتھے پر بل پڑے۔ نظریں اسائنمنٹ کے شروع میں لکھے نام پر پڑیں تو پارہ مزید ہائی ہوا۔

دعا میڈم! سٹینڈ اپ۔ "وہ خاصے طنزیہ لہجے میں بولی تھیں۔ دعا " مرے مرے انداز میں اٹھی تھی۔ اگلی قطار میں بیٹھی اجالا کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ اسے دعا کے ساتھ براہوتے دیکھ کر دلی خوشی ہوتی تھی۔ نہ جانے کیوں۔

میں نے آپ کو رائٹنگ بہتر کرنے کا کہا تھا۔ آپ نے مزید بگاڑ لی۔ " کیا آپ نے طے کر لیا ہے کہ اس کے الٹ ہی کرنا ہے جو میں کہوں۔ اتنی گندی رائٹنگ۔ " لیکچرار کافی غصے میں تھی۔ وہ ساری کلاس کے سامنے اپنی بے عزتی یو تھ دیکھ کر شرمندگی سے سر جھکا گئی تھی۔ یقیناً سب اس کو ڈانٹ پڑنے پر دل ہی دل میں ہنس رہے ہوں گے۔ اگر

کوئی اور لیکچرار ہوتی تو منہ پھاڑ کر ہنسنے سے دریغ نہ کرتے۔ یہ سخت لیکچرار تھی سو احتیاط کر رہے تھے

ٹیچر ڈانٹتے ہوئے ورک پلٹ کر بھی دیکھ رہی تھی۔ ایک جگہ وہ ٹھٹھکی۔ اس پیج سے رائٹنگ چینج ہو رہی تھی اور وہ بھی گندی تھی لیکن اس کا سٹائل مختلف تھا۔

ایک منٹ؟ یہ آپ نے خود لکھی ہے؟ "ٹیچر نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ دعا نے تھوک نگلا اور نیناں کو دیکھا۔ اس کی یہی حرکت نیناں کو بھی لے ڈوبی۔ ٹیچر سمجھی نیناں نے اسائنمنٹ لکھی ہے۔"

سٹیڈ آپ نیناں "ان کی گرجدار آواز گونجی۔ نیناں تو ایک پل کیلئے سانس روک گئی۔ پھر ہوائیاں اڑاتے چہرے کے ساتھ اٹھی۔ یہ آپ نے لکھ کر دی اسے؟ "ٹیچر نے اسائنمنٹ ہوا میں لہرائی۔"

جی میم۔ "اس نے تردید نہ کی۔ اگر وہ یہ کہتی کہ میں نے بھی کسی" اور سے لکھوا کر دی بلکہ ایک نہیں دو لڑکیوں سے لکھوائی تو لیکچرار نجانے اس کا کیا حال کرتی۔

"وجہ پوچھ سکتی ہوں"

جی میم۔ "اس نے معصومیت کے ریکارڈ توڑے۔ ٹیچر نے دانت پیسے۔ جی میم کہنے کی بجائے وہ ڈائریکٹ وجہ بھی بتا سکتی تھی۔" تو پھر بولو۔ کیوں کی یہ مہربانی۔"

اس کی طبیعت خراب تھی۔ سر بہت درد کر رہا تھا۔ میں نے سوچا "اس کی مدد کر دیتی ہوں۔ مجھے اپنی بھی لکھنی تھی سو تیزی میں گندی لکھ دی" اس نے سر جھکائے بتایا۔

گڈ۔ کیا رحم دلی ہے۔ آدھی آپ نے لکھی تو باقی کس نے لکھی؟ "ٹیچر نے پوچھا تو وہ بوکھلائی

وہ.... وہ میری ایک دوست ہے ہاسٹل کی۔ "اس نے ایسے ظاہر کیا"
جیسے وہ لڑکی اس کلاس کی نہیں۔ ورنہ وہ بھی دھری جاتی۔
حیرت ہے۔ ہمارے زمانے میں تو ایسے غم گسار نہیں ملتے تھے ""
لیکچرار نے طنزیہ کہتے اسائنمنٹ ڈائری پر پٹنی اور ان دونوں کو گھورا
گیٹ آؤٹ آف مائی کلاس۔ "اگلے ہی لمحے لیکچرار نے فرمان جاری"
کیا۔ دعا نے احتجاج کرنا چاہا لیکن نیناں نے اس کا ہاتھ دبایا اور وہ دونوں
خاموشی سے باہر نکل گئیں۔ اجالا نے محظوظ مسکراہٹ کے ساتھ دعا
جو باہر جاتے دیکھا تھا اور دعا کی بھی ایک نظر اس کی محظوظ مسکراہٹ
پر گئی تھی۔ وہ ہمیشہ کی طرح الجھ گئی تھی۔ وہ شکل سے بہت
خوبصورت تھی۔ دعا کو وہ صورت نے لحاظ سے پسند تھی لیکن اس کی
سیرت کیسی تھی دعا نہیں جانتی تھی نہ اس نے کبھی جاننے کی کوشش
کی۔ وہ تو اس سے زیادہ بات بھی نہیں کرتی تھی لیکن اسے اجالا سے
کچھ عجیب سی فیئلنگز آتی تھیں۔

تمہاری وجہ سے ہوا یہ سب۔ کیا تھا جو تم خود ہی میری اسائنمنٹ لکھ " دیتی۔ ساری کلاس کے سامنے بے عزتی کروادی۔ تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں " باہر نکلتے ہی دعا پھٹ پڑی اور اسے مارنے کو لپکی۔ بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا۔ میری وجہ سے تمہیں فری وقت مل گیا۔ اب عیش کرو۔ ماریوں رہی ہو "نیناں نے اس بک کو پکڑ کر سائیڈ پر کیا جو دعائے اسے مارنے کیلئے بلند کی تھی۔ اس عیش کا کیا فائدہ جو اتنی بے عزتی کے بعد ملے۔ "دعا کہہ کر منہ " بناتی آگے بڑھ گئی

اچھا سنو تو "نیناں اس کے پیچھے بھاگی تبھی کاریڈور کے موڑ کے " قریب اس کی ٹکڑ کسی سے ہو گئی۔ نیناں گرنے ہی والی تھی کہ مقابل نے اسے سہارا دینے کے لیے اس کا بازو تھاما۔ نیناں نے سنبھل کر اسے دیکھا تو حلق تک کڑوا ہو گیا۔ خرگوش کی شکل والے لڑکے کی مسکراہٹ کانوں تک پھیلی ہوئی تھی اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ ناک

کے آخری کنارے تک آچکا تھا۔ وہ نعمان تھا جسے نیناں پر کرش تھا۔
لیکن نیناں کو وہ زہر لگتا تھا۔ وہ اس کے آئیڈیل سے بالکل مختلف تھا۔
دعا کی ہنسی پر نیناں نے غصے سے لال پہلی ہوتے نعمان کے منہ پر
کتاب دے ماری۔ عینک نعمان کے ناک پر لگی۔ وہ کراہ کر رہ گیا۔
آئیندہ ہیر و بننے کی کوشش بھی کی نا تو قیمہ بنا دوں گی تمہارا "نیناں"
اسے غصے سے سناتی آگے بڑھ گئی۔ پیچھے سے نعمان کی آنکھوں سے
موٹے موٹے آنسو نیچے گرے تھے۔ آہ یہ عشق۔ ایسے ہی رلاتا ہے۔
ہر کسی کو رلاتا ہے۔ وہ خود کو خود ہی چپ کر واتا آگے چل پڑھا۔

اور کیا دیکھنے کو باقی ہے

آپ سے دل لگا کے دیکھ لیا ہے

جاسم کب آئے گا "نیلو فر شہزادی کے لب ادا سی سے ہلے تھے۔ وہ"
ایک باغ میں حرم کے ساتھ ٹھہل رہی تھی۔ جاسم شاہ ظہیر کے ساتھ

ایک دورے پر گیا ہوا تھا اور اس کے ایک محافظ دستے کی قیادت کر رہا تھا۔

ابھی بادشاہ سلامت کے آنے میں چند دن باقی ہیں۔ وہ بھی ان کے "ساتھ ہی لوٹے گا۔"

وہ جان بوجھ کر ہم سے دور گیا ہے۔ ہم سے جان چھڑوانے کیلئے اس "نے ایسا کیا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں" شہزادی نے غصے سے کہا۔
ایسا نہیں ہے شہزادی! بادشاہ کے مشیر خاص نے جاسم کو محافظ "دستے کی سربراہی کیلئے خود چنا تھا۔" حرم نے ہر چار کی طرح اس کی حمایت کی۔

یہ تم کیا ہر وقت اس کی حمایت کرتی رہتی ہو۔ تمہارا دل تو نہیں آگیا "اس پر۔ اگر ایسا ہے تو یاد رکھنا ہم اپنے ہاتھوں سے تمہاری جان لیں گے" شہزادی نے اسے شکی نگاہوں سے گھورا۔

کیسی بات کر رہیں ہیں شہزادی! میں ایسی لگتی ہوں آپ کو؟ آپ " کیلیے جان دے سکتی ہوں میں اور آپ مجھ پر شک کر رہی ہیں " وہ شاکی لہجے میں بولی تھی۔ شہزادی کو دل میں شرمندگی محسوس ہوئی لیکن اس نے چہرے سے ظاہر نہ ہونے دی شک نہیں کر رہے۔ خبردار کر رہے ہیں۔ " وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی " تھی

خموش اے دل!، بھری محفل میں چلنا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں
عاسل کو حاضر کرو۔ " ملکہ نے ایک خط لکھنے کے بعد اپنی سدرہ کو " حکم دیا۔ عاسل بھی اسی کی طرح ملکہ کا خاص محافظ تھا۔ وہ بہادری اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا اور کئی دلوں کی دھڑکن تھا۔ لیکن اس کا اپنا دل ملکہ کے سحر میں نجانے کب سے جکڑا ہوا تھا۔ اس نے

پہلی بار ملکہ کی صرف آنکھوں کو دیکھا تھا تب سے اس کے عشق میں پاگل تھا۔ لیکن اس کا عشق پر زور سمندر کی لہروں کی طرح نہیں تھا بلکہ اس نے ہمیشہ سے اپنے اس جذبے کو چھپا کر رکھا تھا۔ ملکہ اس کی محبت کو وفا سمجھتی تھی جو ایک غلام اپنے مالک سے کرتا ہے۔ وہ اس کی آنکھوں میں کبھی دیکھ نہیں پائی تھی کیونکہ اس کی آنکھیں ملکہ کے سامنے جھکی رہتی تھیں۔ وہ ملکہ کے محافظ دستے کا سربراہ تھا اور کئی بار اپنی جان پر کھیل کر ملکہ کو بچا چکا تھا۔ ملکہ اس پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ کرتی تھی۔

غلام حاضری کی اجازت چاہتا ہے۔ "پردے کے پیچھے رکتے ہوئے" خوبصورت غلام نے اپنی ملکہ سے پوچھا تھا۔

آجاؤ۔ "ملکہ کی مترنم آواز گو نجی اس کے دل کے تار چھیڑ گئی۔ وہ" خود کو سنبھالتا کمرے میں داخل ہوا۔ ملکہ مسہری پر اپنی ازلی شان سے

براجمان تھی۔ لیکن وہ صرف ملکہ کے پاؤں ہی دیکھ سکا تھا۔ اس نے
کورنش بجالاتے ملکہ کو تعظیم پیش کی
"ملکہ حفر پر سلامتی ہو۔"

تم پر بھی۔ ہمارے پاس تمہارے لیے ایک نہایت اہم کام ہے "ملکہ"
نے خط کو طے کرتے ہوئے کہا تھا۔ سدرہ اس کے قریب ہی کھڑی
تھی جس کی نظریں عاسل پر جمی تھیں۔ جس طرح عاسل ملکہ کو چاہتا
تھا اسی طرح سدرہ اسے چاہتی تھی۔ وہ معنی خیز انداز میں اپنی محبت کا
اظہار بھی کر چکی تھی لیکن عاسل پر ملکہ کے سحر کے علاوہ اور کچھ اثر
انداز نہیں ہو سکتا تھا۔

حکم کیجیے ملکہ حضور "وہ پختہ لہجے میں بولا۔"
ہم جس مہم پر تمہیں اس دفعہ بھیج رہے ہیں وہ لمبی بھی ہو سکتی ہے "
اور تمہیں احتیاط کرنے کی بہت ضرورت ہوگی۔ ہم جانتے ہیں تم نے
" ہمیں کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ لیکن یہ مہم الگ ہے۔"

ملکہ کیلئے جان بھی حاضر ہے۔ "وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا لیکن ملکہ " کیا جانتی تھی کہ اس کے ان الفاظ میں کتنی تڑپ تھی

یہ خط تمہیں شہزادہ حیان تک پہنچانا ہے۔ "ملکہ نے خط سدرہ کی " طرف بڑھایا اور سدرہ نے خط اس کی طرف بڑھا دیا۔

شہزادہ حیان جنوبی جنگل میں مقیم ہیں۔ یہ جو کچھ ہم تمہیں کہہ " رہے ہیں کسی اور کو معلوم نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کسی دشمن سے سامنا ہو جائے تو اس خط کو ضائع کر دینا اور شہزادہ حیان سے مل کر اسے میرے طرف سے سلام کہنا۔ اسے مدد کی ضرورت ہے۔ تم اس کی ہر ممکن مدد کرو گے۔ فوج میں سے خفیہ طریقے سے سپاہی ان تک پہنچاؤ "ملکہ نے حکم جاری کیا۔

جیسے آپ کا حکم۔ "وہ ایک دفعہ پھر ملکہ کو تعظیم پیش کرتا کمرے " سے نکل گیا تھا۔ اور کچھ لوگوں سے ملنے کے بعد وہ اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار کو بھگاتا حمان سے باہر نکل رہا تھا۔

سراپا حُسن بن جاتا ہے جس کے حُسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسیںوں میں
اس نے خود کو ایک خوبصورت منظر میں دیکھا تھا۔ اس کے سامنے
شفاف پانی کی ندی بہہ رہی تھی۔ ایک چھوٹی سے پہاڑی سے آبشار
بہت آہستگی سے اس میں گر رہی تھی۔ آبشار کے پیچھے ایک غار کا دہانہ
تھا۔ ایک نازک سا وجود اس آبشار سے نکل کر اس کے سامنے آیا تھا۔
وہ کوئی پری تھی یا لڑکی۔ وہ فرق نہیں کر پایا تھا۔ وہ سفید رنگ کی
چمکتی فراک میں ملبوس تھی۔ اس کے ہاتھوں میں ایک چراغ تھا۔
خوبرو چہرہ اس چراغ کی روشنی سے سنہری لگ رہا تھا۔ چہرے کے گرد
ہالہ کیے بال کندھوں کو ڈھانپنے ہوئے تھے۔ وہ واقعی خوبصورت
تھی جس سے لگ رہی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ وہ تو بس اتنا
جانتا تھا کہ خوبصورتی کی تعریف وہ ہے۔ اس لڑکی کے علاوہ ہر منظر

مدھم ہو گیا تھا۔ اسے لگا وہ اس لڑکی کو بہت پہلے سے جانتا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا محبت کیا ہے لیکن وہ لڑکی اسے اپنے دل میں اترتی دیکھنے میں مگن تھا جب اچانک د محسوس ہوئی تھی۔ وہ مبہوت سا اسے اس کی آنکھ کھل گئی۔ شہر رنگ آنکھیں، ماتھے پر بکھرے سنہری بال، مغرور ناک ہلکی سی مونچھوں تلے خوبصورت لب اور سفید رنگ کے بیضوی چہرے پر مونچھوں کی طرح کی ہلکی سی داڑھی اسے بیک وقت خوبصورت اور بارعب دکھاتی تھی۔ اس کی آنکھوں میں زہانت اور معصومیت ایک ساتھ دیکھی جاسکتی تھی۔ چہرے پر سنجیدگی اور خفگی جب ایک ساتھ ابھرتی تو لگتا سا زمانہ خفا خفا سا ہو۔ جب وہ مسکراتا تو ہر چیز مسکرا نے لگتی۔ اور جب وہ بولتا تو سارے ماحول پر چھا جاتا۔

اس نے پلکیں جھپکتے دروازے کو گھورا جسے کوئی مسلسل بجا رہا تھا۔ اس نے وجیہہ چہرے پر ناگوار آئی۔ اس نے سست انداز میں کمبل

پیچھے ہٹایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ مضبوط قدم اور چوڑے شانے یہ ظاہر کرتے کہ اس نے جوانی کڑی تربیت میں گزاری ہے۔ سیاہ رنگ کی قبا اس کے کندھوں سے گرتی پیروں تک آرہی تھی جس میں وہ کوئی عربی شہزادہ لگ رہا تھا۔ جوتے پہن کر وہ سر اور گردن پر ہاتھ پھیرتا دروازے تک آیا اور اسے کھولا۔ اس کے سامنے ایک ادھیڑ عمر شخص کھڑا تھا جو اسے دیکھتے ہی تعظیم کیلئے جھکا۔

غلامی معافی کا خواستگار ہے شہزادہ معظم۔ لیکن ایک اہم بات آپ کے حضور عرض کرنی تھی "ادھیڑ عمر شخص سیدھا ہوتا ہوا بولا۔

اتنی لمبی تمہید مت باندھا کرو حام۔ جلدی سے کہا کرو جو کہنا ہو۔ تم" جانتے ہو مجھے ان لاقوتوں سابقوں سے سخت چڑ ہے۔ کسی دن میرے عتاب تلے آ جاؤ گے اسی وجہ سے۔ "وہ سخت بیزار دکھائی دیتا تھا۔

غلام نے معافی مانگنے کیلئے لب کھولے لیکن پھر ارادہ ترک کر دیا۔ کیا پتہ تھا اسی بات پر شہزادے کا عتاب نازل ہو جاتا۔

مجھے لگتا ہے مغرب کی طرف سے کوئی آرہا ہے۔ میں نے ابھی کچھ " دیر پہلے زمین سے کان لگا کر آوازیں سنی ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق دس پندرہ گھوڑے ہیں۔ " غلام کی زبان پر شہزادے کی خوبصورت پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھریں۔

مغرب کی طرف سے تو شیر شاہ کے خانہ بدوش ہی آسکتے ہیں۔ " " شہزادہ حیان نے کہتے اپنے زہن میں حساب لگایا کہ اس کے پاس کتنے لوگ تھے۔ جنگل کے اس گھنے حصے میں تقریباً چھ مرد اور تین عورتیں اس کی ساتھی تھیں۔ وہ ڈاکوؤں کا ایک گروہ تھا جو اس کا حامی تھا۔ وہ ایک خانی بدوش ڈاکوؤں کے گروہ کو ختم کر کے جنگل میں اپنے لیے جگہ بنا پایا تھا۔ وہ جانتا تھا خانہ بدوش اس سے بدلہ لینے ضرور آئیں گے۔ وہ شیر شاہ کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور اپنا بدلہ چھوڑتے نہیں تھے۔ ان کے لوگوں کو مار کر شہزادہ حیان نے ایک بہت بڑی مشکل کو لبیک کہا تھا۔ لیکن وہ زیادہ پریشان نہیں تھا۔

سب مردوں کو یہاں بلاؤ۔ جلدی۔ "اس نے کہا اور دروازہ بند کرتا"

غسل خانے کی طرف بڑھا۔ جب تک تمام مرد اس کے کمرے کے سامنے پہنچے وہ چہرے پر پانی کے چھپا کے مار چکا تھا اور چہرہ خشک کرتے باہر آیا تھا۔ اس نے کچھ دیر لوگوں کو آنے والی مصیبت سے نمٹنے کیلئے منصوبہ سمجھایا اور حان کو وہیں عورتوں کے پاس چھوڑ کر ٹھکانے سے ذرا آگے آگیا۔ تین لوگ گھسنے درختوں کی اونچے تنوں پر تیر کمان لے کر بیٹھ گئے۔ اور تین لوگ اپنے گھوڑوں پر شہزادے کے ساتھ رک گئے۔ شہزادہ بھی گھوڑے پر بیٹھا تھا۔ وہ اب ایک جنگی لباس میں ملبوس تھا۔ اس لباس کا رنگ سیاہ تھا۔ وہ چمڑے کا بنا تھا۔ اس کی قمیض گھٹنوں سے ذرا اوپر تک تھی جس کے گرد بیلٹ تھا۔ بیلٹ اس کی کمر کے گرد کسا ہوا تھا جس میں تلوار کی میان لگی تھی۔ چمڑے کے ہی لمبے بوٹ اس کے گھٹنوں سے ذرا نیچے تک تھے۔ اس نے سر کر تھ کی چست پتلون کے پائے ان میں چھپے ہوئے

پگڑی کی طرح ایک کپڑے سے ڈھانپ کر اسی کا ایک پہلو چہرے پر نقاب کی صورت ڈالا ہوا تھا۔ وہ کسی پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ حفر کا باغی شہزادہ ہے۔ اس کی عقاب جیسی تیز نگاہیں سامنے جمیں تھیں۔

دور سے چند گھڑ سوار ان کی طرف بڑھتے نظر آرہے تھے۔ وہ ان کی آن میں ہی ان کے قریب پہنچ گئے۔ سب سے آگے والے گھر سوار نے شہزادے کے سامنے پہنچ کر اپنے گھوڑے کی بھاگ کھینچ دی۔ گھوڑا ہنہنایا اور اپنی سامنے والی دونوں ٹانگیں اٹھا دیں۔ اس پر بیٹھا جوان شخص خانہ بدوشوں کے مخصوص لباس میں تھا۔ جو گھیردار شلوار اور کھلی سی قمیض پر مشتمل تھا۔ اس کے سر پر بلوچی طرز کی بڑی سی پگڑی تھی اور اس کے کپڑے سے ہی چہرے پر نقاب ڈالا گیا تھا۔ اس کی سیاہ رنگ آنکھیں بھی معمولی نہیں لگ رہی تھیں۔ وہ سرد

نگاہوں سے اپنے سامنے موجود سیاہ پوش کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے
ساتھی بھی اس کی تقلید کرتے گھوڑے اس کے آس پاس روک چکے
تھے۔ حام نے درست اندازہ لگایا تھا۔ وہ دس پندرہ کے درمیان
تھے۔

کون ہو تم؟ "خانہ بدوشوں کے سردار رضیٰ نے کرخت لہجے میں "
شہزادے سے پوچھا
یہ سوال مجھے تم سے پوچھنا چاہیے۔ تم میرے علاقے میں آئے ہو۔"
حیان نے کہا تو وہ چونکا۔
"تم باز ہونا۔ جس نے میرے قبیلے کے لوگوں کو قتل کیا ہے"
وہ ڈاکو تھے۔ انہیں کسی نہ کسی لڑائی میں مرنا ہی تھا۔ "حیان نے"
کندھے اچکائے۔

ہاں لیکن تم شاید جانتے نہیں ہم جنگجو قبیلے سے ہیں۔ ہم اپنا بدلہ "
نہیں چھوڑتے۔ ان ڈاکوؤں میں میرا ایک دوست بھی تھا۔ اس کا بدلہ

لینے کیلئے میں، سردار ار ترضیٰ خود تمہارے سامنے حاضر ہوں " ار ترضیٰ نے چبا چبا کر کہا۔ حیان نے بھنویں اچکائیں۔ جنگجو قبیلوں کا سردار خود اس سے بدلہ لینے آیا تھا۔ ان کا تو ہر مرد لڑائی بھڑائی میں مہارت رکھتا تھا اور وہ تو پھر ایک سردار تھا۔ وہ بہترین میں سے بھی بہتر تھا۔ حیان کیلئے وہ ایک سخت حریف ثابت ہونے والا تھا۔ لیکن حیان بھی کم نہیں تھا۔ وہ ار ترضیٰ کے رعب میں ذرا بھی نہیں آیا تھا۔ تو کیا تمہیں لگتا ہے میں تمہاری حاضری قبول کر لوں گا؟ مجھ سے " بدلہ لینا تمہارے لیے آسان نہیں ہوگا۔ " حیان کے سکون میں فرق نہیں پڑا

آسان نہیں تو نا ممکن بھی نہیں۔ میں جانتا ہوں تم لڑائی میں اچھے " ہو۔ میں تمہیں مقابلے کے دعوت دیتا ہوں۔ اگر میں جیت گیا تو تمہیں مار کر اپنے دوست کا بدلہ لے لوں گا اور اگر ہار گیا تو تم مجھے مار سکتے ہو " ار ترضیٰ نے کڑی شرائط پیش کیں۔

ٹھیک ہے۔ لیکن جب تک ہمارے مقابلے کا انجام نہیں ہوگا۔"

میرے اور تمہارے ساتھیوں کے درمیان لڑائی نہیں ہوگی "حیان نے کہا تو ار ترضیٰ نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا۔ اس کی آنکھ کا ایک اشارہ ہی کافی تھا۔ اس کے ساتھی پیچھے ہٹ گئے۔ حیان کے تین ساتھی بھی تذبذب میں پڑے پیچھے ہٹنے لگے۔ حیان اور ار ترضیٰ آمنے سامنے آ گئے۔ دونوں نے میان سے تلواریں نکال لیں تھیں۔ ایک ہاتھ میں گھوڑے کی بھاگیں سنبھالے وہ ایک دوسرے پر نظریں جمائے آگے بڑھے تھے۔ تلوار سے تلوار ٹکرائی تھی اور فضا میں بکھیرتی جھنکار نے اعلان کر دیا کہ ایک خونی کھیل شروع ہو چکا ہے۔ مقابلہ سخت تھا اور برابر کا بھی تھا۔ دونوں ہار ماننے والے نہیں تھے۔ گھوڑا کو پھرتی سے اپنے حریف کی طرف موڑتے تلوار سے بچاؤ کرتے اور جوابی وار کرتے وہ سانسیں روک دینے والا منظر پیش کر رہے تھے۔ ان کے ہاتھ کہ کون جیتے رسا تھی دم بخود کھڑے تھے۔ انہیں اندازہ نہیں ہو

گا۔ دونوں بہت اعتماد سے کر رہے تھے۔ لیکن ارتضیٰ کی آنکھوں میں غرور تھا۔ اور ہوتا بھی کیوں نا۔ برسوں کی محنت نے اسے یہ غرور دیا تھا۔ وہ آج تک جس کے مقابلے میں آیا تھا جیتا تھا۔ لیکن وہ آج تک حیان کے مقابلے میں نہیں آیا تھا جسے خدا نے غیر معمولی شجاعت سے نوازا تھا۔ اس نے کبھی غرور نہیں کیا تھا۔ وہ بظاہر بہت نرم دل اور معصوم لگتا تھا لیکن کوئی نہیں جانتا تھا اس کے اندر ایک جلتا ہوا آتش فشاں ہے۔ کبھی کبھی اس آتش فشاں کے شعلے حیان کی آنکھوں میں بھی نظر آ جاتے تھے لیکن فی الحال وہ نارمل تھا اور پر سکون انداز میں سردار کا مقابلہ کر رہا تھا۔ جبکہ ارتضیٰ کو اب غصہ آنے لگا تھا۔ اس کے سامنے اتنی دیر کبھی کوئی ٹک بھی نہیں پایا تھا۔ وہ کون تھا جو ابھی تک اس کے مقابلے میں موجود تھا اور اسے ایک زخم بھی نہیں لگا تھا۔ غصے میں اس کے حملے جنونی ہو گئے۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر حیان کی طرف پلٹتا تھا اور تلوار سے تلوار ٹکراتی تھی۔

حیان نے دفاعی انداز اپنالیا۔ وہ جو شیلے انداز میں لڑنے کی بجائے
ذہانت سے لڑتا تھا۔ موقع کی مناسبت سے دفاعی انداز بھی اپنالیتا تھا
اور جب موقع ملتا اسے ضائع نہیں کرتا تھا۔ یہی گرا سے سکھایا گیا تھا۔
حیان کے ساتھ اس کے ٹھنڈا پڑنے پر مایوس ہونے لگے تھے۔ ہوا
رکی ہوئی تھی۔ ان کے ارد گرد جیسے ہر چیز رک کر اس مقابلے کو دیکھ
رہی تھی۔ اچانک حیان کو ایک موقع ملا اور اس نے اس کا بھرپور فائدہ
اٹھایا۔ اس کی تلوار ارتضیٰ کے کندھے کو چھوتی گھوڑے کی گردن پر
پڑی تھی۔ ارتضیٰ کو گہرا زخم نہیں لگا تھا لیکن گھوڑا بے کار ہو چکا تھا۔
ارتضیٰ گرتے گھوڑے سے اتر گیا تھا۔ حیان کو بھی اب گھوڑے سے
اترنا پڑا۔ ان کے گرد لوگوں نے گہری سانسیں لیتے پھر سے دونوں
لڑاکوں پر نظریں جمادیں۔ وہ اب آمنے سامنے کھڑے لڑ رہے تھے۔
ان کے رخ بار بار بدل رہے تھے۔ اب دونوں کے حملوں میں تیزی
تھی۔ تلواریں بجلی کی طرح حرکت کر رہی تھیں۔ اسی طرح ان کے

جسموں میں بھی خون تیزی سے حرکت کر رہا تھا۔ وہ پسینے میں شرابور ہو چکے تھے۔ لیکن وہاں پر وا کسے تھی۔ اچانک ارتضیٰ کی تلوار حیان کے کندھے پر لگی اور سینے تک جلد چیرتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ دل تھام گئے۔ حیان بروقت پیچھے ہٹ گیا تھا۔ زخم گہرا نہیں تھا۔ اس کے حملوں میں کمی نہیں آئی۔ اگلے چند لمحوں میں وہ ایک خاص انداز میں ارتضیٰ کی تلوار کے گرد اپنی تلوار گھماتا اس کے ہاتھ سے تلوار اڑا گیا تھا۔ سردار کے ہاتھ پر حیان کی تلوار ایسے انداز میں پڑی تھی کہ اس کے ہاتھ کی ہڈیاں جھنجھناٹھی تھیں۔ تلوار چھوڑنے کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔ جیسے ہی تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری وہ ساکت ہو گیا۔ اور اگلے ہی لمحے حیان کی تلوار کی نوک اس کی گردن کو چھو رہی تھی۔

اتنی جلدی نہیں۔ "سردار کی غیرت نے ہار گوارا نہیں کی۔ وہ" تیزی سے پیچھے ہٹا گھوما اور ایک ٹانگ گھمائی۔ حیان بھی تیزی سے

پیچھے ہٹا۔ اس نے تلوار خود ہی ایک طرف پھینکی۔ اب وہ خالی ہاتھ لڑنے والے تھے۔ ار تضحیٰ ہی آگے بڑھا۔ حیان نے اس کے مکے اپنے بازوؤں پر روکے۔ اس کا خون مزید تیزی سے بہنے لگا۔ اس نے بھی جوابی مکے مارے۔ ایک مکار تضحیٰ کے چہرے پر لگا۔ وہ ایک قدم لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔ حیان نے اسے دوبارہ خود پر حاوی ہونے کا موقع نہیں دیا۔ اس نے گھوم کر ایک ٹانگ ار تضحیٰ کی طرف بڑھایا۔ وہ تیزی سے ایک قدم مزید پیچھے ہٹا۔ حیان نے ر کے بغیر دوسری ٹانگ گھمائی اور اس کا پاؤں ار تضحیٰ کے سینے پر پڑا۔ وہ کمر کے بل پیچھے گرا۔ حیان جانتا تھا وہ اب بھی سنبھلنے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ چوکس سا آگے بڑھا تو توقع کے مطابق ار تضحیٰ کی ٹانگ اسے ٹھوکر مارنے کو آگے بڑھی۔ اگر حیان فتح کے نشے میں بے پرواہ ہو کر آگے بڑھتا تو اس کی فتح ہار میں تبدیل ہوتے وقت نہیں لگنا تھا لیکن لڑائی کے دوران دشمن کی طاقت کا وہ اندازہ رکھتا تھا۔ وہ ار تضحیٰ کی ٹانگ کو پکڑ

کر گھوما۔ اگر ار ترضی تیزی سے زمین پر نہ گھومتا تو اس کی ٹانگ ٹاٹ
سکتی تھی۔ اب اس کا رخ نیچے تھا۔ حیان اس کی ٹانگ چھوڑ کر اس کی
گردن کے گرد بازو ڈال چکا تھا۔ ار ترضی نے اس کے شکنجے سے نکلنے کی
کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اسے اب اندازہ ہو چکا تھا دنیا میں وہ
اکیلا ہی ماہر لڑاکا نہیں تھا۔ اس کا غرور ٹوٹا تھا۔ چہرہ شکست کی ذلت
اور سانس رکنے سے سرخ تھا۔
اگر تم چاہو تو میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں " اس کی کمر پر گٹھنے "
ٹکائے وہ سرگوشی میں بولا۔
میرے لیے ہار سے بہتر موت ہے۔ " ار ترضی غصے سے خود کو "
چھڑوانے کی کوشش کرتا بولا تھا۔ وہ جانتا بھی تھا ایسے اس کی گردن
ٹوٹ سکتی ہے لیکن وہ جنونی تھا۔ لیکن حیان نہیں۔ وہ جانتا تھا اگر وہ
بات بڑھاتا تو اس کے ساتھ مفت میں مارے جاتے۔ جبکہ وہ تعداد
میں کم بھی تھے اور ار ترضی کے پاس دگنی تعداد تھی۔

لیکن میں تمہیں زندہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ "حیان نے بردباری کا" ثبوت دیتے ار ترضیٰ کو چھوڑ دیا اور پیچھے ہٹ گیا۔ ار ترضیٰ کو سمجھ نہ آیا کیا کرے۔ اگر ہارنے کے بعد حملہ کرتا تو بزدل کہلاتا۔ اور حیان پر اتنا غصہ آرہا تھا کہ دل کر رہا تھا ایک ہی وار میں اس کی گردن اتار دے۔ اگر اس کی جیت ہوتی تو وہ ایسا کر بھی چکا ہوتا۔ شاید اسی لیے وہ ہار ا تھا۔ وہ چت لیٹ کر آنکھیں بند کرتا گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ حیان نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔

میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ "اس کی آواز پر" ار ترضیٰ نے آنکھیں کھولیں۔ اور اسے شرر بار نظروں سے گھورا۔ میں اپنے دوست کے قاتل کو کبھی دوست تسلیم نہیں کر سکتا۔ "اس نے حیان کا ہاتھ جھٹک دیا۔ حیان مسکرایا۔ ار ترضیٰ کے دو ساتھیوں نے آگے آکر اسے اٹھنے میں مدد دینی کی کوشش کی۔ لیکن

اس نے مدد قبول نہیں کی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اب وہ حیان کے روبرو تھا۔

کاش تم مجھے مار دیتے۔ مر بھی جاتا تو اپنے دوست کے سامنے "شرمندہ تو نہ ہوتا۔ یہ کہنے کے قابل تو ہوتا بدلہ نہیں لے سکا لیکن تمہارے لیے زندگی ہار آیا ہوں" سردار نے اشتعال سے حیان کو دیکھتا سوچ رہا تھا۔

زندگی فالتو چیز نہیں ہے۔ سمجھو تم نے اپنے دوست کا بدلہ لے لیا "ہے۔ اپنے قبیلے لوٹ جاؤ۔ تمہارے لوگوں کو تمہاری ضرورت ہے۔" حیان نے نے ار ترضیٰ کا کندھا تھپکا۔

میرے دوست کی بھی اس کے گھر والوں کو ضرورت تھی۔ "وہ تلخ" لہجے میں بولا۔

فالتو تو میں بھی نہیں۔ کسی کو میری بھی ضرورت ہو سکتی ہے۔ "حیان کی آنکھیں مسکرائیں۔

پہل تمہارے قبیلے کے لوگوں نے کی۔ میں نے صرف دفاع کیا۔"

اگر غلط کیا تو سزا بھگت چکا ہوں۔" حیان کا اشارہ ابھی ہونے والے

مقابلے کی طرف تھا۔ سردار نے گہری سانس لی۔ باز کی اتنی بڑی

غلطی بھی نہیں تھی جتنی اسے لگ رہی تھی لیکن وہ اس کے دوست کو

قاتل تھا۔ وہ شاید کبھی بھی اس سے دوستی نہیں کر سکتا تھا۔

تم یہ سزا ساری زندگی کیلئے بھگتتے رہو گے۔ ہم جب بھی ملیں گے"

ہماری تلواریں آپس میں ٹکرائیں گی اور تم ہمیشہ مجھے اپنے جانی دشمن

کی صورت میں دیکھو گے" وہ مغرور لہجے میں بولا اور اپنے ساتھیوں

کی طرف دیکھا۔

باز کو چھوڑ کر اس کے سب ساتھیوں کو ختم کر دو" اس نے سفاکی

سے حکم دیا۔ حیان کے ماتھے پر بل پڑے۔ اس صورتحال سے بچنے

کیلئے ہی تو وہ فیاضی سے کام لے رہا تھا۔ اگر وہ ارتضیٰ کو مار بھی دیتا تو

اسی کا نقصان ہوتا۔

تمہیں کیا لگتا ہے یہ آسان ہو گا تمہارے لیے؟ "اس نے سر دلہجے " میں ار ترضیٰ سے پوچھا۔ پھر اسے بولنے کا موقع دیے بغیر بول پڑا۔ یہاں موجود تمام درختوں پر میرے ساتھی تیر کمان لیے بیٹھے ہیں۔ " تم میں سے ہر ایک ان کے نشانے پر ہے۔ میرا تمہیں یہی مشورہ ہو گا انتقام لینے کا ارادہ ملتوی کر دو۔ " حیان کے چہرے میں استہزاء نہیں تھا لیکن ار ترضیٰ کو بہت بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔ اگر میں تمہارے مشورے پر عمل نہ کروں تو؟ " ار ترضیٰ نے کہا تو " حیان کو اپنے ساتھیوں کیلئے تشویش ہوئی۔ وہ یہ سب ان کیلئے ہی تو کر رہا تھا۔ خود تو اسے یقین تھا وہ کسی نہ کسی طرح بچ کر نکل سکتا ہے۔ تو مجبوراً مجھے تم لوگوں کو ختم کرنا پڑے گا۔ پھر تمہارے باقی ساتھی " تم لوگوں کا بدلہ لینے آجائیں گے۔ میں ناقابل شکست ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا لیکن جب تک زندہ رہا تمہارے قبیلے کو میرے ہاتھوں نقصان پہنچتا رہے گا۔ " لہجہ پر یقین تھا۔ اس سے پہلے کہ ار ترضیٰ غصے

سے بھڑکتا ایک گھڑ سوار نے ان دونوں کی توجہ اپنی طرف کھینچی جو ایک طرف سے ان کے قریب آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر نقاب تھا۔ لیکن ان کے قریب گھوڑا روک کر وہ نیچے اترتا اس نے چہرے سے نقاب اتار دیا۔ وہ عاسل تھا۔ حیان اور سردار دونوں اسے پہچان گئے تھے۔ حیان اسے ملکہ کے خاص محافظ کے طور پر جانتا تھا جس نے محل سے اس کے فرار میں مدد کی تھی۔ اور ار ترضی کیلئے وہ ایک دوست کی حیثیت رکھتا تھا۔ عاسل اسی کے جنگجو قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ عاسل بھی سردار ار ترضی کو پہچان گیا تھا لیکن حیان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا

اسلام علیکم "اس نے معاملے کو سمجھنے کی کوشش کرتے دونوں کو" مشترکہ سلام کیا۔

وعلیکم۔ تم یہاں کیسے آئے؟ "ایک نظر ار ترضی پر ڈالتے اس نے" محتاط انداز میں کہا۔ ار ترضی کو ان کی شناسائی پر حیرت ہوئی۔

آپ کیلئے ایک اہم پیغام لایا تھا۔ "حیان نے اپنے ایک ساتھی کی" طرف دیکھا۔

اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔ "حیان نے کہا" تو عاسل تذبذب میں پڑ گیا۔ وہ ار ترضیٰ سے بھی بات کرنا چاہتا تھا۔ ایسی بھی کیا غلامی عاسل! اپنے دوست کو بھی نہ پہچانا۔ "ار ترضیٰ نے" تلخ لہجے میں کہا تو عاسل گڑ بڑا گیا۔ واقعی وہ ملکہ مہرماہ کی غلامی میں سب کچھ بھلا چکا تھا۔ اگر حیان ملکہ کے حوالے سے اس کیلئے اہم نہ ہوتا تو وہ اس کی بجائے ار ترضیٰ کو ترجیح دیتا۔ لیکن اب وہ مجبور تھا۔ یہ تمہارا دوست ہے؟ "حیان نے تعجب سے پوچھا۔" جی۔ "عاسل ار ترضیٰ سے نظریں چراتا بولا"

اوہ تو پھر اپنے اس کم عقل دوست کو سمجھاؤ مجھ سے بدلہ لینے کا ارادہ" فی الحال چھوڑ دے۔ "حیان نے شکر کا سانس لیا کہ کوئی ثالث آیا۔ عاسل نے حیرت سے ار ترضیٰ کو دیکھا۔

اگر تم نے اس کی حمایت کی تو میری دوستی سے ہاتھ دو بیٹھو گے۔"

ار ترضیٰ نے اس کی طرف انگلی اٹھاتے کہا۔

مجھے اس سے بات کرنے دیں "وہ حیان سے کہہ کر سردار ار ترضیٰ کا"

بازو پکڑ کر ایک طرف لے گیا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا وہ بے تکلف دوست ہیں۔

ار ترضیٰ! یہ کیا کر رہے ہو تم۔ تمہیں پتہ ہے وہ کون ہیں؟ "عاسل"

نے اسے ڈپٹنے والے انداز میں کہا۔

"دیکھا تم وہی کر رہے ہو جس سے میں تمہیں منع کر چکا ہوں"

یار میں نہیں کر رہا کسی کی حمایت۔ بس تمہیں عقل سے کام لینے کی"

ہدایت کر رہا ہوں۔ اگر تم سردار ہو تو وہ شہزادہ ہے۔ "عاسل نے کہا

تو اس نے حیرت سے دور کھڑے حیان کو دیکھا۔

حفر کا شہزادہ؟ "اس نے عاسل سے پوچھا"

ہاں۔ شاہ حفر سے ان کی کوئی دشمنی چل پڑی ہے جس کی وجہ اب وہ " اس جنگل میں مقیم ہیں اور بہت جلد پوری طاقت کے ساتھ حفر پر قبضہ کر لیں گے۔ ملکہ کی حمایت بھی ان کے ساتھ ہے۔ اور تم جانتے ہو ملکہ کی اہمیت میرے لیے کیا ہے۔ انہی کے حکم پر میں یہاں آیا تھا۔ یہ باتیں رازداری کی ہیں لیکن تم میرے دوست ہو۔ تمہیں وضاحت دینے کیلئے سب بتایا۔ اب مجھ پر احسان عظیم کرتے ہوئے جو بھی دشمنی ہے اسے ختم کرو۔ "عاسل نے تفصیل بتا کر آخر پر منت کی۔ اس کی بات کے دوران سردار کی نظریں حیان پر ہی جمی رہی تھیں۔

چلو فی الحال کیلئے اس کا پیچھا چھوڑ دیتا ہوں لیکن اس نے میرے ایک " دوست کا قتل کیا ہے اس کا بدلہ لے کر رہوں گا " ار تضحیٰ نے کہا تو عاسل نے اسے گھورا۔

تمہارا وہ دوست ڈاکو ہی ہو گا۔ اگر شہزادے نے اسے قتل کیا ہے تو " بلا وجہ نہیں کیا ہو گا۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ وہ ظالم نہیں ہیں لیکن جو ان پر وار کرے انہیں روکنے کا ہنر جانتے ہیں " عاسل نے کہا تو ار تضحیٰ نے منہ بنایا۔

اس کی تعریفیں سننے سے بہتر ہے میں یہاں سے چلا جاؤں۔ تم کرو " چاکری اس کی۔ " وہ طنز کر کے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بھی جانتا تھا عاسل ملکہ سے عشق میں کتنا آگے نکل چکا ہے۔ اس کیلئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

اوہ شکر لڑائی رک گئی۔ ورنہ مجھے تو لگ رہا تھا ایک نا ایک ضرور " مرے گا۔ " نیناں نے شکر کا سانس لیتے ہوئے ڈائری سے نظریں ہٹائی تھیں۔ وہ دونوں ہو سٹل کے لان میں بیٹھی تھیں۔ ان کے ارد

گردشام کے سائے پھیل چکے تھے۔ سفید بلب لان کو خوبصورت بنا رہے تھے۔

دونوں ہیر وہیں۔ کہانی کے شروع میں ہی مار دوں تو خاک مزا آئے گا۔" دعا نے کہا۔

یہ بھی ہے۔ ان کی دشمنی دلچسپ ہے۔ میرا فیورٹ تو سردار ار تھی" ہے۔ شہزادہ حیان کول ہے اور سردار ار تھی مغرور۔ سو مجھے تو سردار ہی پسند ہے۔ میں تمہیں پہلے سے بتا رہی ہوں اسے کچھ نہیں ہونا " چاہیے آخر تک۔
" دیکھوں گی۔"

میں بھی دیکھ لوں گی تمہیں پھر "نیناں نے دانت کچکچائے۔ دعا" مسکرا دی۔

"اور یہ شیر شاہ تو تمہارے سیکٹر کا نام نہیں؟"

پاکستان کے دو تین علاقوں کا نام شیر شاہ ہے۔ گوگل میپ سے " دیکھا تھا میں نے۔

"اوہ صحیح اور یہ شہزادی نیلو فر کچھ زیادہ ہی مغرور نہیں۔"

ہاں۔ تمہارے جیسا کریکٹر رکھا ہے اس کا "دعا نے کہا تو اس کا منہ کھلا۔

کیا میں مغرور ہوں؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں۔ کبھی خود پر غور کرو تو پتہ چل جائے گا"

میرے پاس وقت نہیں اس کیلئے۔ چھوڑو اس بات کو اور یہ بتاؤ ملکہ " کی لو سٹوری عاقل کے ساتھ بنے گی؟

فی الحال تو وہ ایک غلام ہے۔ شاید کہانی کے آخر تک کوئی چانس بن جائے یا ہو سکتا ہے نہ بھی بنے۔ وفادار غلام ملکہ کیلئے جان بھی دے سکتا ہے۔

"مت مارنا پلیز۔ کیا تم کسی کو مارے بغیر کہانی مکمل نہیں کر سکتی۔"

"نہیں۔ ایک تو مرے گا چاروں ہیروز میں سے۔"

یارنہ کرونا۔ ریڈرز کے دل دکھی ہو جائیں گے۔ سوچو تو ان ہیروز"

نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ معصوم سے تو ہیں۔ "نیناں امو شئل ہو گئی۔

"معصوم لوگ مرتے نہیں ہیں کیا؟"

ہاں لیکن وہ تو حقیقت میں ہوتا ہے۔ تم اب ناول کو تو سیڈ مت کرنا۔"

"

اچھا بابا نہیں کرتی کچھ۔ اینڈ ابھی بہت دور ہے اور تم نے ابھی سے"

رونے والا منہ بنا لیا ہے "دعا نے ناک چڑھائی۔

ٹھیک ہے۔ اگر تم میرا رونے والا منہ نہیں دیکھنا چاہتی تو کسی کو"

مارنے سے باز ہی رہنا۔ اچھا یار باز سے یاد آیا باز کی ہیروئن کام نام کیا

"ہے؟"

ابھی چوز نہیں کیا کوئی۔ فی الحال سمجھو نہیں ہے۔ کچھ آگے جا کر"

"آئے گی"

تب تک بیچارہ سنگل رہے گا کیا؟ "نیناں کو شہزادہ حیان سے " ہمدردی ہوئی۔

ایسا کرو کہانی میں گھس جاؤ اور اس سے کہو شہزادے مجھے تمہارا " سنگل پن دیکھا نہیں گیا اس لیے خود تمہاری ہیر وئن بننے آگئی " دعا نے ہنستے ہوئے کہا۔

میں نے تمہیں کہانی میں گھسا دینا ہے۔ یار کیوں نہ تم اس شہزادہ " حیان کی ہیر وئن کا نام دعا رکھ دو۔ "نیناں نے اسے مشورہ دیا۔ عجیب ہی لگے گا۔ "دعا نے منہ بنایا۔ "

نہیں لگے گا۔ میں نے ایک ناول پڑھا تھا اس کی ہیر وئن کا نام رائٹر " کے نام پر ہی تھا۔

اچھا سوچوں گی۔ میرے پاس کچھ اور بھی نام ہیں۔ جو ٹھیک لگا رکھ " دوں گی۔ فی الحال ہیر وئن کی اینٹری کی ضرورت نہیں۔ "دعا نے بات ختم کی۔

شاہ حفر ظہیر اشہد اپنے ایک سیاسی حلیف راجا دیو کے محل میں کچھ دن کیلئے اس کی دعوت پر آیا ہوا تھا۔ اس وقت وہ راجا کے ساتھ ایک ہال میں بیٹھا تھا۔ اس کی عمر سینتالیس سال تھی لیکن جوان نظر آ رہا تھا۔ اس کا چہرہ بارعب تھا اور خطرناک آنکھیں سامنے ناچتی رقصاؤں پر جمی تھیں۔ وہ ایک دائرے میں بہت مہارت سے ناچ رہی تھیں۔ وہ سب راجا کے محل کی کنیزیں ہی تھیں اور ان میں سے ہر ایک راجا کی طرف سے شاہ ظہیر کو ہر رات پیش کی جا چکی تھی۔ وہ ان سب کو ایک دفعہ چھوچکا تھا اس لیے اسے ان میں دلچسپی نہیں رہی تھی۔ البتہ ان کا رقص اسے اچھا لگ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں کئی دفعہ راجا کی بہن شائلہ کی طرف بھی اٹھ رہی تھیں۔ وہ ایک خوبصورت پوشاک میں ملبوس راجا کی تین بیویوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔ وہ سانولی رنگت کی تھی لیکن اس کی خوبصورتی بہت زیادہ تھی۔ اس کی آنکھیں

ہیر کو ایسا لگ رہا تھا کہ اس نے ایسی ظ مسحور کر دینے والی تھیں۔ شاہ
خوبصورت عورت پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اس کے حرم میں تین
بیویاں تھیں۔ کئی کنیزیں ہر وقت اس کے ایک اشارے کی منتظر ہوتی
تھیں۔ وہ سب خوبصورتی میں ایک سے بڑھ ایک تھیں لیکن شاہ
ظہیر کی طلب کم نہیں ہوئی تھی اور وہ نئی سے نئی عورت کو اپنی
دسترس میں لانا اصل مردانگی سمجھتا تھا۔ اس کی اندر تک گھس جانے
والی نظروں کو شہزادی شائلہ بھی محسوس کر رہی تھی۔ اس کی گردن
فخر سے بلند تھی اور دل خوشی سے دھڑک رہا تھا لیکن چہرے پر وہ بے
نیازی سجائے ہوئے تھی۔ ایک سال پہلے جب شاہ ظہیر ان کے محل
میں آئے تھے تب اس نے انہیں دیکھا تھا۔ وہ پینتالیس سال کے
ہونے کے باوجود جاذب نظر تھے اور اس کی دل کو بھی بھاگتے تھے۔
وہ ان کی عورتوں کیلئے حوس پرستی کے بارے میں جاننے کے باوجود
ان کیلئے دل میں محسوسات رکھنے لگی تھی۔ اس بار وہ کوشش کر کے

گئی تھی۔ اور جیسے شاہ ظہیر اسے دیکھ رہے ہی شاہ ظہیر کے سامنے آ
تھے اسے یقین ہو چلا تھا وہ شادی کی پیشکش ضرور کریں گے۔ وہ جانتی
تھی اس کی شخصیت ہی اتنی پر سحر تھی کہ کوئی اس کے جادو سے بچ ہی
نہیں سکتا تھا۔ اس نے دو تین دفعہ شاہ ظہیر کی طرف ایک دلربا
مسکراہٹ بھی اچھالی تھی اور اس کے دل پر بجلیاں گرائی تھیں لیکن
اپنی مسکراہٹ سے ظاہر نہیں ہونے دیا تھا وہ ان کی طرف ملتفت
ہے۔ رقص اور موسیقی کے دوران شاہ ظہیر اور راجاد یو کے درمیان
چند باتیں بھی ہوئی تھیں۔ کنیزوں نے شراب کے جام بھی لا کر ان
کے سامنے ڈھال دیے تھے۔ انہوں نے سب کو جام پیش کیے اور
مؤدب سی پیچھے ہٹ گئیں۔ رقص ختم ہونے تک وہ شراب کے
گلاس بھی ختم کر گئے تھے۔ محفل آہستہ آہستہ برخاست ہونے لگی۔
راجاد یو شاہ ظہیر کو اپنے ساتھ لے کر مردان خانے کی طرف آگیا
جہاں زیادہ تر مرد غلام دکھائی دیتے تھے۔ وہیں راجاد یو کا خاص کمرہ

مرے کے ساتھ ایک بیٹھک تھی جہاں وہ اپنے ک بھی تھا۔
مصاحبوں اور مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر ضروری باتیں کرتا تھا۔ وہ
شاہ ظہیر کے ساتھ اس بیٹھک میں داخل ہو گیا۔ خادموں نے
دیواروں کے ساتھ لگی مشعلوں کو روشن کر دیا۔ ایک غلام نے ان کے
سامنے خاص قسم کے قہوے رکھ دیے۔ راجا نے انہیں باہر جانے کا
حکم دیا اور شاہ ظہیر کی طرف متوجہ ہوا۔
شاہ صاحب کچھ اہم کہنا چاہتے ہیں شاید "راجا نے اندازہ لگاتے"
ہوئے کہا تو شاہ ظہیر مسکرایا
تم نے ٹھیک اندازہ لگایا۔ سوچ رہا ہوں کیسے کہوں۔ "شاہ ظہیر نے"
کہہ کر قہوے کا گھونٹ بھرا۔
یہ کب سے سوچنے لگے۔ "راجا نے تعجب سے اسے دیکھا۔"
جب سے شہزادی شائلہ کو دیکھا "شاہ ظہیر نے سوچا تو اس کی"
مسکراہٹ گہری ہوئی

"سوچنا پڑتا ہے ایسے معاملوں میں۔"

معاملہ کیا ہے؟ اس محل میں آپ کے منہ سے جو لفظ نکلے گا اسے

"پورا کرنا میرا فرض ہوگا"

مجھے تم جیسے اچھے دوست سے یہی امید تھی۔ "وہ ایک پل کو رکا"

میں شہزادی شائلہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں "اس نے راجادیو کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ راجا چونکا۔ پیشانی پر ایک پل کیلئے سوچ کی لکیر ابھری۔ پھر وہ مسکرایا۔

میں تو آپ کو منع نہیں کر سکتا البتہ شہزادی سے پوچھ کر ہی کوئی " فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ "راجادیو کے دل میں بھی یہی خواہش تھی کہ اس کی بہن شاہ ظہیر کی ریاست کی ملکہ بنے۔ اس کی پہلے کتنی شادیاں ہو چکی تھیں اسے ان سے کوئی غرض نہیں تھی۔

مجھے ان کے جواب کا انتظار رہے گا۔ "شاہ ظہیر نے کمال مہارت " سے خوشی چھپاتے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔

شہزادہ حیان ملکہ کی طرف سے بھیجا گیا خط پر ہر ہاتھ اور عاقل اس کے سامنے کھڑا تھا۔ کمرے میں شہزادے کا خاص غلام حام بھی موجود تھا۔ خط پڑھنے کے بعد حیان نے سر اٹھا کر عاقل کو دیکھا پھر ہاتھ سے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا

اگر تم یہاں میری مدد کیلئے رکو گے تو ملکہ کی حفاظت کون کرے گا؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

اس کی فکر مت کیجیے شہزادہ معظم۔ میں ان کی حفاظت کے مکمل انتظامات کرنے کے بعد یہاں آیا ہوں۔ بیس محافظ ہمارے وقت ان کیلئے جان نثار کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ فوج کے ایک ہزار سپاہی ان کے وفادار ہیں۔ جو خطرے کے وقت میدان میں لائے کا سکتے ہیں۔ وہ ایک مضبوط خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ کوئی انہیں

نقصان نہیں پہنچا سکتا" عاقل نے اسے ساری تفصیل بتا کر پر یقین
لہجے میں کہا تو اس نے گہری سانس بھری۔

قسمت کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ کسی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر "
تمہاری غیر حاضری میں انہیں کچھ ہو گیا تو مجھے بہت کچھتاوا ہو گا۔
انہوں نے میرے لیے بہت کچھ کیا ہے۔" وہ سر جھکائے کچھ یاد
کرتے ہوئے بول رہا تھا۔

انہوں نے مجھے تب تک آپ کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے جب "
تک آپ حفر کے تخت پر بیٹھ نہیں جاتے۔ لیکن اگر آپ ملکہ کیلئے فکر
مند ہیں تو میں جلد چلا جاؤں گا۔ آپ کو طاقت کی ضرورت ہے۔ کل
شام تک پانچ سو لوگ یہاں پہنچ جائیں گے۔ وہ سب آپ کے وفادار
ہو گے۔ لیکن ان پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ آپ شاہ حفر کے ساتھ
مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کم از کم دس ہزار سپاہی چاہیں۔ شہر میں اس
وقت پچاس ہزار فوج موجود ہے۔ باقی ایک محاذ پر لڑنے میں

مصروف ہے۔ جب تک آپ دس ہزار سپاہی اکٹھے کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ملکہ کسی ناکسی طرح شاہ حفر کو ایک اور جنگ میں الجھا دے گی۔ شہر میں پھر دس پندرہ ہزار فوج ہی باقی رہے گی۔ آپ اس وقت آسانی سے محل پر قبضہ کر سکیں گے۔ "عاسل نے ملکہ کا منصوبہ اس کی گوش گزار کیا۔ یہ منصوبہ ملکہ نے عاسل کو خط میں بھی لکھ کر بھیجا تھا۔

منصوبہ اچھا ہے لیکن میں ایک ہی منصوبے پر انحصار نہیں کر سکتا۔ " ہمیں ایک ساتھ دو تین منصوبوں پر کام کرنا ہو گا۔ اگر ایک ناکام ہو جائے تو کوئی دوسرا راستہ پاس ہونا چاہیے " شہزادے نے کہا۔ آپ ٹھیک کہہ رہے۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی اور منصوبہ ہے تو " مجھے بھی اس سے آگاہ کر دیجیے۔ تاکہ میں ملکہ کو خبردار کر سکوں۔ کوئی خاص منصوبہ نہیں ہے۔ " وہ اٹھ کر صوفے کے ساتھ رکھے " ایک میز کی طرف پلٹا جس پر حفر اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کو

نقشہ کھلا پڑا تھا۔ پاس ہی ایک شمع روشن تھی اور شطرنج کے کچھ پیادے رکھے ہوئے تھے۔

شاہ حفر کسی سفر کے دوران بھی مارا جاسکتا ہے۔ "حیان نے شطرنج" کے بادشاہ کو اٹھالیا تھا۔ عاسل نے کچھ پل اس کے لفظوں ہر غور کیا۔ حفر کے لوگوں کو ان کے خلاف بھی کیا جاسکتا ہے۔ "عاسل نے" بھی اپنے زہن میں آیا منصوبہ بتایا تو وہ مسکرایا۔

اچھا منصوبہ ہے۔ "اس نے عاسل کو ایک نظر دیکھ کر کہا۔" بادشاہ کے مرنے کی خبر سن کر فوج بدل ہو جائے گی اور ہم لڑے بغیر بھی جنگ جیت سکتے ہیں لیکن.... بادشاہ کا بیٹا تو زندہ ہوگا۔ اسے فوراً تخت پر بٹھادیا جائے گا۔ "عاسل نے تشویش سے کہا۔

جنگ تو ہمیں ہر حال میں کرنی پڑے گی۔ جو اثر شاہ ظہیر فوج پر رکھتا ہے وہ اس کا بیٹا نہیں رکھتا۔ اگر وہ تخت پر بیٹھ بھی جائے تو زیادہ نقصان نہیں ہوگا۔ میں بس کسی بھی طرح شاہ ظہیر کو فرار نہیں

ہونے دینا چاہتا۔ جنگ میں ہار کی صورت میں وہ محل سے بھاگ سکتا ہے۔ "ہاتھ پیچھے کی طرف باندھے وہ شمع کو دیکھتا کہہ رہا تھا۔

یہ بھی ہے۔ اگر وہ فرار ہو گئے تو راج گڑھ کے راجانہ صرف انہیں "پناہ دیں گے بلکہ اپنے دوست کیلئے آپ کے مقابلے پر بھی آجائیں گے"

"عاسل نے کہا تو ایک استہزائیہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی۔

اس کی پروا نہیں۔ شاہ ظہیر کے بعد وہی میرا گلا شکار ہو گا۔"

شہزادے نے سکون سے کہتے عاسل کی طرف دیکھا۔ عاسل حیرانی سے اسے دیکھنے لگا۔

"آپ راج گڑھ پر بھی قبضے کا ارادہ رکھتے ہیں؟"

راجادیو کو میں زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر ظاہر ہے اسے مارنے کی "زحمت اٹھانے کے بعد میں اس کا تخت اس کے کسی وارث کیلئے تو نہیں چھوڑوں گا۔" شہزادے نے کندھے اچکائے۔ عاسل نے سر ہلایا۔

شاہ ظہیر پچھلے ہفتے راج گڑھ گئے تھے۔ ابھی واپس آنے والے ہی " ہوں گے۔ مجھے یقین ہے انہوں نے راجادیو سے بھی آپ کو ڈھونڈنے میں مدد مانگی ہوگی۔ بادشاہ کے کئی جاسوس آپ کی تلاش میں ہیں۔ ملکہ کے جاسوس ان کا پتہ لگا رہے ہیں۔ اگر انہیں آپ کے بارے میں کوئی خبر ملی تو وہ خبر بادشاہ تک پہنچنے سے پہلے انہیں مروادیا جائے گا لیکن اس میں سو فیصد کامیابی کے امکانات نہیں ہیں۔ آپ یہاں اپنی حفاظت کے انتظامات مکمل رکھیں۔ وقت سے پہلے جنگ " مسلط ہو سکتی ہے

مجھ پر تو کئی سالوں سے جنگ مسلط ہے۔ " شہزادہ صوفی پر واپس " بیٹھ گیا۔ عاسل لب بھینچ گیا۔ وہ جانتا تھا شہزادہ پچھلے چار سالوں سے موت کے حملوں سے بچتا آ رہا تھا۔

آپ ایک مشکل امتحان سے گزر رہے ہیں۔ میری دعا ہے اللہ آپ کو اس امتحان میں کامیاب کرے۔ " عاسل نے صدق دل سے کہا۔

آمین۔ "شہزادے نے کہہ کر حام کی طرف دیکھا"
ان کی رہائش کا بندوبست کریں۔ "اس نے حکم دیا تو غلام نے سر"
جھکا دیا۔

ملکہ مہرماہ اس وقت اپنے حجرہ خاص کے سامنے بنے ایک بڑے سے
ہال میں موجود تھی۔ اس ہال میں خوبصورت صوفوں کا ایک بڑا سا
سیٹ تھا۔ چھت پر ایک فانوس لٹک رہا تھا جس میں جلتے دیوں کی
روشنی فانوس کے رنگ برنگ شیشوں سے منعکس ہو کر ارد گرد
پھیل رہی تھیں۔ ملکہ مہرماہ کے سامنے ملکہ ایزابیللا اور ملکہ حسن آرا
بیٹھی ہوئی تھیں۔ کنیزیں خوبصورت لباسوں میں ملبوس ان کے
سامنے قسم قسم کے مشروب رکھ رہی تھیں۔ ملکہ مہرماہ کے انداز میں
ازلی بے نیازی تھی۔ اور آنکھیں بے تاثر تھیں۔ جبکہ ملکہ ایزابیللا کی
گردن غرور سے اکڑی ہوئی تھی۔ وہ بادشاہ کے ولی عہد کی ماں جو

تھی۔ وہ انگلستان سے خاص طور پر شاہ ظہیر کیلئے منگوائی گئی تھی اور بادشاہ کی چہیتی سمجھی جاتی تھی۔ ملکہ حسن آرماسی میں ایک رقصہ تھی۔ جسے بادشاہ نے اتفاقاً اپنے کسی دوست کے ہاں رقص کرتے ہ کی بیوی بننے کا اعزاز پا چکی شاہ دیکھا تھا اور پسند کیا تھا۔ وہ بھی باد تھی۔ اس کی دو بیٹیاں تھیں اور تین سال کا ایک بیٹا تھا۔ ملکہ مہرماہ کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔ سب جانتے تھے ملکہ مہرماہ اور بادشاہ کی آپس میں کبھی نہیں بنی لیکن حیرت کی بات یہ تھی ملکہ مہرماہ کے سامنے شہزادوں کی مائیں بے بس تھیں۔ بادشاہ کے حکم سے محل کا سارا نظام ملکہ مہرماہ کے ہاتھ میں تھا اور سب اس کو جواب دہ تھے۔ وہ دونوں ملاؤں سے چھوٹی تھی لیکن ان پر حکومت کر رہی تھی۔ ایزابیل نے اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی اور حسن آرانے بھی اس کا ساتھ دیا تھا لیکن پھر بدلے میں بادشاہ کو جواب دینا پڑا تھا۔ جب سے انہیں یہ پتہ چلا تھا کہ شاہ ظہیر کی پہلی بیوی حیات کو مہرماہ نے قتل کیا

تھا اور بادشاہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا تھا تو وہ دونوں اندر ہی اندر اس سے ڈرنے بھی لگی تھیں۔ حسن آرا تو اب اسے کے خلاف کچھ برا ہی لیکن ایزابیلہ میں سبھی کچھ گھمنڈ باقی تھا تو سوچنے پر بھی ڈرتی شہزادہ زیشان آگے کو نسا علم سیکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ "ملکہ مہرماہ" نے بہت اپنایت سے ایزابیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

ہم اسے اب انگلستان بھیجنے کا سوچ رہے ہیں تاکہ مختلف زبانوں پر عبور حاصل کر سکے۔ "ایزابیلہ نے فخر سے بتایا۔

یہ تو بہت اچھا فیصلہ کیا "مہرماہ مسکرائی۔ ایزابیلہ جھنجھلا گئی۔ اسے سمجھ نہیں آتی تھی مہرماہ آخر کیسی عورت ہے۔ اسے یاد نہیں تھا کہ مہرماہ نے کبھی اس سے یا حسن آرا سے حسد کیا ہو۔ وہ سخت بات بھی بڑی نرمی سے کہہ جاتی تھی۔ وہ کبھی اندازہ نہیں لگا پائی تھی کہ مہرماہ کے دل میں اس کیلئے خلش ہے یا نہیں۔ کبھی کبھی وہ اس بارے میں گھنٹوں سوچتی رہتی پھر تنگ آ کر سر جھٹک دیتی۔

ہو نہہ۔ دل ہی دل میں جلتی تو ہوگی۔ میں ولی عہد کی ماں ہوں اور "بادشاہ کے دل کی ملکہ ہوں۔ ظاہر نہیں کرتی لیکن یہ سب اسے پسند تو نہیں ہوگا۔ اوپر اوپر سے ہی معصوم بنتی ہے۔ چالاک ہے تبھی تو محل پر راج کر رہی ہے۔ نہ جانے ایسا کونسا جادو کیا ہوا ہے اس نے بادشاہ پر کہ اسے کسی بات پر باز پرس نہیں ہوتی "اب بھی ایزابیل اچڑ کر سوچ رہی تھی۔

اور آپ کی بڑی بیٹی سترہ کی ہونے والی ہے نا؟ حسن آراء "ملکہ مہر" ماہ کی حسین ساحر آنکھیں اب حسن آرا کو دیکھ رہی تھیں۔ جی۔ دو ماہ بعد سترہ کی ہو جائے گی "حسن آرا مودب سی بولی تھی۔" ایزابیل نے ناپسندیدگی سے حسن آرا کو دیکھا۔ وہ کئی بار حسن آرا کو سمجھا چکی تھی مہر ماہ کے رعب میں نہ آیا کرے لیکن اس کے سامنے آتے ہی وہ سارے سبق بھول جاتی تھی۔

اس کی شادی کے بارے میں کچھ سوچا؟" مہرماہ نے سنجیدگی سے "پوچھا۔

جی سوچ تو رہی ہوں لیکن کوئی مناسب رشتہ نہیں ہے میری نظر "میں۔

اگر کہیں تو میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں "ملکہ نے فراخ دلی سے "پیش کش کی۔ حسن آرا جھٹ سے ہاں کہنے ہی والی تھی کہ ایزابیلا نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے بولنے سے روک دیا۔ ملکہ مہرماہ نے ایزابیلا کو دیکھا۔

میری نظر میں شہزادہ عصفہ کیلئے ایک رشتہ ہے۔ آپ کو فکر کرنے "کی ضرورت نہیں۔" ایزابیلا نے کہا تو حسن آرا نے اسے حیرت سے دیکھا۔

ٹھیک ہے۔ آپ پہلے ان کا پسند کیا ہوا لڑکا دیکھ لیں۔ پھر اگر "ضرورت ہو تو مجھ سے بات کر لیجیے گا" ملکہ مہرماہ نے حسن آرا کو

طرف دیکھا۔ وہ بے اختیار سر ہلا گئی۔ اسے تو ملکہ مہرماہ کے خاندان میں ہی اپنی بیٹی کو بیاہنا تھا۔ ان میں سے وہی تھی جس کا میکا مضبوط تھا۔ وہ نواب آغا کی بیٹی تھی۔ ان کا کنٹرول حفر کے سرحدی علاقوں پر تھا۔ سرحدی علاقوں میں رہنے والے تمام لوگ ان سے عقیدت رکھتے تھے۔ وہ دشمنوں کو اس طرف والی سرحد سے اندر داخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ بادشاہ ملکہ مہر سے زبردستی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ نواب آغا کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا ورنہ ایک بہت بڑی سرحد دشمنوں کیلئے کھل سکتی تھی۔ ایزابیلہ بھی ایک غلام تھی۔ اس کے ماں باپ کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اور حسن آرا کا اپنا خاندان اس قابل نہیں تھا کہ بادشاہ کی بیٹی اس خاندان میں بیاہی جاتی۔ وہ تینوں باتیں کر رہی تھیں جب ایک دم ہل چل مچی اور ایک کنیز بھاگتی ہوئی ان کے قریب آئی

بادشاہ سلامت راج گڑھ سے واپس آگئے ہیں۔ "اس نے اطلاع" دی تو حسن آرا اور ایزابیلہ کے چہروں پر مسکراہٹ آئی لیکن مہرماہ کا چہرہ ہمیشہ کی طرح سپاٹ رہا۔

اور بادشاہ کی ساتھ ان کی نئی ملکہ بھی ہے "اس کی اگلی بات نے" دونوں ملکاؤں کے چہروں پر سے مسکراہٹ غائب کر دی۔ دل میں رقابت ابھری۔ جبکہ مہرماہ کے لبوں کا ایک کنارہ مسکراہٹ میں ڈھلا۔

ہمیں اجازت دیجیے اب۔ ملکہ "حسن آرا نے ذرا سا جھکتے کہا اور ملکہ" ایزابیلہ کے ساتھ ہال سے نکل گئی۔ ان کی کنزیر بھی تیزی سے ان کی پیچھے آ

لپکیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ ملکہ منزل کے ایک درتچے میں کھڑی نیچے دیکھ رہی تھیں جہاں بادشاہ کی بھگی آکر رکی تھی۔ بھگی کے ارد گرد غلاموں کا جمگھٹا تھا۔ بادشاہ بھگی سے نکلا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر

ایک مرمریں ہاتھ تھاما۔ ملکہ شائلہ اپنی قیمتی پوشاک سنبھالتی باہر نکل آئی۔ روش کے کناروں پر لگی مشعلوں کی روشنی میں اس کا ملکوتی حسن جگمگانے لگا۔ وہ ایزابیلہ اور حسن آزادونوں سے خوبصورت تھی۔ وہ دونوں دل مسوس کر رہ گئیں۔
اس کی ہی کسر رہ گئی تھی۔ "حسن آزادانے جلے دل کے بولے"
پھوڑے۔

یہ ملکہ مہرماہ کی ٹکر کی لگتی ہے۔ اب یہی اس کا راج ختم کرے گی۔"
دیکھ لینا "ایزابیلہ نے اندازہ لگایا۔
ہمیں کیا فائدہ۔ ایک کا راج ختم ہوا تو دوسری کا شروع ہو جائے گا۔"
جب میر ایٹا بادشاہ بنے گا تو دونوں کا راج ختم ہو جائے گا "ایزابیلہ"
کہہ کر وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

نیناں نے منہ بناتے ہوئے ڈائری بند کی تھی اور سامنے بیٹھی دعا کو گھورا جو فریج فرائز کھانے کے ساتھ ساتھ فون پر بزی تھی۔ وہ دونوں کینٹین میں ایک ٹیبل کے گرد بیٹھی ہوئی تھیں۔

شاہ ظہیر کتنا ٹھہر کی ہے۔ اتنی کنیزیں ہیں پھر بھی دل نہیں بھر رہا۔
اس کا "اس کا جلا بھنا کمینٹ سن کر دعائے اسے دیکھا۔

پرانے زمانے کے سب بادشاہ ہی ایسے تھے۔ تاریخ میں صرف دو " ایسے لوگ تھے جنہوں نے صرف ایک ایک شادی کی تھی۔ ان میں سے ایک نے تو محبت کی وجہ سے صرف ایک شادی پر اکتفا کیا جبکہ دوسرا اپنی بیوی سے ڈرتا تھا۔ باقی سب نے ایک سے زیادہ عورتوں سے تعلق رکھے۔ "دعائے اس کے نالج میں اضافہ کیا۔

شکر ہے ہم اس زمانے کے ہیں۔ میں تو اپنے والے کی آنکھیں نکال " دوں گی اگر اس نے میرے علاوہ کسی اور کو سوچا بھی تو "نیناں کے

الفاظ پیچھے کھڑے تہامی نے بھی سنے تھے۔ اس کی آنکھیں پھیلیں
تھیں۔ دعا نے اسے دیکھ کر مسکراہٹ دبائی
اور اگر اس نے کسی اور لڑکی کو دیکھا تو پھر؟ "دعا اور نیناں کے"
قریب کر سی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے تہامی نے پوچھا تو نیناں نے اسے
گھورا۔

"اس کا بھی جانکال دوں گی وہ بھی ہتھوڑی مار کر"
استغفار۔ تمہارے ہونے والے شوہر کا السی ہی حافظ ہے پھر "تہامی"
نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ وہ نیناں کا دور پار کا کزن تھا۔ خاصا ہینڈ سم تھا
لیکن بد تمیز بھی بہت تھا۔ نیناں اور اس کی کبھی نہیں بنی تھی۔ جب
بھی دونوں کا آنا سامنا ہوتا ان کی لڑائی ضرور ہوتی تھی۔
"اگر کر توت ٹھیک رکھے گا تو پھر کچھ نہیں کہوں گی اسے۔"
تم جیسی ہٹلر لڑکی سے شادی کرے گا بھی کون؟ "تہامی نے اسے"
چڑایا۔

جو بھی کرے گا تم سے سو گنا بہتر ہو گا۔ اب اپنی یہ منحوس شکل گم " " کرو یہاں سے۔ پھر نہ کہنا لڑائی میں نے شروع کی۔
نہیں کہوں گا "تہامی نے مسکرا کر کہا۔ مطلب لڑائی منظور تھی اسے"
۔نیناں نے اگلے ہی پل دعا کے سامنے پٹی چٹنی کی پیالی اٹھائی اور اس کے منہ پر الٹ دی۔

آہ..... "وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں میں مرچوں"
والی چٹنی گھس گئی۔ وہ منہ سے بے ربط الفاظ نکالتا، آنکھیں مسلتا پانی
کی تلاش میں اندھوں کی طرح دوڑ پڑا۔ دعا منہ کھولے نیناں کو دیکھ
رہی تھی جس کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔

سردار ارتضیٰ جنگل کے ایک طرف بہنے والی ندی کے ساتھ ساتھ اپنا
گھوڑا دوڑا رہا تھا۔ اس کے ساتھ بھی اس کے پیچھے تھے۔ گھوڑے
تیزی سے بھاگتے ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ اچانک

سردار ار تضيٰ اپنا گھوراروک کر نیچے اتر آیا اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے گھوڑے روک لیے۔ وہ نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ لیکن کسی کو کچھ نہیں پتہ تھا کہ سردار ار تضيٰ کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ ار تضيٰ ندی کے قریب آیا اور شفاف پانی سے وضو کرنے لگا۔ باقی لوگ بھی خاموشی سے اس کی تقلید کرنے لگے۔ نماز باجماعت پڑھی گئی تھی۔ دعا کے بعد ار تضيٰ کے ساتھی خیمے گاڑنے میں مصروف ہو گئے اور ار تضيٰ ندی کے قریب ایک بلند پتھر پر کھڑا ندی کے دوسری جانب دیکھنے لگا۔ ہوا کے جھونکوں سے اس کا لباس پیچھے کی جانب اڑ رہا تھا۔ وہ کسی سوچ میں گم نظر آ رہا تھا۔

سردار! "وہ سردار کا خاص ملازم رومی تھا۔ عمر میں ار تضيٰ کے برابر" ہی تھا۔ ار تضيٰ نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا پھر واپس موڑ لیا۔

آپ بے چین ہیں؟ "رومی اس کے ساتھ آکھڑا ہوا۔"

ہاں۔ "اس نے سچ بولا۔"

جیسے ہار جیت کھیل کا حصہ ہوتی ہے ایسے لڑائی کا حصہ بھی ہوتی ہے "

ہم لیکن میری انا کو یہ برداشت نہیں ہو رہا۔ "وہندی کے پانی کو" دیکھنے لگا۔

یہ امتحان ہے آپ کی انا کا۔ اگر آپ بہادری سے ہار کو مان رہے ہیں " تو آپ جیتے ہیں۔

یہ کیسی جیت ہوئی؟ "اس نے منہ پھلایا۔"

دیکھو والوں کی نظر میں نہ سہی لیکن آپ جب کھلے دل سے ہار کو " مانیں گے تو آپ کو بے چینی نہیں ہوگی۔ یہی جیت ہے "رومی کی بات پر ار ترضی سوچ میں پڑ جاتا ہے۔

اس شہزادے سے ہار نہیں مان سکتا۔ وہ دشمن ہے میرا۔ "ار ترضی" نے کہا تو رومی نے گہری سانس لی۔

"اب آپ کیا چاہتے ہیں؟"

" اسے ہر قیمت پر ہرانا چاہتا ہوں۔ "

" صرف ہرانا یا مارنا بھی چاہتے ہیں؟ "

" مارنا بھی چاہتا ہوں۔ وہ میرے دوست کا قاتل ہے۔ "

آپ کا دوست بھی کئی لوگوں کا قاتل تھا۔ " رومی نے تلخ حقیقت بتائی تو وہ لب بھینچ گیا۔

مجھے اس سے لینا دینا نہیں۔ تم جانتے ہو یہ ہمارے قبیلے کا رواج " ہے۔ اپنے کسی بھی عزیز کے قاتل کو قتل کرنا لازمی ہوتا ہے۔ میں سردار ہوں اور مجھے اپنے قبیلے کے رسم و رواج کو زندہ رکھنا ہے۔ " ار تضحیٰ نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

" کب حملہ کرنا ہے؟ "

" جب عاقل واپس چلا جائے۔ "

" اگر تب تک شہزادے کو کوئی کمک مل گئی تو؟ "

پرواہ نہیں۔ لیکن اپنے دوست کا بدلہ لیے بغیر تو میں بھی اس جنگل سے نہیں جاؤں گا۔ تم ایک شخص کو شہزادے کے ٹھکانے کے قریب "بھیجو۔ جیسے ہی عاقل جائے مجھے اطلاع مل جانی چاہیے جیسے آپ کا حکم سردار" رومی نے سر جھکا دیا تھا۔

ہوشیار بادشاہ سلامت آرہے ہیں "ملکہ مہرماہ اپنی مسہری پر بیٹھی " نزاکت سے گلاس پکڑے پانی پی رہی تھی جب اسے دربانوں کی آواز آئی تھی۔ اس نے اکتا کر گہری سانس بھری اور گلاس تپائی پر رکھ دیا۔ دوسری طرف شاہ ظہیر اور اس کے ساتھ اس کی نئی ملکہ شائلہ بھی تھی۔ وہ دونوں ہمقدم چلتے ملکہ مہرماہ کے کمرے میں پہنچے تھے۔ تمام کنیزوں نے جھک کر آداب بجالایا تھا۔ شاہ ظہیر اور ملکہ شائلہ کمرے میں داخل ہوئے تو ملکہ نے کنیزوں کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔

آپ ہمارے استقبال کیلئے نہیں آئیں تو میں نے سوچا اپنی نئی ملکہ کو " آپ سے ملوادوں۔ یہ شائلہ ہے۔ ہماری چوتھی ملکہ۔ " شائلہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے شاہ ظہیر نے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ شائلہ بہت مغرور انداز میں مہرماہ کو دیکھ رہی تھی۔

چوتھی نہیں۔ پانچویں۔ ایک تو مرچکی ہے۔ کیا آپ نے اسے یہ بتا " دیا کہ حیات کو کس نے مارا تھا؟ " ملکہ مہرماہ نے سکون سے پوچھا تھا۔ شائلہ نے الجھ کر شاہ ظہیر کی طرف دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات سخت ہو چکے تھے۔

ملکہ! آپ واپس جائیں۔ ہم اپنی سب سے چہیتی ملکہ سے کچھ بات " کرنا چاہتے ہیں۔ " شاہ ظہیر نے شائلہ سے کہا تو وہ مہرماہ کو ایک نظر دیکھتی واپس چلی گئی۔ شاہ ظہیر کچھ قدم چل کر اس کے قریب آگیا۔

مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی کہ آپ چاہتی کیا ہیں؟ "وہ بے بسی سے"
پوچھ رہا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں تھیں۔ ملکہ اس
کی بے بسی پر مسکرائی۔

یہی بے بسی دیکھنا چاہتی ہوں جو دیکھ رہی ہوں۔ "ملکہ نے کندھے"
اچکائے۔

ایک مرد سے ٹکر لینا عورت کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ یہ نہیں جانتی "
"آپ؟

نقصان کی پروا کسے ہے۔ "ملکہ نے غرور سے نظریں پھیریں۔ شاہ"
ظہیر گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ وہ بادشاہ ہو کر ایک عورت کے
سامنے بے بس تھا۔

دس سال سے آپ کا بدلہ پورا نہیں ہوا۔ ابھی تک آپ کی نفرت "
"ختم نہیں ہوئی۔ دل میں اتنا بغض نہیں رکھتے۔

کیا آپ ہمیں اخلاق سکھا رہے ہیں؟ اگر ہاں تو پہلے اخلاق سیکھنے کی "

" آپ کو ضرورت ہے۔

مجھے اتنا غصہ مت دلائیں کہ میں نتائج سے بے پرواہ ہو کر آپ کے "

ساتھ برا کر ڈالوں۔ " شاہ ظہیر نے دانت پیسے۔ ملکہ کی خوبصورت مسکراہٹ گہری ہوئی۔

آپ نہیں کر سکتے۔ " ملکہ نے جتا کر کہا اور مسہری پر بیٹھ گئی۔ شاہ "

ظہیر کچھ پل اسے دیکھتا رہا پھر رخ پھر کر کمرے سے نکل گیا۔ ملکہ

نے سرد نگاہوں سے کمرے کے دروازے کو دیکھا تھا۔

بوسیدہ سے کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔ ایک طاقے میں چراغ رکھا تھا

جو پورے کمرے کو روشنی دینے میں ناکام تھا۔ فرش پر چار وجود لیٹے

تھے۔ ان کے پیروں میں زنجیریں تھیں۔ ان کی حالت ابتر تھی۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور چار لوگ اندر داخل ہوئے۔ دو جوان

لڑکیاں ہاتھوں میں مشعلیں پکڑے سب سے آگے تھیں۔ ان کے پیچھے تلوار سونٹے ایک خواجہ سرا تھا اور سب سے پیچھے ایک موٹی عورت تھی جس کے چہرے پر برستی نحوست نیم اندھیرے میں بھی بتا رہی تھی کہ وہ بری عورت تھی۔

حنہ اور مناہل جوا بھی جاگ رہی تھی چونک کر اٹھ بیٹھیں۔ کمرے میں زنجیر کی جھنکارا بھری۔ ایک لڑکی حنہ کے پیر سے زنجیر کھولنے لگی۔ حنہ نے بے تاثر نگاہوں سے موٹی عورت کو دیکھا۔ جبکہ مناہل کے چہرے پر پریشانی عیاں تھی۔ حنہ نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ جانتی تھی اسے کہاں لے جایا جا رہا تھا۔

اگر اس دفعہ تو نے کچھ کیا تو تیرا وہ حشر کروں گی کہ موت کیلئے ترسے گی۔ قدیم طرز کی راہداری میں سے گزرتے ہوئے موٹی

عورت نے اسے تنبیہ کی۔ وہ پراسرار سا مسکرا دی۔ اس دفعہ وہ پہلے سے بڑھ کر کچھ کرنا چاہتی تھی۔

اگلے منظر میں دولڑکیاں اسے ایک خوبصورت پوشاک پہنا رہی تھیں۔ وہ نہا کر بہت خوبصورت لگنے لگی تھی۔ اس کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔ کمرے میں تلوار پکڑے چار خواجہ سرا بھی موجود تھے۔ وہ چاہتی تو ان سب پر قابو پاسکتی تھی لیکن جب تک مناہل محفوظ نہ ہوتی وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ مناہل کی وجہ سے وہ دو دفعہ یہاں سے بھاگنے میں ناکام ہو چکی تھی۔

انگریزی بابو ہے۔ یقیناً امیر ہو گا بہت۔ بس اب یہ حنہ کوئی گڑ بڑ نہ کر دے۔" جب وہ تیار ہو کر تلواروں کے سائے تلے رانی کے کمرے کے قریب آئی تو اسے رانی کی آواز آئی۔ تو اس دفعہ ایک انگریز اس کے ہاتھوں قتل ہونے والا تھا۔ اس نے سفاکی سے سوچا

تھا۔ ایک خادمہ نے رانی کو اس کے متعلق اطلاع دی تو وہ کمرے سے نکل کر اس کے سامنے آئی۔

اگر تم میرے گاہک کو آج رات خوش کر دو تو میں تمہیں سونے سے "

مالا مال کر دوں گی " رانی نے اسے لالچ دینا چاہا۔ حنہ دل ہی دل میں

مسکرائی لیکن چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا۔ رانی نے اپنے ملازموں کو

اسے لے جانے کا اشارہ کر دیا۔ جلد ہی وہ اس جگہ پہنچ چکی تھی جہاں

اس کی عصمت پامال کی جانی تھی۔ اور اپنی عزت بچانے کیلئے وہ ایک

اور قتل کرنے والی تھی۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک ادھیڑ عمر گورا

کمرے میں داخل ہوا۔ مشعلوں کی روشنی میں حنہ کا خوبصورت دمکتا

چہرہ دیکھ کر وہ کچھ پل کیلئے ساکت رہ گیا تھا۔ حنہ لبوں پر مسکراہٹ

لے آئی۔ وہ شخص خوشی سے باچھیں پھیلانے اس کے قریب آیا۔ حنہ

نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے کندھوں پر رکھے۔ وہ اس کی ادا پر

قربان ہوا لیکن اگلے ہی پل اس کی موٹی گردن حنہ کے بازوؤں میں

جکڑ چکی تھی۔ وہ حیران رہ پریشان سا سانس رکنے پر تڑپنے لگا۔ حنہ نے اسے زیادہ موقع نہ دیا۔ اس نے اچانک اس کی گردن موڑ کر منکا توڑ ڈالا۔ وہ شخص کچھ ہی پل میں مر چکا تھا۔ حنہ نے اسے ایک دم سے نیچے گرانے کی بجائے بہت آرام سے نیچے لٹایا تھا۔ پھر اس کے لباس کی تلاش لی۔ کچھ سکے اور ایک چاقو ملا جو اس کیلئے کارآمد تھا۔ اب اسے ایسے مناہل تک پہنچنا تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو پاتی۔

کمرے کے باہر دو خواجہ سرا تلواریں لیے کھڑے تھے۔ اس نے چہرہ موڑ کر کھڑکی کی طرف دیکھا جس کے سامنے بھاری پردہ تھا۔ پردہ ہٹا کر اس نے بنا کسی آواز کے لکڑی کے پٹ کھولے اور باہر دیکھا۔

راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ وہ باہر نکلی اور اس طرف چلنے لگی جہاں جوی کا کمرہ تھا۔ جو لڑکیاں آسانی سے رانی کی بات نہیں مانتی تھیں ان کے پیروں میں زنجیریں ڈال کر رکھی جاتی تھیں کیونکہ ان سے ہی بھاگنے کا خطرہ تھا۔ ان زنجیروں کا تالوں کی چابیاں جوی کے پاس ہوتی

تھیں۔ وہ اکیلی ایک کمرے میں سوتی تھی۔ اسے یہاں موجود سب لڑکیوں پر برتری حاصل تھی۔ اس کے کمرے کی کھڑکی کے ذریعے حنہ اندر داخل ہوئی۔ جوی وہاں نہیں تھی۔ اس کے بستر کے سرہانے کے نیچے چابیاں تھیں۔ حنہ یہ جانتی تھی۔ وہ سیدھی سرہانے تک آئی اور اگلے ہی پل اس کے ہاتھ میں چابیاں تھیں۔ لیکن جیسے ہی وہ پلٹی کی تھی۔ حنہ اپنی جگہ ساکت ہو چی جوی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ دروازہ بند کرتے جیسے ہی وہ پلٹی حنہ اس پر شیرنی کی طرح جھپٹی۔ ایک ہاتھ اس کے منہ پر جماتے دوسرے ہاتھ سے وہ اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ مسل چکی تھی۔ جوی بے جان شاخ کی طرح نیچے آگری۔ حنہ کھڑکی سے باہر نکلی اور مناہل کے پاس پہنچ گئی۔ مناہل نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔ حنہ اس کی حیرت پر غور کیے بنا اس کے پیر سے زنجیر کا تالا کھولنے لگی۔

"ت... تم نے اسے بھی مار دیا؟"

خاموش رہو۔ "حنہ نے اسے گھورا اور اسے گھسیٹ کر کمرے سے " باہر لے آئی۔ وہ خاموشی سے جتنا دور اس عمارت سے چلی جاتیں اتنا ہی بہتر تھا۔ وہ اندھیرے میں درختوں کے نیچے سے چلتیں پچھلی طرف پہنچیں جہاں سے وہ با آسانی دیوار کو دسکتی تھیں اور کسی کی ان پر نظر بھی نہ پڑتی۔ حنہ اچھل کر پہلے دیوار پر چڑھی پھر اس نے مناہل کو ہاتھ دیا۔ وہ بھی کچھ لمحوں کی تگ و دو کے بعد دیوار کے اوپر آگئی۔ اور جیسے ہی وہ دوسری طرف کو دیں عمارت میں ان کے غائب ہونے کی خبر پھیل چکی تھی۔ شاید کسی نے جوی کو بے ہوش پڑے دیکھ لیا تھا یا کسی کو انگریز کے مرنے کی خبر ہو گئی تھی۔ عمارت میں شور مچا اٹھا۔ حنہ نے بھاگنے کی رفتار تیز کر دی۔ مناہل اس کی تیزی کا ساتھ نہ دے پائی اور منہ کے بل گر پڑی۔ اس کے لبوں سے چیخ نکلی۔ اس طرف۔ "حنہ کو اپنے پیچھے کسی کی آواز آئی تو وہ مناہل کو سہارا " دیتی بھاگنے لگی لیکن مناہل بہت گھبرا چکی تھی۔ وہ پھر سے گر چکی

تھی۔ تب تک دشمن ان کے سروں پر پہنچ چکے تھے۔ اب لڑنے کے
سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس تک آتے حنہ تیزی
سے بھاگتی ان کے قریب آگئی تھی تاکہ لڑائی میں مناہل کو نقصان نہ
پہنچے۔ اس کے پاس خنجر تھا جبکہ اس کے سامنے موجود دو مردوں کے
پاس تلواریں تھیں۔ انہوں نے دور سے ہی اسے ڈرانے کی کوشش تو
کی تھی لیکن وہ نہیں رکی اور ہاتھوں پر اچھلتی ان کے درمیان سے
گزرتی ان کے پیچھے پہنچ گئی۔ اپنے قریب آتے ایک خواجہ سرا کو پاؤں
مارتے وہ ایک مرد کی گردن پر چاقو پھر چکی تھی۔ دوسرے نے اس پر
تلوار کا وار کرنا چاہا لیکن وہ پھرتی سے گھومتی اس کے ساتھ ہی اس
کے سامنے کر گئی۔ اپنا چاقو اس کی گردن پر پھینکتے اس نے مرتے
ی اور اپنی طرف آنے والے خواجہ ل ہوئے مرد سے تلوار چھین
سراؤں سے لڑنے لگی۔ اس کی تلوار بیک وقت دو تلواروں سے
ٹکرائی۔ ایک زخم اسے لگا لیکن اس کے بدلے میں وہ دو لوگوں کو قتل

کر چکی تھی۔ باقی لوگ ابھی پیچھے تھے۔ وہ مناہل کی طرف بڑھی جو خوف سے کانپ رہی تھی۔ اس کا ہاتھ پکڑتے وہ آگے بڑھی۔ اچانک اس نے ایک سنسناتے تیر کی آواز سنی اور مناہل کو جھٹکا کھا کر گرتے دیکھا۔ وہ تیر اس کے دل میں سے گزرتا سینے سے آر پار ہو چکا تھا۔ وہ بے اختیار جھک کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ گئی۔

ج.... نہ "مناہل کے لبوں سے آخری الفاظ نکلے اور وہ آنکھیں بند" کر گئی۔ ایک آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر مناہل کے رخسار پر گرا۔ وہ اس کی بہت پیاری دوست تھی۔ اس کیلئے ہی تو وہ اب تک یہاں تھی۔ اس نے کچھ قدموں کے فاصلے پر رکے لوگوں کو سرخ آنکھوں سے دیکھا۔ کچھ اس کی طرف کمانیں سیدھی کیے ہوئے تھے اور کچھ کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ اس نے گہرا سانس اندر کھینچتے ہوئے زمین پر گری تلوار اٹھالی تھی۔ وہ سب سمجھ چکے تھے وہ جنگ کیلئے تیار تھی۔ انہیں اس پر حیرت ہوئی تھی۔ وہ جانتی بھی تھی ایک

ساتھ اتنے لوگوں سے لڑنا اس کیلئے ناممکن تھا لیکن وہ پھر بھی ان کے مقابلے پر آگئی تھی۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے یہ اس کیلئے ناممکن نہیں تھا۔ دو تیر یکدم اس کی طرف آئے۔ وہ اپنی جگہ پر ہی گول گھوم گئی۔ تیر اس کے دائیں بائیں سے گزر گئے۔ اس سے پہلے کے وہ دو دوبارہ سر پر پہنچ چکی تھی۔ کے تیر کمانوں میں لگاتے وہ ان

وہ یونیورسٹی کے ایک کاریڈور کا منظر تھا۔ دعا اور نیناں کندھوں پر بیگ لٹکائے اور سینے سے کچھ کتابیں لگائے اپنی کلاس کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ ان کے ارد گرد بہت سے سٹوڈنٹس تھے۔

نیناں آپی! "پچھے سے ایک سٹوڈینٹ کی آواز آئی تو نیناں نے مڑ کر "پچھے دیکھا تھا۔ دعا نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔ ان کے سامنے ایک جو نیئر سٹوڈینٹ کھڑا ہانپ رہا تھا۔

میڈم آنسہ آپ کو بلارہی ہیں "وہ کہہ کر جتنی تیزی سے آیا تھا اسی "تیزی سے مڑ گیا تھا۔

لو بھئی۔ آگیا بلاوا۔ "دعا نے محظوظ لہجے میں کہا۔ نیناں کے چہرے "کے زاویے بگڑے۔

اس سے میرا مقابلہ اکیلے نہیں ہوتا تو پیچرز کو بیچ میں لے آتا ہے " "نیناں دانت کچکچاتی میڈم آنسہ کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔ دعا نے کلاس کی طرف قدم بڑھا دیے۔ کلاس کے قریب لڑکیوں کا ایک گروپ کھڑا تھا جن میں اجالا بھی تھی۔ ہمیشہ کی طرح اپنی خوبصورتی سے ہر طرف اجالا کرتی ہوئی۔ سینے پر بازو باندھے ایک کندھا دھوار سے ٹکائے وہ کسی لڑکی کی بات مسکرا کر سن رہی تھی۔ دعا ایک نظر اسے دیکھ کر آگے بڑھنے لگی تھی کہ اجالا کی نظر اس پر پڑ گئی۔ ہائے دعا! کیسی ہو؟ "اس کا لہجہ میٹھا تھا لیکن دعا کو کبھی کبھی اس کے "لہجے میں کچھ عجیب محسوس ہوتا تھا۔ ان کی آتے جاتے صرف ہیلو

ہائے ہی ہوتی تھی لیکن اسی دوران میں ایک آدھ جملہ اجالا کی طرف سے ایسا آتا تھا کہ دعا سوچنے پر مجبور ہو جاتی آخر اسے اس مسئلہ کیا تھا۔ شاید اسی کی غلطی تھی۔ وہ باقی لڑکیوں کی طرح اس کے ارد گرد پروانوں کی طرح نہیں گھومتی تھی۔ اور نہ خود سے بات کرنے کی کوشش کرتی تھی۔

میں ٹھیک۔ تم کیسی ہو؟" دعا نے بھی جواباً تسکلی دکھائی۔ وہ "کوشش کر رہی تھی کہ اس بار اجالا اس سے ناراض نہ ہو اور نہ اس پر کوئی طنز کرے۔

میں ویسی ہی جیسی ہمیشہ ہوتی ہوں۔" اس نے کندھا اچکایا۔ "گڈ۔" دعا سر خم کرتی آگے بڑھنے لگی لیکن یہی اس کی غلطی تھی۔ وہ آخر خود سے اس کے سامنے سے کیسے گزر سکتی تھی۔

تمہاری دوست کہاں ہے؟ نظر نہیں آرہی؟ لڑائی تو نہیں ہو گئی؟" اجالا کے کہنے پر وہ رک گئی۔

لڑیں ہمارے دشمن۔ ہماری کیوں لڑائی ہونے لگی۔ "دعا نے اور"
ایکٹنگ گی۔ حقیقت تو یہ تھی ان کی بہت لڑائی ہوتی تھی۔
اسے دراصل میڈم آنسہ نے بلایا ہے۔ ویسے بھی میرے ساتھ "
رہنے کے علاوہ اسے اور بھی بہت سے کام ہوتے ہیں۔ "دعا نے کہا تو
وہ آہستگی سے سر ہلا گئی۔

یہ بھی ہے۔ لیکن میری دوستیں تو مجھے ایک لمحہ تنہا چھوڑنے پر "
راضی نہیں ہوتیں۔ "اس نے ایک نظر اپنے ارد گرد کھڑی لڑکیوں
پر ڈالی۔

لکی گرل "دعا نے مسکرا کر کمیٹ کیا اور آگے بڑھ گئی۔ "
کچھ مغرور نہیں یہ۔ "ندانے دعا پر نظریں جمائے کہا۔ "
جلتی ہے میرے فیم سے۔ خود جو اکیلی رہتی ہے۔ ایک دوست بھی "
کوئی دوست ہوئی بھلا۔ "اجالانے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اگر وہ یہ
بات دعا کے سامنے کہتی تو وہ اچھی طرح اسے جواب دیتی۔

مجھے تو بہت بور لگتی ہے یہ۔ اس کے پاس بیٹھ جاؤ تو جب تک خود " کوئی بات شروع نہ کرو یہ بھی نہیں کرے گی۔ پتہ نہیں کن خیالوں میں گم رہتی ہے " فریال نے کہا تو اجالا ٹیک چھوڑ کر سیدھی کھڑی ہو گئی۔

کہیں کسی کے ساتھ افیئر تو نہیں ہے اس کا؟ " وہ پر جوش سی پوچھ رہی تھی۔

ہو سکتا ہے۔ " رباب نے کہا۔ انہیں دعا کی کوئی کمزوری چاہیے تھی۔

سوچو اگر ایسا ہو اور مجھے پتہ چل جائے تو کتنا مزہ آئے گا۔ " اجالا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کلاس کی اکثر لڑکیوں کے افسیر سامنے آتے رہتے تھے۔ اجالا بھی ان چند لڑکیوں میں شامل تھی جنہوں نے ابھی تک کسی لڑکے کی گرل فرینڈ بننے کا اعزاز حاصل نہیں کیا تھا۔ اس کا

معیار کافی اونچا تھا اور ابھی تک اسے اپنے شایان شان کوئی نہیں ملا تھا۔

تو پھر جاننے کی کوشش کرو "ندانے مشورہ دیا۔"
ہمم۔ وہ تو کرنا ہی پڑے گا "وہ بڑبڑائی تھی۔"

شاہ ظہیر آرام کرنے اپنے کمرے میں جا چکا تھا سو جاسم کی ڈیوٹی بھی ختم ہو چکی تھی۔ اپنے کمرے تک جاتے ہوئے اس کی رفتار خاصی سست تھی۔ ابھی وہ قصر سلطان سے نہیں نکلا تھا کہ اس کے سامنے حرم آگئی۔ اسے دیکھ کر جاسم نے اکتائی ہوئی سانس خارج کی۔
"شہزادی نیلو فر آپ کو یاد فرما رہی ہیں۔"

معذرت۔ میں ایسے شہزادی سے نہیں مل سکتا۔ بادشاہ سلامت کو "پتہ چلا تو وہ میری گردن اتر وادیں گے۔ رات بہت ہو چکی ہے۔ میں ان سے کل مل لوں گا۔" وہ تیزی سے کہتا اس کے قریب سے گزر کر

آگے بڑھ گیا۔ بادشاہ سلامت کو خوف تو صرف ایک بہانہ ہی تھا۔ وہ خود ہی شہزادی نیلووفر سے نہیں ملنا چاہتا تھا۔ وہ اسے بلا کر اپنے سامنے کھڑا کر لیتی تھی اور ایسے دیکھتی رہتی تھی جیسے وہ کوئی مسخرہ ہو۔ وہ بہت عجیب محسوس کرتا تھا۔ شہزادی بلا وجہ اسے بلاتی تھی۔ کئی بار وہ اسے اپنی شرارتوں سے زچ کر چکی تھی۔ وہ اس کے سامنے جانے سے کتراتا تھا۔ وہ ایک سپاہی تھا۔ اس کے دل میں کوئی نرم جذبہ نہیں تھا۔ جنگی تربیت نے اس کے دل کو پتھر بنا دیا تھا۔ اس کیلئے محبت کی زبان سمجھنا مشکل تھا۔

شہزادہ حیان عربی طرز کی سفید قبا میں ملبوس ہاتھ پیچھے باندھے چبوترے پر کھڑا تھا۔ شہدرنگ بلوریں آنکھیں سامنے دیکھ رہی تھی جہاں پانچ سو سپاہی کھڑے اس کے نام کے نعرے لگا رہے تھے۔ وہ اس کیلئے لڑنے کو پر جوش تھے۔ حام اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔ وہ تو

ابھی سے اسے اپنا سلطان ماننے لگا تھا۔ وہ ایسا ہی لگتا تھا جیسے حکمرانی کرنے کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں چمک یہ ظاہر کر رہی تھی کہ وہ اپنا حق لینے کیلئے پر عزم ہے۔

شہزادہ معظم "آسل نے ایک قدم اس سے پیچھے رکتے اسے پکارا۔" اس نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

سپاہیوں کیلئے خیمے نسب کر دیے گئے ہیں۔ کھانے کا بندوبست بھی " ہو رہا ہے۔

ٹھیک ہے۔ کھانے کے بعد انہیں تربیتی میدان تیار کرنے کا کہنا۔ " میں کل سے ان کی خاص تربیت شروع کرنا چاہتا ہوں۔

جی۔ "آسل نے سر خم کیا۔ شہزادے مڑ کر پھر سپاہیوں پر نظریں " جمادیں

بہت جلد میں اپنی دھرتی پر ہوں گا۔ جنہوں نے مجھے میرے حق " سے محروم کیا میں انہیں ان کی زندگی سے محروم کر دوں گا۔ " وہ

آنکھیں سکوڑے بڑبڑایا تھا۔ آسل اور بوڑھا غلام دونوں اسے دیکھ رہے تھے۔

ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں اقبال اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر آپ ہی منزل ہوں میں
حنہ گھوڑے کو تیزی سے دوڑاتی جنگل کے درمیان سے گزر رہی
تھی۔ اس کے پیچھے دو فرلانگ کے فاصلے پر ڈاکوؤں کا ایک گروہ
گھوڑے دوڑا رہا تھا۔ وہ تعداد میں کافی زیادہ تھے اور مرد بھی تھے۔
ان سے مقابلہ کرنا حنہ کیلئے ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہو سکتا
تھا۔ سچ سے زیادہ خطرہ اس کی جان جانے کا تھا۔ عزت تو وہ جیتے جی
جانے نہیں دے سکتی تھی۔ یہ اسے یقین تھا لیکن اپنی پہچان حاصل
کیے بنا اور اپنی ماں کے قاتل سے بدلہ لیے بنا وہ مرنا نہیں چاہتی تھی۔
سو وہ لڑنے کی بجائے بھاگ رہی تھی۔ لیکن دشمنوں کے گھوڑوں کا

اس سے فاضلہ کم سے کم تر ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک ایک تیر سنسناتا ہوا آیا اور اس کے گھوڑے کی پیٹھ پر لگا۔ گھوڑا درد سے ہنہنایا اور لڑکھڑا گیا۔
حنہ نے اس سے نیچے گرتے ہوئے زمین پر ایسے پلٹی کھوئی کہ کوئی گہری چوٹ لگنے سے بچ گئی۔ گھوڑا بھی اٹھ کر ایک طرف کو بھاگ پیدل ہی بھاگتا تھا۔ لیکن وہ زیادہ دیر نہیں اسے کھڑا ہوا۔ اب بھاگ سکتی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ اس نے بھاگتے ہوئے کمان سنہال اور وقفے وقفے سے تیر پیچھے برسانے لگی۔ ڈاکو اس پر کوئی تیر نہیں چلا رہے تھے۔ وہ اسے مارنا نہیں چاہتے تھے بلکہ اس سے کھیلنا چاہتے تھے۔ وہ ان کیلئے انسان نہیں بلکہ ایک کھلونا تھی۔ لیکن حنہ جانتی تھی وہ کیا تھی اور اسے اپنا آپ ثابت کرنا بھی آتا تھا۔

جلد ہی وہ لوگ اسے چاروں طرف سے گھیر چکے تھے۔ اس نے تلوار نیام سے نکال لی۔ ڈاکو استہزائیہ ہنسنے لگے لیکن اگلے ہی لمحے وہ جب ان پر بجلی کی ٹوٹ پڑی تو وہ سب بوکھلا گئے۔ وہ مسلسل حرکت کرتے

ہوئے ان کا گھیرا بار بار توڑ رہی تھی اور تین لوگوں کو گھائل کر چکی تھی۔ لیکن ابھی پانچ لوگ اس کے مقابلے پر موجود تھے اور وہ کسی کے بھی وار سے ماری جاسکتی تھی۔ لیکن وہ بے جگری سے لڑ رہی تھی۔ اور یہ منظر ار تضيٰ کو بہت بھایا تھا۔ ایک لڑکی کا خود سے تعداد میں زیادہ مردوں سے لڑنا حیران کن تھا۔ وہ ایک ہرن کی تلاش میں اس طرف نکل آیا تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ آنے سے منع کر دیا تھا۔ اب اس لڑکی کو مشکل میں دیکھ کر وہ خود کو اس کی مدد کرنے سے روک نہیں سکتا تھا۔ وہ بہت تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ان کے قریب پہنچا تھا۔ اس کی بر چھی اس کے گھوڑے سے پہلے ان کی نے میں لگی تھی۔ وہ تیور کر سی طرف آئی تھی اور ایک ڈاکو کے گر گیا۔ باقیوں نے ٹھٹک کر ار تضيٰ کی طرف دیکھا۔ وہ تلوار نکال چکا تھا اور گھوڑے سے اترے بغیر ایک شخص کا سر اتار دیا تھا۔ حنہ نے حیرت سے رک کو اس خوب نوجوان کو دیکھا پھر اپنے دشمنوں پر وار

کرنے لگی۔ کچھ ہی لمحوں میں وہ سب زمین پر گرے تڑپ رہے تھے۔ ار ترضیٰ نے اب کی بار غور سے اسے دیکھا تھا۔ اس کے خوبصورت نقوش اور سفید جلد میں گھلی سرخی ار ترضیٰ کا دل ایک بے نام سے انجام جذبے کے تحت دھڑکا گئی تھی۔ ار ترضیٰ نے پہلی بار خوبصورت لڑکی نہیں دیکھی تھی لیکن وہ پہلی لڑکی تھی جس نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی تھی۔ اسے وہ لڑکی بہت خاص لگی تھی۔ اس کے دل کو بھانے والی کوئی چیز کیسے عام ہو سکتی تھی۔ اس نے ہمیشہ خاص چیزوں کو اہمیت دی تھی۔ اور اب اس کا دل اس لڑکی کو اہم گردان رہا تھا۔ وہ اپنے دل پر حیران تھا۔ حنہ نے جب اسے دیکھا شکر کے علاوہ اور کوئی جذبہ نہیں تھا۔ اس تو اس کی نظروں میں نے زبان سے ار ترضیٰ کا شکریہ بھی ادا نہ کیا اور کچھ کہے بغیر ڈاکوؤں کے گھوڑوں کی طرف بڑھنے لگی جو وہ اس کے گرد گھیرا تنگ کرنے سے پہلے کچھ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ ار ترضیٰ نے بے حد تعجب سے اسے

دیکھا۔ کیسی لڑکی تھی وہ۔ ایک شخص نے اس کی جان اور عزت بچائی وہ کیسے اسے نظر انداز کر سکتی تھی۔ کیا سمجھتی تھی وہ خود کو۔ سردار نے غصے سے سوچا۔ اس نے کبھی ویسے رویے کا سامنا نہیں کیا تھا۔ رکو لڑکی۔ "اس کے لہجے میں روایتی سردار کا سا تحکم تھا۔ حنہ نے" اس کی آواز پر رکی ضرور لیکن پلٹی نہیں۔ ار ترضیٰ اس کی طرف بڑھا اور بازو سے پکڑ کر اسے اپنی طرف پلٹا۔ حنہ نے ناگواری سے اسے دیکھا اور ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوا لیا۔ ار ترضیٰ کا غصہ مزید بڑھا تھا۔

بہت غرور ہے تم میں۔ لیکن ہو تو عورت ہی۔ عورت کو بادب ہونا" چاہیے۔ "ار ترضیٰ نے جتا کے کہا تھا۔ حنہ کچھ پل بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

بادب "اس نے استہزاء سے نظریں پھیریں۔"

ٹھیک کہا ہے لیکن بالکل نہیں کہا۔ عورت کو صرف اپنے محرم کا با" ادب ہونا چاہیے۔ ہر ایک کی جی حضوری نہیں کرنی چاہیے۔ ہر ایک کے سامنے بچھ نہیں جانا چاہیے۔ ورنہ مرد اسے کھلونا سمجھنے لگتے ہیں۔ مجھے لگا تم مختلف ہو گے لیکن تم بھی ان جیسے نکلے۔ خیر مجھے کیا۔ مجھے تم سے کوئی لینا دینا نہیں۔" دھیمے لہجے میں کہتی وہ اس کے اندر ایک آگ بھڑکا کر آگے بڑھ گئی تھی۔ اس کی یہ بات ارتضیٰ کو ٹھیک لگی تھی کہ عورت کو ہر کسی کے سامنے نہیں بچھ جانا چاہیے لیکن اس بات کو ٹھیک ماننا اس کی انا کے خلاف تھا اور جو اس نے آخر پر اسے ان ڈاکوؤں سے ملا دیا تھا وہ اس نے برا کیا تھا۔ بہت برا۔ وہ طیش سے اس کی طرف بڑھا اور اس کے راستے میں آگیا۔

تو تمہیں اپنا با ادب بنانے کیلئے مجھے اپنا محرم بھی بنانا پڑے گا؟" وہ" سلگتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ حنہ کو اب احساس ہوا تھا اس نے بھیڑوں کی چھتے میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔

میرے راستے سے ہٹو۔" وہ سخت لہجے میں بولی۔
ہٹا سکو تو ہٹالو۔" اس نے ڈھٹائی سے کندھے اچکائے۔ حنہ نے تلوار
ایک بار پھر بے نیام کر لی۔

چلو تم تلوار سے مجھ پر حملہ کرو۔ میں خالی ہاتھ تمہارا مقابلہ کرتا"
ہوں۔ اگر مجھے ہر ادو تو جانے سے نہیں روکوں گا اور اگر میں جیت گیا
تو....." وہ ایک پل کو رکا تھا۔ حنہ کا دل نجانے کیوں کسی انجانے
خدشے سے دھڑکا تھا۔
تو تمہیں ساری عمر میری اطاعت گزار بن کر رہنا ہو گا" اس نے
شرط بیان کی۔

میں تمہاری زر خرید غلام نہیں ہوں۔" وہ غرائی۔
قیدی تو بن سکتی ہو۔" وہ مسکرایا۔ حنہ نے غصے سے اس پر تلوار
چلائی۔ لیکن وہ صاف بچ گیا۔ حنہ پہلے ہی اس کی لڑائی میں مہارت
جان چکی تھی اور اسے قیدی بننے کا خوف بھی تھا۔ بعض اوقات خوف

ہی ناکامی کا سبب بنتا ہے۔ جس بات کا خوف ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔
اس کے ساتھ بھی ویسا ہی ہوا تھا۔ اس کا خدشہ سچ ثابت ہوا تھا۔ وہ خالی
ہاتھ ہونے کے باوجود اس پر غلبہ پا گیا تھا۔ اس کی تلوار نیچے گر چکی
تھی اور وہ اس کے دونوں بازو پیچھے کی جانب موڑے اس کی گردن پر
خنجر رکھ چکا تھا۔

تم ہار گئی لڑکی۔ اب تم میری قیدی ہو۔ "وہ فاتحانہ لہجے میں بولا تھا۔"
قیدی بھاگ بھی جاتے ہیں "وہ اس کی حکمرانی ماننے والی نہیں تھی۔"
لیکن رہتے قیدی ہی ہیں۔ انہیں دوبارہ پکڑ لیا جاتا ہے اور پھر قید کر
دیا جاتا ہے۔ "وہ سکون سے بولا۔

مجھے قیدی بنا کر تم پچھتاؤ گے۔ یاد رکھنا۔ "وہ غصے سے بولی۔ وہ تو"
آسمان سے گر کر کھجور میں اٹک گئی تھی۔

پچھتنا منظور ہے لیکن تمہیں کھونا نہیں۔ "وہ مسکرایا تھا۔"

میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔ مجھے جانے دو۔ "وہ مصالحت آمیز"
لہجے میں بولی۔

یہ باادبی پہلے ہی دکھالیتی تو اس کی نوبت نہ آتی۔ اور ویسے بھی باادبی "
تو محرم کی کرنی چاہیے۔ "وہ محظوظ لہجے میں بولا تھا۔ حنہ لب بھیج کر
رہ گئی۔

شہزادی نیلو فر بہت غصے سے کمرے کے چکر کاٹ رہی تھی۔ اس کے
چہرے کے تاثرات سخت تھے۔ وہ غصے میں بھی بہت خوبصورت لگ
رہی تھی لیکن یہ خوبصورتی جاسم کیلئے بے معنی تھی۔ حرم کمرے میں
داخل ہوئی اور گھٹنوں کو خم کرتے ذرا سا جھک کر اسے تعظیم پیش کی۔
"کہاں ہے وہ اس وقت؟"

باغِ صیاد میں۔ "حرم نے اسے بتایا۔ باغِ صیاد قصر سلطان کے پچھلے حصے میں واقع تھا۔ نیلو فر کچھ سوچ کر مسکرائی۔ وہ مسکراہٹ سفاک تھی۔

"ایک غلام کی سزا کا وقت ہوا چاہتا ہے"

"آپ کیا کرنے والی ہیں؟"

جلد جان جاؤ گی۔ میری کمان اور تیر باغِ صیاد میں پہنچا دو۔ میں تیر اندازی کی مشق کرنا چاہتی ہوں۔ "وہ بولتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اور حرم اس کا ارادہ جان کر دم بخود رہ گئی تھی

دعا کلاس میں بیٹھی نیناں کا انتظار کر رہی تھی۔ لیکچر شروع ہونے والا تھا لیکن ابھی بھی کچھ سٹوڈنٹس کلاس سے باہر تھے۔ دعا کے دونوں جانب خالی کرسیاں موجود تھیں۔ وہ کتاب کھولے حسبِ عادت کسی

کہانی کے بارے میں سوچ رہی تھی جب کوئی اس کے قریب آکر رکا
تھا۔ دعا کا ارتکاز نہیں ٹوٹا۔

ایکسیوزمی۔ کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟ "اجالا کی آواز پر دعا نے"

حیرت سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر کندھے اچکائے

شیور۔ مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے "دعا نے تعجب چھپاتے"

ہوئے کہا تو وہ اس کی طرف ایک مسکراہٹ اچھالتی اس کے ساتھ

بیٹھ گئی۔ اجالا چاہتی تھی کہ وہ کوئی بات شروع کرے۔ وہ اس کے

قریب ہونا چاہتی تھی تاکہ اس سے فرینک ہو کر اس کے راز جان

سکے۔ لیکن دعا اس کی امید پر پورا نہیں اتری تھی

کو انٹیم کیمسٹری کی لیکچرر بہت بورنگ قسم کی آئی ہیں نیو۔ "اجالانے"

عام سے انداز میں نئی لیکچرر پر تبصرہ کیا تھا۔ دعا نے اس کی طرف

دیکھا۔

"اچھا میں نے محسوس نہیں کیا۔ مجھے تو نارمل ہی لگیں۔"

تم خود جو بورنگ ہو۔ "وہ سوچ کر رہ گئی تھی۔ لیکن مسکرا کر"
کندھے اچکا گئی۔ اسی پل نیناں بھی کلاس میں آ گئی۔ اجالا کو دعا کے
پاس بیٹھا دیکھ کر اسے حیرت ہوئی۔

ہیلو۔ "دعا کے قریب آتے اس نے اجالا سے بھی ہیلو ہائے کی۔"
اجالا کو نیناں سے کوئی مسئلہ نہیں تھا سو اس سے وہ نارمل انداز میں ہی
بات کر رہی تھی۔ نیناں دعا کے دوسری طرف آ کر بیٹھی تو اس کے
کان میں گھسی۔

کوئی خاص کام ہے اسے تم سے جو تمہارے ساتھ بیٹھی آج؟ "نیناں"
تجسس سے دھیمی آواز میں بولی

پتہ نہیں۔ خود پوچھ لو۔ "دعا نے کہا تو وہ اسے گھور کر رہ گئی۔"
اچھا بتاؤ کیا کہا مس آنسہ نے؟ "دعا نے پوچھا۔ نیناں نے منہ کے
زاویے بگاڑے۔

کہنا کیا تھا۔ وہی جس کی امید تھی۔ نمبرز کا ٹننے کی دھمکیاں۔

وارننگ نوٹس وغیرہ وغیرہ۔ اس تہامی کا نہیں پتہ انہیں۔ ایک نمبر کا فراڈی ہے۔ آج تک کتنے پرینک کیے اس نے یونی میں۔ کبھی اس پر بات نہیں آئی۔ صرف اس لیے کہ اس کا باپ پرنسپل کا دوست ہے۔

- "نیناں جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگی۔

اس میں اس کی ایکٹنگ سکمز کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ "دعا نے تبصرہ"

کیا۔ تہامی کئی ایکٹنگ مقابلوں میں حصہ لے چکا تھا اور ہر طرح کی ایکٹنگ کرنے میں مہارت رکھتا تھا۔

وہی تو۔ پورا ڈرامے باز ہے۔ سامنے تو آئے ایک دفعہ۔ ساری

ڈرامے بازی نکالوں گی اس کی میں۔ "وہ دانت پیس کر بولی تھی۔ دعا

مسکرا کر رہ گئی۔ اجالانے غور سے اسے مسکراتے دیکھا تھا۔

سردار ار تضي شكار توهرن كا كرنے كئے تھے ليكن حيرت انگيز طور پر وہ
هرن كى بجائے ايك لڑكى كو اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ وہ لڑكى بے
هوش تھى۔ سردار ار تضي اسے اپنے خيمے ميں لے گيا تھا۔ اس كے
ساتھ حيرت سے ايك دوسرے كے ساتھ چم گونياں كرنے لگے
تھے۔ كچھ دير بعد وہ واپس آيا تو سب خاموش هو گئے۔ رومى اس كے
قريب آيا۔

مخبر واپس لوٹا؟ "اس نے رومى سے پوچھا۔"
نہیں۔ "رومى نے نفى ميں سر ہلایا۔"
كہیں باز كے ہتھے نہ چڑھ گيا هو۔ ايك اور آدمى بھيجو اس كے پيچھے۔"
"اور كھانے كا بندوبست كرو۔"

جى سردار۔ "رومى كہہ كر پيچھے ہٹ گيا۔ سردار ار تضي خيمے ميں"
واپس آيا تو حنہ خوش ميں آرہى تھى۔ اس كے ہاتھ پيچھے كى طرف
بندھے ہوئے تھے۔ وہ خيمے كى ديوار كے ساتھ زمين پر كروٹ كے

بل پڑی تھی۔ ار تضي اس کے سامنے ایک موڑھے پر بیٹھ گیا جو یہی سے ایک لکڑی کا بنایا گیا تھا۔ حنہ پلکوں کو جنبش دیتی آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اس کی نظر ار تضي پر پڑی تو ایک سرد کاٹ اس کی آنکھیں میں دوڑ گئی۔ ار تضي مسکرا دیا۔

تمہاری آنکھوں میں غصہ نظر آ رہا ہے جبکہ خوف نظر آنا چاہیے تھا۔"

میں اپنے خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی۔ "وہ بندھے ہاتھوں کو" زمین پر ٹکا کر اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔ ار تضي نے متاثر ہوتے ہوئے سر ہلایا۔

تم واقعی الگ قسم کی لڑکی ہو اسی لیے مجھے پسند آئی ہو۔ "وہ بولا تو حنہ" نے اسے کچھ ایسی استہزائیہ نظروں سے دیکھا کہ وہ سٹپٹا کر رہ گیا۔ وہ غرور کے نشے میں اس پر اپنی ایک کمزوری عیاں کر گیا تھا۔ کیا ضرورت تھی اسے ایسا کرنے کی۔ اس نے خود کو کو سا۔ اب جب تک

وہ اس کیلئے اپنی پسندیدگی کا اظہار نہ کرتی اسے چین نہیں آنے والا تھا۔ اور وہ اتنی آسانی سے اظہار نہیں کرنے والی تھی۔

تمہارا نام کیا ہے؟ "وہ بات بدل گیا۔ حنہ نے جواب نہیں دیا۔"

نہیں بتاؤ گی؟ چلو میں خود ہی تمہارا کوئی نام رکھ لیتا ہوں۔ حاوا کیسا "رہے گا؟" وہ بے تکلف لہجے میں بولا تھا۔ حنہ پر اسرار انداز میں مسکرائی تھی۔ حاوا کا مطب تھا راستہ جدا کرنے والی۔ اور راستہ وہ ضرور جدا کرے گی۔ اس نے عزم کیا تھا۔

جاسم باغ صیاد میں معمور حفاظتی دستے کے نگران سے بات کر رہا تھا کہ اچانک اسے اپنے بازو میں شدید تکلیف محسوس ہوئی تھی۔ اس سے بات کرنے والے کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔ جاسم نے چہرہ جھکا کر اپنے بازو کی طرف دیکھتے۔ کہنی سے اوپر ایک تیر پیوست تھا۔ اس نے تیزی سے اس جانب دیکھا جہاں سے تیر آیا تھا۔ وہاں چند گزر کے

فاصلے پر شہزادی نیلو فر کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر سفاک سی سرد مہری تھی۔ وہ ساکت سا اسے دیکھنے لگا تھا۔ شہزادی نے کمان نیچے جھکاتے ہوئے حرم سے ایک اور تیر مانگا تھا۔ حرم نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن شہزادی کی گھوری سے خائف ہوتے اس نے ایک اور تیر اس کی طرف بڑھایا۔ جاسم کی طرف دیکھتے ہوئے شہزادی نے تیر کمان پر چڑھایا اور یلکھت چھوڑ دیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا۔ تیر اس کے سینے کے دائیں جانب لگا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے یں نے بوکھلا کر اسے تھام لیا۔ عل ہٹتا سینے پر ہاتھ رکھ گیا۔ نگران اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ کیا ہو رہا تھا اور اسے کیا کرنا چاہیے۔ تیر پسلی کی ہڈی کی وجہ سے زیادہ اندر نہیں جاسکا تھا۔ جاسم نے تیر کو کھینچ کر سینے سے نکالا۔ سرخ خون چشمے کی طرح پھوٹا باہر آیا تھا اور اس کے کپڑے سرخ کرنے لگا تھا۔

نیلو فر نے حرم کی طرف دیکھا تو وہ روہانسی ہو گئی

"شہزادی وہ مر جائے گا"

نہیں مرے گا" وہ لاپرواہی سے کہتی اس سے خود ہی تیر کھینچ کر "
دوبارہ کمان پر چڑھانے لگی۔

کیا کیا تھا تم نے کہ شہزادی اتنی غصے میں آگئی۔ "نگرانی اعلیٰ پریشانی "
سے کہتا شہزادی کی طرف بڑھاتا کہ اس کیلئے رحم مانگ سکے۔ شہزادی
نے کمان اس کی طرف سیدھی کی اور تیر چھوڑ دیا۔ تیر اس کی ٹانگ پر
لگا۔ وہ کراہتا نیچے گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ وہ اگلا تیر جاسم پر پھینکتی،
سدرہ بھاگتے ہوئے اس کے قریب آٹھری تھی۔

شہزادی! ملکہ مہرماہ آپ کو بلارہی ہیں۔ "سدرہ نے ہانپتے ہوئے "
اسے بتایا تھا۔ شہزادی نیلو فر کے ماتھے پر بل پڑے۔ شہزادی عرصہ
نے اسے جاسم کو تیر مارتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور ملکہ مہرماہ کو بتا دیا تھا۔
محل میں موجود تمام افراد اس کے جواب دہ تھے سو شہزادی نیلو فر اس

سے نفرت کرنے کے باوجود اس کے بلاوے کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔

ملکہ شائلہ ملکہ ایزابیل اور ملکہ حسن آرا کے ساتھ بیٹھی تھی۔ وہ دونوں اس سے بہت اچھے طریقے سے ملی تھیں لیکن شائلہ نے انہیں پہلے اتنی اہمیت نہیں دی تھی لیکن ملکی مہرماہ کے بارے میں جاننے کیلئے اسے ان دونوں سے بات کرنا پڑی تھی۔

میں نے سنا ہے بادشاہ کی پہلی بیوی حیات کو مہرماہ نے مروایا تھا؟""
ملکہ شائلہ نے اچانک پوچھا۔ حسن آرا نے ایزابیل کی طرف دیکھا تھا۔
ہاں آپ نے ٹھیک سنا۔ وہ بہت خطرناک عورت ہے "ایزابیل نے"

جواب دیا۔

"شاہ ظہیر نے اس سے باز پرس نہیں کی؟"

یہ تو آپ خود ہی ان سے پوچھیے گا۔ ہم میں تو یہ پوچھنے کی جرات " نہیں کہ انہوں نے ملکہ مہرماہ کو اتنی چھوٹ کیوں دے رکھی ہے۔ حالانکہ وہ ان سے برا سلوک کرتی ہے "ایزا بیلانے کندھے اچکائے۔
شائلہ کچھ سوچنے لگی تھی۔

شہزادی نیلو فرملکہ مہر کے سامنے چہرے پر ڈھیٹ تاثرات سجائے کھڑی تھی۔ ملکہ مہرماہ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی تھی ایسی کونسی گستاخی کر دی تھی اس نے کہ آپ اتنی حد سے بڑھ " گئیں؟ "ملکہ کے لہجے اور چہرے سے غصہ ظاہر ہو رہا تھا۔ نیلو فرنے نظریں پھیر لیں۔

میں آپ سے بات کر رہی ہوں شہزادی! اخلاقیات کہاں ہیں آپ " کی؟ "ملکہ کو اس کی ڈھٹائی ناگوار لگ رہی تھی۔

جس کی ماں نہ ہو اس سے اخلاقیات کا سوال کیسا؟ "نیلو فر نے طنزیہ"
نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ ملکہ مہرماہ نے لب بھنچے اسے گھورا۔
لگتا ہے اپنی ماں کی طرح میرے ہی ہاتھوں قتل ہونا چاہتی ہیں"
آپ؟" اب کی بار ملکہ کا انداز پر سکون۔ پر سکون اور سرد۔
میں ماں کی طرح کمزور نہیں ہوں جو آپ کیلئے تر نوالہ ثابت ہو"
جاؤں۔ شاہ حفر کو بیوی کی نہ سہی بیٹی کی بہت قدر ہے "نیلو فر نے نڈر
لہجے میں کہا۔ ملکہ اس کی بات پر مسکرائی۔
تم غلط ہو۔ انہیں کسی کی قدر نہیں۔ اگر خود کو بچانے کیلئے انہیں"
تمہیں مارنا پڑا تو وہ ایسا کر گزریں گے۔ "ملکہ تلخ لہجے میں گویا ہوئی۔
پھر گہری سانس لی۔
خیر آئندہ آپ سے ایسی حرکت نہیں ہونی چاہیے۔ غلام بھی انسان"
ہوتے ہیں۔ انہیں بھی درد ہوتا ہے۔ "ملکہ نے اسے جانے کا اشارہ
کیا۔

میری ماں بھی انسان تھی۔ اسے کس جرم میں قتل کیا آپ نے؟""
نیلو فربس سوچ ہی سکی تھی۔

ایک ساتھ چار سینر لکھنے کے بعد گہری سانس لیتے اس نے ڈائری بند
کی اور پین اس پر رکھ کر کرسی کی بیک سے پشت لگالی۔ کھڑکی کے
شیشے سے آتی روشنی اس کے چہرے کے آدھے حصے پر پڑ رہی تھی۔
اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اچانک اسے اجالا کا خیال آیا۔ وہ اس کے
بدلتے روپے کے بارے میں سوچنے لگی۔
نیناں شاور لے کر کمرے میں داخل ہوئی تو اسے یوں آنکھیں بند کیے
دیکھ کر اس کے قریب چلی آئی۔

کیا ہوا؟ طبیعت تو ٹھیک ہے؟ "نیناں نے اس کے کندھے پر ہاتھ"
رکھا تو وہ آنکھیں کھول گئی۔

ہاں ٹھیک ہے۔ "وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ نیناں کی نظریں ڈائری پر گئیں۔"

"کتنے سینر لکھے؟"

"چار۔"

واؤ۔ لیٹ میں ریڈ "وہ مسکرا کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ دعا اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اس کی نظریں چھت پر جم گئیں۔"

"نیناں!"

ہاں۔ "بیچ کھولتے ہوئے اس نے دعا کی طرف دیکھا۔"

"تمہیں اجالا کارویہ کیسا لگتا ہے؟"

کیا مطلب؟ "اس نے بھنویں اچکائیں۔"

"مجھے کچھ عجیب لگتا ہے اس کا انداز"

مثلاً کیسے؟ "نیناں اس کی طرف پوری طرح رخ کر گئی۔ دعا نے"

بھی اس کی طرف کروٹ لی۔

پتہ نہیں۔ اب میں تمہیں کیسے سمجھاؤں۔ ایسا لگتا ہے وہ مجھ سے " بغض رکھتی ہے دل میں۔ اس کا لہجہ میٹھا ہوتا ہے لیکن الفاظ بعض دفعہ سخت ہو جاتے ہیں۔ نامحسوس انداز میں وہ طنز بھی کرتی ہے۔ "دعا پر سوچ انداز لہجے میں کہہ رہی تھی۔

ہو سکتا ہے اس کا انداز ہی ایسا ہو۔ وہ سب کے ساتھ ایسا ہی رویہ " رکھتی ہو۔

"تمہیں کبھی محسوس نہیں ہوا؟"

نہیں شاید میں غور نہیں کرتی۔ تم کچھ زیادہ ہی سوچتی ہو۔ "نیناں" کہہ کر ڈائری کی طرف متوجہ ہو گئی۔

اچھا شاید ایسا ہی ہو۔ "دعا بڑبڑائی۔"

لیکن آج وہ خلاف معمول میرے پاس کیوں بیٹھی تھی اور مجھ سے " باتیں بھی کیں۔ حالانکہ وہ کافی مغرور بھی ہے۔ "اس نے ایک نئی

بات کی طرف نیناں توجہ دلانا چاہی لیکن وہ کہانی میں گم ہو چکی تھی۔
دعا جواب نہ ملنے پر ناک چڑھاتی اسے گھور کر رہ گئی تھی۔

بحری جہاز ہندوستان کے ساحل کی جانب رواں دواں تھا۔ کئی ممالک کے لوگ اس میں سفر کر رہے تھے۔ شہزادہ حیان بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ انگریزی طرز کے ٹراؤزر اور شرٹ پر ہڈی پہنے وہ جہاز کے جنگلے کے قریب کھڑا تھا۔ اس کی نظروں سمندر کی سطح پر جھلمل کرتی چاندنی پر تھیں۔ وہ نو سال بعد اپنے وطن واپس لوٹ رہا تھا۔ لیکن اس کے دل میں کوئی خوشی نہیں تھی۔ اس نے گہری سانس لیتے نظریں آسمان کی طرف اٹھائی تھیں۔ پورا چاند آسمان کی خوبصورتی کو بڑھا رہا تھا۔ اس کے ارد گرد پھیلی زرد روشنی اور ستارے بہت پر اسرار رہے تھے۔ اس نے دیکھا ایک ستارہ ٹوٹ کوزمین کی طرف سفر کرنے لگا تھا۔ اس کے پیچھے روشنی کی لکیر بننے لگی تھی۔ شہزادے کو وہ منظر

بہت بھلا لگا تھا۔ وہ تب تک اس ستارے کو دیکھتا رہا جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ اس نے سر جھکا لیا۔ زہن کے لہرائے۔ انگلستان کی ایک ظر پر دے پر تین سال پہلے کے کچھ منا درس گاہ میں ایرک کے ساتھ گزارے خوبصورت لمحات۔ مناظر بدلتے رہے۔ ہر منظر میں وہ زمین کے ایک نئے خطے میں تھا۔ اپنے دوست کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔ اس کے ساتھ ہنس رہا تھا۔ کبھی ہاتھ پر ہاتھ مڑا کر اور کبھی پیٹ پکڑ کر جھکتے ہوئے۔ اس کا دوست بہت مزاحیہ تھا۔ ہنسانے کا فن جانتا تھا۔ اور وہ ہنسنے کا۔ ہنستے ہوئے وہ کسی معصوم بچے کی طرح لگتا تھا۔ جسے دنیا کا کوئی غم نہ ہو۔ ہر فن مولا شہزادہ اپنی زندگی سے بہت خوش اور لا پر واہ تھا۔ ماں کے کھوجانے کا دکھ آٹھ سالوں میں بہت حد تک مند مل ہو چکا تھا۔ ایرک کا اس میں بہت بڑا ہاتھ تھا۔ اس نے انگلستان کی ایک درس گاہ سے طب کا علم سیکھا تھا۔ اسے کئی زبانیں آتی تھیں۔ وہ طب میں مہارت رکھتا تھا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے واپس ہندوستان جانے کی بجائے
ست دو دنیا کے نئے نئے خطوں کو کھوجنے کا سوچا اور اپنے اکلوتے
ایرک کے ساتھ اس سوچ پر عمل بھی کیا۔ اس کا باپ ایک بادشاہ
تھا۔ اسے مالی پریشانی کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس نے کئی سمندروں کا
سفر کیا۔ کئی براعظم اور جزیرے دیکھے۔ تین سال دنیا کے مختلف
حصوں کا سفر کرنے کے دوران شہزادے کو قدرت کی خوبصورتی
سے محبت ہو گئی تھی۔ وہ بار بار ان جگہوں پر جانا چاہتا تھا۔ کسی
خوبصورت جگہ پر اس کا دل لگ جاتا تو وہاں سے جانے کو دل ہی نہ کرتا
اور زمین کے نئے نئے خطے ڈھونڈنے کا دل بھی کرتا۔ تین سال بعد
وہ واپس انگلستان پہنچا تو حالات پہلے جیسے نہیں رہے تھے۔ ابھی اسے
وہاں آئے دو دن ہی ہوئے تھے کہ اس پر جان لیوا حملہ ہوا تھا۔ وہ بال
بال بچا تھا۔ ایرک بھی اس حملے میں اس کا ساتھ ہی تھا۔ انہوں نے جگہ
بدلی لی لیکن ان پر ایک بار پھر حملہ ہوا۔ اور ایرک مارا گیا۔ اس کا عزیز

از جان دوست اسے چھوڑ گیا۔ اسے اپنے اندر ایک سناٹا اترتا محسوس
ہے بہت ہنسنا تھا اس نے اسے غمگیں بھی بہت اس ہوا تھا۔ وہ جو
کیا۔ صدمے کو دور گزرا تو وہ جنوبی بن گیا تھا۔ اس نے تمام حملہ
آوروں کو مار ڈالا تھا لیکن اس کے سینے میں لگی آگ ختم نہیں ہوئی
تھی۔ وہ انگلستان سے بددل ہو گیا اور فرانس کی جانب بڑھ گیا۔ حملہ
آوروں نے وہاں بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا اور اس نے بھی ان پر رحم
نہیں کیا۔ جو بھی اسے مارنے آتا وہ یا تو مارا جاتا یا بھاگ جاتا۔ شہزادہ
آگے بڑھتا رہا اور اپنے پیچھے آنے والے حملہ آوروں سے بھی غافل نہ
رہا۔ فرانس سے سپین، پھر الجیریا اور نائجیریا سے ہوتا ہوا وہ شمالی افریقہ
پہنچ گیا۔ وہاں اسے خود پر حملہ کرنے والے ایک حملہ آور کو بے بس
کرنے کا موقع مل گیا۔ اسے قتل کرنے کی بجائے شہزادے نے اس پر
تشدد کر کے اگلوایا تھا کہ وہ کون لوگ تھے اور اس کی جان کے دشمن
کیوں بنے ہوئے تھے۔ اس نے جو کچھ بتایا وہ اس لاپرواہ شہزادے کیلئے

کا تھا۔ اس کا باپ جو بادشاہ تھا ایک جنگ میں جھٹ ایک بہت بڑا مارا گیا تھا۔ اس کا چچا شاہ حفر بن چکا تھا۔ اس حملہ آور کو یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ کس کے حکم پر شہزادے کو مارنے آیا تھا لیکن اس سے شہزادے کو اپنے باپ کی موت کی خبر مل گئی تھی۔ وہ ایک بار پھر ٹوٹ گیا تھا۔ اس کا دل کیا وہ چیخ چیخ کر روئے لیکن وہ مرد تھا اور سب سے بڑھ کر ایک شہزادہ تھا۔ اسے سکھایا گیا تھا کہ اسے رونا نہیں۔ اسے ہر مشکل کو سہہ جانا سیکھایا گیا تھا۔ اس نے سیکھے ہوئے پر عمل کیا اور خود کو سنبھال لیا۔ اسے واپس جا کر اپنے باپ کا بدلہ لینا تھا۔ اپنے دوست کا بدلہ لینا تھا۔ اس شخص کو عبرتناک موت دینی تھی جو کتنے ہی عرصے سے اس پر جان لیوا حملے کر رہا تھا۔ اسی مقصد کے تحت وہ شمالی افریقہ سے ہندوستان کا سفر کر رہا تھا۔ لاہر واہ شہزادے کی ساری لاپرواہی ختم ہو چکی تھی۔ معصومیت کی جگہ ایک گہری سنجیدگی نے لے لی۔ ل ایک ویران کھنڈر میں تبدیل ہو گیا تھا۔ لیکن اس کھنڈر دل د تھی۔

میں کبھی کبھی کوئی دستک دیتا تھا۔ وہ ایک خواب جو کچھ دیر کیلئے اسے اپنا آپ بھلا دیتا تھا۔ اس خواب میں قدرت کی خوبصورتی تھی جس کا وہ دیوانہ تھا۔ اور اس قدرتی منظر میں ایک پراسرار وجود اس کے دل کے تار چھیڑ دیا کرتا تھا۔ ندی کے اس پار کھڑی وہ لڑکی اس کے زہن پر فسوں بن کر چھا جاتی تھی۔ وہ اسے اس دنیا کی حسین ترین نظارہ لگتی تھی۔ وہ حقیقت نہیں تھی۔ خواب تھی لیکن وہ بس اس لڑکی سے ملنا چاہتا تھا۔ اور اسے یقین تھا وہ لڑکی اس زمیں پر کہیں نہ کہیں موجود ہو گی۔ ایک دن وہ اس سے ضرور ملے گی۔ وہ اس کا انتظار کرے گا۔ اسی انتظار میں کئی خوبصورت لڑکیاں اس کے سامنے آئیں اور گئیں لیکن کوشش کے باوجود اسے اپنی طرف متوجہ نہ کر سکیں۔ وہ اسی خول میں بند رہا جو اس خواب اور خواب والی نے اس کے گرد کھینچ دیا تھا۔ وہ ل متاع تھا۔ اور وہ خواب تعبیر بننے والا تھا۔ ک خواب اس کی خواب ہی خواب کب تک دیکھوں

کاش تجھ کو بھی ایک جھلک دیکھوں

ساحل پر اترنے کے بعد وہ ایک دم کی مسافت طے کر کے حفر کی ریاست میں داخل ہوا تھا۔ خوش قسمتی سے اس بار دشمن اس کا پیچھا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے لیکن وہ خود ہی دشمن کے پاس جا رہا تھا۔ گھوڑے کو تیزی سے دوڑاتا محل بازار میں سے گزرتے وہ سنگ محل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کوئی اسے پہچان نہیں پایا تھا۔ وہ نو سال بعد حفر لوٹا تھا۔ محل کی فصیل کے محافظوں نے بھی اسے نہیں پہچانا۔ لیکن جب اس نے بتایا کہ وہ شہزادہ حیان ہے تو اسے مزید کوئی ثبوت دینے کی ضرورت نہ پڑی۔ اس کے چہرے کے نقوش میں اس کے باپ کی شکل کی جھلک تھی۔ سپاہیوں نے بڑی عقیدت سے جھک کر اسے سلام دینے شروع کر دیے تھے۔ اس کا باپ اچھا انسان تھا۔ فوج میں اس کی بہت عزت تھی۔ اس کی فوج نے کبھی کوئی مطالبہ

منوانے کیلئے علم بغاوت بلند نہیں کیا تھا۔ شاہ مصطفیٰ اشہدان کی
س سے خوش امطالبے بہت آسانی سے مان جایا کرتا تھا۔ رعایا بھی
تھی۔ لیکن پھر اس ریاست اور اس کے بادشاہ کو کسی کی بری نظر لگ
گئی۔ بادشاہ مارا گیا۔ شاہ ظہیر اپنے بھائی کی طرح نرم دل نہیں تھا۔ وہ
ایک سخت اور ظالم حکمران تھا۔ اس نے رعایا کی طرف توجہ نہیں دی
اور فوج کے تمام بڑے افسران کو اپنے پسندیدہ چیلوں سے بدل دیا۔
لیکن ساری فوج کو تو وہ بدلنے سے رہا تھا۔ عام سپاہی اب بھی شاہ
مصطفیٰ کے گن گاتا تھا حالانکہ شاہ ظہیر نے ان سے رعایا کی طرح کا
سلوک نہیں کیا تھا بلکہ مراعات مزید بڑھادی تھیں تاکہ وہ اس کے
وفادار رہیں۔ لیکن وہ جانتا تھا اگر شہزادہ حیان پردیس سے لوٹا تو فوج
اس کی بجائے شہزادے کو سلطان دیکھنا پسند کرے گی۔ اسی لیے وہ
شہزادے کو مروادینا چاہتا تھا۔ وہی تھا جو شہزادے کے پیچھے حملہ آور
بھیجتا تھا لیکن ابھی تک وہ کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔

جب تک وہ قصر سلطان کی اندرونی عمارت میں پہنچا سارے محل میں اس کی آمد کی خبر پھیل چکی تھی۔ شاہ ظہیر جو اپنے کمرے میں ایک کنیز کے ساتھ تھا یہ خبر سن کر پریشان ہو گیا تھا لیکن جب شہزادہ اس کے سامنے آیا تو اس کی آنکھیں میں دکھ کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ شاہ ظہیر مطمئن ہو گیا کہ ابھی وہ اس کی اصلیت نہیں جان پایا اور وہ اکیلا آیا تھا۔ اس نے اپنے انداز میں مصنوعی شفقت بھر لی اور شہزادے کو دلا سے دیا۔ اس کی آؤ بھگت کی اور جب اس سے رخصت ہو کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو بادشاہ نے اپنے غلاموں کو اسے خاموشی سے قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ یہ خبر محل سے باہر نکلنے سے روک لی گئی کہ شہزادہ واپس آچکا ہے۔ جن ساہیوں نے اسے دیکھا تھا انہیں زندان میں ڈال دیا گیا۔ جن تک یہ خبر اڑتی اڑتی پہنچی تھی ان کو کہا گیا کہ وہ ایک غلط فہمی تھی۔ وہ شہزادہ نہیں بلکہ اس کا کوئی دوست تھا اس کی موت کی خبر لایا تھا۔ اس خبر کو ہر جگہ پہنچا دیا گیا۔ حفر کی ریاست

ایک دفعہ پھر غمگیں ہو گئی تھی۔ اس رات شہزادے کو جو کھانا دیا گیا اس میں زہر تھا۔ لیکن کھانے سے پہلے ملکہ مہرماہ کا خط اس تک پہنچ چکا تھا۔ خط میں بتایا گیا تھا کہ اس کا چچا اسے قتل کرنے کے درپے ہے۔ شہزادہ بے یقین ہوا لیکن جلد ہی اس نے حقیقت تسلیم کر لی اور خاموشی سے اپنے کمرے سے نکل کر سب کی نظروں سے بچتا ملکہ کے کمرے تک پہنچا تھا۔ ملکہ مہرماہ اس سے کچھ ہی سال بڑی تھی لیکن وہ اس سے ایسے شفقت سے پیش آئی تھی جیسے وہ اس کی ماں ہو۔ اس نے شہزادے کے دل پر اپنے لفظوں کی مرہم رکھی۔ اسے ہمت دلائی۔ پھر اسے ایک اور حقیقت بتائی۔ اس کے باپ کے قتل میں اس کا چچا شاہ ظہیر بھی شامل تھا۔ اس نے خود تو مصطفیٰ اشہد کو قتل نہیں کیا تھا لیکن اسے قتل کروانے میں راجا دیو کا ساتھ دیا تھا۔ شہزادہ روینا چاہتا تھا لیکن ملکہ نے اسے ک اسی وقت سال ظہیر کو قتل سمجھایا تھا کہ ابھی وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ شاہ ظہیر کے ارد گرد دوسو

لوگ ہمہ وقت اس کی حفاظت پر معمور رہتے تھے۔ اس تک پہنچنے کیلئے اسے بہت سے محافظوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ اکیلا انہیں ہرا نہیں سکتا تھا۔ ان سے نمٹنے کیلئے اسے بھی اتنے ہی لوگوں کی ضرورت ہوگی۔ شہزادے نے پھر اس سے پوچھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ ملکہ نے اسے نصیحت کی کہ ابھی وہ محل سے نکل جائے اور جنوبی جنگل یا شیر شاہ کے قبیلے میں پناہ لے۔ پھر اپنی طاقت جمع کرے اور شاہ ظہیر کو شکست دے کر وہ تخت حاصل کرے جو اس کے باپ کا تھا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ملکہ نے اسے بحفاظت محل کے ایک خفیہ راستے سے باہر نکال دیا اور حام کو اس کے ساتھ بھیج دیا۔ وہ جنگل کی طرف سفر کرنے لگے۔ لیکن جنگل کی حدود شروع ہوتے ہی ان کا سامنا ڈاکوؤں کے ایک گروہ سے ہو گیا۔ وہ گروہ شیر شاہ کے قبیلے علق رکھتا تھا۔ وہ ماہر لڑاکے تھے۔ شہزادے کو انہیں گرانے سے میں کافی وقت لگا تھا لیکن اس کی تربیت بہت سخت کی گئی تھی سو وہ ان

پر بازی لے گیا۔ ان میں سردار ار ترضیٰ کا ایک دوست بھی تھا جسے بہت امیر بننے کا شوق تھا۔ اسی شوق کی وجہ سے وہ ڈاکو بننا تھا۔ سردار نے اسے کئی بار سمجھایا تھا کہ جتنا ملتا ہے اس پر صبر شکر کیا کرے لیکن وہ نہیں مانا اور دولت کے لالچ میں مارا گیا۔ اس گروہ کے بعد شہزادے کا ٹاکرا ڈاکوؤں کے کئی گروہوں سے ہوا تھا اور اپنے اصلی نام کی بجائے اپنے دوسرے نام بازل کے عرف باز سے جنگل میں مشہور ہو گیا تھا۔ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ جنگل میں اپنی جگہ بنانے کیلئے شہزادے کو ایک ماہ لگ گیا تھا۔ اب ڈاکوؤں کے حملے رک چکے تھے لیکن سردار ار ترضیٰ ایک نئی مصیبت بن کر اس کے راستے میں آچکا تھا۔ لیکن وہ موقع ملنے کے باوجود اسے مار نہیں سکا تھا۔ اسے دیکھ کر نجانے کیوں شہزادے کو اپنا دوست یاد آیا تھا۔ اس نے اپنے دوست کے صدقے اسے زندہ چھوڑ

دیا تھا اور دوسری طرف سردار ار ترضی اپنے دوست کی خاطر اسے مارنا چاہتا تھا۔ یہ تقدیر کا اتفاق تھا لیکن عجیب تھا۔

تم ایک شہزادی ہو۔ تمہاری ماں ایک ملکہ تھی۔ اسی قتل کر دیا گیا" تھا۔ "بوڑھی کنیز کے الفاظ حنہ کی سماعت میں گونج رہے تھے۔ وہ کنیز جس نے اس کی پرورش کی تھی۔ اس نے محل میں کنیزوں کی سہ زندگی گزاری تھی لیکن وہ کہہ رہی تھی کہ وہ شہزادی تھی۔ ایسا کیا ہوا کہ اسے شہزادی سے کنیز بنادیا گیا۔ اس کی ماں کو کیوں قتل کیا گیا۔ کس نے قتل کیا۔ یہ سب سوالات اسے جاننے تھے۔ لیکن قسمت اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔ پہلے شہزادی نیلو فرنے اسے قیدی بنایا۔ ایک سال بعد اسے جب رحم آیا تو اس نے اسے قید خانے سے نکالنے کے بعد محل سے بھی نکال دیا۔

یہ سزا ہمیشہ یاد رکھنا اور کبھی اس محل کا رخ مت کرنا ورنہ اگلی دفعہ " ہم تمہیں ساری زندگی کیلئے قیدی بنادیں گے۔ " شہزادی کے الفاظ اسے آج بھی یاد تھے۔ پھر قسمت نے اسے طوائفوں کے ایک کوٹھے کی قیدی بنایا۔ وہاں سے نکلی تو سردار ار ترضیٰ نے اسے قیدی بنالیا۔ یہ دنیا اسے آزادی سے کیوں نہیں جینے دیتی تھی۔ کیوں اس کی زندگی کے فیصلے اوروں کے ہاتھ میں رہتے تھے۔ کیا وہ کبھی اپنی مرضی سے نہیں جی سکے گی؟ اس سوال نے اس کے اندر گھٹن بھر دی۔ اس نے گہری سانس لی۔ نہیں وہ آزاد ہوگی۔ وہ اپنی مرضی سے زندگی جیے گی۔ کسی کو کوئی حق نہیں تھا کہ اس کی زندگی کے فیصلے کرتا۔ وہ پر عزم سی سوچ رہی تھی جب ار ترضیٰ خیمے میں داخل ہوا۔

یہ کھانا کھا لو۔ " سردار ار ترضیٰ نے حنہ کے سامنے ایک طشتری " رکھی۔ حنہ نے بے تاثر نگاہوں سے پہلے طشتری کو دیکھا پھر سردار کو۔

کیسے کھاؤں؟" اس نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔ سردار کو احساس ہوا "اس کے ہاتھ تو پیچھے بندھے ہوئے تھے۔

میں کھلا دوں۔" وہ اس کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا۔

تمہاری شان میں کمی ہو جائے گی۔ میرے ہاتھ آگے باندھ دو۔ میں "خود کھالوں گی۔" حنہ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔

بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ میں سردار ہوں۔ ایک قیدی کو کیسے کھانا کھلا سکتا ہوں۔ وہ اس کے دائیں طرف ہو کر پیچھے سے ہاتھ کھولنے

لگا۔ ایک ہاتھ آزاد ہوتے ہی حنہ نے اسے گھمایا اور پوری قوت سے اس کی کنپٹی پر دے مارا۔ اس کا سر گھوم کر رہ گیا۔ اسے سنبھلنے کیلئے

کچھ وقت لگا تھا۔ یہی وقت حنہ کیلئے غنیمت تھا۔ اس نے طشتری اٹھا

کر سردار کے سر پر ایک اور ضرب لگائی اور باہر کو بھاگی۔ باہر موجود لوگوں میں سے ایک نے اسے بھاگتے دیکھ لیا۔ اس نے چلا کر سب کو

خبردار کر دیا۔ اسے پہلے کہ وہ ان سے دور ہوتی وہ سب تلواریں

لیے اس کے گرد گھیرا تنگ کر چکے تھے۔ اسی پل سردار ار ترضی بھی
خیمے سے نکل آیا تھا۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ کچھ لوگ اس
کی طرف لپکے۔ وہ ان کی طرف توجہ دیے بنا حنہ کی طرف بڑھا۔ اس
کا دل کر رہا تھا وہ اس لڑکی کو جان سے مار دے۔ لیکن اس کے قریب
پہنچنے تک نجانے کیا ہوا کہ اس کا سارا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہ حنہ کی
آنکھوں میں دیکھتا استہزائیہ مسکرایا۔

تم کبھی مجھ سے نہیں بھاگ سکو گی حاوا۔ "وہ پر یقین تھا۔ حنہ نے"
اکتا کر سانس خارج کرتے اس سے نظریں پھیر لیں۔

جاسم کہاں ہے؟ "شاہ حفر نے اعلیٰ عہد داروں سے ملاقات کیلئے"
جاتے ہوئے اپنے خاص غلام سے استفسار کیا۔ وہ جواب دیتے وقت
ہچکچایا

"وہ زخمی ہے"

کیسے زخمی ہوا؟" شاہ ظہیر نے بے تاثر لہجے میں پوچھا۔
شہزادی نیلو فر نے اس پر تیر برسائے ہیں۔ "ادھر ادھر دیکھتے غلام"
نے جواب دیا۔ شاہ ظہیر نے چونک کر اسے دیکھا۔
"کیوں؟"

شاید اس سے کوئی گستاخی ہو گئی ہو گی شہزادی کی شان میں۔ "غلام"
نے اندازہ لگایا۔ شاہ ظہیر کیلئے یہ بات بہت تعجب خیز تھی۔ جاسم
گستاخ نہیں تھا۔ ضرور نیلو فر کی ہی غلطی تھی۔ وہ جانتا تھا لیکن معاملہ
کیا تھا یہ جاننے کیلئے اسے شہزادی سے بات کرنی تھی۔ ملاقات کے
بعد اپنی آرام گاہ میں واپس آ کر اس نے شہزادی کو طلب کر لیا۔
یہاں آؤ۔ "شہزادی کو اپنے سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑا"
دیکھ کر شاہ ظہیر نے شفقت بھرے لہجے میں اسے مخاطب کیا۔
شہزادی چہرے پر مزید معصومیت لاتی اس کے پاس چلی آئی۔ بادشاہ
نے اسے اپنے پاس بٹھالیا۔

میری شہزادی کو غصہ کیوں آیا؟ "شاہ ظہیر نے محبت سے پوچھا۔"

شہزادی کو جواب سوچنے میں کچھ وقت لگا تھا۔

"اس نے ہم سے گستاخی کی۔"

"کیسی گستاخی؟"

ہم اس کے سامنے سے گزرے تو اس نے سر نہیں جھکایا۔ "کیا"

معصومیت تھی۔ شاہ ظہیر بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔

آپ نے وہی کیا جو ایک شہزادی کو کرنا چاہیے۔ لیکن ہمیں نہیں لگتا"

"وہ کوئی گستاخی کر سکتا ہے۔ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔

تو کیا اب ہمیں اس سے معافی مانگنی ہوگی؟ "شہزادی نے سراٹھا کر"

شاہ ظہیر کو دیکھا۔

بالکل نہیں۔ ہم بس آپ کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ایک شہزادی"

ہونے کے ناطے آپ کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ آپ کا نام کسی

نچلے درجے کے غلام کے ساتھ نہیں آنا چاہیے بلکہ کسی کے ساتھ بھی

نہیں آنا چاہیے۔ آپ خفیہ طریقے سے بھی اسے سزا دے سکتی
تھیں۔ اب سارے محل میں آپ کے اور اس غلام کے بارے میں
"چم گوئیاں ہو رہی ہوں گی۔ یہ بات محل سے باہر بھی جاسکتی ہے۔
معافی چاہتی ہوں بابا۔ آئندہ احتیاط سے کام لوں گی" وہ کہہ کر
معصومانہ انداز میں مسکرائی تھی۔

دعا نے آنکھیں سکوڑیں۔ اس خوبصورت شخص کی ہی کسر رہ گئی تھی
اس کے خوبصورت سے خواب میں۔ ویسے جو بھی تھا بہت انٹر سٹنگ
خواب تھا۔ دعا نے سوچا اور قدم آگے بڑھائے۔ ندی کے ٹھنڈے
پانی نے اس کے دانت بجا دیے۔ لیکن خواب میں وہ اس ایڈوینچر سے
باز نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ دھیرے سے قدم اٹھاتی آگے ہی آگے چلتی
گئی۔ ندی کی چوڑائی دس فٹ تھی۔ پھر بھی وہ خاصی دیر لگا کر دوسری
طرف پہنچی تھی۔ اور حیان کی نظریں اس دوران اس پر ہی رکی رہی

تھیں۔ وہ اب بھی ساکن تھا۔ کسی جھیل کی مانند۔ شاید ابھی بھی یہ یقین کرنے میں مصروف تھا کہ وہ حقیقت تھی۔ وہ حسین ترین نظارہ اس کے سامنے تھا۔ حالانکہ وہ حسین ترین نہیں تھی۔ اگر کوئی اور اسے دیکھتا تو اسے وہ عام سا حسن لگتا لیکن شہزادے کی نظروں میں وہی خوبصورت تھی۔ یہی تو محبت کا کرشمہ ہے۔ محبت محبوب کو دنیا کا سب سے حسین فرد بنا کر دکھاتی ہے۔ محبوب کی خامیاں خوبیاں لگتی ہیں۔ اس کی طرف سے ملنے والی اذیت میں بھی ایک لذت ہوتی ہے۔ اس کی خوشی کی خاطر درد قابل قبول ہوتا ہے۔ اس کی بے رخی بھی ایک ادا لگتی ہے۔ اپنی ہستی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ صرف محبوب رہ جاتا ہے۔ شہزادے کو لگا وہ تو صدیوں سے اس لڑکی کی محبت میں گرفتار تھا۔ آج وہ محبت اس سے آملی تھی۔ خوشی کی ایک لہر اس کے پورے وجود میں پھیل گئی تھی۔ دعا اس کے قریب آ کر رکی لیکن اس کے پاؤں ابھی بھی ندی کے پانی میں تھے۔ اب کہ اس

کا چہرہ بہت واضح تھا۔ وہ اس کی نقش نقش جو آنکھوں میں حفظ کر رہا تھا

تیری آنکھیں کمال ہیں جاناں

چاندنی کی مثال ہیں جاناں

کیا یہ کم ہے کہ دیکھ کر تجھ کو

ہوش اب تک بحال ہیں جاناں

دعا نے کچھ کہنے کیلئے لب کھولے لیکن اچانک اسے اپنے دائیں جانب

سے پانی میں ہل چل محسوس ہوئی۔ اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا۔ اس کا

دل ہل کر رہ گیا۔ اس نے شدت سے دعا کی خواب ٹوٹ جائے لیکن

خواب نہیں ٹوٹا۔ ایک مگر مجھ اس کے قریب آچکا تھا۔ اس نے اپنا

دل ندی کے پانی کی طرح بہتا محسوس کیا اور روح جسم سے پرواز ہوتی

محسوس ہوئی۔ مگر مجھ منہ کھولے اس پر حملہ کر چکا تھا لیکن اچانک

اسے ایک جھٹکا لگا تھا۔ حیان اس ایک بازو سے پکڑ کر مگر مجھ سے

مخالف سمت پر کھینچتا دوسرے ہاتھ سے تلوار نکال کر اس کے منہ میں گھسا چکا تھا۔ اگر حیان اس کا بازو چھوڑ دیتا تو دعا پانی میں گر جاتی۔ لیکن اسے کچھ ہوش نہیں تھا اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے یہ سب ایک ٹرانس میں سلو موشن میں ہوتے دیکھا تھا۔ کئی پل اسے یقین نہیں آسکا تھا کہ وہ زندہ بچ چکی تھی۔ اسے حیرت ہوئی تھی۔ خواب کو یہاں ٹوٹ جانا چاہیے تھا۔ حیان نے ابھی تک اس کا بازو تھام رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر دعا کیلئے پریشانی تھی۔ ابھی ہی تو وہ ملی تھی اسے اور مگر مجھ اسے اس سے دور کرنے والا تھا۔ یہ خوف جاں گسل تھا۔ آپ ٹھیک ہیں؟ "وہ اپنے کانپتے دل کو سنبھال رہی تھی جب حیان " نے اس کا بازو نرمی سے چھوڑتے پوچھا۔ وہ خالی خالی نظروں سے کچھ پل اسے دیکھتی رہی پھر سر اثبات میں ہلادیا تھا۔

ہ....ہاں۔ "اس نے ارد گرد دیکھتے کہا تھا۔"

یہاں سے دور ہو جائیں۔ کوئی اور مگر مجھ بھی آسکتا ہے۔ "اس کی" بات پر وہ اچھل کر ندی سے دور ہوئی اور اسے یاد آیا کتنے مزے سے وہ ندی عبور کر رہی تھی۔ حیان نے مسکراہٹ روکی۔ دل اس بات پر یقین کر چکا تھا کہ وہ حقیقت میں اس کے سامنے موجود تھی۔ بالآخر اسے وہ لڑکی مل چکی تھی جسے وہ خواب میں دیکھتا تھا اور حقیقت میں ملنا چاہتا تھا۔ اور دعا یہ سمجھ رہی تھی وہ شخص خواب میں اس کے سامنے تھا۔ اس نے غور سے اسے دیکھا۔ سنہرے بال اور شہر رنگ آنکھیں اسے اس کے ناول کا کریکٹر کی یاد دلا گیا تھا۔ شہزادہ بھی کچھ کہے بغیر اسے دیکھے جا رہا تھا۔ دعا نے اس کی نظروں کے ارتکاز پر الجھ کر پلکیں جھپکیں تو وہ گہری سانس کھینچتا ہوش میں آیا۔

آپ... کہاں سے آئی ہیں؟ "اس کا لہجہ نرم تھا۔"

میں.... اپنے کمرے میں تھی۔ پتہ نہیں یہاں کیسے آگئی "وہ اس کی" بات پر الجھا

"آپ کا گھر کہاں ہے؟"

شیر شاہ میں ہے۔ "اس نے بتایا۔ حیان ٹھٹکا۔"

اور آپ کا نام کیا ہے؟ "وہ دلچسپی سے اس کے چہرے کے نقوش کو دیکھ رہا تھا۔"

"دعائے فجر۔"

فجر کی دعا "حیان نے دل کی گہرائیوں میں اس نام کو بسایا۔"

لیکن اکثر لوگ مجھے دعا ہی کہتے ہیں۔ اور آپ کا نام کیا ہے؟ "وہ ایک دھیمی سے مسکراہٹ کے ساتھ بول رہی تھی۔"

باز "حیان نے اپنا پسندیدہ نام اسے بتایا۔ دعا کو یاد آیا یہ تو شہزادہ" حیان کا نام تھا۔ لیکن یہ اس کا اصلی نام تھوڑی تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔ اچھا یہاں کیا کرنے آئے ہیں آپ باز؟ "فقرے کے آخر پر جب" اس نے حیان کو باز کہہ کر پکارا تو اس کا دل تیزی سے دھڑکا۔

اپنے گھوڑے کو پانی پلانے آیا تھا۔ ویسے یہ سارا جنگل میری ملکیت " میں ہے۔ میری اجازت کے بغیر کوئی یہاں نہیں آتا۔ آپ کیسے آ گئیں۔ " وہ اب اس کی آنکھوں میں دیکھ کے بولا۔

کیوں؟ آپ نے یہ جگہ اپنے نام لگوار کھی ہے کیا؟ " اس نے طنزیہ " کہا۔ شہزادہ دھیرے سے ہنسا۔

نہیں بس میرے ڈر سے کوئی نہیں آتا۔ " اس نے کندھے اچکائے۔ " مطلب آپ خوفناک ہیں۔ " وہ تھوک نکل کر بولی۔ " آپ کیلئے نہیں۔ " اس نے نفی میں سر ہلایا۔

خیر مجھے کیا پرواہ۔ میں تو خواب دیکھ رہی ہوں " وہ نخوت سے بولی۔ " وہ اس کی بات پر ہنسا

" کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ خواب ہی دیکھ رہی ہیں؟ " ہاں ناورنہ اس انجان جگہ پر حقیقت میں ایک دم سے آجاتی تو چیخ چیخ " کر سر آسمان پر نہ اٹھا لیتی " وہ کہہ کر کھسیاتے ہوئے ہنسی۔ حیان نے

اسے پر سوچ انداز میں دیکھا۔ یا تو وہ لڑکی کھسکی ہوئی تھی یا اس کی
یادداشت جاچکی تھی تبھی وہ بونگیاں مار رہی تھی۔
صحیح تو پھر چلیں آپ کے خواب کو مزید دلچسپ بناتے ہیں "اس نے"
دعا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دعا نے میکا کی انداز میں ہاتھ حیان کے ہاتھ
میں دے دیا۔ شہزادہ مسکرایا اور اسے لے کر اپنے گھوڑے کی طرف
چل پڑا۔ دعا کا دھیان اب ارد گرد کی خوبصورتی کی طرف تھا۔
کاش حقیقت میں بھی میں ایسی جگہ دیکھ سکوں۔ "دعا خود کلامی کے"
سے انداز میں بڑبڑائی تھی۔ شہزادے نے مسکراہٹ دبائی تھی۔
اپنے محبوب کا ہاتھ پکڑے اس کے ہمقدم ہونا بہت مسرت آمیز تھا۔
اس نے خواہش کی وہ ہمیشہ ایسے ہی ایک ساتھ چلتے رہیں۔
ایک درخت کے پیچھے ایک گھوڑا دکھائی دیا تو دعا کے لب واؤ کی
صورت گول ہوئے۔ وہ شہزادے سے ہاتھ چھڑوا کر گھوڑے کی
طرف دوڑی تھی۔ شہزادے کو اپنے پسندیدہ گھوڑے پر غصہ آیا۔

سفید رنگ کا گھوڑا بھی اپنی مثال آپ تھا۔ اس نے گھوڑے کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ شہزادہ بھی دھیرے سے چلتا گھوڑے کے قریب آ رہا تھا۔

بہت خوبصورت گھوڑا ہے۔ اب آپ یقیناً مجھے اس پر بیٹھنے کی پیشکش کریں گے؟" وہ حیان کی طرف مڑ کر معصوم بچے کی طرح مسکرائی جو اپنا من پسند کھلونا دیکھ کر مچل گیا ہو اور اسے حاصل کرنے کیلئے اپنے کسی بڑے کی طرف پر امید نظروں سے دیکھ رہا ہو۔

ہاں یقیناً۔" وہ کہتے ایک گھٹنا ٹیک کر نیچے جھکا۔ دعا نے اسے الجھ کر دیکھا۔

آپ میری مدد سے گھوڑے پر بیٹھ سکتی ہیں" اس نے وضاحت کی۔

ارے کیا بات کرتے ہیں۔ اب خواب میں بھی دوسروں کے سہارے لیتی رہوں۔" وہ ناک چڑھا کر کہتی گھوڑے کی پشت پر دونوں ہاتھ رکھتی اچھل کر اس پر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگی اور پھر

کوشش ہی کرتی رہی۔ لیکن کوئی کوشش بر نہ آئی۔ اس نے ایک دفعہ
پھر شرمندگی سے حیان کو دیکھا جو سینے پر بازو باندھے زیر لب
مسکراتے اس کی ناکام کوششوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر وہ
اچانک اس کی طرف بڑھا اور اسے بازوؤں میں بھرتا ایک پل میں ہی
گھوڑے پر بٹھا گیا۔ وہ اس افتاد پر سانس روک گئی تھی۔ اسے حیرت
اس بات پر تھی کہ اس کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ اتنی تیزی سے تو
کبھی حقیقت میں بھی نہیں دھڑکا تھا۔ پھر خواب میں کیسے۔ اس نے
دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ اسے دھڑکن اپنے ہاتھ میں واضح طور پر
محسوس ہوئی۔

کیا میں واقعی خواب دیکھ رہی ہوں؟ "وہ غیر مرئی نقطے کو دیکھتی"
بڑبڑائی۔

ہاں بالکل۔ "شہزادہ اس کی غلط فہمی دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے"
گھوڑے کی بھاگ تھام لی اور قدم آگے بڑھائے۔ دکانے چہرہ موڑ کر

اس کی طرف دیکھا۔ شہزادے نے بھی اس کی طرف دیکھا۔ وہ تیزی سے نظریں پھیر گئی۔ اس کی نظر گھوڑے کی زین کے ساتھ لٹکے تھیلے پر پڑی جس میں تیر کمان موجود تھے۔ اس نے ذرا سا آگے جھکتے تیر اور کمان نکال لیے۔

آپ کو تیر اندازی آتی ہے؟ "شہزادے نے اسے کمان پر تیر لگاتے" دیکھا تو پوچھا۔

ہاں میں نے تیر اندازی میں گولڈ میڈل جیتا تھا "دعا نے کہتے تیر" چھوڑ دیا۔ وہ سنسناتا ہوا درخت کی ایک پتلی شاخ کو جا لگا۔ واؤ۔ وہیں تو نشانہ باندھا تھا میں نے۔ دیکھو وہیں لگا۔ میرا نشانہ کتنا "اچھا ہے" دعا پر جوش انداز میں مسکرا رہی تھی۔ وہ بھی اس کی خوشی پر مسکرا رہا تھا۔

ہاں واقعی۔ آپ کی تیر اندازی تو کمال کی ہے۔ "دعا اپنی تیر اندازی" کی تعریف سن کر مزید خوش ہوئی

ہیں نا "حیان نے سر ہلا دیا۔ کچھ پل خاموشی میں گزرے"

ہم کہاں جا رہے ہیں؟ "دعا نے خامشی توڑی۔"

"آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟"

"پتہ نہیں۔ خواب میں تو میں دور دور تک چلی جایا کرتی یوں۔"

پہلے مجھے میزبانی کا موقع دیں۔ پھر میں آپ کو آپ کے گھر واپس"

چھوڑ آؤں گا "شہزادے نے کہا۔

وہ تو میں خود بھی جاسکتی ہوں "دعا نے سامنے نظر آنے والے"

خیموں کو دیکھا جن کے قریب کچھ لوگ بھی دکھائی دے رہے تھے۔

"وہ لوگ کون ہیں؟"

وہ سپاہی ہے۔ "حیان نے گھوڑے کو غاروں کی طرف موڑ دیا۔"

یہاں کون رہتا ہے؟ "اسے غار کے دہانے کے سامنے دو محافظ نظر"

آئے تھے جس سے اس نے اندازہ لگایا کہ وہاں کوئی رہتا ہے۔

یہاں میرے ساتھی رہتے ہیں۔ اس طرف صرف عورتیں ہیں۔"

آپ اندر آسکتی ہیں" گھوڑا غار کے دہانے کے قریب رک گیا۔ حیان نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے نیچے اترنے میں مدد دی۔ محافظوں نے شہزادے کی آمد پر سر جھکا رکھے تھے۔ وہ اسے لیے غار کے اندر بڑھا۔ اس حصے میں شہزادے کی رہائش تھی لیکن اس غار کے پیچھے بھی ایک غار تھا جہاں ڈاکوؤں کی عورتیں رہتی تھیں۔ وہ بھی اپنے مردوں کی طرح شہزادے کی تابع تھیں۔ دوسری غار کے دہانے پر ایک لڑکی کھڑی نظر آئی۔ وہ حیان کو دیکھ کر اس کے قریب چلی آئی اور جھک کر اسے سلام کیا۔ دعا کی بھنویں سکڑیں۔

انہیں اندر لے کر جاؤ۔ اور بانو کو بھیجو۔" حیان نے کہا تو دعا نے اس کی طرف دیکھا۔ کہیں.... کہیں وہ خواب میں اپنی ہی کہانی کے کرداروں کے بیچ تو نہیں آگئی تھی۔ اس خیال نے اس کے دل کی دھڑکن تیز کی تھی۔ لڑکی نے سے اسے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔ حیان

نے بھنویں اچکا کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ لڑکی کے ساتھ دوسرے حصے میں داخل ہو گئی۔ غار بہت بڑی تھی۔ دائیں طرف کچن کا سامان تھا جبکہ بائیں طرف کچھ بستر پڑے تھے۔ وہ غار آگے سے کافی لمبی تھی اور بتدریج پتلی ہوتی جاتی تھی۔ اس پتلے حصے میں ایک اور غار کا دہانہ بھی کھلتا تھا جس میں حمام بنا ہوا تھا۔ غار میں چھ سات عورتیں تھیں۔ بانو بھی ان میں شامل تھی۔ ایک اجنبی لڑکی کو دیکھ کر سب اس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

"یہ کون ہے؟"

شہزادے کے ساتھ آئی ہے۔ ان کے بیٹھنے کا بندوبست کرو۔"

لڑکی کہہ کر بانو کی طرف متوجہ ہوئی۔

شہزادہ معظم آپ کو بلارہے ہیں۔" بانو نے باہر کی طرف قدم بڑھا دیا۔

وہ شہزادہ حیان ہے نا؟" دعا نے لڑکی سے پوچھا۔"

جی۔ "دعا مسکرائی۔ تو وہ اپنے ناول کے کردار سے مل چکی تھی۔"

چاہے خواب میں ہی سہی۔

اور وہ بانو تھی؟ "دعا نے باہر نکلتی بانو کی طرف اشارہ کیا۔"

"آپ اسے جانتی ہیں؟"

ہ.... نہیں۔ "اسے سمجھ نہ آیا کیا جواب دے۔"

آپ یہاں بیٹھیں۔ "لڑکی نے اسے ایک طرف لگے بستر پر بیٹھنے کا" کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے؟"

مائے "لڑکی نے جواب دیا۔ دعا نے سر ہلا دیا۔ دوسری عورتیں بھی"

اس کے قریب چلی آئی تھیں۔ وہ ان سے باتیں کرنے لگی۔ کچھ دیر

بعد بانو بھی وہاں آگئی تھی۔ دعا نے محسوس کیا وہ اسے عجیب سے

نظروں سے گھور رہی تھی۔

اوہ بانو تو شہزادے کو پسند کرتی ہے۔ مجھے اس کے ساتھ دیکھ کر غصے " ہو رہی ہو گی " اس نے آنکھیں بند کرتے سوچا۔

کھانے کا بندوبست کرو۔ شہزادے کا حکم ہے کھانا بہترین ہونا " چاہیے۔ وہ کھانے پر اس لڑکی سے ملاقات کریں گے۔ " بانو نے اس لڑکی کہتے ہوئے ناک چڑھا کر دعا کو دیکھا تھا۔ دو عورتیں ان کے قریب سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

آپ ابھی آرام کریں۔ " بانو نے دعا سے کہا۔ " یہاں کیسے؟ مطلب سب کے سامنے۔ کوئی الگ کمرہ نہیں ہے " کیا؟ " دعا نے ارد گرد دیکھتے کہا تھا۔ ایک خالی کمرہ تو تھا لیکن بانو نے اسے جواب نہیں دیا اور اٹھ کر اس سے دور چلی گئی۔ دعا منہ کھولے کچھ پل اسے دیکھتی رہی پھر خود کو وہاں مس فٹ محسوس کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ غار کے تنگ حصے کی طرف بڑھ گئی۔ حمام کے دہانے

پر پہنچ کر اسے نے پردہ اٹھاتے اندر جھانکا۔ دوسری طرف ایک
تالاب تھا جس میں شفاف پانی چمک رہا تھا۔
یہ حمام ہے۔ آپ اس میں نہا سکتی ہیں۔ "بانو کی آواز پر اس نے بانو"
کی طرف دیکھا۔

میرے برابر کے کپڑے تو ہوں گے یہاں؟ "اس نے کچھ سوچتے"
ہوئے کہا تھا۔ بانو نے سر ہلایا دیا۔ وہ مسکرا کر آگے بڑھی۔ تالاب میں
ایک طرف سرٹھیں نیچے اترتی تھیں۔ وہ ان کے ذریعے کپڑوں
سمیت تالاب میں اتر گئی۔ پانی نیم گرم تھا۔ اسے تھکن اترتی محسوس
ہوئی۔ بانو وہاں سے جا چکی تھی۔ دعا آنکھیں بند کیے سوچنے لگی تھی
کہ اس کا خواب کب ختم ہوگا اور کہاں ختم ہوگا۔ لیکن خواب ٹوٹنے
سے پہلے وہ شہزادے سے ایک دفعہ پھر ملنا چاہتی تھی۔ وہ اس کا
پسندیدہ کردار تھا۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی وہ سبج میں وہی تھا یا کوئی اور۔

یہی سوچتے سوچتے اسے پتہ ہی نہ چلا کب اس پر غنودگی نے غلبہ پالیا
اور وہ پانی میں بیٹھتی چلی گئی۔

منظر بدلا اور تاریکی میں ہلکی سی روشنی نمودار ہوئی۔ اس نے کروٹ
لی۔ آنکھیں آہستہ سے کھلیں۔ اس نے خود کو اپنے ہو سٹل کے کمرے
میں پایا۔ نیناں اپنے بیڈ سے نیچے گری پڑی تھی۔ اس کے لبوں پر
دھیرے سے ایک مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے آنکھیں دوبارہ بند کر
لیں۔ وہ خواب میں دوبارہ جانا چاہتی تھی۔

دعا! دعا! اٹھیں۔ "کوئی اسے جھنجھوڑ کر جگا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں"
کھولیں۔ اس کے لبوں سے بلبے خارج ہوتے پانی کی سطح کی طرف
سفر کرنے لگے۔ اس نے دیکھا مائرہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے پانی سے
نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کچھ پل اسے سمجھ نہ آئی یہ کیا ہو رہا
تھا۔ پھر یکدم ہڑبڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

آپ یہاں کیوں سو رہی تھیں؟ آپ کا سانس بند نہیں ہوا؟ "ماثرہ"
حیران وہ پریشان سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے یہاں وہاں دیکھا۔
تالاب کے کنارے پر دو تین اور عورتیں بھی کھڑیں اسے دیکھ رہی
تھیں۔

"اُمم.... نہیں تو۔"

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ کتنی ہی دیر سے یہاں سو رہی ہیں۔ "بانو"
نے جاتے وقت مائرہ کو دعا کے پاس بھیج دیا تھا۔ وہ اس کے لیے
سوکھے کپڑے اندر رکھنے آئی تھی۔ اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔ دعا کہیں
بھی نہیں تھی۔ اس نے چلا کر سب کو خبردار کیا۔ اور خود بھی دعا کو
ڈھونڈنے لگی۔ تالاب کے دوسری طرف جا کر اسے تالاب کی دیوار
کے ساتھ بیٹھی دعا پر پڑی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے اس کی قریب آئی
تھی۔

اچھا.... مجھے پتہ نہیں چلا کیسے نیند آگئی۔ آپ لوگ پریشان مت " ہوں۔ میں ٹھیک ہوں۔" اس نے سب کی طرف نظریں دوڑائیں۔ لیکن وہ سب اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ جواتنی دیر پانی میں زندہ رہ سکتی تھی کوئی چڑیلہ جادو گرنی ہی ہو سکتی تھی۔

ار ترضیٰ کو خبر مل گئی تھی کہ عاسل جاچکا ہے لیکن شہزادے کے پاس ایک ہزار سپاہی آچکے تھے۔ اس نے کچھ سوچ کر قبیلے پیغام بھیج دیا تھا کہ اسے ایک ہزار لوگ چاہیں۔ دوسرا کام اس نے یہ کیا تھا کہ حنہ کو جنگل کے قریب ایک قصبے کے ایک مکان میں بھیج دیا تھا۔ وہاں اس کی دیکھ بھال کیلئے دو عورتیں بھی موجود تھیں۔ اور آٹھ سپاہی اس کی نگرانی پر معمور کیے گئے تھے۔ لیکن وہ پھر بھی بھاگنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ سردار ار ترضیٰ کو یہ خدشہ تھا کہ اور اپنے سپاہیوں پر بھروسہ بھی تھا۔ بھروسے پر خدشہ سبقت لے گیا۔ حنہ اس کی دسترس میں

نہیں رہی تھی یہ بات اس کے دل کو بے چین کرنے لگی تھی۔ اس نے اپنے آدمی حنہ کو ڈھونڈنے کیلئے دوڑا دیے تھے۔ خود بھی اسے ڈھونڈنے کو نکل کھڑا ہوا تھا۔

مجھ کو معلوم نہیں اس کے سوا کچھ بھی قتل~
جو صدی وصل میں گزرے اسے پل کہتے ہیں
وہ شہزادے کے کمرے کے قریب غار کی دیوار کاٹ کر بنایا جانے
والے بعام خانے کا منظر تھا۔ دسترخوان پر کھانا چنا چکا تھا۔ شہزادہ
حیان اور دعا آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ ان کے درمیان طرح طرح کے
کھانے موجود تھے۔ دعائڑہ کے کپڑوں میں ملبوس تھی جو زیادہ
خوبصورت نہیں تھے لیکن وہ حیان کو پھر بھی خاص لگ رہی تھی۔
دیواروں پر لگی مشعلوں کی روشنی میں ان کے چہرے دمک رہے تھے۔

شہزادہ اپنے خوابوں کی شہزادی کو دیکھنے میں مصروف تھا اور خوابوں کی شہزادی اس عجیب و غریب کھانے کو جو اس کے سامنے رکھا تھا۔ یہ کونسی ڈشز ہیں؟ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی؟ "اس نے" نظریں اٹھا کر حیان کو دیکھا۔ وہ ہوش میں آیا۔

اچھا۔ آپ نے پہلے یہ کبھی نہیں کھائی؟ حالانکہ یہ بہت مشہور" کھانے ہیں یہاں کے "حیان نے تعجب سے کہا۔ یہاں لفظ سے دعا کو یاد آیا وہ حفر کے جنوبی جنگل میں تھی۔ اور اس نے شہزادے کو بتایا تھا اس کا گھر شیر شاہ میں تھا۔ وہ ضرور وہی شیر شاہ سمجھا ہو گا جو سردار ارتضیٰ کا علاقہ ہے۔ وہ سوچوں میں بہنے لگی۔

اگر آپ کو یہ پسند نہیں تو کوئی اور کھانا منگوادوں؟ "شہزادے نے" پریشانی سے پوچھا۔

نہیں نہیں۔ "اس نے سر نفی میں ہلایا اور ایک برتن اٹھا کر اپنے" قریب کر لیا جس میں شور بے کی طرح کی کوئی چیز تھی۔ اسے یہی

کھانے کے قابل لگا تھا۔ کھانے میں صرف چپاتیاں تھی جنہیں وہ پہچانتی تھی۔

یہ یحٰنی ہے۔ "شہزادے نے کہا تو اس نے بدک کر برتن دور کیا۔" یحٰنی سے تو اس کی جان جاتی تھی۔ وہ اسے کیوں نہ پہچان سکی۔ وہ خود کو کوس رہی تھی جب اسے اپنے ہاتھ پر سخت جلن محسوس ہوئی۔ برتن ایک دم سے دور کرنے سے گرم یحٰنی اس کے ہاتھ پر آگری تھی۔

آہ۔ "وہ کراہ کر اپنا ہاتھ ہلانے لگی۔ حیان گھبرا کر اس کے قریب آیا" اور اس کا ہاتھ پکڑ کر دیکھنے لگا۔ دعائے یکدم اسے دیکھا۔ وہ رومال سے اس کا ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

یہ..... یہ خواب نہیں ہے "دعائے ہاتھ تیزی سے پیچھے کھینچا۔" حیان گہری سانس لیتے اسے دیکھا۔

بتاؤ مجھے۔ یہ خواب نہیں ہے نا۔ "وہ بے چینی سے پوچھ رہی تھی۔"
خواب میں اسے کبھی درد نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ اس نے ایک خواب
میں خود کو مرتے بھی دیکھا تھا۔ ایک دفعہ اسے گولی لگی تھی۔ لیکن
اسے درد محسوس نہیں ہوا تھا

ہاں یہ خواب نہیں ہے۔ یہ سب کچھ حقیقت ہے۔ آپ حقیقت
میں میرے سامنے موجود ہیں۔ "وہ دھیرے سے گویا ہوا۔
نہیں۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو حقیقت تھی ہی نہیں۔ یہ تو ایک "
کہانی تھی۔ "وہ بے یقین سی تیز تیز کہہ رہی تھی۔ حیان نے نا سمجھی
سے اسے دیکھا۔ دعا کو احساس ہوا وہ اس کی کیفیت نہیں سمجھ سکتا۔ وہ
اگر اسے بتادے کہ وہ اس کی کہانی کا ایک کردار ہے تو وہ یقین نہیں
کرے گا۔ وہ خود کو ایک حقیقی انسان سمجھ رہا تھا۔ ایسا تو ڈبلیو ٹورڈ میں
ہوا تھا۔ تو کیا وہ اپنی کہانی میں آ پھنسی تھی۔

یار کیوں نہ تم اس شہزادہ حیان کی ہیر وئن کا نام دعا رکھ دو" اسے
نیناں کی کہی گئی بات یاد آئی۔ اور اس نے دعا نام کا ہی انتخاب کر لیا
تھا۔ تو کیا اسے دعا کا کردار بھی خود ہی نبھانا تھا۔ بالکل نہیں۔ وہ ہڑ بڑا
کر پیچھے ہٹی۔ شہزادہ جو کب سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھ
رہا تھا چونک گیا۔

"کیا ہوا؟"

"مجھے واپس جانا ہے"

"کہاں واپس؟"

اپنے گھر۔ اپنی دنیا میں۔ "وہ پریشان سی اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ کہانی"
تو بہت ظالم تھی۔ وہ ایسے زمانے میں بالکل بھی نہیں رہ سکتی تھی۔

"کیا مطلب اپنی دنیا میں؟ کیا آپ کسی اور دنیا سے آئی ہیں؟"

"ایسا ہی سمجھ لو۔ میں یہاں کی نہیں ہوں۔ مجھے واپس جانا ہے۔"

"لیکن شیر شاہ تو حفر کے قریب ہے۔ آپ نے شیر شاہ ہی کہا تھا نا۔"

وہ والا شیر شاہ نہیں۔ "اس نے دانت پیسے۔" تم نہیں سمجھو گے " " وہ دماغ کے گھوڑے دوڑانے لگی۔ اچانک وہ چونکی۔ جب وہ پانی میں گئی تھی تو اس نے خود کو اپنے کمرے میں دیکھا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ کر باہر کو بھاگی۔ شہزادے نے بھی اٹھ کر اس کی کہنی پکڑ کر اسے روکا۔

مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ "وہ معصومیت سے کہہ رہا تھا۔ لیکن دعا کو اس پر غصہ آیا تھا۔ اسے کیا پتہ وہ کس خوف سے گزر رہی تھی۔ اس نے حیان کا ہاتھ جھٹکا اور بعام خانے سے نکل کر بھاگتی حمام کی طرف بڑھی تھی۔ اندرونی غار میں موجود عورتوں نے اسے حیرت سے یوں بھاگتے دیکھا تھا۔ ان کی حیرت تب بڑھی جب شہزادے کو بھی اس کے پیچھے آتے دیکھا۔ وہ حمام کے دروازے پر پہنچا تو وہ تالاب میں اتر چکی تھی۔

شہزادہ معظم کیا ہوا؟ "بانو نے اس کے پیچھے آ کر کھڑے ہوتے"

ہوئے کہا تھا۔ شہزادہ جواب دیے بنادعا کی طرف بڑھا۔

دعا! آپ یہ کیا کر رہی ہیں؟ کیا ہو رہا ہے آپ کو؟ "وہ تالاب کے"

کنارے اس کے قریب ایک پنچے کے بل بیٹھتے ہوئے روہانسا سا

پوچھ رہا تھا۔ دعا جو آنکھیں بند کیے دعائیں کیے جا رہی تھی کہ وہ غائب

ہو جائے اس کی بات پر آنکھیں کھولیں۔ وہی ماحول تھا۔ شہزادہ اس

کے سامنے تھا۔ اس نے شکستہ سانس خارج کرتے سر جھکایا۔

مجھے واپس جانا ہے "اسے رونا آنے لگا تھا۔ اسے نیناں اپنی"

یونیورسٹی، ٹیچرز اور فیملی سب یکدم ہی یاد آنے لگے تھے۔ وہ کیسے ان

سے اتنی دور جاسکتی تھی۔ یہ کہانی تین صدیاں پیچھے کی تھی۔ اوہ خدایا

وہ تین صدیاں اپنے جاننے والوں سے دور ہو چکی تھی۔ اس کے

آنسوؤں میں روانی آگئی۔ وہ آنکھیں جو شہزادے بہت حسین لگتی تھی

آنسو بہاتی، اٹھتی گرتی پلکوں کے ساتھ الگ ہی فسوں پیدا کر رہی

تھیں۔ وہ کچھ پل کیلئے اس منظر پر مبہوت ہوا تھا۔

آنکھیں نیچی ہوئیں تو حیا بن گئیں

آنکھیں اونچی ہوئیں تو دعا بن گئیں

آنکھیں اٹھ کر جھکیں تو ادا بن گئیں

آنکھیں جھک کر اٹھیں تو قضا بن گئیں

"میں آپ کو واپس لے جاؤں گا۔ وعدہ کرتا ہوں۔"

تم نہیں لے کر جاسکتے "دعا نے جھنجھلا کر کہا۔"

"اچھا آپ پہلے باہر تو آئیں۔ مل کر کوئی حل سوچ لیتے ہیں۔"

حل تو مجھے خود ہی سوچنا پڑے گا۔ "اس نے آنسو صاف کیے۔"

شہزادے نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ منہ بنائے اس کے ہاتھ پر

ہاتھ رکھتی تالاب سے باہر آئی۔ بانو ساکت سی وہ منظر دیکھ رہی تھی۔

یہ معاملہ کیا تھا وہ سمجھ نہیں سکی تھی لیکن اتنا سمجھ گئی تھی وہ لڑکی

شہزادے کیلئے بہت اہم تھی۔ ایسے کیسے وہ یکدم اس کیلئے اتنی اہم ہو سکتی تھی۔ وہ بھی تو کتنی خوبصورت تھی۔ شہزادے نے اس پر تو ایک سے زیادہ نظر نہیں ڈالی تھی۔ وہ دعا کو گھورتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

ملکہ مہرماہ اپنی کنیزوں اور محافظوں کے ساتھ چیری بلاسم کے درختوں والے باغ میں ٹہل رہی تھی۔ وہ سفید رنگ کی پیروں تک آتی فراک میں ملبوس تھی۔ چہرے پر نقب تھی جس سے اس کی ساحر آنکھیں جھلک رہی تھیں۔ وہ درختوں سے چھن کر آتی سورج کی روشنی پر نظریں جمائے ہوئے تھی جب ایک غلام نے اس کے قریب آکر سر جھکایا۔

"ملکہ! عاقل آیا ہے۔"

اتنی جلدی آگیا۔ "ملکہ چونک کر بڑبڑائی۔"

"اسے یہاں پیش کرو"

جی "وہ سر کو خم دیتا پلٹ گیا۔ کچھ ل بعد عا سل اس کے سامنے"
موجود تھا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ دن ملکہ کونہ دیکھنے کی تشنگی تھی۔
ایک پل کو اس کی نظریں ملکہ کی نظروں سے ٹکرائیں تھیں۔ دل
جیسے پورے جسم میں دھڑک اٹھا تھا۔ وہ تیزی سے نظریں جھکا گیا تھا

یہ اداس اداس ٹھنڈک جو اسیر ہے پون میں
کہیں بجلیاں نہ بھر دے کسی گوشہ چمن میں
ملکہ نے کنیزوں کو دور جانے کا اشارہ کیا اور اس کی طرف متوجہ ہوئی
"وہ ٹھیک تو ہے نا؟"

جی ملکہ۔ وہ ٹھیک ہیں۔ فکر مت کریں۔ ان کی سخت تربیت کی گئی"
"ہے۔ وہ کسی بھی حالات میں رہنا جانتے ہیں۔"

"تم اتنی جلدی واپس کیوں آگئی۔ اسے تمہاری ضرورت ہے۔"

انہوں نے مجھے زبردستی بھیجا ہے۔ میرے خیال سے بھی یہی ٹھیک " تھا۔ میں آپ کو اتنے دن اکیلا نہیں رہنے دے سکتا۔ کسی بھی وقت " کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

مجھ پر حملہ کرنا آسان نہیں ہے۔ خیر کتنے لوگ پہنچ چکے ہیں اس " کے پاس؟

ایک ہزار۔ اگلے ہفتے ایک ہزار مزید پہنچ جائیں گے۔ ان کے خیال " میں وہ دو ہزار بہت ہیں لیکن میں نے انہیں پانچ ہزار پر راضی کر لیا " ہے۔

"اس کا کیا منصوبہ ہے؟"

ان کے پاس دو تین منصوبے ہیں۔ "عاسل ملکہ کو منصوبوں کے " بارے میں بتانے لگا تھا۔ اور قصر سلطان کی دوسری منزل پر جنگلے کے قریب کھڑی ملکہ شائلہ غور سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

اچانک عاسل نے بولتے ہوئے رخ بدلا اور سر اونچا کیا تو اس کی نظروں کے سامنے محل کا اونچا مینار آیا۔ اس کی ایک کھڑکی میں کوئی تھا۔ اس کے ہاتھ میں تیر کمان تھے۔ اور تیر کا رخ ملکہ مہرماہ کی جانب تھا۔ وہ ایک پل کو ساکت ہوا تھا۔ اگلے ہی پل تیر کمان سے چھوٹ چکا تھا۔ عاسل نے ملکہ کو دونوں بازوؤں سے تھام کر ایک طرف چھلانگ لگادی تھی۔ تیر زمین میں پیوست ہو گیا تھا۔ ہر طرف ایک ہلچل مچ گئی تھی۔ ملکہ کو اس گستاخی پر غصہ آیا تھا لیکن تیر پر نظر پڑتے وہ سمجھ گئی تھی وہ گستاخی نہیں اسے بچانے کی کوشش تھی۔ وہ دونوں پہلو بہ پہلو زمین پر گرے تھے۔ ملکہ تیزی سے اٹھ کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔ عاسل نے نگاہ اٹھا کر دوبارہ مینار کی کھڑکی کی طرف دیکھا لیکن اب وہاں کوئی نہیں تھا۔

میں معذرت چاہتا ہوں۔ "وہ سر جھکاتے بولا تھا۔ ملکہ نے ہاتھ اٹھا "کرا سے معذرت کرنے سے روک دیا۔ کنیزوں نے اسے زمین سے

اٹھنے میں مدد دی تھی۔ دوسری منزل پر شائلہ ابھی تک کھڑی وہ منظر دیکھ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ شخص جس نے ملکہ پر تیر برسایا تھا ملکہ کے سامنے پیش ہو چکا تھا۔ دوسپاہی اس کی گردن کے قریب تلواریں کیے مستعد کھڑے تھے۔ وہ محل کے محافظوں میں سے ہی تھا۔ شاید کسی نے اسے خرید لیا تھا۔

کس کے کہنے پر تم نے یہ حرکت کی؟ "ملکہ بے تاثر لہجے میں پوچھ" رہی تھی لیکن اس نے جواب دینے کی بجائے اپنے قریب موجود تلوار اپنے حلق میں اتار لی تھی۔

وہ سر ہاتھوں میں گرائے ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس کا سر گھوم رہا تھا۔ یہ کیا ہو گیا تھا۔ کیوں ہو گیا تھا۔ اس نے تو بس ایک خواہش کی تھی کہ وہ اپنی کہانی کے کرداروں سے ملنا چاہتی ہے لیکن یہ خواہش پوری کیوں ہو گئی تھی۔ ایسی بات نہیں تھی کہ اسے اپنے پسندیدہ

کردار سے مل کر خوشی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن وہ خوش اس خوف میں
دب گئی تھی۔ اسے واپس جانے کی فکر ستار ہی تھی۔ نجانے وہ اپنی
کہانی میں تھی یا ٹائم ٹریول کر کے ماضی میں پہنچ چکی تھی۔ اسے کچھ
سمجھ نہیں آرہا تھا۔ حفر تو اس کی تصوراتی جگہ تھی۔ یہ کیسے حقیقت
میں ہو سکتی تھی۔ لیکن برصغیر تو حقیقت میں تھا۔ ایک اور سوچ نے
اسے چونکایا۔ لیکن جو کہانی میں نے سوچی ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ
حقیقت میں بھی ایسا ہی کچھ ہوا ہو۔ لیکن اسے کبھی کبھی ایسا بھی لگتا تھا
کہ جو کہانی خدا اس کے ذہن میں ڈالتا ہے ہو سکتا ہے وہ کہیں حقیقت
میں رونما ہو چکی ہو۔ لیکن یہ حقیقت نہیں ہو سکتی تھی۔ البتہ فینٹسی
ہو سکتی تھی۔ اس نے کئی ناولز اور ڈراموں میں ٹائم ٹریول کے بارے
میں پڑھا اور دیکھا تھا لیکن کبھی اس پر یقین نہیں کیا تھا۔ لیکن اب وہ
خود اس فینٹسی کا حصہ تھی۔ اسے دعا کا کردار نبھانا تھا۔ دعا جو
شہزادے کی ہیر وئن تھی۔ یہ سوچ آتے ہی جھر جھری لیتے اس نے

نہی میں سر ہلایا۔ وہ ایسا کسی صورت قبول نہیں کر سکتی تھی۔ ایک تو یہ زمانہ اس کیلئے اجنبی تھا۔ دوسرا اسے اپنے چاہنے والوں کی یاد آرہی تھی بلکہ ان لوگوں کی بھی یاد آرہی تھی جو اس کیلئے اہم نہیں تھے۔ اپنی دنیا میں جانے کا شدت سے دل چاہنے لگا تھا۔ لیکن وہ کیسے واپس جائے گی۔ وہ عجیب ہی سچویشن میں پھنس گئی تھی۔

دعا! مجھے بتائیں کیا مسئلہ ہے۔ شاید میں کچھ مدد کر سکوں۔""
شہزادے کی آواز نے اسے سوچوں سے باہر لا پٹھا۔ وہ اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔

کچھ دیر کیلئے چپ رہو۔ پلیز "وہ بد الحاظی سے کہتی چہرہ پھر ہاتھوں"
میں گرا گئی۔ شہزادے کو برا لگا لیکن اس نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔
معادعا کو خیال آیا وہ شہزادہ تھا۔ اسے تھوڑی تمیز سے بات کرنی چاہیے تھی

سوری۔ میں اس وقت بہت پریشان ہوں۔ "وہ شرمندگی سے بولی"
تھی۔

"میں سمجھ سکتا ہوں۔"

تم نہیں سمجھ سکتے۔ "اس نے جل کر سوچا۔"

آپ انگلستان کی تو نہیں لگتیں لیکن آپ انگریزی کے کچھ الفاظ
بولتی ہیں بات کرتے ہوئے۔ "شہزادے نے جھجک کر تبصرہ کیا۔
دعا نے پلکیں جھپکی۔ وہ کیسے بھول گئی شہزادے کو کئی زبانیں آتی
تھیں اور وہ انگلستان میں پڑھا ہوا تھا۔

ہ... ہاں۔ مجھے انگریزی آتی ہے تھوڑی بہت "اس نے یہاں وہاں"
دیکھتے کہا۔

مجھے بھی آتی ہے۔ "وہ بچوں کی طرح خوش ہوا۔"

مجھے پتہ ہے۔ "اس نے ناک چڑھائی۔"

آپ کو کیسے پتہ؟" وہ حیران ہوا۔ وہ پھر اپنے کہے ہوئے میں پھنس گئی۔

پتہ نہیں "اس نے چڑ کر کہا۔ شہزادہ مسکراہٹ دبا گیا۔"
اچانک وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

مجھے اس جگہ پر جانا ہے جہاں سے تم مجھے لائے ہو۔ "اس نے فیصلہ
کن انداز میں کہا۔ وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔
چلیں "اس کی کسی بھی بات سے انکار کرنا شاید اس کے بس میں
نہیں تھا۔

اگلے منظر میں وہ دونوں گھوڑوں پر بیٹھے اسی ندی کی طرف جا رہے
تھے۔ دعائے گھوڑے کی رفتار تیز کر دی تھی۔ شہزادے نے بھی
اپنے گھوڑے کو اس کے برابر لانے کیلئے گھوڑے کو ایرٹھ لگادی تھی۔

حنہ جب محل کے قریب پہنچی تھی اس وقت رات ہو چکی تھی۔ دن بھر کے تھکے سپاہیوں کی جگہ نئے سپاہی آچکے تھے۔ محل کے کئی حصوں سے پھوٹتی روشنی میں کچھ حد تک ان کے چہرے واضح دکھائی دے رہے تھے۔ حنہ کو جاسم کی تلاش تھی لیکن اسے جاسم کا ایک دوست نظر آگیا تھا۔ وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس کے قریب چلی آئی۔

یونس! "وہ ایک پکار پر مڑا اور اسے دیکھ کر آنکھیں سکوڑیں۔"

"میں حنہ ہوں۔"

حنہ! "وہ حیران رہ گیا۔"

"آپ کہاں چلی گئی تھی۔ ایک دم سے غائب ہی ہو گئی تھی۔"

جاسم کہاں ہے؟ "حنہ نے اس کی بات کو جواب دینے کی بجائے"

سوال کیا۔

وہ تو شاہ حفر کے ایک حفاظتی دستی کانگرا بن چکا ہے لیکن آج کل "چھٹی پر ہے۔"

"مجھے اس سے ملنا ہے۔"

"کیوں؟"

ایک ضروری کام ہے اس سے۔ آپ اسے میرا پیغام دے دیں۔" میں محل بازار میں اس کا انتظار کروں گی کل۔" حنہ نے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا تھا۔

وہ ہاتھ میں مشعل پکڑے غار پر غور کرنے میں مصروف تھی اور حیان اپنے سپاہیوں کے ساتھ غار کے باہر کھڑا تھا۔ وہ الجھا ہوا تھا اور دعا سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن وہ اسے کوئی موقع ہی نہیں دے رہی تھی۔ نہ جانے اب وہ غار میں کیا ڈھونڈ رہی تھی۔ اسے ذرا بھی احساس نہیں تھا کہ وہ ایک لڑکی کیلئے اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہا تھا۔ وہ

ایک شہزادہ تھا لیکن اس لڑکی کیلئے وہ خود کو صرف ایک محافظ سمجھ رہا تھا۔

وہ منہ لٹکائے غار سے باہر آئی تو حیان اس کی طرف مڑا۔
"کچھ ملا؟"

کیا؟ "اس نے تھکے تھکے انداز میں اسے دیکھا۔"

"آپ کچھ ڈھونڈ رہی تھیں شاید؟"

واپس جانے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔ نہیں ملا۔ "وہ سخت آزرده" تھی۔ اور بھلا شہزادے سے اس کا دکھ کیسے دیکھا جاتا۔

"میں ڈھونڈنے کی کوشش کروں؟"

نہیں چھوڑو۔ "وہ کہہ کر ندی میں چلتی آگے بڑھ گئی۔ حیان نے"

سپاہیوں کو اشارہ کیا کہ وہ کوئی راستہ تلاش کرنے کی کوشش کریں۔

وہ سر کو خم دیتے غار میں چلے گئے۔ حیان دعا کے ہم قدم ہو چکا تھا۔

دعا نے سراٹھا کو آسمان کر دیکھا۔

شاید کوئی شہاب ثاقب دیکھنے سے ہی کام بن جائے "وہ بڑ بڑائی۔"
اس نے جب اپنے کرداروں سے ملنے کی خواہش کی تھی تب اس نے
شہاب ثاقب دیکھا تھا۔ حیان نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں
ستاروں کو دیکھا۔ اسے آج سے پہلے ان ستاروں کو دیکھنا اتنا اچھا کبھی
نہیں لگا تھا۔ اس کا دل کیا وہ دعا کا ہاتھ پکڑ لے۔ لیکن اپنی اس خواہش
کو دل میں ہی روک لیا۔

چلو اب ایسا کرتے ہیں ستارے بانٹ لیتے ہیں
ضرورت کے مطابق ہم سہارے بانٹ لیتے ہیں
ہاہ! یہاں تو مگر مجھ ہوتے ہیں نا۔ "وہ یکدم خوفزدہ ہو کر اس کا ہاتھ"
تھام گئی تھی۔ شہزادے کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آئی تھی۔
کچھ نہیں ہوگا۔ میں ہوں نا۔ "وہ اسے لیے آگے بڑھ آیا۔"
یہاں کوئی محفوظ جگہ ہے سونے کی؟ جہاں سے آسمان بھی نظر آتا"
ہو؟"دعا نے ارد گرد دیکھا۔

آپ یہاں سوئیں گی؟ "شہزادے نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کی " زہنی حالت پر شک ہو رہا ہو۔

ہاں۔ مجھے بس ایسی جگہ چاہیے جہاں سے ساری رات آسمان دیکھ سکوں۔ "وہ اسے سمجھانے لگی۔

وہ جگہ تو وہاں بھی ہیں جہاں ہم نے پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ پہاڑ کی اونچائی " پر محفوظ جگہ ڈھونڈی جاسکتی ہے۔

پھر واپس چلو۔ "اس نے کہا تو حیان نے کندھے اچکا دیے۔ جب " تک وہ گھوڑوں پر بے بیٹھے سپاہی بھی واپس آ گئے تھے۔ شہزادے کی سوالیہ نظروں پر انہوں نے سر نفی میں ہلا دیے تھے۔

وہ اس پہاڑی کی چوٹی پر موجود تھی جس کے نیچے غاروں میں ڈاکوؤں کی رہائش گاہ تھی۔ بانو بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس نے ایک ہموار جگہ پر دو بستر بچھا دیے تھے۔ پہاڑ کی ڈھلوان پر قدرے نیچے سپاہی

پہرہ دے رہے تھے۔ حیان دعا کے سونے کی جگہ سے مطمئن ہو کر نیچے جا چکا تھا لیکن وہ سپاہیوں کے ساتھ ہی ایک پتھر پر بیٹھا تھا۔ آج رات اسے نیند نہیں آنے والی تھی۔ یہ تو طے تھا۔ جبکہ دعا سر کر نیچے ہاتھ رکھے اپنے بستر پر لیٹی تھی۔ اس کی نظریں وسیع آسمان پر تھیں۔ دل میں ایک ہی خواہش بار بار جنم لے رہی تھی کسی طرح واپسی کا راستہ مل جائے۔ بانو اپنے بستر پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔

تم کہاں سے آئی ہو اور کس مقصد سے؟" اس کے سنجیدہ سے سوال " پر دعا نے اسے دیکھا۔

تمہیں بتانا ضروری ہے کیا؟" وہ اس بات کا جواب بتا نہیں سکتی تھی " سوال کا سوال کر دیا۔

ہاں۔ کیا پتہ تم شہزادے کو نقصان پہنچانے یہاں آئی ہو۔" بانو نے " اسے گھورا۔ اس نے گہری سانس لی۔

میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ بلکہ میں واپس جانا چاہتی ہوں۔ فکر مت کرو۔ میں اسے تم سے کبھی نہیں چھینوں گی "دعا نے پر یقین لہجے میں کہا۔ وہ گڑ بڑا گئی۔ بھلا وہ کیسے جانتی تھی کہ وہ شہزادے کو چاہتی تھی۔ دعا اس کی گڑ بڑا ہٹ پر محظوظ ہوتی دوبارہ آسمان کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

تمہیں کیسے یہ پتہ چلا؟ "اب باری دعا کے گڑ بڑانے کی تھی۔ "تمہاری آنکھیں بتاتی ہیں۔ "اس نے ڈائلاگ مارا۔ "واقعی؟ "بانو نے خواب ناک لہجے میں کہا تھا۔ "ہاں۔"

لیکن شہزادہ تو تمہیں پسند کرتا ہے۔ "وہ مایوس ہوئی۔ دعا کو "شہزادے کا نرم رویہ یاد آیا تو وہ شرمندہ سی ہو گئی۔ کیا پتہ تھا جو لڑکی وہ خواب میں دیکھتا ہو گا وہ وہی ہو گی۔ اسے اپنے کندھوں پر ایک بوجھ سا محسوس ہوا

کہا تو ہے چلی جاؤں گی یہاں سے۔ "وہ رکھائی سے کہتی کروٹ بدل" گئی۔ اس کی نظریں اب بھی آسمان پر تھیں۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ نیند کی وادی میں اتر گئی۔ اچانک کسی نے اسے جھنجھوڑ کر اٹھا دیا۔

اٹھ جادعا۔ آخری اذان بھی ہو چکی ہے۔ "وہ نیناں کی آواز تھی۔ وہ" آنکھیں مسلتی سستی سے نیند سے جاگ گئی۔ کچھ ایک تو اس لڑکی کا کیا بنے گا۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی "نیناں" بڑبڑاتی ہوئی اپنا بستر درست کرنے لگی تھی۔ دعا کو اس کی آواز بہت بھلی لگی تھی۔ ایسا کیوں محسوس ہو رہا تھا جیسے نجانے کتنی دیر بعد وہ اس آواز کو سن رہی ہو۔ اگلے ہی پل اس سوال کا جواب بھی اسے مل گیا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ساتھ وہ سارے منظر گزر گئے تھے۔ وہ لمحات جو اسے نے شہزادے کے ساتھ اس کی دنیا میں گزارے تھے۔ وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

کیا ہوا؟ "نیناں نے اسے دیکھا۔ دعا نے شکر کی سانس خارج کی " تھی۔

کوئی برا خواب تو نہیں دیکھا؟ "نیناں اس کے سامنے بیٹھتی "

فکر مندی سے بولی۔ دعا نے یکدم اسے گلے لگا لیا۔

میں نے بہت یاد کیا تمہیں۔ "اس کے کندھے پر ٹھوڑی رکھے وہ "

بہت جذب کے عالم میں بولی تھی۔ نیناں نے اسے کندھوں سے تھام کر اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟ "نیناں نے اس کی ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ " وہ دھیرے سے ہنس دی۔

" ہاں ٹھیک ہوں۔ "

سوتے ہوئے کون کسی کو یاد کرتا ہے؟ "نیناں نا سمجھی سے کہتی اٹھ " کھڑی ہوئی۔

تم نہیں سمجھو گی۔ "وہ پاؤں نیچے اتار گئی تھی۔ "

سمجھنے کو تو سمجھ سکتی ہوں۔ اگر تم سمجھانا چاہو تو۔ "وہ مر رہے" سامنے جا کر بال کھولنے لگی۔ دعا ہاتھ اپنے ارد گرد بستر پر رکھے سر ایک طرف گرائے سامنے دیکھنے لگی تھی۔ شہزادہ حیان اس کے تصور میں تھا۔

وہ پیارا تھا اور کیوٹ بھی۔ "وہ دھیرے سے بولی تھی۔" کون؟ "نیناں نے پلٹ کر اسے دیکھا۔" شہزادہ حیان۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا۔ "اب اسے یہی لگ" رہا تھا کہ وہ ایک خواب ہی تھا۔ ہاں وہ ایک خواب ہی تھا۔ اسے سب کچھ ایسے ہی یاد تھا جیسے کوئی خواب یاد رہ جائے۔ لیکن پھر اسے کیوں لگا تھا کہ وہ خواب نہیں تھا۔ وہ الجھی ضرور لیکن اس کا یہ نظریہ برقرار رہا کہ وہ ایک خواب ہی تھا۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر دیکھا۔ اس کا چراغ وہیں پڑا تھا۔ اس سے اس کا یقین مزید پختہ ہو گیا تھا۔

واقعی؟ کیا کہہ رہا تھا؟" وہ پر جوش سی پوچھ رہی تھی۔ دعا نے جواب " نہیں دیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی اب شہزادے حیان کی کہانی کیسے لکھے کیونکہ وہ خود اس کی کہانی کا حصہ بن چکی تھی۔ کیا وہ یہ سوچ زہن سے جھٹک دے کہ وہ شہزادے کی ہیروئن نہیں تھی۔ دعا نام کی کوئی اور لڑکی بھی تو ہو سکتی تھی۔ لیکن نہیں۔ اس نے گہری سانس لے کر سر نفی میں ہلایا۔ اسے لگا اب وہ یہ کہانی نہیں لکھ سکے گی۔

اگلے منظر میں وہ ایک کلاس میں بیٹھی تھی۔ نیناں اس کے پاس نہیں تھی۔ اس نے یونہی ڈائری کھول لی تھی۔ اچانک اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں۔

یہ.... یہ کیسے؟" اس نے تیزی سے صفحات پلٹے۔ اس نے تو یہ سینئر " نہیں لکھے تھے پھر کس نے لکھے۔ وہ سب مناظر جس میں وہ اور شہزادہ حیان ساتھ تھے اس ڈائری میں لکھے ہوئے تھے اور رائٹنگ

بھی اسی کی تھی۔ اسے خود پر شک ہونے لگا۔ کیا یہ واقعی اس نے لکھے تھے۔

نہیں۔ مجھے نہیں یاد میں نے کب لکھی۔ میں تو ان مناظر میں موجود " ہوں پھر میں خود کیسے لکھ سکتی ہوں۔ " وہ پریشانی سے بڑبڑا رہی تھی جب نیناں اس کے پاس آکر بیٹھی۔ اس نے جلدی سے ڈائری بند کر کے بیگ میں گھسانی چاہی لیکن نیناں نے ڈائری پکڑ لی اور اسے گھورا۔
دعا نے اسے خائف نظروں سے دیکھا

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے" دعا نے ڈائری کھینچنے کی کوشش کی۔

تم پھر ڈائری کیوں کھینچ رہی ہو۔ ہمارا معاہدہ ہو چکا تھا کہ تم مجھے "

ساتھ ساتھ پڑھنے دو گی اور میں تمہارے راز کو راز رکھوں گی " نیناں

نے کہا تو دعا کو چھوڑنا ہی پڑا۔ نیناں نے ایک جلانے والی مسکراہٹ

اچھالی اور ڈائری کھول لی۔ تبھی لیکچرار کلاس میں داخل ہوئے

لیکچرار آگئے۔ بعد میں پڑھنا "دعا نے سوچا ابھی کسی طرح اسے"
ڈائری پڑھنے سے روک دے بعد میں وہ سینئر ریمو و کر دے گی۔
لیکن نیناں نے اسے ڈائری واپس نہیں کی۔ لیکچرار نے لیکچر شروع کر
دیا تھا اور نیناں لیکچر سننے کی بجائے کہانی پڑھ رہی تھی۔ دعا کن
اکھیوں سے اس کے بدلتے فیس ایکسپریشن دیکھ رہی تھی۔ دعا بھی
ٹھیک طرح سے لیکچر پر دھیان نہیں دے سکی تھی۔
یہ کیا تھا؟ "لیکچر ختم ہوتے ہی نیناں نے اس کی طرف حیرت سے"
دیکھا تھا۔
چلو بتاتی ہوں۔ "وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ کچھ دیر وہ گراؤنڈ میں"
ایک بیچ پر بیٹھی تھیں۔

اب بتاؤ یہ دعا تمہارے جیسا کیوں ری ایکٹ کر رہی۔ پہلے وہ سمجھتی"
کہ وہ خواب دیکھ رہی ہے پھر جب اسے احساس ہوتا یہ حقیقت ہے تو
وہ واپس جانے کی خواہش کرتی ہے اور اسے نیناں کیوں یاد آرہی ہے؟

میں نے تمہیں دعا کا نام رکھنے کو کہا تھا شہزادے کی ہیر وئن کا۔ لیکن لگتا ہے تم خود ہی اس کہانی میں دعا کا کردار ادا کر رہی ہو۔ "نیناں تعجب سے بول رہی تھی۔

اگر میں کہوں کہ یہی سچ ہے۔ "دعا اس کے تعجب سے متاثر ہوئے" بنا بولی تھی۔

کیا؟ "نیناں نے آہستہ سے پوچھا۔ دعا نے گہری سانس لے کر سوچا" اسے کیسے سمجھائے۔

یہ میں ہی تھی جو شہزادے کے خواب میں آتی تھی۔ "نیناں اس کی بات پر بے یقینی سے ہنسی۔

لگتا ہے شہزادے پر تمہارا دل آگیا ہے۔ تم نہ صرف اپنا نام اس کی ہیر وئن کے طور پر استعمال کر رہی ہو بلکہ خود کو اس کی ہیر وئن بھی سمجھنے لگی ہو۔

ایسا نہیں ہے "دعا نے تڑپ کر اپنی صفائی پیش کرنی چاہی۔"

"پھر کیسا ہے؟"

میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میں خواب میں شہزادہ حیان سے ملی۔
اس نے کہا تو نیناں نے سر ہلایا۔

اس خواب میں میں نے خود کو ان سب مناظر میں شہزادے کے
ساتھ پایا۔

تو پھر یہ سینر تمہارے بھوت نے لکھے ہیں؟ "نیناں نے طنزیہ پوچھا"
مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔ "دعا نے عجیب نظروں سے ڈائری کو دیکھا۔"
نیناں کے ہاتھ سے ڈائری نیچے گر گئی۔
"نہ کر"

مجھے نہیں پتہ یہ کس نے لکھے۔ میں نے نہیں لکھے یہ "دعا نے روٹی"
صورت بنا کر کہا تھا۔

میں سمجھ گئی "نیناں کے زہن میں ایک خیال آیا تو اس نے سر ہلایا۔"
دعا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ "میرے خیال سے تم نے یہ

سینئر لکھتے ہوئے اتنی سٹر انگ امیجینیشن کی ہے کہ تم خود کو اس کہانی کا حصہ ہی سمجھنے لگی۔ اور بھول گئی ہو کہ یہ تم نے لکھے ہیں "نیناں نے جتا کر کہا

اگر ایسا ہوتا تو میں جب چاہتی امیجینیشن توڑ کر کہانی سے نکل آتی " لیکن تم نے دیکھا میں اپنی مرضی سے واپس نہیں آ سکی۔ "دعا نے کچھ پل سوچنے کے بعد کہا۔

پھر یہ کوئی سائیکالوجیکل مسئلہ ہے۔ ٹھہرو مجھے تھوڑی ریسرچ " کرنے دو "نیناں کی زہن میں ایک سائیکالوجیکل تھیوری تھی لیکن اسے ٹھیک سے یاد نہیں آرہی تھی۔ وہ فون نے نکال کر گوگل سے مدد لینے لگی۔

دعا نے دھیرے سے ہاتھ بڑھا کر ڈائری پکڑ لی اور اسے کھول کر وہ سینئر پڑھنے لگی تھی جہاں سے شہزادے نے اسے دیکھا تھا۔

وہ اب بھی ساکن تھا۔ کسی جھیل کی مانند۔ شاید ابھی بھی یہ یقین کرنے میں مصروف تھا کہ وہ حقیقت تھی۔ وہ حسین ترین نظارہ اس کے سامنے تھا۔ حالانکہ وہ حسین ترین نہیں تھی۔ اگر کوئی اور اسے دیکھتا تو اسے وہ عام سا حسن لگتا لیکن شہزادے کی نظروں میں وہی خوبصورت تھی۔ یہی تو محبت کا کرشمہ ہے۔ محبت محبوب کو دنیا کا سب سے حسین فرد بنا کر دکھاتی ہے۔ محبوب کی خامیاں بھی خوبیاں لگتی ہیں۔ اس کی طرف سے ملنے والی افیت میں بھی ایک لذت ہوتی ہے۔ اس کی خوشی کی خاطر درد قابل قبول ہوتا ہے۔ اس کی بے رخی بھی ایک ادا لگتی ہے۔ اپنی ہستی ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ صرف محبوب رہ جاتا ہے۔ شہزادے کو لگا وہ تو صدیوں سے اس لڑکی کی محبت میں گرفتار تھا۔ آج وہ محبت اس سے آملی تھی۔

یہ لائنز پڑھ کر اسے احساس ہوا تھا کہ شہزادہ اس کی محبت میں کتنا آگے جا چکا تھا۔ وہ ایک کہانی تھی یا ایک خواب تھا لیکن وہ اسے ایک

حقیقت کی طرح محسوس کر چکی تھی۔ اب وہ حیان کو اس نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ جب وہ ان مناظر میں حیان کے ساتھ تھی تو اس کے احساسات کو ٹھیک طرح سے محسوس نہیں کر سکی تھی لیکن یہ کہانی اس کے احساسات کے ساتھ حیان کے احساسات کو بھی بیان کر رہی تھی۔ جب کہانی میں بانو نمودار ہوئی تو اس نے سوچا بانو کو دعا کی جگہ اس کی ہیر وئن بنادے۔

اور جب مگر مجھ کا خیال آتے اس نے حیان کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اسے اب پتہ چلا تھا کہ اس پل حیان نے اس کا ہاتھ تھامنے کی خواہش ہی کر رہا تھا۔ وہ کچھ پل ساکت رہی تھی۔ کیا وہ واقعی ایک خواب تھا؟ تو پھر یہ سب کس نے لکھا تھا۔ اسے نہیں لگتا تھا کہ یہ اس نے لکھا ہو۔ اور آخری سین دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔ وہ اس سین میں نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ سین لکھا ہوا تھا۔ مطلب وہ اس کہانی کو روک نہیں

سکتی تھی۔ اگر اس نے نہ لکھی تو وہ خود بخود لکھ دی جائے گی۔ لیکن کون لکھ رہا تھا۔ اسے ایک خوف سا محسوس ہوا تھا۔

کرنوں کی روشنی نے بانو کو جگایا تھا۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولتے چہرہ دائیں طرف موڑا تھا۔ خالی بستر دیکھ کر اس کی آنکھیں سکڑیں۔

دعا "اس کے زہن میں یہ نام گونجا تو وہ تیزی سے اٹھ بیٹھی۔ پھر "ادھر ادھر دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ سپاہی ابھی بھی پہرہ دے رہے تھے۔ شہزادہ بھی ایک طرف پتھر پر بیٹھا تھا۔ وہ تیزی سے چلتی شہزادے کی قریب آئی۔

شہزادہ معظم! دعا اپنے بستر پر نہیں ہے "اس نے بے چینی سے "بتایا۔ حیان کرنٹ کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا؟"

بانو اسے دیکھ کر رہ گئی۔ حیان تیزی سے اوپر آیا۔ دعا کا بستر خالی تھا۔
اگلے لمحے ہر جگہ ہل چل مچ گئی تھی۔ شہزادے نے سپاہی ارد گرد دوڑا
دیے تھے۔ وہ ایک بار پھر خود کو اس دنیا میں اکیلا محسوس کرنے لگا
تھا۔ وہ پراسرار لڑکی جو اس کی محبت تھی اس کے بچھڑنے کا دکھ سب
سے زیادہ تھا۔ وہ تو اس کے ہمقدم ساری زندگی چلنے کے خواب دیکھ رہا
تھا۔ جب وہ ملی تھی تو وہ خود کو بہت خوش نصیب تصور کرنے لگا تھا۔
اسے لگا تھا وہ اب اس سے کبھی دور نہیں جائے گی۔ وہ اس کی تاریک
سی زندگی میں ایک ایسی خوشی تھی جو اس کے سب غموں کا مداوا کر
دے گی لیکن وہ غلط تھا۔ اس کے غموں میں ایک اور کا اضافہ ہو گیا
تھا۔ اس سے ملنے کی طلب پہلے سے مزید شدت اختیار کر گئی تھی۔
پہلے وہ سوچتا تھا بس ایک دفعہ اسے دیکھ لے۔ شاید یہ نشہ اتر جائے
لیکن وہ نشہ تو اب خون میں شامل ہو کر اس کی رگوں میں دوڑنے لگا

احالہ برآ کر رہا تھا۔ دوپہر تک دعا کی تلاش ہوتی رہی ک تھا اور اس
تھی۔ بالآخر حیان کو یقین آ گیا وہ اس کی دنیا کی باسی نہیں تھی۔

قتیل کیسے بھلائیں ہم اہل درد اسے

دلوں میں چھوڑ گیا اپنی داستاں وہ شخص

میں یہاں کی نہیں ہوں۔ مجھے واپس جانا ہے۔ "دعا کے الفاظ اس"
کے زہن میں گونجنے لگے تھے۔ وہ سر جھکاتا خود اذیتی سے مسکرا دیا تھا۔

دعا ساکت سی آخری سین پر نظریں جمائے ہوئے تھی جس میں دعا
کے غائب ہونے کے بعد شہزادے کی حالت بیان کی گئی تھی اسے
افسردہ کر گئی تھی۔ اس نے اپنا سر تھام لیا۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ "وہ بے چینی سے سوچ"
رہی تھی جب نیناں ہاتھ میں دو کوک پکڑے اس کے پاس آ بیٹھی

تھی۔ وہ ابھی تک اپنی ریسرچ میں کامیاب نہیں ہوئی تھی لیکن اسے یقین تھا کہ وہ اس معاملے کی جلد ہی کوئی ٹھوس وجہ نکال لے گی۔ یہ لو کوک پیو اور اپنا دماغ ٹھنڈا کرو۔ "نیناں نے ایک کوک اس کی" طرف بڑھائی۔ دعا نے گہری سانس لیتے بوتل تھام لی اور سامنے درختوں کو دیکھنے لگی۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔"

کیسا فیصلہ؟ "نیناں نے چونک کر اسے دیکھا۔"

میں یہ کہانی پبلک نہیں کروں گی۔ "اس نے ڈائری کی طرف" دیکھا۔

"کیا؟ لیکن کیوں؟"

اس کہانی میں میرا کردار شامل ہو چکا ہے۔ "اس نے آہستگی سے کہا" تو نینا نے کچھ سوچا۔

"تم دعا کا نام بدل دو"

مجھے نہیں لگتا اب کچھ بدل سکتا ہے۔ یہ سینز میں نے نہیں لکھے۔"
نجانے کس نے لکھے ہیں۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔
لاو میں بدلتی ہوں "نیناں نے اس سے ڈائری لی اور بیگ سے "
ریموور نکال کر دعا کے نام کو ریموو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔
حیرت انگیز طور پر نیلی روشنائی جو آسانی سے ریموو کر دیتا تھا دعا
کے نام کو مٹا نہیں پارہا تھا۔ نیناں کے جسم میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی۔
اس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر دعا کو دیکھا تھا۔ وہ خاموشی سے
ڈائری کو ہی دیکھ رہی تھی۔ نیناں نے صفحے پیچھے کی طرف پلٹائے اور
شروع والے سینز میں سے ایک لفظ کو مٹانا چاہا لیکن کچھ بھی نہ مٹ
سکا۔

یہ کہانی تو واقعی نہیں بدل سکتی۔ کہیں یہ جادو کا کوئی چکر تو نہیں "نینا"
نے سہم کر کہا تھا۔

"کیوں نہ میں یہ کہانی لکھنا ہی چھوڑ دوں۔"

"لکھے بغیر رہ لو گی؟"

نہیں۔ "وہ بے بسی سے بولی تھی۔ یہ اس کے ساتھ بہت بڑا مسئلہ تھا"۔
ایک دفعہ جس کہانی کا خاکہ اس کے ذہن میں بن جاتا وہ جب تک
اسے لکھ نہ لیتی اسے سکون نہیں آتا تھا۔

تو پھر ایسا کرو صرف میرے لیے کہانی لکھو۔ پبلک نہ کرو "نیناں"
نے کہا تو دعا نے لب چبائے۔

میں نے تیج پر بتا دیا تھا کہ بہت جلد یہ سٹوری بک فارم میں دوں گی۔
اگر نہ دی تو ریڈرز انتظار کرتے رہیں گے

وعدہ تو نہیں کیا تھا نا تم نے۔ فکر مت کرو۔ بھول جائیں گے ریڈرز"
وقت کے ساتھ ساتھ اور ہر کوئی تو بک خرید بھی نہیں سکتا۔ منتظر
ریڈرز کی تعداد کم ہی ہو گی۔ "نیناں نے کہا تو دعا نے سر ہلا دیا۔

ملکہ مہرماہ کسی گہری سوچ میں گم تھی جب سدرہ کے ساتھ عاسل اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

ملکہ! "سدرہ نے ملکہ کو پکارنے کے ساتھ گھٹنوں کو خم دیتے اسے" تعظیم پیش کی تھی۔ عاسل نے بھی سر جھکایا تھا۔

ملکہ گہری سانس بھرتی مسہری پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر نقاب تھا جو اس نے قدموں کی آہٹ سنتے ہی چہرے پر گرالیا تھا۔

مجھے لگتا ہے وہ حملہ ملکہ شائلہ نے مجھ پر کروایا ہے۔ "ملکہ نے بہت" دیر سوچنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا تھا۔ عاسل نے نگاہیں اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔

لیکن وہ تو ابھی چند دن پہلے ہی یہاں آئی ہیں۔ اتنی جلدی وہ کیسے "اپنے قدم اتنے مضبوط کر سکتی ہیں محل کے ایک محافظ کو ہی خرید لیا" سدرہ نے تعجب سے کہا۔

مجھے لگتا ہے وہ بہت کچھ کر سکتی ہے۔ شاید شاہ ظہیر کا بھی اس کے " پیچھے ہاتھ ہو۔ لیکن بظاہر وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ عاقل تم اس کے بارے میں جلد از جلد پتہ لگواؤ۔ مجھے امید ہے یہ شائدہ کا ہی کام ہوگا " ملکہ پر سوچ لہجے میں بولی۔

میں کوشش کر رہا ہوں ملکہ۔ نتیجہ جلد آپ کے سامنے ہوگا۔ " وہ پر " عزم تھا۔

احتیاط سے۔ " ملکہ نے کہا تو وہ سر کو خم دیتا باہر نکل گیا۔ " ملکہ حسن آراء کو میرا پیغام دو کہ میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں " عرصہ کی شادی کے سلسلے میں۔ " ملکہ نے سدرہ کو دیکھا۔ وہ بھی کورنش بجالاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

حنہ اور جاسم ایک قہوہ خانے میں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ حنہ ہڈی پہنے ہوئے بہت حد تک اپنی شناخت چھپائے ہوئے تھی۔

آپ کہاں تھی اتنے عرصے سے؟" وہ فکر مندی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے محل چھوڑنا پڑا تھا۔"

"کیوں۔"

اس سوال کو رہنے دیں۔ میری بے سنیں۔ مجھے آپ کی مدد چاہیے۔"

"کیسی مدد؟"

میں محل میں نہیں جاسکتی لیکن مجھے کچھ ایسا معلوم کرنا ہے جس کا تعلق محل سے جڑا ہے۔" قہوے کی پیالی کو گول گول گھوماتے وہ اضطراب سے کہہ رہی تھی

"آپ بے فکر ہو کر بولیں۔ میں سن رہا ہوں۔"

"ملکہ ماہ نور کے بارے میں سنا ہو گا آپ نے؟"

"ہاں وہی جن کا پراسرار طریقے سے قتل ہو گیا تھا۔"

ہمم۔ مجھے جاننا ہے کہ وہ قتل کس نے کیا۔ یہ کام مشکل تو ہو گا لیکن"

مجھے صرف بنیادی معلومات چاہیں جن کی روشنی میں میں قاتل کو

ڈھونڈ سکوں۔ کیا آپ میری اس سب میں کوئی مدد کر سکتے ہیں؟"

حنہ نے پر امید نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ پر سوچ انداز میں سر ہلا

گیا۔

میں کوشش کروں تو مشکل نہیں ہو گا۔ "جاسم کا دماغ کوئی لائحہ"

عمل ترتیب دے رہا تھا۔

لیکن میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میں اس میں کامیاب ہو جاؤں"

"گا۔"

پھر بھی پہلی کوشش کے طور پر میں آپ کو آزمانا چاہوں گی "حنہ" نے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

میں اس آزمائش پر پورا اترنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ "وہ پر" عزم لہجے میں بولا تھا۔ اور دوسری جانب جاسم کا دوست یونس شہزادی نیلو فر کے سامنے کھڑا تھا۔

"وہ کہاں گیا ہے؟"

مجھے بتا کر نہیں گیا شہزادی۔ "یونس نظریں جھکائے بولا۔"

تمہارا لہجہ بتا رہا ہے تم جھوٹ بول رہے۔ جانتے ہو ہمارے نزدیک "جھوٹ کی سزا کیا ہے؟" اس کی سرد آواز پر یونس کے چہرے پر پسینہ نمودار ہوا لیکن دوست سے وہ کیسے غداری کرتا۔

تمہیں شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم تمہارے دوست کو نقصان پہنچانا چاہتی ہیں۔ یقین کرو ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ "شہزادی نے کہا

تویونس کو جاسم کے زخم یاد آئے۔ شہزادی جیسے اس کی سوچ بھانپ گئی۔

وہ تیر تو ہم نے صرف اسے سزا دینے کیلئے مارے تھے۔ خیر ہمارے "پاس تمہارے لیے ایک تحفہ ہے۔" شہزادی نے کہہ کر تالی بجائی۔ دو کنیزیں کمرے میں داخل ہوئیں اور شہزادی کو تعظیم پیش کی۔ ان میں سے ایک کنیز وہ بھی تھی جسے یونس پسند کرتا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر چونک گیا تھا۔

اگر تم ہمارے لیے اپنے دوست کی جاسوسی کرنے پر راضی ہو جاؤ تو "یہ کنیز تمہاری ہوگی۔" شہزادی نے اس کے چہرے کے تاثرات بدلتے محسوس کیے۔ لیکن اس نے ایک اور چوٹ لگانا مناسب سمجھی۔ اور اگر راضی نہ ہونا چاہو تو تب بھی کوئی مسئلہ نہیں۔ بس اس کنیز کو "اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ ہمیں اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ کہیں تو ٹھکانے لگانا ہو گا اسے۔ تم لے لو یا موت۔ ہمیں

اعتراض نہیں۔ "وہ بہت پر سکون سی بول رہی تھی۔ یونس کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ شہزادی کی بات ماننے کے سوا اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا۔

میں آپ کی ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔ اسے کچھ مت کہیے گا۔ "وہ" کڑ گڑایا۔

"شاباش۔ ہمیں تم سے یہی امید تھی۔ چلو اب بتاؤ جاسم کہاں ہے؟" وہ.... حنہ سے ملنے محل بازار گیا ہے۔ "یونس نے دل ہی دل میں" جاسم سے معافی مانگتے بتا دیا۔ شہزادی کے چہرے پر حیرت چمکی۔ پھر اس کی جگہ طیش نے لے لی تھی۔ اگلے کچھ لمحوں میں اس کے تین محافظ حنہ کی تلاش میں محل بازار کی طرف جا چکے تھے لیکن جب تک وہ وہاں پہنچے حنہ وہاں سے جا چکی تھی اور جاسم محل واپس آ رہا تھا۔ حنہ کے بچ نکلنے کی خبر شہزادی کو ملی تو وہ مزید غصے میں آ گئی تھی۔

آپ جاسم سے اس بارے میں پوچھیں گیں؟ "حرم نے کہا تو وہ "نفی میں سر ہلا گئی۔

نہیں۔ صرف اس پر نظر رکھو۔ اگلی دفعہ جب وہ اس سے ملے تو تب "بیچ کر نہیں جاسکے گی وہ "اس کاٹ دار لہجے میں بولی تھی۔

دعا اور نیناں درختوں سے گھری ایک روش پر ہمقدم تھیں جب انہیں تہامی دو لڑکوں کے ساتھ روش کے کنارے پر کھڑا نظر آیا تھا۔ وہ اپنے سامنے کھڑے لڑکے کے کندھے پر ہاتھ رکھے بہت ہمدردی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ جینز پر کالر شرٹ پہنے اور بالوں کو ایک سٹائل سے سیٹ کیے وہ کافی خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ کئی لڑکیوں کے دلوں کی دھڑکن تھا لیکن اسے دیکھ نیناں کو تو ہمیشہ غصہ ہی آتا تھا۔ اب بھی اس پر نظر پڑی تو دامت کچاچا نے لگی۔

دیکھو تو ابھی کوئی ڈرامہ کرنے میں مصروف ہو گا۔ اسے تو میں بتاتی ہوں۔" اس نے کچی زمین پر پڑا ایک پتھر اٹھا لیا اور اس سے پہلے کے دعا سے روک پاتی نیناں نے تاک کر نشانہ لگایا۔ پتھر سیدھا اس کی کمر کے بیچ لگا۔ وہ کراہتا پلٹا تھا۔ نیناں کو ہنستے دیکھا تو ایک گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ اگلے ہی پل وہ ان لڑکوں سے ایکسکیوز کرتا ان کے قریب چلا آیا۔

لگتا ہے مس آنسہ سے پھر شکایت لگانی پڑے گی۔ تم باز نہیں آؤ گی۔" وہ تاسف سے بولا تھا
مردوں کی طرح مقابلہ کرو۔ کیوں کسی اور کو بیچ میں لاتے ہو؟"
نیناں نے اسے طعنہ مارا۔ وہ مسکرایا۔

اگر مردوں کی طرح تم سے مقابلہ کیا تو ایک دن میں چکرا جاؤ گی۔" جانتی نہیں ہو بڑے بڑے سوراخوں کا کیا حال کر چکا ہوں۔ اس لیے بہتر ہے مجھ سے پنگانہ ہی لو "تہامی نے گردن اکڑا کر کہا

تم جو چاہو کرو۔ پنگا تو میں لوں گی۔ اور تمہیں بتا دوں گی میں کمزور " نہیں ہوں۔ " وہ جذباتی لہجے میں بولی تھی۔ دعا نے اسے بازو سے پکڑ کر مزید جذباتی ہونے سے روکنا چاہا۔

یار بس کرو تم دونوں۔ ہر وقت کی چک چک میری برداشت سے " باہر ہو چکی ہے " سکون پسند دعا نے منہ بنا کر کہا تھا۔

یہی لڑائی شروع کرتی ہے۔ " تہامی نے کندھے اچکائے۔ " جھوٹے۔ آج تک جتنی بھی لڑائیاں ہوئی ہماری سیونٹی پرسنٹ تم " نے ہی شروع کی تھی۔ " نیناں نے احتجاجاً کہا۔ یہ سچ بھی تھا۔ وہ جان بوجھ کر اسے چڑایا کرتا تھا۔

چلو تھرٹی پرسنٹ تم کرتی ہو یہ تو مانتی ہونا " وہ محظوظ سا بولا۔ نیناں " کا دل کیا اس کا سر بجادے کسی درخت کے ساتھ۔

اچھا غصہ چھوڑو۔ میں پارٹی دے رہا ہوں اپنی کلاس کو دو دن بعد۔
تم دونوں بھی اس میں شریک ہو سکتی ہو۔ "تہامی نے ان دونوں کو
دیکھ کر کہا۔

ہم کیا کریں گے اس پارٹی میں۔ "دعا نے کہا۔
اس میں تمہارے ڈیپارٹمنٹ کے اور لوگ بھی شامل ہوں گے۔
تم دونوں اکیلی نہیں ہوں گی بیگانی شادی میں دیوانے عبداللہ کی طرح
۔ "وہ ہنسا۔

"پارٹی کہاں ہے اور کس وقت ہے؟"
لیٹس ایٹ بریانی۔ "اس نے بتایا تو نیناں کے منہ میں پانی آیا۔ لیکن"
اس میں جلدی جواب دینے کی بجائے سوچنے کی اداکاری۔
ٹھیک ہے وقت نکال لیں گے "اس نے دعا کی طرف دیکھا۔
"یار میں نہیں نکال سکوں گی۔ تم ہی چلی جانا۔"

اگر میں نے جانے کا فیصلہ کیا تم بھی جاؤ گی۔ بس بات ختم۔ "وہ دعا"
کو آنکھیں نکالتے ہوئے بولی تھی۔

ویسے پارٹی کس خوشی میں ہے؟ "نیناں نے تہامی کو دیکھا۔"
میرے پسندیدہ پروفیسر کی برتھڈے ہے۔ سر پر انز پارٹی دے رہا"
"ہوں انہیں۔"

واؤ۔ کتنی محبت ہے تمہیں ٹیچرز سے۔ "دعا اس سے متاثر ہوئی۔"
مجھے تو دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے۔ کہیں پارٹی میں ہی کوئی پریک نہ
کر دے۔ "نیناں نے اندازہ لگایا۔ وہ گڑ بڑایا۔ اس کا اندازہ واقعی ٹھیک
تھا۔

ارے کیسی بات کر رہی ہو۔ ٹیچرز کے ساتھ کیوں پریم کروں گا"
میں۔ تم بھی نا۔ "وہ ناک سے مکھی اڑاتا آگے بڑھ گیا تھا۔"

ہم نے بھابھی جان کو پیغام بھیجا تھا۔ آج ان کا جواب موصول ہو گیا۔
ہے۔ وہ پوچھ رہی ہیں کہ کب لڑکے اور اس کی والدہ کو محل بھیجیں۔
در اصل لڑکا ان کے بھتیجا ہے جو مجھے شہزادی عصفہ کیلئے پسند آیا ہے۔
باپ کے ساتھ کاروبار میں ہاتھ بٹا رہا ہے۔ خاصا ذمہ دار لڑکا ہے۔
آپ اسے دیکھ لیں اور اس کی والدہ سے بھی مل لیں۔ اگر پسند آجائیں
تو بات آگے بڑھائیے گا ورنہ کوئی زبردستی نہیں۔ "ملکہ مہرماہ نے کہہ
کر سیب کے مشروب کی چسکی لی تھی۔ ملکہ حسن آراء کے چہرے پر
احسان مندی کے آثار تھے۔
زبردستی کیسی۔ مجھے یقین ہے آپ نے عصفہ کیلئے جو بھی سوچا ہوگا "
ٹھیک ہی سوچا ہوگا۔ وہ آپ کی بیٹی کی طرح ہی ہے۔ بس پریشانی یہ
ہے کہ بادشاہ سلامت اس بات پر اعتراض نہ کریں۔ آخری فیصلہ تو
"انہی کا ہوگا۔"

فکر مت کرو۔ ہم ان کے فیصلے بدلنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ "وہ بادشاہ"
پر حاوی تھی ملکہ حسن آراء اچھی طرح جانتی تھی۔
"مجھے سمجھ نہیں آرہا آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں۔"

شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی بجائے اگر آپ ہمارا"
ایک کام کر دیں تو ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔" ملکہ نے گلاس
تپائی پر رکھ دیا۔

"کیسا کام؟"

آپ کو ملکہ شائلہ کی جاسوسی کرنی ہوگی ہمارے لیے "ملکہ مہرماہ"
نے ملکہ حسن آراء کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

اس کی صورت کو فقط آنکھ نہیں ترسی ہے
راستوں کو بھی اس کی یاد میں روتے دیکھا

شہزادہ پہاڑی کی اونچی سطح پر کھڑا اپنی فوج کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی شہد
رنگ آنکھوں میں ایک حزن تھا۔ زہن میں اسی پر اسرار لڑکی کی
سوچیں گھوم رہی تھیں۔

شہزادہ معظم! "حام نے اسے پکارا تو وہ چونکا۔"
سردار ار تضيٰ آپ سے ملنے آئے ہیں۔ "حیان کی آنکھیں سکڑیں"
مجھ سے ملنے؟ "تعجب سے پوچھا"
جی۔ وہ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔ دو لوگوں کے
"ساتھ آئے ہیں صرف۔"

حیان کچھ لمحوں بعد سردار ار تضيٰ کے سامنے تھا۔ وہ دونوں فوجیوں
کے خیموں سے کچھ دور کھڑے تھے۔

مجھے تم سے ایک لڑکی کے بارے میں پوچھنا تھا۔ "لفظ لڑکی پر حیان"
ٹھٹکا۔ اس کے زہن میں دعا کا عکس ہی لہرایا تھا جبکہ ار تضيٰ حنہ کے
بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔

وہ اچھی شکل و صورت کی لڑکی ہے۔ اس کے بال گھنگریالے اور " سیاہ ہیں۔ وہ میری قیدی تھی لیکن بھاگ گئی ہے۔ اگر اس نے یہاں پناہ لی ہے تو مجھے سچ بتادو ورنہ.... " شہزادے نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔ اسے یقین ہو گیا وہ دعا کی ہی بات کر رہا تھا۔ دعا کے بال گھنگریالے نہیں بلکہ ہلکی لہروں والے تھے لیکن حیان کو گھنگریالے ہی لگے تھے۔

اگر ایسی کسی لڑکی نے میرے پاس پناہ لی تو میں اسے تمہارے " حوالے کبھی نہیں کروں گا۔ تم کسی انسان کو قیدی بنانے کا حق نہیں رکھتے۔ " حیان نے غصے سے کہا تھا۔ ارتضیٰ کو بھی غصہ آیا تھا۔

تم سے نصیحت نہیں مانگی میں نے۔ صرف لڑکی کا پوچھا ہے۔ یاد " رکھو اگر وہ مجھے تمہارے پاس سے ملی تو یہ تمہارے حق میں ہی برا ہو گا "

تمہارے عتاب کا نشانہ تو میں پہلے سے ہوں۔ ایک غلطی اور سہی۔"

"حیاں نے کندھے اچکائے۔ ار تضحیٰ نے دانت پیسے۔

شکر کروا بھی کیلیے بچ گئے ہو۔ پہلے اس لڑکی کو ڈھونڈ لوں پھر تمہیں"

دیکھ لوں گا۔" ار تضحیٰ دھمکی دیتا اپنے گھوڑے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

حیاں نے سنجیدگی سے اسے دور جاتے دیکھا تھا۔

حام! اس کے پیچھے کوئی بندہ بھیجو۔ مجھے اس کے پل پل کی خبر"

چاہیے" شہزادے کے حکم پر حام سر جھکا گیا۔

اوہ یہ کیا ہو رہا ہے لڑکی۔ ہر کوئی کسی نہ کسی کی جاسوسی کر رہا ہے"

اور شہزادے کو یہ غلط فہمی کیوں ہو گئی کہ جس کو سردار ار تضحیٰ ڈھونڈ

رہا ہے وہ دعا ہی ہے۔ تم سین کو کسی اور طرح بھی لکھ سکتی تھی۔"

نیناں نے اعتراض کرتی نظروں سے دعا کو دیکھا تھا۔ دعا نے کتاب

سے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ وہ دونوں اپنے اپنے بستروں پر بیٹھی تھیں۔

یار تم جانتی ہو ایک پوائنٹ جو میرے زہن میں گھس جائے کسی" بھی طرح کر کے مجھے کہانی اس پوائنٹ کے گرد لانی پڑتی ہے۔ یہ خیال میرے زہن میں سب سے پہلے آیا تھا کہ جب سردار رضی اس سے حنہ کے بارے میں پوچھے گا شہزادے کو دعا کے بارے میں ہی خیال آئے گا۔ پھر میں نے کچھ اور سوچنے کی کوشش کی لیکن اور کوئی خیال زہن میں نہیں آیا۔ زہن کی سوئی اسی پوائنٹ پر اٹکی رہی" دعا نے روہان سے ہوتے ہوئے کہا تھا۔ اور یہ شہزادے کی فیلنگز کو لکھتے تمہیں کیسا محسوس ہوا؟ "نیناں نے" شرارت سے پوچھا۔

کچھ بھی نہیں۔ میں نے یہ ہی زہن سے نکال دیا کہ وہ جس دعا کو "چاہتا وہ میں ہو سکتی ہوں۔ بلکہ ایسا لگا میں کسی ٹرانس میں اس کا سین لکھ رہی ہوں۔ میں تو چاہتی تھی کہ دعا کی جگہ بانو کے ساتھ شہزادے کی سیٹنگ کروادوں لیکن پھر لگا ایسے کہانی کا مزہ خراب ہو جائے گا۔

ویسے بھی یہ ایک سٹوری ہی ہے۔ شہزادہ حیان ایک کریکٹر ہے۔ بانو بھی کریکٹر ہے۔ حفر جیسی کوئی جگہ نہیں ہے نہ ماضی میں ایسا کچھ ہوا ہوگا۔ میں کچھ زیادہ ہی سوچ رہی تھی۔ اگر میرے ساتھ کوئی فینٹسی "ہوئی بھی ہے تو وہ صرف ایک خواب ہوگا۔

مجھے بھی لگتا ہے یہ خواب ہی ہوگا اور تم نے نیند میں وہ سب سینز لکھ دیے ہوں گے۔ لوگوں کو نیند میں چلنے کی بیماری ہوتی ہے۔ تمہیں نیند میں لکھنے کی بیماری لگ گئی ہوگی۔ "نیناں کی بات میں بھی دم تھا لوگ نیند کے دوران چلنے کے علاوہ اور بھی بہت سے کام کرتے ہیں۔ شاید یہی ہوا ہو۔

اچھا اور جو دعائے بانو سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کبھی شہزادے کو اس سے "نہیں چھینے گی اس کا کیا؟" یاد آنے پر نیناں نے پوچھا۔ "وہ اپنا وعدہ پورا کرے گی۔"

یار ایسے تو نہ کرنا۔ "نیناں کو شہزادے سے ہمدردی ہوئی۔"

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا آگے کیا ہو گا لیکن بانو شہزادے کیلئے بہتر ہے "

"

نہیں یار۔ ایسے کہانی کا مزا خراب ہو جائے گا۔ "نیناں نے منہ بنا کر "

کہا تھا۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی تھی۔

تم رائٹر ہو کچھ تو اندازہ ہو گا کہ حیان اور دعا کی کہانی کا انجام کیا ہو گا "

"؟

نہیں اس حوالے سے کچھ بھی زہن میں نہیں آ رہا کہ آگے ان کی "

کہانی میں کیا ٹو سنس اور ٹرنز آئیں گے۔ خیر باقیوں کی کہانی بھی ایک

حد سے آگے میرے زہن میں نہیں ہے۔ مطلب دو تین سینرز آگے

تک سوچ سکتی ہوں۔ جب تک وہ نہ لکھ لوں اس سے آگے میرا زہن

بلیںک رہتا ہے۔ میں ایک ہی دفعہ میں ساری کہانی نہیں سوچ سکتی۔

ہاں کچھ مین پوائنٹس ہوتے ہیں زہن میں جیسے نیلو فرجو بہت مغرور

ہے اور جاسم کو بہت تنگ کر رہی ہے ایک وقت آئے گا وہ اسی کے

رحم و کرم پر ہوگی۔ لیکن کیسے یہ ابھی مجھے بھی نہیں پتہ۔ بس یہ پوائنٹ میرے ذہن میں اٹک چکا ہے۔ میں اس سے ہٹ نہیں سکتی۔ اب مجھے کیسے بھی کر کے ان کی کہانی کو اس پوائنٹ تک لانا ہے۔ "دعا نے تفصیل سے اسے سمجھایا تو وہ سر ہلانے لگی۔

"صحیح سمجھ گئی۔ ایک تو تم رائٹرز کے بھی اپنے ہی مسائل ہیں۔" کیا پتہ کسی اور رائٹر کے ساتھ یہ مسئلہ نہ ہو صرف میرے ساتھ "ہو۔" دعا نے کہا تو وہ کندھے اچکا گئی۔ "ہاں ہو سکتا ہے۔"

ایسی کیا وجہ ہے کہ آپ ملکہ مہرماہ سے کوئی باز پرس نہیں کرتے بلکہ اسے کھلی چھوٹ دے رکھی ہے "شاہ ظہیر کے کندھے پر پوشاک ٹھیک کرتے ملکہ شانلہ نے بہت میٹھے لہجے میں پوچھا تھا۔ شاہ ظہیر

نے اسے آنکھیں سکوڑ کر دیکھا۔ وہ دل آویزی سے مسکرا دی۔ شاہ ظہیر نے گہری سانس لے کر چہرہ پھیرا۔

اس لیے کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ وہ کچھ بھی کرے میں " اسے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ محبت کے ہاتھوں مجبور ہوں " شاہ ظہیر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ شائلہ کے چہرے پر ایک تاریک سایہ لہرایا تھا۔ وہ کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ اس کے سامنے شاہ ظہیر کسی اور سے محبت کا اظہار کرتا۔ اسے اپنے دل میں ایک چبھن سی محسوس ہوئی لیکن اس نے لبوں سے معدوم ہوتی مسکراہٹ کو پھر سے تازہ کر لیا۔

پھر وہ آپ کی محبت کی قدر کیوں نہیں کرتی۔ حالانکہ اسے یہاں " دس سال ہو چکے ہیں۔ اب تک تو اسے آپ کی محبت میں گرفتار ہو جانا چاہیے تھا۔ " وہ بظاہر ہمدردی سے کہہ رہی تھی لیکن شاہ ظہیر جانتا تھا وہ طنز کر رہی تھی۔

وہ بہت ضدی ہے۔ آپ اسے چھوڑیں صرف اپنے اور میرے " رشتے پر دھیان دیں۔ ملکہ مہرماہ سے محبت اپنی جگہ لیکن مجھے یوں لگنے لگا ہے کہ آپ سے مجھے عشق ہو رہا ہے "شاہ ظہیر نے بڑی مہارت سے اس کا دل بھی خوش کر دیا تھا۔ وہ بے اختیار مسکرا دی تھی۔ تبھی کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

اچھا اب مجھے اجازت دیں۔ اہم معاملات نمٹانے ہیں آج۔ "ملکہ " شائلہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے وہ کمرے سے نکل گیا تھا۔ کمرے کے باہر اس کا خاص غلام خدام اور خاص مشیر بشر منتظر تھے۔ شاہ ظہیر کا ایک حفاظتی دستہ بھی آس پاس ہی تھا۔ شاہ ظہیر بشر کو دیکھ کر چونکا تھا۔

جاسوس ایک اہم خبر لایا ہے۔ "بشر نے اس کے قریب ہوتے " ہوئے مؤدب لہجے میں کہا تھا۔ شاہ ظہیر نے قدم آگے بڑھا دیے۔

بشر بھی اس کے ہمقدم ہوا۔ ان کے پیچھے خاص غلام اور سپاہی بھی
چل دیے

شہزادے کی کوئی خبر ہے؟ "شاہ ظہیر کی آواز مدہم تھی۔"
"جی پکی خبر لایا ہے۔"

وہ دونوں ایک ہال کمرے میں داخل ہو گئے تھے جہاں شاہ ظہیر
لوگوں سے ملاقات کرتا تھا۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا تو بشر نے خدام
سے کہہ کر جاسوس کو طلب کیا۔ کچھ دیر بعد وہ جاسوس ہاتھ باندھے
بادشاہ کے سامنے کھڑا تھا۔

کہو کیا خبر لائے ہو۔ "شاہ ظہیر نے بے تابی سے پوچھا تھا۔"
بادشاہ سلامت! شہزادہ حفر کے جنوبی جنگل میں مقیم ہے۔ وہ فوج بنا
رہا ہے اپنی۔ ایک ہزار سپاہی جو چھٹی پر تھے خفیہ طور پر اس کے پاس
پہنچ چکے ہیں۔ لگتا ہے یہاں سے کوئی اس کی مدد بھی کر رہا ہے۔"
جاسوس نے بتایا تو شاہ ظہیر کے چہرے پر پریشانی پھیل گئی۔ ایک ہزار

فوج اس کے پس پہنچ بھی گئی تھی۔ یہ بات شاہ ظہیر کیلئے ایک بڑا جھٹکا تھی۔ وہ جانتا تھا عام سپاہی شہزادے کا ساتھ ہی دے گا کیونکہ اس کا باپ فوج میں بہت مقبول تھا۔ وہ اسے ختم کرنے کیلئے زیادہ فوج بھی نہیں بھیج سکتا تھا۔ اس کے وفادار سپاہی دو ہزار ہی تھے۔ اس سلسلے میں اسے راجادیو کی مدد لینا چاہیے۔ شاہ ظہیر مونچھوں کو بل دیتے سوچ رہا تھا۔ بشر نے جاسوس کو جانے کا اشارہ کر دیا اور خود بادشاہ کے سامنے مؤدب کھڑا ہو گیا۔

شاہ معظم ہمیں جلد از جلد شہزادے کو ختم کرنا ہو گا۔ اگر نہ کر سکے تو " وہ بغیر جنگ کیے.... " وہ بول رہا تھا جب بادشاہ نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔ باقی کے لفظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے۔ بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا اور لکھنے کی میز کی طرف بڑھا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک خط بشر کی طرف بڑھا تھا۔

یہ خط جتنی جلدی ہو سکے راجا دیو تک پہنچاؤ۔ مجھے دو دن میں اس کا " جواب چاہیے " اس نے حکمیہ لہجے میں کہا تھا۔ بشر خط لے کر سر جھکاتا کمرے سے نکل گیا تھا۔

ملکہ شائلہ ملکہ ایزابیل اور ملکہ حسن آراء کے ساتھ اپنے حجرے میں موجود تھیں۔ ان کے سامنے کھانے اور پینے کی کچھ چیزیں رکھیں تھیں۔ ملکہ شائلہ کے سوا دونوں ملکاؤں کی کنیزیں کمرے سے باہر تھیں۔ ان کے درمیان ملکہ مہرماہ پر ہونے والے قاتلانہ حملے کا موضوع چھڑا ہوا تھا۔ ملکہ شائلہ ان دونوں سے یہ جاننے کی کوشش کر رہی تھی کہ آیا وہ اس حملے سے خوش تھیں یا انہیں ملکہ مہرماہ سے ہمدردی تھی۔

مجھے تو اس بات کا افسوس ہے وہ بچ کیوں گئی۔ جب سے آئی ہے ہم " پر حکمرانی کر رہی ہے۔ اگر وہ نہ مری تو ایک نہ ایک دن وہ ہمیں مار

دے گی جیسے اس کے حیات کو مارا تھا۔ "ملکہ ایزا بیلا نے کلس کر کہا تھا۔ ملکہ شائلہ نے حسن آراء کی طرف دیکھا۔ اس نے بھی سرتائید میں ہلایا۔

"میں خود اس سے بہت تنگ ہوں۔ نجانے خود کو کیا سمجھتی ہے" وہ خود کو جو بھی سمجھتی ہے اس میں تمہارا ہاتھ بھی ہے۔ "ملکہ ایزا" بیلا نے چہرہ موڑ کر اسے گھورا تو وہ گڑ بڑائی۔ ملکہ شائلہ چونکی۔ ملکہ مہرماہ نے اسے پیشکش کی تھی کہ وہ اس کی بیٹی کا رشتہ اپنے خاندان میں کروادے گی اور یہ اس بات پر اس کے سامنے بچھی جا رہی تھی۔ اس نے کبھی میری طرح اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے خوفی سے نہیں دیکھا ورنہ اگر اس کا ساتھ مجھے مل جاتا تو اب تک ہم اس سے جان چھڑا چکے ہوتے۔ "ملکہ ایزا بیلا نے کہا تو شائلہ نے خود کو حسن آراء کے سامنے اپنے خیالات ظاہر کرنے سے روک دیا تھا۔ اسی لیے تو اس نے خود کھلنے سے پہلے ان کے خیالات جاننے کا

سوچا تھا۔ اب اسے پتہ چلا تھا کہ ملکہ مہرماہ حسن آراء کو اس کی بیٹی کا رشتہ کروانے کی پیشکش کر چکی ہے تو ایسے میں اس کی ہمدردیاں مہرماہ کے ساتھ ہی ہوں گی۔

میں بس اپنے بچوں کیلئے ڈرتی ہوں۔ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو میرے "بچے بھی مارے جائیں گے" ملکہ حسن آراء نے دفاعی لہجے میں کہا۔ بادشاہ سلامت کا سایہ ابھی ان پر موجود ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے "کون مارے گا تمہارے بچوں کو۔ تم خوا مخواہ ڈر رہی ہو اور اگر مہرماہ کے خاندان میں اپنی بیٹی کی شادی کر دی تو ساری زندگی کیلئے اس کی محتاج ہو کر رہ جاؤ گی۔ یہ بات تمہیں سمجھ کیوں نہیں آرہی" ملکہ ایزا بیلانے کہا تو وہ اپنی جگہ جزبز ہو کر رہ گئی تھی۔ اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑا تھا۔

مجھے نہیں لگتا ملکہ مہرماہ اس کی بیٹی کو یرغمال بنا کر استعمال کرے "گی۔ مجھے تو وہ کافی اچھی طبیعت کی لگی ہیں" ملکہ شائلہ کی بات پر ملکہ

ایزابیلا نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا تھا۔ وہ بھی ملکہ مہرماہ کی اسیر ہو جائے گی اسے امید نہیں تھی۔ جبکہ ملکہ حسن آراء بھی حیران تھی۔ ملکہ مہرماہ نے اسے یہ کام سونپا تھا کہ وہ اس کے بارے میں ملکہ شائلہ کے خیالات جانے اور اس کے سامنے مہرماہ کی برائی کر کے اسے یقین دلائے اگر وہ مہرماہ کے مقابلے پر آئے گی تو وہ ملکہ شائلہ کا ہی ساتھ دے گی لیکن وہ تو اس کے مقابلے پر آنے کی بجائے اس کے گن گاہی رہی تھی۔ ملکہ شائلہ نے فوراً باتوں کا رخ موڑ دیا اور جب دونوں ملکائیں رخصت ہونے لگیں تو ایک کنیز کو ملکہ ایزابیلا کی کنیز کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیج دیا کہ وہ اکیلے میں ملکہ ایزابیلا سے بات کرنا چاہتی ہے۔

جاسم کے زخم مندمل ہو چکے تھے اور وہ اپنا کام سنبھالنے کے قابل ہو چکا تھا لیکن اس کی جگہ بادشاہ کے حفاظتی دستے کا ایک اور نگران مقرر

کر دیا گیا تھا۔ اب یہ فیصلہ محل کے حفاظتی وزیر کو کرن تھا کہ اسے واپس اس کی جگہ دینی ہے یا کسی اور جگہ بھیجنا ہے۔ اتفاق سے اسی دن شہزادی نیلو فر کے حفاظتی دستے کا نگران کہیں گرنے سے ٹانگ توڑ بیٹھا تھا۔ حفاظتی وزیر کو یہی مناسب لگا تھا کہ جاسم کو شہزادے نیلو فر کے حفاظتی دستے کا نگران بنا دیا جائے۔ جاسم کو یہ حکم موصول ہوا تو وہ سمجھ گیا پہلے نگران کی ٹانگ ٹوٹی نہیں بلکہ توڑی گئی تھی۔ کتنی سفاک تھی شہزادی۔ اپنے مقصد کیلئے کچھ بھی کر سکتی تھی۔ اس کا مقصد کیا تھا؟ زہن میں سوال ابھرا۔ جاسم کو اپنی قریب لانا۔ اور وہ ایسا کیوں چاہتی تھی۔ یہ تو ظاہر تھا کہ وہ اس کی نظروں میں خاص ٹھہرا ہے لیکن وہ یہ بات سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر رہا تھا لیکن بلی آنکھیں بند کر لینے سے اس کا پیچھا چھوڑنے والی نہیں تھی۔ شہزادی اس سے طاقتور تھی اور اس نے جیسا کہا تھا کر دکھایا تھا۔ جاسم کی مردانہ آنا کو کچو کا تو لگا تھا لیکن اس نے خود

کو سمجھا لیا تھا کہ وہ ایک عام سپاہی تھا جبکہ وہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ قسمت میں یہی لکھا تھا جو اسے قبول کرنا ہی تھا۔

اس وقت وہ شہزادی کے محافظ کے طور پر اس کے سامنے کھڑا تھا اور وہ فاتحانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظریں جھکیں تھیں ورنہ وہ دیکھتا اس کی مسکراہٹ کتنی پیاری تھی۔

اس کے دل میں ایک دفعہ یہ خواہش ضرور اٹھتی کہ وہ مسکراہٹ اس کیلئے ہو۔ لیکن وہ شہزادے کے چہرے کو زیادہ دیر نہیں دیکھتا تھا۔

اندر ہی اندر یہ بھی خدشہ تھا کہ وہ شہزادی کے حسن سے کہیں گھائل ہو جائے گا۔ اسی لیے آنکھیں بند کر لینا ہی عقل مندی تھی۔

اب ہم جب چاہیں تمہیں طلب کر سکتے ہیں۔ تمہیں کوئی مسئلہ تو" نہیں ہوگا؟" وہ محظوظ سی پوچھ رہی تھی۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

شاباش۔ ایسے ہی فرمانبردار رہو گے تو بہت جلد ہماری نظروں میں" اپنا مقام بنا لو گے" شہزادی نے مغرور لہجے میں کہا۔ جاسم نے ایک

نظر اسے دیکھا۔ کیا وہ پہلے سے ہی اس کی نظروں میں اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ اسی لیے تو وہ اسے اپنے قریب کرنا چاہتی تھی یا یہ صرف اس کی ضد تھی۔ اس نے شہزادی کو جب سے تیر اندازی سکھانے سے منع کیا تھا تب سے وہ اس کے پیچھے پڑی تھی۔ وہ اسے نیچا دکھانا چاہتی تھی شاید یہی وجہ تھی۔ اس نے سوچا۔

کس سوچ میں گم ہو گئے غلام! "شہزادی کی بات پر وہ چونکا اور نفی" میں سر ہلایا۔

کیا اب میں جاسکتا ہوں؟ "اس نے مؤدب لہجے میں پوچھا۔ شہزادی" نے جواب دینے کی بجائے ہاتھ سے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ اس کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔

کوئی درد ہے جو ابھی دوا نہیں ہو سکا
وہ بچھڑ گیا ہے مگر جدا نہیں ہو سکا

شہزادہ اسی جگہ کھڑا تھا جہاں سے دعا غائب ہوئی تھی۔ ارد گرد سے جنگل کا علاقہ وہاں سے باآسانی نظر آ رہا تھا۔ وہ ڈوبتے سورج پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ شام اداس سی لگ رہی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ ساکت کھڑا رہا۔ گھوڑے کی ٹاپ نے اسے چونکایا۔ اس نے چہرہ پھیر کر دیکھا۔ ایک گھڑ سوار غار کی طرف آ رہا تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا وہ کوئی جاسوس ہو گا۔ کچھ دیر بعد وہ جاسوس اس کے سامنے موجود تھا۔ راج گڑھ کے راجا کی فوج آپ کو تائیغ کرنے اس جنگل کی طرف " روانہ ہونے والی ہے۔ " اس نے بہت سنسنی خیز خبر سنائی تھی۔ حیان کو خوف نہیں آیا بلکہ وہ خبر اس کے دل میں باغیانہ لہر دوڑا گئی تھی۔ اس کا باپ راجادیو کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے مارا گیا تھا۔ اسے بھی وہ چھوڑنے والا نہیں تھا لیکن اس نے سوچا تھا پہلے شاہ ظہیر سے نمٹ لے لیکن جو جنگ پہلے اس کے سامنے آرہی تھی اسے پہلے وہی لڑنی تھی۔ اس نے سپاہیوں کی تربیت میں تیزی کر دی اور جنگ کا میدان

خود ہی چن لیا۔ ایک قاصد عاقل کی طرف بھی روانہ کر دیا تھا تاکہ وہ مزید کمک لاسکے۔ شام سرخ ہو چکی تھی۔ زمین بھی بہت جلد خون آلود ہونے والی تھی۔

دعا اس آخری سین پر نظریں جمائے اسے لکھنے کے بعد پڑھ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا وہ سین اس نے لکھا ہی نہ ہو۔ کی واقعہ شہزادے کا حال برا تھا اور کیا واقعی وہ حقیقت میں تین صدیاں پہلے اس دنیا میں کہیں موجود تھا۔ اگر تھا بھی تو اسے مرے دو صدیاں تو گزر رہی چکی ہو گی۔ اس نے سر جھٹکا تھا۔ تبھی اسے اپنے فون کی رنگ سنائی دی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رائٹنگ ٹیبل سے فون اٹھایا۔ کوئی ان ناؤن نمبر تھا۔ اس نے آنکھیں سکوڑتے کال پک کی اور فون کان سے لگایا۔

دعا! "وہ ایک انجان مردانہ آواز تھی۔"

"جی۔ میں دعا ہوں۔ آپ کون؟"

"...میں طلال ہوں"

طلال بھائی۔ "وہ اس کی بات کاٹ کر حیرت سے پوچھ بیٹھی۔ طلال"
اس کے پھپھو کے بیٹے کا نام تھا لیکن اس سے کبھی دعا کہ بات نہیں
ہوئی تھی۔

نہیں۔ صرف طلال۔ "دوسری طرف سے برامان کر کہا گیا۔ دعا کو"
احساس ہوا وہ طلال بھائی نہیں تھے۔ وہ غلط سمجھی تھی۔

"کون طلال؟"

"میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں"

واٹ؟ "وہ اس کی فرمائش پر حیرت سے بولی۔ نہ جان نہ پہچان میں"
تیرا مہمان۔

"....جی۔ میں آپ کو بہت پسند"

رانگ نمبر۔ "اس نے دانت پیسے اور کال کاٹ دی تھی۔"

کس سے بات کر رہی تھی۔ "نیناں نے کمرے میں داخل ہوتے" سوال کیا تھا۔

رانگ نمبر تھا کوئی۔ "وہ گہری سانس بھرتی اپنے بستر پر آگئی تھی۔" سائیڈ ٹیبل پر پڑا چراغ جلا کو وہ اس کی وہ اس کی لو کو دیکھتی اپنی کہانی کے کریکٹرز کے بارے میں سوچنے لگی۔

سردار ارتضیٰ کو بھی دیکھ لیتی لگے ہاتھوں اگر چلی ہی گئی تھی کہانی میں تو "ایک سوچ بے اختیار اس کے زہن میں آئی لیکن اس نے بوکھلا کے ہاتھ نفی میں ہلاتے خود کو کو ساتھ۔

میں نے کچھ نہیں کہا۔ کچھ بھی نہیں۔ "وہ بڑبڑائی تھی۔ لیکن" آسمان پر کسی ستارے کا ایک حصہ اپنے پیچھے روشنی کی لکیر چھوڑتا کچھ دیر سفر کرنے کے بعد غائب ہو گیا تھا۔

سردار! شہزادہ حیان راج گڑھ کی طرف سے آنے والی ایک جنگ " میں مصروف ہو چکا ہے۔ ہمارے پاس اچھا موقع ہے۔ ہم اس کے ٹھکانے کی تلاشی باآسانی لے سکتے ہیں " رومی نے سردار ار ترضیٰ کو اطلاع دی تو وہ چونکا۔

"راج گڑھ سے اس کا کیا تعلق ہے؟"

راجاد یو شاہ ظہیر کے دوست ہیں۔ انہی کے کہنے پر شہزادے سے " نمٹنے کیلئے فوج بھیجی ہوگی " رومی نے اندازہ لگایا۔
ٹھیک ہے چلنے کی تیاری کرو۔ " سردار ار ترضیٰ نے کچھ سوچتے ہوئے " کہا تھا۔

اس کی آنکھ ایک عجیب سے شور سے کھلی تھی۔ آنکھوں کے سامنے سفید چمکتا آسمان دیکھ کر وہ ایک دم سے اٹھ بیٹھی تھی۔ نظر ارد گرد دوڑائی۔ پھر گہری سانس لی۔ وہ وہیں تھیں جہاں سے وہ غائب ہوئی

تھی۔ جس جگہ اس نے رات گزاری تھی۔ وہ پھر خواب دیکھ رہی تھی یا کچھ اور تھا۔ یہ سب ایک حقیقت کی طرح لگ رہا تھا۔ ایک امید جو تھی کہ وہ اب دوبارہ شاید کہانی میں نہیں جائے گی ختم ہو چکی تھی۔ اس نے خود پر نظر ڈالی۔ وہ ایک خوبصورت سی سبز فراک میں ملبوس تھی۔ یہ بھی ایسا کی ایک فراک کی طرح تھی جو اس کے پیروں تک آتی تھی۔ بل دار بال کندھوں سے آگے اور کمر پر خوبصورتی سے گر رہے تھے۔ اگر نیناں اسے اس لباس میں دیکھ لیتی تو غش کھا لیتی۔ دعا کو وہ سب باری کار ٹو نزیاد آنے لگے تھے جن میں بارنیز کے جادو سے لباس بدل جاتے تھے۔ وہ فیہ منٹیسسی اسے ہمیشہ سے بہت بھاتی تھی۔ وہ ہاتھوں پر زور دیتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ سورج بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا اور ٹھنڈی ہوا بہت تیز تھی۔ اس کے بال دائیں طرف لہرانے لگے تھے۔ اس کی نظریں اس میدان پر پڑی تھیں جہاں ایک خون ریز معرکہ لڑا جا رہا تھا۔ اس کی آنکھیں وہ خون خرابہ

دیکھ کر پتھر اگئی تھیں۔ کہانی میں جنگ ہوتی دکھا دینا کتنا آسان تھا لیکن اسے یہ سب دیکھنا ضروری تھا کیا۔ وہ اس منظر سے نگاہیں ہٹا گئی۔ اور گھوم کر اس جگہ کی طرف دیکھا جہاں سے وہ بانو کے ساتھ اوپر آئی تھی۔ وہ دھیرے سے قدم اٹھاتی اس طرف بڑھنے لگی۔

تلواروں کی جھنکار، سپاہیوں کی چیخ و پکار مسلسل اسے زہنی ٹارچر کر رہی تھیں۔ وہ ڈھلوان سے نیچے اترتے ہوئے لڑکھرائی تھی لیکن گرنے سے پہلے سنبھل گئی تھی۔ پہاڑی کی نچی سطح پر پہنچنے پر بھی اسے کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ وہ گھوم کر غار کے سامنے آگئی۔ وہاں سے جنگ کا منظر پھر دکھائی دینے لگا تھا۔ اس کے جسم پر خوف سے کپکپی وگئی تھی۔ اس نے نظریں ہٹانا چاہیں لیکن اچانک اس کی ہٹاری آنکھیں ساکت ہوئی۔ اس نے شہزادے کو دیکھا تھا۔ وہ ایک ساتھ کئی لوگوں سے لڑ رہا تھا۔ ایک ہاتھ میں تلوار پکڑے اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال کی بجائے چاقو پکڑے وہ گھوم گھوم کر اپنے مقابلے پر

آنے والوں کو زخمی کیے جا رہا تھا۔ اس کے چہرہ سرد تھا اور آنکھوں میں وحشت تھی۔ دعا کو وہ اس پل بہت خوفناک لگا تھا۔ لیکن خوف پر ایک اور احساس بھی حاوی تھا۔ اس کی فکر کا احساس۔ اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا ابھی وہ کسی وار کی زد میں آ جائے گا۔ اس سے کوئی چوک ہو جائے گی اور وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ وہ اسے روکنا چاہتی تھی۔ اس کی قریب جا کر اسے دشمنوں میں سے کھینچ لانا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے قدم زمین سے جکڑ کر رہ گئے تھے۔ وہ کھینچ کھینچ کر سانس لینے لگی تھی۔ اس وقت وہ بھول چکی تھی فتح کے ساتھ ہو گا۔ جنگ میں کی اس جنگ کا اختتام شہزادے مرنے والوں اور زخمیوں کا بھی اسے دکھ ہو رہا تھا لیکن شہزادہ اس کا پسندیدہ کردار تھا۔ ایک لکھاری کیلئے اس کی کہانیوں کے کردار اس کے بچوں کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ کیسے اسے خطرے میں گھرا دیکھ کر پریشان نہ ہوتی۔ اس پل اس نے خواہش کی تھی وہ یہ کہانی نہ لکھتی

دعا "وہ بانو کی آواز تھی جس نے اس کے ڈوبتے دل کو جیسے مزید
ڈوبنے سے بچا لیا تھا۔ وہ گہری سانس اندر کھینچتی اس کی طرف پلٹی۔
تم.... تم یہاں کیسے؟ تم کہاں چلی گئی تھی؟" بانو اس کے قریب
آتی عجیب سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ دعا سے جواب نہ دے سکی۔
تم غائب ہو گئی تھی نا۔ جادو سے۔ تم کوئی جادو گرنی ہو۔" بانو کے
لہجے میں خوف تھا دعا نے نفی میں سر ہلایا۔
"نہیں۔ تم غلط سمجھی ہو۔"

پھر تم اچانک سے غائب ہو کر پھر اچانک سے کیسے آ گئی؟" بانو نے
پوچھا۔

مجھے نہیں پتہ یہ سب کیسے ہوا۔ میں خود حیران ہوں۔" دعا اپنی
صفائی پیش کرنے لگی لیکن بانو اسے عجیب نظروں سے گھورتی رہی۔

میرا یقین کرو۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ "دعا ایک قدم اس کے" قریب ہوئی تو وہ اس سے دور ہٹ گئی۔ دعا رک گئی۔

جہاں سے آئی ہو واپس چلی جاؤ۔ شہزادہ پہلے ہی مشکل سے سنبھلا "ہے۔" بانو نے سخت لہجے میں کہا تو دعا نے چہرہ موڑ کر جنگ کے میدان کی طرف دیکھا تھا۔ شہزادہ اب اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے لگا وہ گر گیا ہے۔ اسے کسی نے زخمی کر دیا ہے یہ مار دیا ہے۔ اس کے چہرے پر خوف لہرایا۔ وہ میدان جنگ کی طرف دوڑی۔ بانو کی آنکھیں اس کی بیوقوفی پر پھیلیں۔ وہ بھی اس کے پیچھے بھاگی اور اسے کندھوں سے پکڑ کر روک لیا۔

بیوقوف لڑکی۔ کیا کر رہی ہوں۔ دیکھ نہیں رہی وہاں جنگ ہو رہی "ہے۔" بانو نے اسے گھر کا۔

وہ... وہ شہزادہ.... اسے میں نے پہلے وہاں دیکھا تھا۔ اب وہ وہاں " نہیں ہے۔ اسے کچھ ہو تو نہیں گیا۔ مجھے دیکھنے دو " وہ بے چینی سے کہہ رہی تھی اور بانو نے آنکھیں سکوڑ کر اسے گھورا تھا

تمہیں شہزادے کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ایک شہزادہ " ہے۔ اپنی حفاظت کرنا جانتا ہے " بانو نے جتا کر کہا تو دعا کو احساس ہوا اسے بانو کے سامنے شہزادے کی فکر بھی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ خیر اسے کچھ تسلی ہوئی۔ شہزادہ اپنی حفاظت کر سکتا تھا۔

چلو میرے ساتھ۔ " بانو اسے غار کے اندر لے آئی۔ عورتوں نے " اسے دیکھا تو سہم کر ادھر ادھر ہو گئیں۔ مارہ نے تو باقاعدہ اس کے پیروں کو غور سے دیکھا تھا کہیں الٹے نہ ہوں۔ وہ ان کی نظروں سے خائف ہوتی بانو کے ساتھ ایک کمرے میں آگئی جو کسی کھ تصرف میں نہیں تھا۔

تم کہاں سے آئی ہو؟" اس کے سوال پر دعانے ادھر ادھر دیکھا۔ وہ "اسے کیا بتاتی کہ وہ حقیقی دنیا سے آئے تھی اور یہ تصوراتی دنیا تھی۔ ایک خواب تھا۔ یا ایک فینٹسی ورلڈ تھی۔

بہت دور سے۔ میں سو رہی تھی لیکن جب اٹھی تو خود کو یہاں پایا۔ "تم فکر مت کرو۔ جب میں دوبارہ سوؤں گی تو واپس پہنچ جاؤں گی۔ تو یہ سب جادو ہی ہے" بانو نے کہا۔

مجھے نہیں پتہ یہ جادو ہے کہ کیا ہے۔ اور میں جادو گرنی بالکل بھی "نہیں ہوں۔" دعانے کہا لیکن بانو کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ باہر ہونے والے شور پر وہ دونوں چونکی تھیں۔ بانو اٹھ کر باہر بھاگی۔ وہ بھی دروازے تک آئی۔ غار میں کچھ لوگ داخل ہو رہے تھے۔

سب سے آگے ایک وجیہہ شخص تھا۔ اس کا حلیہ سردار ارتضیٰ سے ملتا جلتا تھا۔ تو اس کی یہ خواہش بھی پوری ہوئی تھی۔ اس نے گہری

سائنس لی۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی یہ خواہش مزید اچھی طرح پوری ہونے والی تھی۔

سردار عورتوں کو چیخنے اور ڈرنے سے روک دیا تھا۔ وہ انہیں یقین دلا رہا تھا کہ وہ بس ایک لڑکی کی تلاش میں آیا ہے۔ اگر وہ یہاں ہوئی تو صرف اسے لے کر جائے گا۔ اس کے آدمی ارد گرد پھیل کر تلاشی لینے لگے تھے۔ وہ ساکت کھڑی انہیں دیکھتی رہی۔ ارتضیٰ نے رخ اس کی طرف پھیرا تو نظر اس پر پڑی۔ اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔

دعا۔ "اس کے لب بے آواز ہلے تھے۔ دعا نے اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو تعجب سے دیکھا تھا۔ وہ تیزی سے جلتا اس کے قریب آیا۔

دعا یہ تم ہی ہونا "دعا اس کے سوال پر نا سمجھی سے سر اثبات میں ہلا " گئی تھی

اوہ میرے خدا۔ تم زندہ ہو؟.... "وہ سخت حیران تھا۔ دعائے"
کنفیوز ہو کر ارد گرد دیکھا۔ بانو اور ماثرہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔ اسے
سمجھ نہ آئی کیا کہے۔ تبھی کوئی غار میں داخل ہوا تھا۔ پسینے میں شرابور
اور ہانپا ہوا۔ اس کے سنہری بال ماتھے پر گیلے ہو کر چپکے ہوئے تھے۔
کندھے سے خون بہہ رہا تھا۔ سیاہ لباس بھی اس خون کو چھپانے میں
ناکام تھا۔ وہ غصے سے بھرا سردار ارتضیٰ کی طرف بڑھ رہا تھا جب
اچانک اس کے قدم ساکت ہوئے۔ نظریں دعا پر ایسے ٹھہریں کہ
کبھی ہٹیں گی نہیں۔ وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ سوائے اس پر اسرار
لڑکی کے۔

عشق پر کچھ نہ چلا دیدہ تر کا قابو

اس نے جو آگ لگا دی وہ بجھائی نہ گئی

دعا زیادہ دیر اس کی آنکھوں میں نہ دیکھ پائی اور کان کے پیچھے بال
اڑتے نظریں پھیر کو ارتضیٰ کو دیکھا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا

تھا۔ وہ ایک دم سے دعا کے سامنے آیا تھا۔ شہزادے کا ارتکاز ٹوٹا۔

اسے یاد آیا وہ یہاں کیوں آیا تھا۔

تم کس کی اجازت سے یہاں آئے؟" دعا کی موجودگی میں اس نے

بمشکل خود کو ارتضیٰ کو مارنے سے روکا تھا۔ لیکن لگ ایسا ہی رہا تھا کہ وہ

کسی بھی پل اس پر جھپٹ پڑے گا۔

پہلے یہ بتاؤ میری بہن یہاں کیسے پہنچی؟" ارتضیٰ کے الفاظ پر

شہزادے کو تو حیرت ہوئی لیکن دعا کا تو منہ ہی کھل گیا۔

یہ.... تمہاری بہن ہے؟" حیان کی نظریں سردار ارتضیٰ کے پیچھے

کھڑی دعا کے بالوں پر گئی تھی۔ حیان کو اس کے بال اور فراق کا کچھ

حصہ ہی نظر آ رہا تھا۔

ہاں۔" ارتضیٰ نے کہا۔

مجھے نہیں یاد میرا کوئی ارتضیٰ نام کا بھائی بھی ہے" دعا نے اس کے پیچھے

سے نکل کر اس کے سامنے آتے کہا تھا۔ حیان نے ارتضیٰ کو دیکھا۔

یہ کیا کہہ رہی ہو؟ مجھے کیسے بھول سکتی ہو تم؟ میں بھائی ہوں۔
تمہارا۔ "ار ترضیٰ جذباتی لہجے میں کہتا یکدم رکا پھر گہری سانس لی۔
تم شاید اپنی یادداشت کھو چکی ہو" ار ترضیٰ نے کہہ کر شہزادے کی
طرف دیکھا۔

یہ ایک حادثے میں ہم سے کھو گئی تھی۔ لیکن یہ میری بہن ہی ہے۔"
اور میں اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔" سردار ار ترضیٰ نے کہتے
دعا کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھا۔ دعا شہزادے کے قریب سے گزری۔
اس نے دعا کی کلائی تھام لی۔ ار ترضیٰ کو رکنا پڑا۔ دعا نے آنکھیں پھیلا
کر شہزادے کو دیکھا۔

مجھے تمہاری بات پر ذرا بھی یقین نہیں۔ جب یہ کہہ رہی ہے کہ تم"
اس کے بھائی نہیں تو میں کیسے اسے تمہارے ساتھ جانے دوں۔"
حیان نے پلٹ کر ار ترضیٰ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ ار ترضیٰ
نے دانت پیسے۔

مجھے تمہیں یقین دلانے کی ضرورت نہیں۔ سمجھے۔ "اس نے دعا کو" اپنی طرف کھینچا۔ حیا م کو اس کی کلائی چھوڑنی پڑی۔ دعا کو سمجھ نہیں آ رہی تھی یہ ہو کیا رہا ہے۔

پھر یہاں سے اسے لے جا کر دکھاؤ۔ "شہزادے نے سردار کو چیلنج" دیا۔ ار ترضیٰ نے دیکھا حیا م کے سپاہی اس کے آدمی پر تلواریں تان چکے تھے۔ تین سپاہی اس کے گرد بھی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ دعا! اسے بتاؤ کہ تم میری بہن ہو۔ اور تم اپنی یادداشت بھول چکی ہو" اس لیے مجھے پہچان نہیں سکی "ار ترضیٰ نے غصہ ضبط کرتے دعا کو دیکھا۔ دعا نے ایک پل کیلئے کچھ سوچا۔ پھر حیا م کو دیکھا۔

میں سردار ار ترضیٰ کی بہن ہوں۔ اور میں اپنی یادداشت کھو چکی ہوں" اس لیے اسے پہچان نہیں سکی۔ اور میں اس کے ساتھ جاؤں گی" دعا نے پر اعتماد لہجے میں جھوٹ بولا تھا۔ شہزادہ کچھ بول نہ سکا۔ آنکھوں میں شکوہ ابھرا۔ ابھی تو وہ اسے یہ بھی نہیں بتایا تھا اس نے

اسے کتنا یاد کیا۔ وہ ابھی ہی تو اس کے سامنے آئی تھی۔ اور اتنی جلدی
جارہی تھی۔ یہ ظلم ہے۔ اس کی آنکھیں کہہ رہی تھی۔ وہ نظریں چرا
گئی۔ بانو کو لگا وہ اس کیلئے شہزادے سے دور جارہی ہے لیکن۔ کون
جانتا تھا وہ شہزادے کیلئے ہی یہ سب کر رہی تھی۔ سردار ار تضحیٰ کی
کوئی بہن تھی جو اس کی ہمشکل تھی اور ہمنام بھی۔ وہ ایک حادثے
میں اس سے بچھڑ گئی تھی۔ اگر وہ اسے ڈھونڈ کر شہزادے کے پاس
پہنچا دیتی تو اس کے دل سے بوجھ اتر جاتا۔ اس پل وہ بانو کیلئے نہیں بلکہ
صرف شہزادے کیلئے سوچ رہی تھی۔
اب آگیا یقین مجھ پر۔ "ار تضحیٰ نے طنزیہ کہا اور دعا کو کھینچتا سپاہیوں"
کے نرغے سے نکل گیا تھا۔ حیان سرخ نگاہوں سے اسے خود سے دور
جاتا دیکھتا رہا تھا۔ پھر وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔

اگر تمہیں جانا ہی تھا تو آئی کیوں تھی میری زندگی میں؟ "اس کی"
آنکھیں جو کچھ دیر پہلے ایک الو ہی روشنی سے چمک اٹھی تھیں پھر سے
ویران ہو چکی تھیں۔

سردار ار ترضیٰ نے دعا کو قبیلے چھوڑنے خود جانا تھا۔ وہ گھوڑوں پر سوار
بغیر کہیں رکے شیر شاہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ راستے میں ایک
جگہ انہوں نے کچھ دیر آرام کیا تھا۔

بات سنو۔ "دعا نے پر سوچ انداز میں۔ سردار ار ترضیٰ کو پکارا۔"
سردار نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

بڑا بھائی ہوں تمہارا۔ یادداشت کے ساتھ ساتھ آداب بھی بھول گئی"
ہو کیا "اس بے عزتی پر دعا نے یہاں وہاں دیکھا۔

سردار بھائی۔ اب ٹھیک ہے۔ "اس نے مصالحت سے کہا کیونکہ"
ابھی اسے سردار سے کام جو تھا۔

ٹھیک ہے "سردار کے چہرے پر شفیق مسکراہٹ آئی۔"

آپ کی بہن... دعا کیسے آپ سے بچھڑی تھی۔ "وہ ایسے کہہ رہی"

تھی جیسے کسی اور کے بارے میں بات کر رہی ہو۔ سردار کو عجیب تو لگا

لیکن اس نے اس پر بات کرنا مناسب نہ سمجھا۔

تم ایک پہاڑی نالے میں گر گئی تھی۔ ہم نے تمہیں ڈھونڈنے کی"

بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ "سردار ار ترضیٰ نے

جواب دیا۔ دعا نے سوچا پھر تو اس دعا کے بچنے کے باناز بہت کم ہو

گے۔ کہیں اس کا یہ عمل بیکار ہی نہ چلا جائے۔ لیکن اسے اتنی جلدی

مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اس نے خود کو سمجھایا۔

تم شہزادہ حیان کے پاس کیسے پہنچی؟ "سردار ار ترضیٰ نے سنجیدگی"

سے سوال کیا۔ دعا نے یہاں وہاں دیکھا۔

پتہ نہیں۔ میں جب ہوش میں آئی تو وہیں تھی "اس نے سچ ہی کہا"

تھا۔ ار ترضیٰ نے سر اثبات میں ہلادیا تھا۔

شہزادے کو فتح ہوئی تھی۔ دشمن کی فوج اپنا بھاری نقصان کروانے کے بعد بھاگ چکی تھی۔ یہ خبر راجاد یو اور شاہ ظہیر دونوں تک پہنچ چکی تھی۔ شاہ ظہیر کیلئے تو یہ پریشانی کہ بات تھی لیکن راجاد یو کیلئے بے عزتی کی بات تھی۔ اس نے پانچ ہزار لوگ بھیجے تھے جبکہ شہزادے کے پاس دو ہزار لوگ تھے پھر بھی اس کی فوج واپس بھاگ آئی تھی۔ اس نے ایک بار پھر بھرپور طاقت سے شہزادے پر حملہ کرنے کا سوچا تھا لیکن راجاد یو کے عقلمند بیوی نے اسے اس عمل سے باز رکھا تھا۔ اس نے راجا کو سمجھایا کہ یہ ان کی لڑائی نہیں اور اسے پرانی لڑائی میں اپنے سپاہی ضائع نہیں کرنے چاہئیں۔ ان کی ریاست کو پہلے ہی کچھ خطرات لاحق تھے۔ راجا کو بھی ادراک ہوا وہ جذبات میں آکر بے وقوفی کرنے والا تھا۔ دوستی اپنی جگہ لیکن وہ اب اپنی زندگی تو نہیں دے سکتا تھا اس دوستی کیلئے اور بادشاہت تو اسے زندگی

صرف اپنی بادشاہت کیلئے سوچنا چاہیے اسے سے بھی عزیز تھی۔
تھا۔ اس نے معذرتی خط شاہ حفر کو بھیج دیا تھا۔ اور اپنی مجبوریوں کا
حوالہ دے کر کہہ دیا تھا کہ وہ مزید فوج نہیں بھیج سکتا تھا۔ شاہ ظہیر
کی پریشانی مزید بڑھ گئی تھی۔ فوج کسی بھی وقت شہزادے کے ساتھ
مل سکتی تھی۔ اعموام کو بھی شہزادے سے لگاؤ تھا۔ اگر انہیں پتہ چلتا کہ
وہ زندہ ہے اور اپنے باپ کی جگہ لینا چاہتا ہے تو سب اس کے ساتھ
کھڑے ہوتے لیکن اسے کچھ ایسا کرنا تھا کہ فوج اور اعموام شہزادے
کی طرف جھک نہ سکیں۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا۔
اس نے فوراً اپنے خاص مشیر بشر کو طلب کیا۔
ایک افواہ پھیلاؤ سارے حفر میں کہ شہزادہ حیان ڈاکوؤں کے ساتھ "
مل کر سرحدی علاقوں میں لوٹ مچا رہا ہے۔ اس افواہ کو سچ ثابت
کرنے کیلئے مناسب انتظامات بھی کرو " شاہ ظہیر کی شاطرانہ چال نے
بشر کو بھی حیران کر دیا تھا۔

شیر شاہ کا علاقہ بہت خوبصورت تھا۔ جیسا اس کے زہن میں ابج بنا تھا اس سے ملتا جلتا۔ پہاڑوں میں گھڑی چھوٹی چھوٹی بستیاں تھیں۔ زیادہ تر گھر خیموں پر مشتمل تھے۔ کچھ گھر لکڑی کے بھی تھے لیکن سرداروں کا محل سفید پتھر کا تھا۔ پہاڑی کی ایک چوٹی پر بنا وہ خوبصورت محل دور سے کسی فیہ منٹسی منظر کا حصہ لگتا تھا۔ گھوڑے تھکن کے باعث آہستگی سے چلتے محل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ دعا بھی تھکی ہوئی تھی۔ اسے نیند بھی آرہی تھی۔ لیکن وہ گھوڑے پر سو نہیں سکتی تھی ورنہ کہیں لڑھک جاتی۔ محل کے داخل دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی محل کی عالی شان عمارت مزید خوبصورت لگنے لگی تھی۔ محل کے ملازم اور کنیزیں ان کے استقبال کیلئے آگے بڑھیں تھیں۔ دعا کو دیکھ کر سب ہی چونکے تھے۔ اندرونی دروازے کی چوکھٹ میں کھڑی درمیانی عمر کی عورت کی آنکھیں حیرت کے

باعث دوسروں سے کچھ زیادہ ہی کھلیں ہوئی تھیں۔ وہ سردار
ضیٰ کا استقبال کرنے آگے بھی نہ بڑھ سکی۔ سردار رضیٰ دعا کا کارت
ہاتھ تھامے خود ہی اس تک آیا تھا اور سر جھکا کر اسے سلام کیا تھا۔ وہ
ہوش میں آئی اور چہرے پر زبردستی مسکراہٹ لاتے سلام کا جواب
دیا۔

یہ دیکھیں تائی جان۔ ہماری دعا ہمیں واپس مل گئی۔ "سردار رضیٰ"
نے مسرت آمیز لہجے میں کہا تھا۔
دعا! یہ واقعی تم ہو؟ "آلفہ تائی نے دعا کے چہرے کو چھوتے جزباتی"
انداز میں کہا تو وہ پلکیں جھپکنے لگی۔ اسے اس عورت کا وہ کچھ عجیب
محسوس ہوا تھا۔

دعا انہیں پہچانا۔ یہ ہماری بزرگ ہیں۔ تائی آلفہ۔ "وہ سردار رضیٰ"
کے خاندان میں آخری بزرگ باقی بچیں تھی جن کی سردار رضیٰ
بہت عزت کرتا تھا۔

یہ اپنی یادداشت کھو چکی ہے تائی جان۔ اس لیے آپ کو پہچان نہیں " رہی۔ مجھے بھی نہیں پہچانا اس نے "سردار ار تفضیٰ نے اسے بتایا تو دعا کو محسوس ہو جیسے اس نے گہرا سانس لیا ہو۔ پھر وہ دعا سے بھرپور لگاؤ کا اظہار کرتی اسے اپنے ساتھ اندر لے گئی۔ ایک کمرے میں اسے ٹھہرایا۔ کنیزوں کو اس کیلئے اچھا سا کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ خود دعا کے پاس ہی بیٹھ گئی اور اسے بظاہر محبت پاش نظروں سے دیکھنے لگی۔ دعا کو اس کی نظریں بہت عجیب لگیں۔ وہ نظریں ایسی تھیں کہ جیسے کوئی... کوئی قصائی بکرے کو زبح کرنے سے پہلے دیکھتا ہے۔ یہ سوچ نہ جانے کیسے اس کے ذہن میں آگئی تھی۔ اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی سنسناتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے اپنے اس وسوسے کو جھٹکنا چاہا لیکن وہ مزید زور پکڑتا گیا۔ اسے اس عورت سے وحشت محسوس ہونے لگی۔ اس کا دل کیا یا تو وہ یہاں سے غائب ہو جائے یا وہ عورت غائب ہو جائے۔

آہ میرا سر۔" اسے اچانک ہی بہانہ سوچھا۔ تائی آلفہ نے اسے آرام کرنے کا کہا اور خود باہر چلی گئی۔ دعا نے اٹھ کر کمرے کا جائزہ لیا۔ خطرے کی صورت میں وہ کہاں سے بھاگ سکتی تھی اسے پہلے سے تہ کر لینا چاہیے تھا۔ لیکن اس کمرے سے باہر نکلنے کا ایک ہی دروازہ تھا۔ اس نے سوچا وہ کچھ زیادہ ہی اس بارے میں سوچ رہی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ وسوسہ بے بنیاد ہو۔ وہ پلنگ پر بیٹھ کر خود کو تسلی دینے لگی۔

کھانے پر ارتضیٰ بھی ان کے ساتھ تھا۔ دعا کو اس کی موجودگی میں خطرے کا احساس زائل ہوتا محسوس ہوا۔ لیکن کمرے میں آنے کے بعد دوبارہ وہی سوچیں شروع ہو گئیں۔ تھکن کے باعث اسے نیند جلد آگئی تھی۔ ایک خوبصورت دھن پر اس کی آنکھ کھلی۔ نیم وا آنکھوں سے وہ کچھ پل چھت کو دیکھتی رہی۔ موبائل کی کال رنگ نے اس کے ذہن تک رسائی حاصل کی تو اس نے چونک کر چہرہ

سائیڈ ٹیبل کی جانب موڑا۔ شکر وہ واپس آگئی تھی۔ اس نے بے اختیار گہری سانس لی اور اٹھے بغیر سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھا کر سکرین پر نمبر دیکھا۔ نمبر ان ناؤن تھا۔ وہ وہی بر تھا جس سے کل اسے کال آئی تھی لیکن اسے نمبرز مشکل سے ہی یاد رہتے تھے۔ کال پک کرتے وقت اسے یہ بھی یاد نہ آیا کل بھی اسے کسی ان ناؤن نمبر سے کال آئی تھی۔

گڈ مارنگ ظالم لڑکی۔ "اس آواز سے اس کا زہن ہوتی طرح بیدار" ہوا۔ وہی کل والا طلال نامی شخص تھا۔ اس کے لبوں سے اکتائی ہوئی آواز خارج ہوئی۔

ہش.... اسے بلاک کرنے کی زحمت کرنی ہی پڑے گی "بڑبڑاتے"

ہوئے اس نے کال کاٹ دی اور اٹھ کر بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے اس نے اس نمبر کو بلاک کرنے کی کوشش شروع کی۔ ساتھ کال دوبارہ آنے لگی تھی۔ اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ آگئی۔

اوہ مجھے کیوں بھول جاتے ہیں اس فون کے فنکشنز "اس نے"
روہان سے لہجے میں کہتے انٹرنیٹ آن کیا تاکہ گوگل سے جان سکے اس
کے فون میں نمبرز کو کیسے بلاک کیا جائے۔ حالانکہ وہ فنکشن بہت
آسان تھا لیکن کبھی کبھی انسان کے دماغ کو وہ حصہ بلاک ہو جاتا ہے
جس میں وہ انفارمیشن سٹور ہوتی ہے جس کی اسے ضرورت ہوتی
ہے۔ ایمبیز ختم ہو چکی تھیں۔ اس نے جل کر فون بستر پر پٹخا تھا۔
نیناں کمرے میں نہیں تھی اور نہ اس کا فون کہیں نظر آ رہا تھا۔ ورنہ وہ
اسی سے ہاٹ سپاٹ لے لیتی۔ فون مسلسل بج رہا تھا۔ اس نے تنگ آ
کر فون ہی آف کر دیا تھا۔
کچھ دیر بعد وہ اپنے کوائلی بالوں کو برش سے سنوار رہی تھی۔ نیناں
کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے نیناں کو دیکھا۔

نیناں یار میرے فون ایک ان ناؤن نمبر سے کال آرہی ہے بار بار۔"
اسے بلاک تو کر دینا۔ میرا دماغ کام نہیں کر رہا۔" اس نے سخت بیزار
لہجے میں کہا تھا۔

اتنا آسان کام بھی نہیں ہو سکتا تم سے "نیناں نے بڑبڑا کر اس کا فون"
آن کیا پاسورڈ لگا کر آن کرتے اس کا نمبر بلاک کرنے لگی۔ دعا نے
اسے اپنے فون ک پاسورڈ بھی بتایا ہوا تھا۔ کیونکہ اس نے نیناں سے
کے ڈراما ڈاؤنلوڈ کروا کر اپنے فون میں ٹرانسفر جو کروانے ہوتے
تھے۔

آج یونی سے چھٹی تھی۔ سودعا کے انداز میں بھی سستی تھی۔ اس نے
ناشتہ کرنے کی بجائے صرف جو س پینے پر اکتفا کیا تھا۔ البتہ نیناں
ناشتہ کر چکی تھی اور دعا کی ڈائری پر قبضہ جما چکی تھی۔

تم نے پھر وہ خواب دیکھا؟ "کہانی میں دعا کو دیکھ کر نیناں نے تیزی"
سے پوچھا۔ دعا نے سر ہلایا۔

پھر یہ وہی سائیکالوجیکل مسئلہ ہے۔ ہو سکتا ہے تمہیں ڈبل آئیڈینٹٹی "سائینڈروم کی بیماری ہو جو تمہارے سونے کے بعد غالب آتی ہو اور کہانی لکھتی ہو۔ وہ اتنی سٹرانگ امیجینیشن کرتی ہو کہ تمہیں وہ سب ایک خواب کی صورت یاد رہ جاتا ہو "نیناں کا تجزیہ حقیقت سے قریب تر تھا۔ یہ ریر تھا لیکن ایسا ہو سکتا تھا۔ اس کی خاموشی سے ظاہر تھا وہ اس کی بات سے متفق تھی۔

دعا نام کی ارتضیٰ کی کوئی بہن بھی ہے؟ "اس نے چونک کر "پوچھا۔

"ہاں۔"

دعا اسی لیے سردار ارتضیٰ کے ساتھ گئی تھی ناکہ اس کی بہن مل "سکے اور اسے شہزادے کی ہیر وئن کا کردار نہ نبھانا پڑے۔ "نیناں نے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

یہ غلط کر رہی ہو تم۔ جو لڑکی شہزادے کو پہلے ملی وہی اس کی "ہیروئن ہونی چاہیے۔" نیناں نے اعتراض کیا۔

اس کیلئے مجھے پھر بار بار خواب میں جا کر اس کی ہیروئن کا کردار ادا "کرنا پڑے گا۔"

"تو اس میں مسئلہ کیا ہے۔"

میں کسی تصوراتی کردار کو اپنے دل پر اثر انداز ہونے نہیں دے سکتی۔ "دعا نے منہ بنایا۔"

یار! ہم میں سے کسی ناکسی کو ناولز کے تصوراتی کرداروں پر کرش "ہوتا ہے۔ یہ کوئی عجیب بات تو نہیں

پر ہر کوئی میری طرح خواب میں اپنے پسندیدہ تصوراتی کردار کے "رو برو نہیں ہوا۔"

"تو تمہیں لگتا ہے تم شہزادے سے محبت کر بیٹھو گی؟"

مجھے یقین ہے ایسا کبھی نہیں ہوگا "دعا نے اس سے زیادہ خود کو یقین"
دلایا تھا۔

اوہ یہ کیا؟ "نیناں یکدم حیرت سے بولی تھی۔ دعا اٹھ کر اس کے "
قریب آئی اور اس سے ڈائری کھینچ کر نظروں کے سامنے کی تھی۔
اس کا کہانی سے غائب ہونے کا بعد کا منظر لکھا ہوا تھا۔ جو اس کی
آنکھیں حیرت سے پھیلا گیا تھا۔

پچھلی دفعہ میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی لیکن اس دفعہ وہ بچی نہیں "
چاہیے۔ "آلفہ تائی اندھیرے میں کسی شخص سے مخاطب تھی۔ وہ اس
کے سامنے کھڑا کوئی سایہ ہی معلوم ہو رہا تھا۔

اس دفعہ کوئی غلطی نہیں ہوگی۔ فکر مت کریں "سرد سی مردانہ "
آواز سرگوشی میں ابھری تھی۔ منظر بدلا اور نیم اندھے میں اس
شخص کے قدم بے آواز اس کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آ

رہے تھے جس میں دعا موجود تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک چاقو بھی تھا۔ دوسرے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا۔ کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے دروازہ دھکیلا۔ اس کی چٹخنی پہلے سے خراب کر دی گئی تھی۔ دروازہ ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گئی تھیں۔ اندھیرے میں نیم اندھیرے نے آہستگی سے راستہ بنایا۔ خوفناک شخص کی نظریں پستر کی طرف گئیں لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ حیرت سے ساکت رہ گیا تھا۔

اوہ میں تو بال بال بچی تھی۔ "دعا دل پر ہاتھ رکھتی کر سی پر بیٹھ گئی" تھی۔ وہ وہاں نہیں تھی پھر بھی وہ سین پڑھتے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ صرف خواب تھا۔ اس نے خود کو یاد دلا کر تسلی تھی۔

یہ تائی آلفہ کیوں مروانا چاہتی ہے دعا کو؟ "نیناں کیلئے یہ ایک کہانی" ہی تھی۔ وہ دعا کی کیفیت اس وقت تک نہیں سمجھ سکتی تھی جب تک وہ خود کو اس کہانی میں محسوس نہ کرتی۔

پتہ نہیں۔ مجھے خود سمجھ نہیں آئی۔ نہ کہانی کا یہ پہلو میرے زہن "میں تھا۔

ہو سکتا ہے تمہارے دوسرے روپ کے زہن میں ہو "نیناں نے" اندازہ لگایا۔ نجانے درست تھا یا غلط۔ اگر سائیکو لیجیکل مسئلہ تھا تو پھر یہی ہو سکتا تھا۔

کیوں نہ تم رات بھر جاگ کر اس معاملے کے تہ تک پہنچو۔ تم دیکھو " کہ واقعی میں رات کو اٹھ کر لکھتی ہوں یا خواب دیکھتی ہوں "دعا نے کہا تو نیناں نے ناک چڑھائی۔

میں اپنی نیند برباد نہیں کر سکتی۔ لیکن ایک کام کر سکتی ہوں میں۔ " ہم دونوں اپنے فونز رات کو ایسے زاویوں پر سیٹ کر کے کیمرہ آن کر

دیں کہ تم بستر پر ہو تو تب بھی نظر آؤ اور اگر اٹھ کر رائٹنگ ٹیبل کی طرف جاؤ تو تب بھی نظر آؤ۔ "نیناں نے کہا۔ دعا کو اس کی یہ ترکیب اچھی لگی تھی۔

" ہاں ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ "

یہ تجسس تو بیچ میں ہی رہ گیا آلفہ تائی کیا چاہتی ہے۔ تمہارے زہن " میں اس حوالے سے کچھ نہیں آ رہا بھی؟ "نیناں نے کہ تو اس کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں ابھریں۔

دیکھو ایک رائٹر جب کہانی لکھتا ہے تو اس کا فوکس مین کریکٹر پر ہی " ہوتا ہے۔ جیسے نیلو فر کی زندگی کا ہر پہلو میرے زہن میں ہے لیکن اس کی کنیز حرم کے بارے میں میں نے زیادہ نہیں سوچا۔ پھر وہ کنیز جو وہ یونس کو بلیک میل کرنے کیلئے استعمال کرتی ہے اس کا نام بھی میرے زہن میں نہیں۔ اسی طرح سردار رضی کی زندگی کا ہر پہلو سوچا تھا۔ اور بس یہ سوچا تھا کہ اس کا باپ مرچکا ہے۔ اب سردار وہی

ہے۔ اس کے چچا تایا وغیرہ کے بارے میں تو سوچنے سے رہی میں۔
پھرتائی آلفہ کے بارے میں کیا سوچتی۔ اب بھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ
رہی کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ ہو سکتا ہے جب میں اس بارے میں بھول
چکی ہوں خود ہی فلیش کی صورت میں میرے ذہن میں کوئی خیال آ
جائے اور واضح ہو جائے کہ تائی آلفہ کی کیا کہانی ہے۔ "دھیرے سے
کہتی وہ کرسی سے اٹھ گئی تھی۔

باب سوئم: قتل

شہزادی حیات عجیب عورت تھی۔ اس کی شادی تو ظہیر اشہد سے
ہوئی تھی لیکن وہ حساس مصطفیٰ اشہد کیلئے تھی۔ وہ جو شاہ حفر تھا۔
شہزادی حیات کبھی اس کی ملکہ بننے کے خواب دیکھا کرتی تھی۔ لیکن
قسمت نے اسے ظہیر اشہد کی بیوی بنا دیا تھا لیکن مصطفیٰ اشہد کا پیچھا
اس نے اب بھی نہیں چھوڑا تھا۔

شاہ مصطفیٰ اپنے چھوٹے بھائی شاہ ظہیر سے بہت مختلف تھا۔ اس نے صرف ایک ہی عورت سے محبت کی تھی اور اسی سے شادی کی تھی۔ وہ عورت ماہ نور تھی۔ اس کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا۔ اس کے والد امام مسجد تھے اور وہ اسلامی محفلوں میں نعتیں پڑھا کرتی تھی۔ نواب زادی مہرماہ کی حویلی اس کے عام سے گھر کے قریب ہی واقع تھی اور وہ دونوں بچپن کی سہیلیاں تھیں۔ ایک روز شاہ حفر مصطفیٰ اشہد نواب آغا کے ہاں مہمان بن کر آئے تو اتفاق سے ماہ نور کی آواز ان کے کانوں میں پڑ گئی۔ وہ مہرماہ کی فرمائش پر جھولے پر بیٹھی آگے پیچھے جھولتی نعت پڑھنے میں مگن تھی۔ شاہ مصطفیٰ رک گئے۔ انہیں وہ آواز اپنے دل میں اترتی محسوس ہوئی تھی۔ ان دنوں ان کی والدہ کی طرف سے ان پر شادی کا بھی دباؤ تھا لیکن نجانے وہ کیوں شادی کی بات ٹال رہے تھے لیکن اس آواز کو سن کر ان کے دل نے اس آواز کو ہمیشہ کیلئے قید کر وہ بے اختیار ہی یہ خواہش کی تھی کہ

لیں۔ انہوں نے دل کی سنی اور نواب آغا سے اس نعت پڑھنے والی لڑکی سے شادی کی خواہش اسی وقت ظاہر کر دی۔ نواب آغا کو مایوسی ہوئی۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کی بیٹی مہر ماہ محل میں بیاہ کر جائے لیکن شاہ حفر کی خواہش رد نہیں کر سکتے تھے۔ شادی کا پیغام جلد ہی ماہ نور اور اس کے والدین تک پہنچ گیا۔ ماہ نور نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ بادشاہ اس سے شادی کرنے کی خواہش کرے گا۔ وہ حیران تھی اور مہر ماہ اس کیلئے بہت خوش تھی۔ بادشاہ کو انکار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ماہ نور کے والد چونکہ امام مسجد تھے سو انہوں نے بادشاہ کو شادی سے پہلے ماہ نور کو دیکھنے کی پیشکش نہیں کی نہ ہی شاہ مصطفیٰ نے اس کی ضرورت سمجھی۔ وہ ایک بار ہی اسے پورے حق سے دیکھنا چاہتے تھے۔ جلد ہی ماہ نور دہن بن کر شاہ مصطفیٰ کے ی کو اپنی قسمت پر ناز ہوا صطف حرم میں آگئی۔ اسے دیکھ کر شاہ م تھا۔ انہیں یقین تھا جس لڑکی کی آواز اتنی خوبصورت تھی وہ خود بھی

کم خوبصورت نہیں ہوگی۔ اگر نہ بھی ہوتی تو انہیں تو اس کی آواز سے عشق ہوا تھا۔ اب اسے دیکھ کر وہ اس کے حسن کے سحر میں بھی ایسے جکڑے کے پھر کبھی کسی اور عورت کا خیال بھی دل میں نہیں لائے تھے۔ جبکہ شہزادہ ظہیر اشہد جوان سے پہلے دو شادیاں کر چکا تھا اپنی بیوی کے علاوہ بھی کئی کنیزوں سے تعلقات بنا چکا تھا۔ لیکن حیات کو ان کنیزوں سے کبھی حسد محسوس نہیں ہوا تھا۔ اگر اسے زندگی میں کبھی کسی سے حسد محسوس ہوا تھا تو وہ ملکہ ماہ نور تھی۔ وہ جگہ جس کو حاصل کرنے کیلئے اس نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تھا بہت آسانی سے ماہ نور کو مل گئی تھی۔ شہزادی حیات ایک ریاست کے بادشاہ کی بیٹی تھی اور ماہ نور ایک عام سے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی لیکن اس نے ہی۔ شہزادی حیات کو وہ خود سے اعلیٰ محسوس ہونے لگی ت پہلی ہی نظر میں شاہ مصطفیٰ کو اپنے دل میں بسا لیا تھا لیکن جب شاہ مصطفیٰ نے اپنے بھائی کیلئے اش کے والد سے اس کا رشتہ مانگا تو اس کا

دل ایک چھناکے سے ٹوٹ گیا تھا۔ اس نے سوچا کسی طرح محل میں داخل ہو جائے پھر اسے بھی پالے گی۔ ظہیر اشہد سے شادی کے بعد وہ محل میں آئی تو کئی دفعہ خود کو نامحسوس طریقے سے شاہ مصطفیٰ کے سامنے پیش کیا لیکن وہ نجانے کس مٹی کا انسان تھا۔ بادشاہ ہونے کے باوجود کسی عورت کو اپنی جاگیر نہیں سمجھتا تھا اور اسے تو بالکل بھی نہیں جو اس کی بھابھی تھی۔ پھر جب وہ ماہ نور کو بیاہ لایا تو اس کی حسرت حسد میں بدل گئی اور اس نے ملکہ ماہ نور کو مارنے کا عہد کر لیا۔ دو دفعہ وہ ناکام ہوئی تھی۔ شہزادہ حیان پیدا ہوا اور سات سال بعد ماہ نور کو دوسری دفعہ ماں بننے کی خوشخبری مل چکی تھی لیکن حیات پر ماہ کو بھی مہر قسمت مہربان نہیں ہو سکی تھی۔ ظہیر اشہد اس دوران اپنے نکاح میں شامل کر چکا تھا۔ شہزادی حیات کو پرواہ نہیں تھی وہ کتنی عورتوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ وہ تو بس ملکہ ماہ نور کو ختم کرنا چاہتی تھی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اسے ادراک ہونے لگا تھا کہ

شاہ مصطفیٰ کے ہوتے ہوئے ملکہ ماہ نور کو قتل کرنا ناممکن تھا۔ اس نے ملکہ ماہ نور کو اذیت دینے کا ایک اور طریقہ سوچ لیا تھا۔ جس رات ملکہ ماہ نور نے ایک شہزادی کو جنم دیا حیات نے ایک منصوبے کے تحت وہ شہزادی غائب کروادی۔ ماہ نور کو سنبھالنے والی دائی شہزادی حیات کے ہاتھوں بک چکی تھی۔ اس نے بڑی چالاکی سے شہزادی کو حیات تک پہنچا دیا اور اس کی جگہ سفید کپڑے کو اس طرح رکھ دیا کی محسوس ہوتا کوئی بچہ اس کپڑے میں سو رہا ہے۔ جب تک ملکہ ماہ نور کو احساس ہوا کہ اس کی بیٹی غائب ہے تب تک حیات شہزادی کو اپنے آدمیوں کے ذریعے محل سے بھیج چکی تھی۔ اس نے انہیں شہزادی کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ لیکن دائی کی مدد کرنے والی ایک کنیز نے کر بروقت شہزادی کو ان آدمیوں سے حاصل کر لیا تھا۔ اس کا شوہر بھی ان آدمیوں میں شامل تھا۔ وہ بھی اپنی بیوی کا حامی تھا اور ایک بچے کو جن سے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے شہزادی اور اپنی بیوی کو اپنے

پرانے گاؤں بھیج دیا اور یہ ظاہر کیا کہ اس کی بیوی حاملہ ہو گئی ہے اور بچے کی پیدائش کے بعد واپس آئے گی۔ ملکہ حیات کے محافظوں نے ڈر کی وجہ سے یہ جھوٹ بول دیا کہ وہ شہزادی کو مار کر دفن کر چکے ہیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے تھے وہ چھوٹی سی بچی کہاں غائب ہو گئی تھی۔ اگر وہ اپنی ناکامی بتاتے تو شہزادی حیات ان کے سر قلم کروا دیتی۔ ایک سال بعد وہ کنیز شہزادی کے ساتھ واپس محل آ گئی۔ اب وہ شہزادی نہیں بلکہ ایک کنیز کی بیٹی تھی اور اسے بڑے ہو کر کنیز ہی بننا تھا۔ ملکہ ماہ نور اپنی بیٹی کی جدائی میں غم سے نڈھال ہو چکی تھیں لیکن نہیں جانتی تھی کہ اس کی شہزادی اسی محل میں ہے۔ تھہ شہزادی کو پالنے والی کنیز اسے بتانا چاہتی تھی کہ حنہ اس کی شہزادی تھی لیکن وہ ڈرتی تھی کہ کہیں حیات شہزادی کے ساتھ اسے بھی قتل نہ کروادے۔ اس کا شوہر مر گیا تھا۔ وک اکیلی اب حنہ کی سرپرست تھی۔

پھر ایک روز جب شہزادہ حیان سترہ سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا اور اپنی جنگی تربیت کے آخری مراحل سے گزر رہا تھا پراسرار طریقے سے ملکہ ماہ نور کا قتل ہو گیا۔ وہ قتل شہزادی حیات نے ہی کیا تھا۔ اسے اتفاقاً ہی موقع مل گیا تھا۔ ملکہ ماہ نور تیسری دفعہ امید سے تھی۔ شاہ مصطفیٰ اس کی طبیعت کی خرابی کے باعث اسے اپنے ساتھ سفر پر نہ لے کر جاسکے۔ ان کا جانا بہت اہم تھا۔ ان کے جانے کے بعد شہزادی حیات نے اس قہوے میں زہر ملا دیا جو ملکہ ماہ نور کیلئے تیار کیا گیا تھا۔ ملکہ ماہ نور ایک ننھی جان کے ساتھ جاں بحق ہو گئی۔ اس رات شہزادی حیات کو سکون ملا تھا۔ محل میں کھرام مچ گیا۔ اس کنیز کو پکڑ لیا گیا جس نے ملکہ کیلئے قہوہ تیار کیا تھا۔ لیکن وہ بھی نہیں جانتی تھی کہ قہوے میں زہر تھا۔ شہزادی حیات نے اس دفعہ سارا کام خود ہی کیا سکا قاتل کون جان تھا۔ کسی کو رازدار نہیں بنایا تھا۔ سو کوئی بھی نہ تھا۔ شاہ مصطفیٰ اور شہزادہ حیان کی زندگی ویران کرنے کے بعد وہ

بہت مسرور تھی اس بات سے بے خبر کے مکافات عمل کبھی کبھی
اس دنیا میں ہی سامنے آ جاتا ہے۔

سرخ لمبی سی ریشمی فراک میں ملبوس، سر پر قیمتی نگینوں سے سجاتاج
پہنے شہزادی نیلو فر خود جاسم کا پیچھا کرتے محل کے قریب ایک جنگل
کی طرف جارہی تھی۔ یونس سے اسے معلوم ہوا تھا کہ جاسم محل کے
اس حصہ میں گیا تھا جہاں بوڑھی کنیزیں رہتی ہیں۔ شہزادی کو تجسس
ہوا وہ وہاں کیوں گیا تھا لیکن وہ اصل وجہ جان نہ سکی لیکن اتنا ضرور
سمجھ گئی تھی کہ حنہ کے کہنے پر وہ وہاں گیا تھا۔ اب یونس کی اطلاع کے
مطابق وہ محل سے باہر جارہا تھا جنگل کی طرف جاتے دیکھ کر شہزادی
کاشک یقین میں بدل گیا تھا۔ اس نے لباس پر سیاہ ہڈی پہن رکھی تھی
تاکہ اپنی شناخت چھپا سکے لیکن اس کی سرخ و سپید رنگت اور چہرے
کے معصوم سے نقوش کسی کو بھی ٹھٹکنے پر مجبور کر سکتے تھے۔ لیکن

شکر کے کوئی اس کے راستے میں نہیں آیا تھا۔ جاسم جنگل میں داخل ہو چکا تھا۔ وہ جنگل کے سرے پر رک گئی اور گھنے جنگل کو غور سے دیکھا۔ اس کے ساتھ حرم اور پانچ سپاہی بھی تھے۔ جو شہزادی کھا دی۔ کیلیے اپنی جان لٹانے کو تیار تھے۔ شہزادی کی نظریں جنگل میں جاتے راستے پر تھیں اور اس کے سب غلام تذبذب کا شکار ہو رہے تھے۔ وہ سب جان گئے تھے کہ ان کی شہزادی جنگل میں جانا چاہتی ہے لیکن یہ شہزادی کیلیے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔

شہزادی! اگلا کام ہم کر لیں گے۔ آپ کا جنگل میں جانا ٹھیک نہیں۔"

"صرف حرم ہی اس سے مخاطب ہونے کی ہمت کر سکتی تھی۔

شہزادی نے نظریں موڑ کر اسے دیکھا۔

کیا ہم نے تم سے مشورہ مانگا؟" اس نے مغرور لہجے میں پوچھا۔ حرم "لب بھینچ کر سر جھکا گئی۔

ہم اکیلے اس کا پیچھا کریں گے۔ "نیلو فر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تھا۔"

زیادہ لوگوں کی موجودگی جاسم محسوس کر سکتا تھا۔ وہ کام بگاڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اگر حنہ اسے نظر آ جاتی تو جاسم کے سامنے وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی لیکن اس کا پیچھا کر کے یا جاسم کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد وہ کوئی بھی قدم اٹھا سکتی تھی۔ حرم کو وہ پہلے ہی یہ سمجھا چکی تھی۔ محافظوں کو اسی نے آگے سے حکم پہنچانا تھا۔

شہزادی نیلو فر نے رخ موڑا اور جنگل کی طرف جاتے راستے پر چل پڑی تھی۔ محافظوں نے پریشانی سے حرم کو دیکھا۔

آپ چاروں..... میرے ساتھ آئیں۔ ہمیں شہزادی سے کچھ " فاصلے پر ان کا پیچھا کرنا ہو گا لیکن احتیاط سے۔ انہیں پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ " حرم چار محافظوں کو کہتی جنگل کے راستے کے ساتھ درختوں کے بیچ سے گزرنے لگی۔ دو محافظ اس کے پیچھے چلنے لگے اور تین اس راستے کے دوسری طرف چلنے لگے جس پر شہزادی گئی تھی۔

شہزادی نیلو فر اپنی فراک کے دامن کو پکڑے مگن سی آگے بڑھ رہی تھی اس بات سے بے خبر کے اس کے وفادار غلام اس کے پیچھے ہی تھے۔ اس کی نظریں جاسم کو تلاش کر رہی تھیں۔ کچھ دیر چلنے کے بعد وہ راستے سے اتر کر دائیں طرف چل پڑی۔ حرم تعجب سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ اس نے چاروں محافظوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور اس طرف بڑھ گئی جہاں شہزادی جا رہی تھی۔

شہزادی نیلو فر ایک جگہ رک گئی تھی۔ اس کی تلاش ختم ہو چکی تھی۔ وہ ساکت سی سامنے دیکھ رہی تھی جہاں جاسم سپاہیوں والا لباس پہنے، درخت کے قریب دوسری طرف رخ کیے کھڑا تھا۔ حرم نے یہ منظر دیکھا تو محافظوں کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا اور خود شہزادی سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

جاسم کسی کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ کمر پر ہاتھ ٹکائے مڑا تو شہزادی نیلو فر تیزی سے ایک درخت کی اوٹ میں چھپ گئی اور تھوڑا سا آگے ہو کر جھانکنے لگی تھی۔ اگلے ہی پل گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز ابھری تھی۔ شہزادی نے دیکھا ایک لڑکی سپاہیوں کی طرح کا سخت لباس پہنے گھوڑے پر بیٹھے جاسم کے قریب آرہی تھی۔ اس لڑکی کے چہرے پر نقاب تھا لیکن سر کے بال نظر آرہے تھے جو ایک پونی میں ہوا کے دوش پر اڑ رہے تھے۔ شہزادی پہچان گئی وہ حسہ ہی تھی۔ شہزادی کو غصہ آنے لگا۔ وہ اس کے منع کرنے کے باوجود جاسم سے کیسے مل سکتی تھی۔ اس کی کمر میں ایک بیلٹ لگا تھا جس کے ساتھ لگے نیام میں تلوار موجود تھی۔ اس نے گھوڑا روکا اور چھلانگ لگا کر نیچے آگئی۔ جاسم تیزی سے اس کی طرف بڑھا تھا۔ شہزادی کو یہ منظر پسند نہیں آیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ناراضگی ابھری تھی۔

کیسی ہیں آپ؟" وہ فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔ اس کی آواز بہت کم " تھی۔ شہزادی بمشکل سن پار ہی تھی۔ لیکن حرم کو اس کی آواز نہیں گئی تھی۔

میں ہمیشہ کی طرح ٹھیک ہوں۔ کام کہاں تک پہنچا؟ "حنہ نے بے " تاثر لہجے میں پوچھا تو شہزادی کو تجسس ہوا۔

میں کوشش کر رہا ہوں۔ بوڑھی کنیزوں سے ملاقات کی تھی لیکن " اس سے کچھ خاص معلوم نہیں ہوا۔ "جاسم نے کہا۔ حنہ نے گہری سانس لی

لگتا ہے اس بارے میں انہیں زبان بند رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ " لیکن مجھے اپنی ماں کے قاتل کے بارے میں جاننا ہے۔ "تو یہ معاملہ تھا۔ حنہ اپنی ماں کے قتل کے بارے میں پتہ لگانے کیلئے محل واپس پلٹی تھی۔ لیکن اس نے کہ تو شہزادی کی حکم عدولی تھی۔ شہزادی

اسے معاف کرنے والی نہیں تھی البتہ وہ سوچ رہی تھی اس کی ماں کون تھی اور کس نے اس کا قتل کیا ہوگا۔

آپ فکر مت کریں۔ میں نے وعدہ کیا تھا اس معاملے میں آپ کی ہر "طرح سے مدد کروں گا لیکن ایسے معاملات وقت لیتے ہیں۔

پھر اگلی دفعہ کب ملنے آؤں؟" حنہ نے بیتابی سے پوچھا

اگلے ہفتے اسی جگہ۔ تب تک کچھ نہ کچھ تو معلوم ہو ہی چکا ہوگا"

مجھے۔" جاسم نے کہا۔ اور کچھ ہی لمحوں میں حنہ کا گھوڑا دھول اڑاتا وہاں سے غائب ہو چکا تھا۔ جاسم وہیں نظریں جمائے رہا جہاں سے وہ گئی تھی اور شہزادی اسے دیکھنے میں گم تھی کہ اس کا پاؤں مڑ گیا۔ وہ نیچے گرنے لگی تھی کہ جلدی سے درخت کا سہارا لے کر گرنے سے بچ گئی لیکن اس کے لبوں سے ایک چیخ نکلی تھی۔ حرم پریشانی کے باوجود اس کی طرف نہیں بڑھ سکی تھی۔ جبکہ جاسم نے چونک کر پیچھے دیکھا تھا۔ شہزادی نیلو فرنے درخت کے پیچھے پھپھنے کی کوشش

کی لیکن اس کی سرخ فراک جاسم کو نظر آگئی۔ وہ غصے سے اس کی جانب بڑھنے لگا۔ لیکن شہزادی نیلو فر کو دیکھتے ہی اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھا تھا۔ وہ حیران ہوا پھر نظریں جھکا گیا تھا۔

شہزادی..... آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ "وہ اس کی طرف دیکھے"

بغیر حیرت سے پوچھ رہا تھا۔

ہم تو سیر کیلئے نکلے تھے۔ تم یہاں کیا کر رہے تھے جبکہ ہمارا یہ حکم " تھا کہ تم ہماری اجازت کے بغیر باہر نہیں جاسکتے " وہ کمال مہارت سے بات خود پر سے ہٹا کر اس پر لے آئی تھی۔ حرم نے محافطوں کو اشارہ کر دیا تھا۔ وہ پیچھے ہٹنے لگے تھے۔ اب انہیں حنہ کا پیچھا کرنا تھا۔

حرم خود اس کے قریب آگئی تھی۔

وہ.... آپ آرام کر رہی تھیں تو میں نے آپ کو پریشان کرنا "

"مناسب نہیں سمجھا۔

تمہیں تب تک باہر نہیں جانا چاہیے تھا جب تک ہم آرام نہ کر لیتے۔ لیکن تمہیں باہر جانے کی اتنی جلدی کیوں تھی؟" اس کے سوال پر وہ پھر گڑ بڑایا۔ اچانک اسے محسوس ہوا شہزادی ایک پاؤں پر وزن نہیں ڈال رہی اور درخت کا سہارا لیے ہوئے تھی۔ آپ کے پاؤں کو کیا ہوا؟" جاسم پریشانی سے اس کے پاؤں کو دیکھتا ہوا۔

کچھ نہیں ہوا۔ "شہزادی نے خفگی سے کہا اور واپس کیلیے پلٹی۔ تبھی اس کی کراہ نکلی۔ نازک شہزادی کیلیے ذرا سی بھی چوٹ بہت زیادہ تکلیف کا باعث تھی۔ دوسروں کو تکلیف دینے والی خود ذرا سی بھی تکلیف نہیں سہہ سکتی تھی۔ جاسم نے بے اختیار آگے بڑھ کر اسے تھام لیا۔ نیلو فرنے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ کہہ نہیں پائی تھی لیکن جاسم سمجھ گیا تھا وہ چل کر واپس نہیں جاسکتی

محافظ کہاں ہیں؟ "جاسم نے تعجب سے پوچھا۔ نیلو فرایک پل کو" گڑ بڑائی۔

ہم خود ہی انہیں ساتھ نہیں لائے۔ "اس نے نخوت سے کہا تھا۔"

"پھر آپ میرے سہارے چلنے کی کوشش کریں۔"

تمہارا سہارا ساتھ ہو تو ساری زندگی مسلسل چلوے گیں "وہ بس یہ"

سوچ ہی سکی تھی اور سر اثبات میں ہلا گئی تھی۔ جاسم اسے لیے آگے بڑھا لیکن اگلے ہی پل اس کا پاؤں ایک بار پھر مڑا تھا۔ جاسم نے پھرتی سے اسے تھام لیا تھا۔ شہزادی کی دھڑکنوں میں طلاطم برپا ہوا تھا۔

جاسم کا دل بہت مضبوط تھا۔ شہزادی کی قربت اس پر کچھ زیادہ اثر نہیں کر سکی تھی۔ اس کا چہرہ بے تاثر تھا جبکہ شہزادی سب کچھ بھلائے اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔ جاسم نے تھوڑا سا مزید جھک کر شہزادی نیلو فر کو اپنے دونوں بازوؤں میں اٹھا لیا تھا۔ شہزادی کی بڑی بڑی آنکھیں مزید کھل گئی تھیں۔ اور حرم نے اپنی مسکراہٹ

روکی تھی۔ وہ جس کو اس نے تیر مارے تھے اس کی تکلیف میں خود کو اس کی مدد کرنے سے روک نہیں سکا تھا۔ کیا یہ محبت تھی۔

اس کا تیزی سے چلتا قلم رک چکا تھا۔ ماضی سے حال میں آنے کیلئے اسے کچھ وقت لگا تھا۔ اس نے گہرا سانس لے کر قلم بند کیا اور اس صفحے پر رکھ دیا جس پر اس نے ابھی ابھی وہ سین لکھا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ صدیوں کا سفر کر کے واپس آئی ہو۔ یا کسی دوسری دنیا کی سیر کر کے آئی ہو۔ شاید نیناں ٹھیک ہی کہتی تھی۔ وہ بعض سین لکھتے وقت اتنی سٹرانگ امیجینیشن کرتی تھی کہ خود کو اس کا حصہ ہی تصور کرنے لگتی تھی۔ لیکن وہ خود کو شہزادے کی ہیروئن کی جگہ کیوں پاتی تھی۔ کیا واقعی اس کی کوئی اور پر سنیٹی تھی جو رات کو بدروحوں کی طرح اٹھ کر وہ سینز لکھا کرتی تھی جس میں وہ ہیروئن کا کردار ادا کرتی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی جب نیناں کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

دعا! تم ابھی تک لکھنے میں مصروف ہو۔ میں نے کیا کہا تھا تم سے۔""
نیناں اسے رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھے دیکھ کر دانت کچکچا کر رہ گئی تھی۔
کیا کہا تھا؟" دعا نے غائب دماغی سے پوچھا۔ نیناں نے اس کے سر پر "
چپت لگائی۔

بس کہانیاں لکھو الو تم سے۔ اور کچھ یاد نہیں رہتا تمہیں۔ ہم نے "
آج پارٹی پر جانا ہے۔ یاد آیا کہ کرواؤں دو تھپڑ لگا کر۔" نیناں اس کے
بھلکڑپن سے سخت عاجز تھی۔
آگیا ہے۔ اب جان لو گی میری کیا۔" دعا منہ بناتی کر سی سے اٹھ "
گئی۔

دل تو ایسا ہی کر رہا ہے۔" نیناں بھڑکی۔ "
کبھی کبھی لگتا ہے تم میری دوست نہیں بلکہ دشمن ہو۔" دعا خفگی "
سے کہتی وارڈروب کھول کر کپڑے چیک کرنے لگی تھی۔

مجھے دشمن بننا پڑتا ہے۔ تم ہو ہی دھکاسٹارٹ۔ زبردستی ہر کام کروانا۔
پڑتا ہے۔ مجھے تو ابھی سے ہی اماں والی فیلنگ آرہی ہے۔ خدا تم جیسی
سست اولاد کسی کو نہ دے۔ "نیناں بوڑھی ماؤں کی طرح بولنے لگی اور
دعا ہنس پڑی تھی۔

"اماں جان آپ ایک دن مجھ پر فخر کریں گی۔"
وہ دن کبھی نہیں آئے گا "نیناں نے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔"
اوکے لیٹس سی۔ "وہ کپڑے لے کر واشروم میں چلی گئی تھی۔"
دیکھو تو ذرا کیا لکھ کر گئی ہے یہ لڑکی۔ "نیناں جلدی سے رائٹنگ"
ٹیبیل کی جانب بڑھی اور بڑی دلچسپی سے کہانی پڑھنے لگی تھی۔

ریسٹورینٹ کے لان میں پارٹی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ شام کے اندھیرے
میں ریسٹورینٹ کی چھت پر جلتی بتیاں بہت خوبصورت لگ رہی
تھیں۔ دعا ایک بلب کو محویت سے دیکھتے جوس کے چھوٹے چھوٹے

گھونٹ بھر رہی تھی۔ وہ وائٹ ٹراؤزر اور گھٹنوں تک آتے سٹائلش
ٹاپ میں ملبوس تھی۔ ہلکی لہروں والے بالوں کو سٹریٹ کیے بنا کمر پر
گرا رکھا تھا۔ اسے سٹریٹ پسند تھے لیکن نیناں کی ضد پر اس نے آج
انہیں نہیں چھیڑا تھا۔ وہ نیناں کے ساتھ نسبتاً نیم اندھیرے کونے
میں کھڑی تھی۔ نیناں گھٹنوں تک آتی امبریلہ فراک اور جینز میں
ملبوس تھی۔ اس کے بال قدرتی سٹریٹ تھے۔ وہ جو س پتی ساتھ
ساتھ کہانی پر تبصرہ بھی کر رہی تھی۔
یار جاسم کو نیلو فر سے محبت کب ہوگی؟ "وہی ریڈرز والا بیتا بانہ"
سوال۔

پتہ نہیں "دعا نے دھیرے سے جواب دیا اور بلب سے نظریں ہٹا کر"
گروپس میں کھڑی لڑکیوں کو دیکھنے لگی جو خوش گپیوں میں مصروف
تھیں۔ ان کی کھنک دار ہنسی ماحول کو خوبصورت بنا رہی تھی۔ لڑکیوں
کے چار گروپ تھے اور لڑکوں کے چھ سات گروپ بنے ہوئے

تھے۔ وہ سب باتیں کرتے ہوئے مہمان خصوصی سر زمان جن کی برتھڈے تھی وہ ابھی تک نہیں آئے تھے۔ تہامی اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ریسٹورینٹ کی فرنٹ وال کو برتھڈے والی تھیم سے سجانے میں مصروف تھا۔

یہ حنہ حیان کی بہن ہے؟ "نیناں نے ڈھٹائی سے دوسرا سوال کیا" "ہمم"

"تونیلو فرا سے پکڑ لے گی؟"

"جب پڑھو گی تو جان جاؤ گی"

تم پہلے نہیں بتا سکتی۔ "نیناں نے اسے گھورا تھا۔ تبھی اجالا اپنی "دوستوں کے ہمراہ ان کے قریب چلی آئی۔ وہ ایک سٹائلش میکسی میں ملبوس غضب ڈھارہی تھی۔ شام کی نیلی روشنی اس کے حسن کو مزید خوبصورت دکھا رہی تھی۔

ہائے۔ "اس نے دعا اور نیناں کو ایک ساتھ ہائے کہتے ہاتھ کی " انگلیاں نزاکت سے ہلائیں۔ دونوں نے مسکرا کر اسے ہیلو کہا تھا۔ وہ ان سے تقریب کے متعلق ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی تھی۔ ایکسیوزمی۔ اسٹیشن ایوری ون "مانک پر کسی کی آواز ابھری تو سب " نے چونک کر ایک سٹیپ اونچے سٹیج کو دیکھا جس پر ایک لمبے سا سٹیڈ رکھا تھا اور اس پر ایک مانک لگا ہوا تھا۔ مانک کے پیچھے ایک لڑکا کھڑا تھا۔ وہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس خاصا خوب رو لگ رہا تھا۔ میں کسی سے محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہوں آپ سب کے سامنے۔ " اس کی بات سنتے ہی سب نے اپنے اپنے فونز کے کیمرے آن کر لیے۔ اس نے سب پر نظر دوڑائیں اور آخر پر نظریں دعا پر آٹھریں۔ نوپلیز "دعا بڑبڑائی۔ لیکن وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔ " آئی لو یو دعا۔ " اس کے الفاظ دعا کے سر پر ہتھوڑا بن کر برسے تھے۔ " اتنے لوگوں کے سامنے وہ سکینڈ لائز ہو رہی تھی۔ یہ اس کیلئے ہر گز

قابل قبول بات نہ تھی۔ طیش سے اس کے چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے تھے۔ جبکہ طلال ڈھٹائی سے مسکرا رہا تھا۔

کیا تم میری گرل فرینڈ بننا پسند کرو گی؟ "ایک اور وار۔ دعا کو اپنا دل" ڈوبتا محسوس ہونے لگا۔ نیناں نے منہ کھولے چہرہ دعا کی جانب گھمایا تھا جبکہ اجالا نے مسکراتی آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔ ارد گرد سرگوشیاں ابھرنے لگی تھیں۔ جوس کے گلاس پر اس کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔ وہ سختی سے دانت پر دانت جما گئی تھی۔ طلال اب سیٹج سے اتر کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کیمرے بھی اسی کے ساتھ حرکت کر رہے تھے۔ نیناں نے تہامی کی تلاش میں ارد گرد نظریں دوڑائیں لیکن وہ اسے کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایک وہی ان کی اس سچویشن میں مدد کر سکتا تھا۔

میں طلال ہوں۔ پہچانا مجھے؟ "دعا کو اس کی آنکھوں میں استہزائیہ" مسکراہٹ نظر آئی۔ کیا وہ صرف نمبر بلاک ہونے پر یہ سب کر رہا تھا۔ اسے دعا سے محبت نہیں تھی۔ وہ بس اس کا تماشہ بنانا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا دعا نے ہاتھ میں پکڑا جو اس کا گلاس کھینچ کر اس کے منہ پر مارا تھا۔ گلاس اس کی آنکھ پر لگا تھا۔ وہ بلبلا کر پیچھے ہٹا۔ تماشا یوں نے لبوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے۔

اس سب کا بدلہ ضرور لوں گی۔ یاد رکھنا۔ "وہ بھوکے شیرنی کی طرح" غرائی اور محفل سے نکل گئی۔ اب وہ کیسے وہاں ٹھہر سکتی تھی۔ اب وہ کیسے سب کا سامنا کرے گی۔ سب اسے ایسے دیکھیں گے جیسے اس کا ہی سارا قصور ہو۔ نیناں بھی اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی آئی تھی۔

دعا! "وہ رک گئی اور چہرہ موڑ کر نیناں کو دیکھا۔ نیناں کو اس کی آنکھوں میں نمی محسوس ہوئی۔

"نیناں! کیا ملا اسے میرا تماشہ بنا کر۔ میں نے کیا باگاڑا تھا اس کا؟"

"ریلیکس دعا۔ زیادہ سرپرمت سوار کرو اسے۔"

کیسے سوار نہ کروں۔ لوگوں نے ویڈیو بنالی ہے اس واقعے کی۔ اب"

"ساری یونی میں یہ بات مشہور ہو جائے گی۔"

ایسی باتیں یونی میں عام ہیں۔ لوگ زیادہ اہمیت نہیں دیں گے اس"

بات کو۔ "نیناں نے اس کا کندھا تھاما۔ وہ سچ ہی کہہ رہی تھی۔ ایسے

تماشے آئے روز وہاں ہوتے رہتے تھے لیکن دعا نے کبھی سوچا بھی

نہیں تھا وہ کبھی کسی ایسے تماشے کا حصہ بن جائے گی۔

پھر بھی مجھے سب کی نظروں سے تو گرا دیا اس نے۔ لوگ چاہے خود"

پارسانہ ہوں دوسروں کی ذرا سی بات کو لے کر نیچا دکھانے کا موقع

ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ میں کیسے اس سب کا سامنا کروں گی" دعا

پریشانی سے بولی تھی۔

میں ہوں تمہارے ساتھ۔ ہم مل کر کر لیں گے سامنا۔ اور تم کب " سے لوگوں کی پرواہ کرنے لگی۔ "نیناں اسے لے کر گاڑی کی طرف بڑھ آئی۔

یہ اچھا نہیں کیا اس نے۔ میں اس سے بدلا ضرور لوں گی۔ "دعانے" دانت پیسے۔

ویسے کم بے عزتی ابھی نہیں کر کے آئی تم اس کی۔ بیچارہ لڑکیوں کی " طرح چنچیں مار رہا تھا۔ "وہ دونوں کار میں بیٹھ گئیں۔

ابھی تو یہ کچھ بھی نہیں۔ تم جانتی ہو جب تک مجھے کوئی کچھ نہ کہے " میں اس کیلئے بے ضرر ہوتی ہوں لیکن اپنے ساتھ برا کرنے والوں کو یونہی آسانی سے جانے نہیں دیتی "وہ غصے سے بھری بیٹھی تھی۔

یار اب اتنا بھی غصہ نہ کرو۔ بس محبت کا اظہار ہی تو کیا ہے اس " نے۔ "نیناں نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا تو دعانے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا تھا

جھوٹ بول رہا تھا وہ۔ محبت کرنے والے ایسا نہیں کرتے۔ وہ سر"
عام رسوا نہیں کرتے۔ اور تم نے سنا نہیں وہ مجھے کہہ رہا تھا میری گرل
فرینڈ بن جاؤ۔ اس کی ہمت کیسے ہوئی یہ کہنے کی۔ دل تو کر رہا ہے اس
کی زبان نوچ لوں۔" دعائے غصے سے سانس اندر کھینچی۔
طلال اب تیری تو چھٹی۔" نیناں بڑبڑا کر رہ گئی تھی۔"

وہ ہو سٹل بعد میں پہنچی تھی لیکن اس کے متعلق خبر پہلے وہاں پہنچ گئی
تھی۔ اپنے کمرے میں جاتے ہوئے اسے کئی لڑکیوں کی معنی خیز
نظروں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ان میں وہ لڑکیاں زیادہ تھیں جن کے
بوائے فرینڈز تھے۔ وہ جیسے نظروں ہی نظروں میں اسے کہہ رہی
تھیں دیکھ لی تمہاری پار سائی بھی۔

ارے یہ تو بڑی معصوم بنتی تھی۔ اس کا بھی سکینڈل بن گیا "اس" کے کمرے کے سامنے کھڑی لڑکیوں کے ایک گروپ میں سے کسی لڑکی نے کہا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوتے ہوتے رک گئی تھی۔

خود ہی ادا میں دکھا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا ہو گا۔ اس کے منہ پر "گلاس پھینک کر ثابت کیا کرنا چاہتی تھی کہ اس کا کوئی قصور نہیں۔"

ایک اور آواز ابھری۔ وہ بل کھا کر پلٹی تھی۔ لڑکیوں نے محظوظ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہوں اگر کر سکتی ہو تو ہمارا منہ بند کروا کر دکھاؤ۔ دعائے گہری سانس کھینچ کر غصے کو کنٹرول کیا۔

نیناں اس لڑکی کو کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن دعائے اسے روک دیا اور دو قدم چل کر ان کے قریب آئی۔

اچھا تو تم لوگوں کو لگتا ہے میں نے اسے شہ دی تھی کہ وہ مجھ سے "اظہار محبت کرے۔" اس نے اپنی طرف اشارہ کرتے پوچھا۔ لڑکیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

اگر اس لڑکے کی جگہ میں سب کے سامنے اس سے محبت کا اظہار کرتی تو کیا تب بھی تم لوگ کہتیں کہ اس لڑکے نے مجھے ادا نہیں دکھا کر اپنی طرف راغب کیا ہے؟" اس کے سوال پر لڑکیوں کے منہ کھلے۔ نیناں نے ہنسی روکی۔

تم ایسا کبھی نہ کہتیں۔ سب کی نظروں میں قصور وار لڑکی ہی ٹھہرائی جاتی ہے۔ اور اس میں تم جیسی لڑکیوں کا ہی کردار ہوتا ہے۔ لڑکے وقتی طور پر ایسے موضوع میں دلچسپی لیتے ہیں لیکن لڑکیاں ہر موقع پر ایسے موضوع کو چھیڑتی ہیں۔ کیوں آخر؟ شرم کیوں نہیں آتی تم لوگوں کو۔ بجائے میرا ساتھ دینے کہ میرے بارے میں گوسپ کرنا تم لوگوں کو اچھا لگ رہا ہے۔" وہ انہیں شرم دلاتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ لڑکیاں شرمندہ ہونے کی بجائے غصے میں آگئی تھیں۔

شیطان کا ہی کہنا ماننا ہر وقت۔" دعا ان پر آخری وار کرتی اپنے " کمرے میں چلی گئی۔ لڑکیاں کلس کر رہ گئیں۔ جب وہ باتیں کر رہی

تھیں تو تب ٹھیک تھا اب جو ابا دے انہیں چوٹ کروائی تھی تو ان سے برداشت نہیں ہو پارہا تھا۔ نیناں بھی ان کی حالت سے محظوظ ہوتی کمرے میں آگئی۔ دعا گھرے گھرے سانس لیتی خود کو کول ڈاؤن کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

یارا گر میں تمہاری جگہ ہوتی تو رو کر آنسو کی ندیاں بہا چکی ہوتی۔" تم کتنی بہادر ہو۔" نیناں نے ستائش بھرے لہجے میں کہا تھا۔ دعا نے سر جھکایا۔

"میں تو خود کو اس وقت بہت کمزور محسوس کر رہی ہوں۔" فکر مت کرو یار۔ میں تہامی سے بات کرتی ہوں۔ وہ کچھ کرتا ہے۔" نیناں نے کہتے ہوئے تہامی کو کال ملائی تھی۔ دوسری طرف سے کال اٹینڈ ہوتے ہی وہ تہامی پر برس پڑی۔

کہاں مر گئے تھے تم؟ تمہیں پتہ بھی ہے وہاں دعا کے ساتھ کیا ہوا؟

"ہے

ہاں میں جان چکا ہوں۔ فکر مت کرو۔ ویڈیو ریسٹورینٹ سے باہر " نہیں جائے گی۔ " تہامی نے سنجیدگی سے کہا تھا۔
" واقعی؟ کیسے؟ "

" یہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔ "

لیکن بات تو پھر بھی باہر جائے گی ہی۔ تم نے طلال جیسے لوگوں کو " اگر پارٹی میں بلانا تھا تو ہمیں نہ بلاتے۔

مجھے کیا پتہ تھا وہ ایسا کرے گا۔ خیر اس سے بھی پوچھ لوں گا۔ اور " یہاں موجود لوگوں کو ایک دھچکا لگنے والا ہے۔ وہ یہ بات بالکل ہی " بھول جائیں گے

کیا مطلب؟ "نیناں ٹھٹکی۔ "

سب کو اپنے کھانے پینے کی پیمنٹ خود کرنے پڑی گی " اس نے کہا تو " نیناں اس کا پرنک سمجھ گئی تھی۔ اس نے شکر کیا وہ دونوں واپس آگئی تھیں۔ پیسے الگ دینے پڑتے اور بے عزتی بھی ہوتی۔

بہت ہی کمینے ہو تم۔ "نیناں نے کہا تو وہ ہنس دیا۔"
"تم اس کمینگی سے بچ گئی۔ بس اس بات پر افسوس ہے"
دفع۔ "وہ منہ بگاڑ کر کہتی کال کاٹ گئی تھی۔"
کیا ہوا؟ "دعا نے اسے پر امید نظروں سے دیکھا۔"
تہامی نے کہا ہے وہ سب سنبھال لے گا۔ نہ بات باہر جائے گی نہ"
"ویڈیو۔"

کیسے؟ "دعا حیران ہوئی۔"
ویڈیو کا تو پتہ نہیں البتہ تہامی پارٹی پر موجود لوگوں سے پرینک "
"کرنے والا ہے۔"
"کونسا پرینک؟"

وہ سب بے فکر ہو کر کھانا کھائیں گے کیونکہ بچے تو بظاہر تہامی نے "
کرنا ہے لیکن اس نے کہا سب کو اپنے اپنے کھانے کی پیمنٹ خود دینی
پڑے گی۔ ایسے میں انہیں اپنی اپنی پڑ جائے گی اور یونی میں تمہاری

بات نشر ہونے کی بجائے اس بات کا چرچا ہو گا "نیناں نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

پھر بھی کچھ نہ کچھ تو بات نکلے گی ہی۔ بہت غصہ آرہا ہے مجھے۔ "وہ" رائٹنگ ٹیبل کی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ اب لکھ کر ہی اس کا ڈپریشن کم ہو سکتا تھا۔

حنا کو اچانک کچھ گھڑ سواروں نے روک لیا تھا۔ اس کا گھوڑا بدک کر یہاں وہاں سر مارنے لگا تھا۔ وہ پہچان گئی تھی کہ وہ گڑھ سوار محل کے محافظوں میں سے تھے۔ لیکن وہ اس سے کیا چاہتے تھے اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی دو سواروں نے اس کی کلائیوں پر ایسے رسیاں پھینکیں کہ اس کی کلائیوں پر طرح جکڑ گئیں۔ لیکن وہ بھی اتنی جلدی ہار ماننے والی نہیں تھی۔ اس نے ان رسیوں کو ایسے کھینچا کہ وہ دونوں منہ کے بل زمین پر آ گرے۔

دونوں کے ہاتھ سے رسیاں چھوٹ گئیں۔ اس نے چاقو نکالتے گھوڑا دوڑا دیا۔ لیکن ایک رسی کسی دوسرے سوار کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ وہ گھوڑے سے گری لیکن اگلے ہی پل وہ چاقو سے وہ رسی کاٹ چکی تھی۔ ایک سوار نے دوسری رسی پکڑنی چاہی لیکن اس نے پھرتی سے وہ رسی بھی کاٹ ڈالی۔ اسی پل ایک تیر اس کے کندھے میں آگیا۔ وہ بے اس کے اردل لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔ شہزادی کے محافظ تلواریں گرد جمع ہو گئے۔ دورسیاں پھر اس کے ہاتھوں کی طرف پھینکیں گئیں اور اسے بے بس کر دیا گیا۔ اگلے ہی پل ایک تیر اس محافظ کو آگیا تھا جو اسے بے ہوش کرنے والا تھا۔ پھر یکے بعد کئی تیر آئے اور وہ سب محافظ نیچے گر گئے۔ حنہ نے پلٹ کر دیکھا۔ سردار ار تضحیٰ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر کمان سیدھی کیے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔ حنہ کی آنکھیں پھیلیں تھیں اور وہ مسکرایا تھا۔ حنہ نے بھاگنا چاہا لیکن زخم کی

وجہ سے وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ سردار ار تضحیٰ جلد ہی اس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔

قیدی بھاگ جائیں تو انہیں پھر پکڑ لیا جاتا ہے۔ میں نے ٹھیک کہا تھا "نا؟" وہ محفوظ لہجے میں بات تھا۔ حنہ نے صبر کا گھونٹ بھرا تھا۔ نجانے کب یہ دنیا اسے کھل کر جینے کی اجازت دے گی۔ اس کا دل کیا وہ زور زور سے چیخے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ سردار ار تضحیٰ اس پر رحم نہیں کرنے والا تھا۔ اس کے ہاتھ پہلے سے پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ سردار ار تضحیٰ نے اس کی گردن پر وار کر کے اسے بے ہوش کرنا ضروری سمجھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ کتنی خطرناک لڑکی تھی۔ اور وہ اس وقت اپنے علاقے میں نہیں تھا۔ حفر کی ریاست میں تھا۔ یہاں وہ کوئی بھی خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ اس نے حنہ کو بازوؤں میں اٹھایا اور اپنے گھوڑے کے قریب آیا۔ اگلے منظر میں وہ حنہ کو اپنے

سامنے گھوڑے پر بٹھائے گھوڑا تیزی سے دوڑا رہا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

شہزادہ حیان کا نام استعمال کر کے ایک شخص نے حفر کی سرحدی علاقوں میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ لوٹ مار مچا دی تھی۔ وہ تین کامیاب حملے کر چکا تھا۔ تینوں دفعہ وہ کچھ عورتوں کو بھی اغوا کر کے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ ان بستیوں سے سے یہ بار دوسری بستیوں میں بھی پہنچ گئی تھی کہ شہزادہ حیان ڈاکوؤں کے ساتھ مل کر لوگوں کی عزتیں اور مال لوٹ رہا ہے۔ یہ لوگوں کیلئے بہت حیران کن تھی۔ ان کے زہنوں میں شہزادے کا تصور بہت اچھا تھا۔ کچھ تو یہ بھی کہتے تھے کہ وہ مر گیا ہے لیکن کچھ اس بات پر یقین نہیں کرتے تھے لیکن اب جو کچھ وہ دیکھ اور سن رہے تھے اس پر انہیں یقین کرنا پڑ رہا تھا۔ کچھ لوگوں کے زہنوں میں۔ یہ سوال بھی ابھرا تھا کہ شہزادہ تو انگلستان

میں تھا وہ واپس کب آیا اور اسے لوٹ مار مچانے کی کیا ضرورت تھی۔
اس سوال کا جواب ان سپاہیوں نے دیا تھا جو بستی کے لٹ جانے کے
تے تھے۔ ان کے مطابق شہزادہ شاہ ظہیر سے تخت آ بعد ان کو بچانے
چھیننے واپس آ گیا تھا لیکن وہ شاہ ظہیر سے مقابلہ نہیں کر سکتا تو
بستیوں میں لوٹ مار مچا کر اپنا غصہ نکال رہا ہے۔ شہزادہ لوگوں کے
دلوں سے اترنے لگا تھا اور وہ بے خبر تھا کہ اس کے نام سے کوئی ایسا
گھناؤنا کھیل کھیل رہا ہے۔ شاہ ظہیر اس منصوبے کے نتیجے سے بہت
مطمئن ہو گیا تھا۔ اس نے بشر کو ایسے تین چار اور حملے کروانے کا حکم
جاری کر دیا تھا۔ فوج میں بھی یہ بات پھیل گئی تھی۔ ان کی ہمدردیاں
بھی شہزادے سے ہٹ گئی تھیں۔ یہ خبر ملکہ مہرماہ تک بہت دیر سے
پہنچی تھی۔ اس نے فوراً عاقل کو طلب کیا تھا اور اسے شہزادے کے
پاس پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ اور عاقل کو محل سے نکلتے ہوئے ملکہ شائلہ
نے بہت غور سے دیکھا تھا۔

صرف دو لوگ زندہ بچے ہیں۔ باقی سب مارے گئے ہیں۔ "غلام سر"
جھکائے ڈرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ شہزادی نیلو فر کی آنکھیں حیرت
سے پھیل چکی تھیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ اکیلی نہیں تھی؟"
مجھے لگتا ہے کسی نے اس کی مدد کی تھی۔ "غلام نے کہا۔"
کون ہو سکتا ہے وہ۔ جاسم؟ "شہزادی نے چہرہ موڑ کر حرم کو دیکھا"
تھا۔

مجھے نہیں لگتا ایسا۔ وہ تو اس سب سے بے خبر ہے۔ "حرم نے کہا تو"
شہزادی کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

حرم! پتہ کروانے کی کوشش کرو جاسم کا اس معاملے کوئی ہاتھ ہے"
یا نہیں۔ اگر ہوا تو ہم خود اپنے ہاتھوں سے اس کی جان لیں گے"

شہزادی کو جلال آنے لگا تھا۔ حرم نے اس کے سفاک جملے پر تھوک
نگلاتھا

شہزادہ حیان کو جاسوس نے خبر دی تھی کہ سردار ارتضیٰ دعا کو اپنے
ساتھ شیر شاہ لے گیا ہے۔ اس نے شیر شاہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ
کسی صورت خود کو اس فیصلے سے باز نہیں رکھ سکا تھا۔ حالانکہ ابھی
اسے شاہ حفر کے اگلے وار کا انتظار کرنا چاہیے تھا اس کے سد باب کیلئے
خود کو تیار رکھنا تھا۔ لیکن اس نے لا پرواہی برتی۔ وہ اپنے خاص غلام
حام کے ساتھ شیر شاہ کی طرف محو سفر ہوا اور رات کے پہلے پہر وہ
شیر شاہ میں داخل ہوا تھا۔ سفید محل کے قریب ایک سرائے میں
انہوں نے کمرے خریدے اور رات کا کھانا کھایا۔ شہزادہ حیان عام
سے لباس میں ملبوس تھا اور سر پر ہڈی بھی گرا رکھی تھی۔ وہ انٹرنیٹ
کا دور تو تھا نہیں کہ ہر کوئی اسے چہرے سے پہچانتا۔ اس نے وہاں اپنا

نام بازل بتایا تھا۔ اس کا یہ نام بھی تھا جس کا عرف باز تھا۔ کھانا کھانے کے دوران اس نے کچھ لوگوں کے ساتھ راہ رسم بھی بڑھالیا تھا۔ اب وہ ان کے ذریعے سنگ مرمر کے سفید محل تک پہنچنے والا تھا۔ وہ محل جس کی اونچی دیواروں کے پیچھے وہ پراسرار لڑکی غائب تھی۔

دعا اور نیناں اپنے اپنے فونز کے کیمروں سے بنی رات بھر کی ویڈیو کو فارورڈ کرتی دیکھ رہی تھیں۔ ساری رات کیمرے آن رہنے سے بیٹریز ڈیڈ ہو گئی تھیں۔ دونوں نے فون کو چار جنگ پر لگایا اور کچھ ہی دیر کے انتظار کے بعد چار جنگ سے اتارے بغیر ویڈیوز پلے کر کے دیکھنے لگیں۔ ساری ویڈیو ختم ہو گئی لیکن دعا اپنے بستر سے اٹھ کر نہ کہیں گئی تھی نہ غائب ہوئی تھی۔

آج رات تو میں ویسے بھی کہانی میں نہیں تھی۔ "دعا نے کندھے"
اچکا کر کہا تو نیناں کا دل کیا اس کا منہ توڑ دے۔ لیکن وہ اس کے سر پر
ایک چپت ہی لگا سکی تھی۔

پہلے نہیں بتا سکتی تھی تم۔ ایک تو ساری رات میرے فون کی بیٹری"
خرچ ہوتی رہی اوپر سے اب ٹھیک سے چار جنگ بھی نہیں ہو رہی۔
میری آنکھیں الگ ضائع ہوئیں ساری ویڈیو دیکھنے میں۔ "نیناں نے
اسے تاسف سے گھورتے ہوئے کہا تھا۔

اتنا ہی دکھ ہو رہا ہے تو آئندہ مت کرنا میری مدد۔ "دعا نے ناک"
چڑھائی۔

ہاں نہیں کروں گی "نیناں نے بڑبڑا کر فون بند کیا تھا۔ تبھی اجالا ان"
کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

کیسی ہو تم دعا؟ "اس کے چہرے پر ہمدردی کے تاثرات تھے۔"

ٹھیک ہوں۔ مجھے کیا ہونا ہے "دعا کو اس کی ہمدردی اچھی نہیں لگی" تھی۔

کل تمہارے ساتھ بہت برا ہوا تھا۔ سب تمہارے بارے میں "باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے بہت برا لگ رہا ہے" اجالا افسوس سے بولی تھی۔

مجھے تو برا نہیں لگ رہا۔ تم بھی پریشان مت ہو۔ "اس نے اثر لیے" بغیر کہا۔ نیناں اسے دیکھ کر رہ گئی۔ ذرا جو سیدھے منہ بات کر لے ان سے جو اس سے ہمدردی کریں۔

تمہیں واقعی برا نہیں لگا؟ "اجالا نے آنکھیں پھیلائیں۔"

نہیں تو۔ وقتی غصہ آیا تھا لیکن پھر مجھے یاد آیا کہ میری ایک خواہش "تھی۔ کہ کوئی سب کے سامنے مجھ سے اظہار محبت کرے اور میں اس کے منہ پر گلاس پھینکوں۔" وہ دونوں ہاتھ باہم ملائے خوابناک لہجے میں بولی تھی۔ اجالا ہونقوں کی طرح اس عجیب لڑکی کو دیکھ رہی

تھی۔ جبکہ نیناں اپنی مسکراہٹ چھپا رہی تھی۔ اسے سمجھ آچکی تھی
دعا کا یہ سب کہنے کا کیا مطلب تھا۔

پھر میں فینس ہو جاؤں چاہے بری شہرت ہی ملے لیکن ملے تو سہی۔"
تم نے سنا نہیں بدنام ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا۔" اس نے بہت پر جوش
لہجے میں کہتے اجالا کو دیکھا۔ وہ بس اسے ٹکڑ ٹکڑ دیکھ رہی تھی۔

ہاں یہ تو ہے۔ تم تو واقعی بڑی فینس ہو گئی ہو۔ میں تو تم سے جیلنس"
ہو رہی ہوں۔" نیناں نے اس کے کندھے پر کہنی رکھتے ہنس کر کہا۔
ہے ڈونٹ بی۔ میرے ساتھ تمہارا ذکر بھی تو ضرور ہوتا ہوگا۔" دعا"
نے اسے تسلی دی۔

واہ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔" وہ خود سے باتیں کرنے میں مگن "
تھیں اور اجالا کو اپنا سارا منصوبہ بیکار جاتا محسوس ہوا تھا۔

میں مرحوم شاہ حفر کی فوج کا سپاہی تھا۔ ان کی وفات کے بعد میں " نے فوج چھوڑ دی۔ نیا شاہ مجھے بالکل پسند نہیں۔ اس کیلئے لڑنے کا بالکل دل نہیں کرتا لیکن اب جو جمع پونجی تھی وہ بھی ختم ہوتی جا رہی ہے تو میں شیر شاہ آگیا۔ کوشش تو یہی ہے سردار حویلی میں کوئی اچھی سی ملازمت مل جائے " شہزادہ چہرے پر معصومیت سجائے اپنے سامنے بیٹھے دو لوگوں سے کہہ رہا تھا۔ حام بھی اس کے ساتھ موجود تھا۔

مجھے لڑائی کے علاوہ بھی بہت کچھ آتا ہے۔ میں اصطبل وغیرہ بھی " سنبھال سکتا ہوں۔ پر پتہ نہیں ملازمت ملے گی بھی یا نہیں۔ حویلی میں ملازمت حاصل کرنا واقعی مشکل کام ہے لیکن میں " تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ " اس کے سامنے بیٹھے دائیں والے شخص نے کہا۔ وہ خوشی سے مسکرایا۔ " واقعی؟ کیسے؟ "

میرا ایک دوست ملازم ہے حویلی میں۔ اس سے بات کرتا ہوں "تمہارے متعلق۔"

کب کرو گے "دوسرے لفظوں میں وہ کہہ رہا تھا ابھی تک بیٹھے" کیوں ہو۔ اٹھو اور جاؤ۔ بات کرو۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے بھائی۔ شطرنج کا ایک کھیل لگا کر جاتا ہوں۔" اس نے سست سے لہجے میں کہا تو شہزادہ دانت پیس کر رہ گیا۔ حام نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے صبر رکھنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا تھا اور مسکرا کر اپنے مددگار کو دیکھا۔ اگلے منظر میں وہ اس سے شطرنج کی بازی لگا رہا تھا اور جان بوجھ کر ہار گیا تھا تاکہ وہ مزید خوش ہو کر اس کے کام کو سو فیصد کامیاب بنائے۔

ار ترضیٰ بہت خوش تھا۔ حنہ اسے واپس مل چکی تھی۔ وہ اسے لے کر دوبارہ شیر شاہ اپنے گھر آچکا تھا۔ حنہ کو ایک خاص قید خانے میں ڈال

دیا گیا تھا اور اس کے پیروں میں ایک زنجیر بھی باندھ دی گئی تھی۔ اب وہ زنجیر تبھی کھلنی تھی جب تک وہ اس کے نکاح میں قید نہ ہو جاتی۔ وہ سنگ مرمر کی حویلی کے اندرونی حصے میں آیا تو اسے ایک بری خبر ملی تھی۔ دعا پھر سے غائب ہو چکی تھی۔ تائی آلفہ نے رورو کے اسے بتایا تھا کہ کیسے وہ صبح دعا کے کمرے میں گئی اور کیسے انہیں کمرہ خالی ملا اور کیسے انہوں نے اسے ہر جگہ تلاش کیا اور کیسے وہ انہیں کہیں نہ ملی۔ ارتضیٰ نے بمشکل ان کے رونے دھونے کے ختم ہونے انتظار کیا اور خود دعا کو ڈھونڈنے کی کوششیں شروع کر دی۔ دوسری جانب شہزادہ حیان حویلی کے اصطبل میں ملازمت حاصل کر چکا تھا۔ اسے صرف اسی شخص کے سامنے پیش ہونا پڑا تھا جو اصطبل سنبھالتا تھا۔ اصطبل حویلی کے دائیں جانب محافظوں کے کمروں کے ساتھ تھا۔ اسے بھی ایک کمرہ دے دیا گیا تھا۔ حام محل سے باہر تھا۔ حیان نے اسے حویلی میں اپنے ساتھ لانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ملازموں

کے ساتھ کام کرتے اس کے کانوں میں یہ بات بھی پر گئی تھی کہ سردار کی بہن پھر کہیں غائب ہو چکی ہے۔ محافطوں کے مطابق وہ ساری رات جاگتے رہے اور کوئی حویلی سے نکلا نہیں تھا۔ شہزادے کو سمجھ آ گئی تھی وہ پھر اسی طرح غائب ہو چکی تھی۔ آس کا دیا مدھم ہوا لیکن اس نے اسے بجھنے نہیں دیا۔ اسے یقین تھا وہ واپس بھی ضرور آئے گی۔ جیسے پچھلی دفعہ واپس آئی تھی۔

ار ترضی ساری رات دعا کی تلاش کی بعد تھکا ہارا گھر آیا تو فجر کی اذانیں ہو چکیں تھیں۔ وہ نماز کسی مسجد میں پڑھ کر ہی لوٹا تھا۔

مجھے بھوک بہت لگ رہی ہے کھانا لگوا دیں " اس نے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئی تائی آلفہ سے کہا تو انہوں نے کنیزوں کو اشارہ کر دیا خود اس کے ساتھ ساتھ چلیں آئیں۔

"دعا کا کچھ پتہ چلا؟"

نہیں.... "وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دعا کے کمرے کو دیکھ کر رک"
گیا۔ پھر قدم اس طرف بڑھائے۔ دروازہ کھول کر دیکھا تو اس کا منہ
کھل گیا۔ دعا اپنے بستر پر سوئی پڑی تھی۔ تائی آلفہ بھی اس کے ساتھ آ
کھڑی ہوئیں۔ اگلے ہی لمحے ان کی آنکھیں پھیلیں۔ سردار ارتضیٰ نے
نظریں گھما کر تائی آلفہ کو ملا متی نظروں سے دیکھا۔

حد ہے تائی جان۔ دعا تو یہیں موجود ہے۔ خوا مخواہ میری نیند برباد کی"
رات کی۔ "وہ بڑبڑاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا جبکہ تائی آلفہ
کچھ کہنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا بھلا۔ جب
افضال نے انہیں بتایا تھا کہ لڑکی اپنے کمرے سے غائب ہے تو انہوں
نے خود کمرہ چیک کیا تھا۔ حویلی کا کونہ کونہ چھان مارا تھا لیکن وہ جیسے
ایک دم سے غائب ہوئی تھی ایسے ہی واپس آگئی تھی۔ کیا وہ جادو سے
غائب ہوئی تھی۔ کیا وہ جادو کا علم جانتی تھی۔ تائی آلفہ حیرت سے
نکلیں تو انہیں پریشانی نے آن گھیرا۔ وہ دھیرے سے چلتی دعا کے

قریب آئیں اور ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہا جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہوں کہ کہیں وہ ان کی نظروں کا دھوکہ نہ ہو۔ ابھی ان کا ہاتھ ایک انچ اس سے دور ہی تھا کہ دعا کی آنکھ کھل گئی۔ تائی آلفہ کو خود کی طرف ہاتھ بڑھائے دیکھ کر بے اختیار اس کے لبوں سے چیخ نکل گئی۔ ان کا ہاتھ پیچھے کی طرف جھٹکتی تیزی سے اٹھ بیٹھی تھی۔ اس کی چیخ اوہ سن کر کچھ کنیزیں بھی اندر آ گئی تھیں۔ اور اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔ پھر عجیب نظروں سے دعا کو دیکھتیں واپس پلٹ گئیں تھیں۔ تائی آلفہ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ تھوک نکل کر رہ گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اسے مارنا چاہتی تھیں۔ اب وہ کیسے بچے گی ان سے۔ اب اسے یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت لگ رہا تھا۔ اسے بہت خوف آرہا تھا۔ پھر اسے یاد آیا شہزادہ بھی تو محل میں داخل ہونے والا تھا۔ ہو سکتا ہے وہی اسے بچالے۔ اور سردار ار ترضیٰ بھی تو وہیں تھا۔ اس کے

ہوتے ہوئے وہ اسے نقصان پہنچانے میں شاید کامیاب نہ ہو سکیں۔
ابھی تک اسے واضح نہیں ہوا تھا کہ وہ کیا چاہتی تھیں۔
بیٹا ایک دم سے کہاں چلی گئی تھی تم؟ "بستر کے کنارے بیٹھتے"
انہوں نے میٹھے لہجے میں پوچھا۔ دعا سہمی سی انہیں ٹکڑ ٹکڑ دیکھ رہی
تھی۔

کیا ہوا بیٹا؟ اتنی ڈری ہوئی کیوں ہو؟ "انہوں نے ہاتھ اس کے
چہرے کی طرف بڑھایا۔ وہ سانس روک گئی۔
ن... نہیں تو" اس نے پلکیں جھپکیں اور نامحسوس انداز میں پیچھے
کھسک گئی۔

"تم نے بتایا نہیں کہاں تھی تم؟"
میں تو یہیں تھی۔ ابھی سو کے اٹھی ہوں۔ آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟
"دعا نے کچھ ایسی معصومیت سے پوچھا تھا کہ وہ خود کو اس پر
یقین کرنے سے بعض نہ رکھ سکیں۔

ویسے ہی۔ مجھے شاید کوئی غلط فہمی ہوئی تھی۔ تم پریشان مت ہو۔"

"اٹھ کر ہاتھ منہ دھولو۔ میں ناشتہ لگا رہی ہوں

جی" دعابس یہی کہہ سکی تھی۔ اور کچھ دیر بعد یہ خبر ملازموں میں"

گردش کرتی شہزادے تک بھی پہنچ گئی تھی کہ دعا حویلی میں ہی ہے۔

شہزادے کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ اس کی نظریں بار بار حویلی کی

رہائشی عمارت کی جانب اٹھنے لگی تھی۔ اور سہ پہر کو وہ اسے حویلی کی

ایک چھت پر نظر آگئی تھی۔ قبائلی طرز کا لباس پہلے وہ دور سے اس

کی پر اسراریت مزید سحر انگیز لگ رہی تھی۔ وہ اس سے نظریں ہٹا

نہیں پارہا تھا۔ دعا کی نظر بھی اس پر پڑ گئی تھی۔ وہ ساکت ہوئی تھی۔

تو وہ حویلی میں داخل ہو چکا تھا۔ اصطبل کے قریب ایک گھوڑے کے

قریب کھڑا وہ ملازموں کے لباس میں بھی نمایاں لگ رہا تھا۔ اسے

دیکھ کر دل میں یہی بات ابھرتی تھی کہ اسے غلام کی بجائے کوئی

شہزادہ ہونا چاہیے تھا۔ وہ ایک شہزادہ ہی تھا لیکن یہاں اس محل میں

ایک غلام کی حیثیت سے کیوں کھڑا تھا۔ اس کیوں کے جواب نے اس کے دل کو بھاری کر دیا تھا۔ وہ شہزادہ اس کی خاطر اپنے دشمن کے محل میں غلام بنا ہوا تھا۔ کیسی محبت تھی اس کی۔ اسے شہزادہ بہت معصوم لگا تھا۔ ایک بار اس کا دل کیا ایسے شخص کو ٹھکرانا ظلم ہو گا لیکن اگلے ہی پل اسے یاد آیا یہ خواب تھا یا کوئی فیہ منٹیسی تھی۔ وہ اس تصوراتی کردار کی محبت میں گرفتار نہیں ہو گی۔ اس پل اسے اپنا آپ بہت ظالم لگا تھا۔ لیکن اس نے سوچ لیا تھا وہ اس دنیا کی دعا کو ڈھونڈ کر شہزادے تک پہنچانے کی پوری کوشش کرے گی اور اسے اداس نہیں رہنے دے گی۔

شہزادے کی دھڑکن اس وقت مزید تیز ہوئی تھی جب دعائے اس کی طرف دیکھا تھا لیکن جب اس نے نظریں پھیریں تو اس کا دل دکھا تھا۔ اس کے زہن میں یہ سوچ نہیں آئی تھی کہ وہ ایک شہزادہ تھا کوئی اس سے کیسے نظریں پھیر سکتا تھا۔ اس کی محبت واقعی معصوم

تھی۔ وہ خاموشی سے بس اسے دیکھتا رہا۔ کسی نے اس کے کندھے کو جھنجھوڑا تو وہ چونکا۔

اگر اپنی آنکھیں سلامت چاہیں تو ان کی طرف آئینہ مت دیکھنا۔ " "اصطبل کے نگران نے اسے تنبیہ کی اور آگے بڑھ گیا۔ وہ سر جھکا کر مسکرا دیا۔ اس کی آنکھوں کو نقصان پہنچانا کیا بہت آسان تھا۔ کسی کو کیا پتہ وہ شہزادہ تھا اور اپنی حفاظت کرنا اچھی طرح جانتا تھا۔

مجھے ایک بات بہت حیران کر رہی ہے۔ "ملکہ شائلہ شاہ ظہیر کے " کندھے پر سر رکھے پر سوچ لہجے میں بولی تھی۔ شاہ ظہیر نے نظریں جھکا کر اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہ صوفے پر پشت سے ٹیک لگائے شائلہ کا ایک ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔

کونسی بات؟ "اس نے پوچھا تو ملکہ شائلہ نے سراٹھا کر چہرہ اس کے " روبرو کیا۔

عاسل ملکہ مہرماہ کا خاص محافظ ہے لیکن وہ ہر وقت ان کی حفاظت پر " نہیں رہتا۔ ابھی بھی وہ محل میں نہیں۔ میں نے کل اسے محل سے " باہر جاتے دیکھا تھا۔

تمہارے کہنے کا مطلب کیا ہے؟ کھل کر کہو؟ "شاہ ظہیر آنکھیں " سکوڑے اسے دیکھ رہا تھا

مجھے لگتا ہے محل میں سے کوئی شہزادہ حیان کا ساتھ دے رہا ہے۔ وہ " عاسل بھی ہو سکتا ہے۔ جب دیوبھائی نے شہزادے کے ساتھ جنگ کیلئے فوج بھیجی تھی تب بھی عاسل غائب تھا۔ "ملکہ شائلہ کی بات نے شاہ ظہیر کے زہن کو ایک جھٹکا دیا تھا۔ وہ یکدم ملکہ شائلہ کو پرے ہٹاتا اٹھ کھڑا ہوا اور کمرے سے نکل گیا تھا۔ پیچھے سے ملکہ شائلہ مسکرائی تھی۔

شاہ ظہیر جہاں جہاں سے گزر اسب نے جھک کر اسے سلام کیا۔ اس کا خاص غلام اور محافظ اس کے پیچھے تھے۔ ملکہ مہرماہ کی رہائش گاہ کے

قریب کھڑے دربانوں نے اونچی آواز میں بادشاہ کی آمد کا اعلان کیا تھا۔

ملکہ مہرماہ نے یہ آواز سنی تو اس نے دروازے کی طرف دیکھا تھا۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔ کنیزیں اس کے کندھوں پر خوبصورت پوشاک ٹھیک کر رہی تھیں۔ شاہ ظہیر کسی طوفان کی طرح کمرے میں داخل ہوا تھا اور ایک پل کو دروازے کے قریب رک کر ملکہ کو گھورا تھا۔ کنیزیں جھک کر تعظیم پیش کرتیں کمرے سے نکل گئی تھیں۔ شاہ ظہیر آگے بڑھا اور اس کے سخت ہاتھ نے ملکہ کی نرم و نازک گردن کو جکڑ لیا۔ اگلے ہی پل وہ دیوار سے لگی آنکھیں پھیلانے شاہ ظہیر کو دیکھ رہی تھی۔

شہزادہ حیان کا ساتھ تم دے رہی ہو؟ "وہ غصے سے پھنکارا۔ ایک " پل کو وہ ٹھٹکی پھر اس کے ہاتھ کو اپنی گردن سے پیچھے جھٹکا۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی ہم سے یہ گستاخی کرنے کی۔ "وہ غرائی" تھی۔

جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ "شاہ ظہیر کا بس چلتا تو ایک لمحے میں" اس کی گردن مروڑ کر رکھ دیتا لیکن وہ جانتا تھا وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کسی بھی غلط فہمی کی بنیاد پر ہمیں یہ الزام نہیں دے سکتے "اسے" عاقل کی فکر تھی ورنہ مان جاتی کی وہی شہزادے کا ساتھ دے رہی ہے۔ وہ جانتی تھی شاہ ظہیر اسے تو کچھ نہیں کہہ سکے گا لیکن عاقل کی شامت آجائے گی۔

اگر یہ غلط فہمی ہے تو بتاؤ عاقل کہاں ہے؟ "شاہ ظہیر مشکوک لہجے" میں بولا۔

ہم نے اسے اپنی حویلی بھیجا ہے ایک پیغام دے کر۔ آپ تصدیق "کروا سکتے ہیں" ملکہ نے پر سکون لہجے میں کہا۔ شاہ ظہیر کا شک

متزلزل ہوا تھا لیکن وہ اتنی آسانی سے عاسل اور ملکہ مہرماہ کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔

یاد رکھیے اگر مجھے کوئی ثبوت مل گیا کہ آپ شہزادے کی مدد کر رہی ہیں تو اپنے ہاتھوں سے آپ کی جان لوں گا۔ "شاہ ظہیر انگلی اٹھا کر اسے دھمکی دیتا کمرے سے نکل گیا تھا۔ وہ تلخی سے مسکرائی تھی۔

سردار ارتضیٰ رات کے کھانے پر گھر موجود نہیں تھا۔ دعا کوتائی آلفہ سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ وقفے وقفے سے اپنی قصائی نظریں اٹھا کر دعا کو دیکھ رہی تھیں۔ وہ دل ہی دل میں الہا کو یاد کرنے لگی۔ اور دعا کرنے لگی کہ آج بھی وہ غائب ہو کر اپنی دنیا میں پہنچ جائے۔ جب وہ سونے کیلئے اپنے کمرے میں آئی تو کوتائی آلفہ نے ایک کنیز کو اس کے کمرے میں بھیج دیا۔

میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گی اب سے ہر وقت "کنیز مسکرا کر"
کہتی اسے بہت بری لگی۔ تائی آلفہ کو ڈر تھا شاید کہ وہ کہیں پھر غائب
نہ ہو جائے۔ اسے خوف کے مارے نیند نہیں آئی تھی۔ کنیز سوچکی
تھی۔ اور وہ دروازے کی طرف مسلسل دیکھ رہی تھی۔ نجانے وہ
رات کا کونسا پہر تھا کہ دروازہ ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ کھلنے لگا
تھا۔ اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔ اس نے بمشکل اپنے حواس مجتمع
کیے اور بستر سے اترتی تیزی سے دروازے کے پیچھے ہو گئی تھی۔
کمرے میں ہلکی سی روشنی داخل ہوئی پھر ایک شخص کا سایہ نمودار ہوا
۔ اس کے ہاتھ میں چھرا دیکھ کر دعا کی آنکھیں پتھرائی تھیں۔ اس کا
سر چکرایا لیکن اسے خود کو ہوش میں رکھنا تھا۔ افضال کی پشت اس کی
طرف تھی۔ وہ بے آواز اس کے پیچھے سے کمرے سے نکل گئی تھی۔
افضال اپنے پیچھے کچھ محسوس کر کے پلٹا تو دعا کو باہر کی طرف بھاگتے
عانے پیچھے دیکھا تو چیخ اٹھی۔ لیکن اس دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگا۔

نے بھاگنا جاری رکھا۔ ایک جگہ وہ لڑکھڑائی اور نیچے گری۔ وہاں تین سیڑھیاں تھیں جن سے لڑھک کر وہ کھلے صحن میں آگئی تھی۔ اس پل کئی ملازم اور کنیزیں کمروں سے باہر آچکے تھے۔ تائی آلفہ بھی برآمدے میں ساکت کھڑی تھیں۔ افضال صورتحال بدلتی دیکھ کر اندھیرے میں گم ہو گیا تھا۔

دعا کے سر پر چوٹ لگی تھی۔ خون کی ایک لکیر اس کے گال پر بہہ گئی تھی۔ وہ ہاتھوں پر زور لگا کر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے ڈر تھا وہ حملہ آور اس تک پہنچنے والا ہے۔ اس تک سب سے پہلے پہنچنے والا غلام ایک شہزادہ تھا۔ شہزادہ حیان۔ جو اس کیلئے ایک غلام بھی بن سکتا تھا۔

دعا۔ "وہ سرگوشی میں اسے پکار رہا تھا۔ دعا کی جان میں جان آئی" تھی۔ اب وہ مطمئن تھی کہ وہ بچ جائے گی۔ شہزادہ اسے بازوؤں سے تھام کر سیدھا کر رہا تھا لیکن وہ اس کے سینے پر سر رکھتی آنکھیں بند کر

گئی تھی۔ خوف کی وجہ سے اس کے حواس گم ہو گئے تھے اور وہ کچھ دیر کیلیے بے ہوشی میں چلی گئی تھی۔ شہزادہ ساکت سا اس کا سراپنہ سینے پر رکھا محسوس کر رہا تھا۔

تو نے جب رکھا میرے سینے پر اپنا سر
میرا دل ہونے لگا پاگل دھڑک دھڑک کر
دوسرے غلام اور کنیزیں دعائیک پہنچ گئے تھے۔ تائی آلفہ بھی شور
مچائیں دعائیک آئیں اور غلاموں کو حکم دیا کہ اسے اٹھا کر کمرے میں
چھوڑ دیں۔ اس سے پہلے کہ کوئی غلام اس کے قریب ہوتا وہ اکیلا ہی
اسے اٹھا کر کھڑا ہو چکا تھا اور تائی آلفہ نے جہاں اشارہ کیا تھا اس
کمرے کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ نیم اندھیرے میں اس کا چہرہ واضح
نہیں تھا۔ کوئی بھی ہچان سکا وہ نیا آنے والا ملازم تھا۔ وہ سب سے
لاپرواہہ پریشان سادعا کے چہرے کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا اسے کیا
ہوا تھا۔ وہ کیوں اپنے کمرے سے نکل کر بھاگی تھی۔ وہ کیوں چیخی

تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے اپنے کمرے کی بجائے باہر بیٹھا ہوا تھا۔ نیند اس سے کوسوں دور تھی۔ اندھیرے میں ڈوبا محل اس کے سامنے تھا۔ وہ دعا کو ہی یاد کر رہا تھا جب اسے دعا کی چیخ سنائی دی تھی۔ وہ ایک پل ساکت رہا پھر اٹھ کر تیزی سے اندرونی عمارت کی جانب بھاگا تھا۔ ک دعا سیڑھیوں سے گر چکی تھی۔ وہ حملہ آور کو دیکھ نہیں تے تب سکا تھانہ ہی کوئی اور دیکھ سکا تھا سوائے تائی آلفہ کے۔ اس نے دعا کو بستر پر لٹایا تو دعا نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ پھر اس کا گریبان تھام لیا۔

شہزادے! مجھے چھوڑ کر مت جانا۔ وہ مجھے مار دے گا۔ "اس کی ہلکی سی آواز پر وہ ٹھٹکا۔

کون؟" اس نے پوچھا لیکن تائی آلفہ کنیزوں کے ساتھ اندر داخل ہو چکا تھا۔ شہزادے کو اس سے دور ہونا پڑا۔ دعا نے خاموش نگاہوں

سے اسے دور نہ جانے کی درخواست کی۔ اس نے سر کو ذرا سا خم دیتے
اسے تسلی دی تھی۔ دعا نے گہرا سانس لیتے آنکھیں بند کر کی تھیں۔
اس کا خون بہہ رہا ہے۔ زخم گہرا ہوا خطرہ ہو سکتا ہے "شہزادے نے"
مؤدب لہجے میں تائی آلفہ سے کہا۔

اس وقت تو طبیب بھی نہیں ملے گا "تائی آلفہ بظاہر بہت پریشانی"
سے بولی تھیں۔

میں طب جانتا ہوں۔ ایک طبیب کا ملازم رہے چکا ہوں۔ اگر آپ"
کہیں تو وقتی طور پر ان کا علاج کر دوں۔ "شہزادے نے محتاط لہجے میں
کہا تھا اور دعا اس کے جھوٹ پر مسکرا دی تھی۔ اس کے سر میں شدید
تکلیف تھی۔ جسم خوف کے باعث ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ پھر بھی وہ مسکرائی
تھی۔

ہاں ضرور۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں اس کے بھائی کو کیا جواب دوں"
گی۔ "شہزادے نے گرم پانی اور ایک مرہم مانگی تھی جو ہر گھر میں

اکثر مل جاتی تھی۔ پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ کمرے کی مشعلیں تیز کر دی گئیں۔ شہزادے کیلئے دعا کے بستر کے قریب ایک کرسی رکھ دیا گئی تھی۔ وہ اس پر بیٹھ کر دعا کے زخم کا معائنہ کرنے لگا تھا۔ ماتھے اور سر کی جلد پر ایک لمبا کٹ لگا تھا۔ ٹانگے لگانے کی ضرورت تھی۔ اس کیلئے بے ہوش کرنا ضروری تھا۔ لیکن بے ہوش کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ اس نے روئی گرم پانی سے بھگو کر زخم صاف کیا اور ڈھیر ساری مرہم اس کے زخم پر لگا کر اس پر روئی رکھ دی۔ دعا نے درد کے باعث آنکھیں سختی سے بند کر رکھی تھیں۔ آنکھیں آہستہ سے بند کریں۔ زخم کیلئے کھنچاؤ ٹھیک نہیں۔ "حیان" کی نرم سی آواز ابھری۔ اس نے آنکھیں کھول کر ایک نظر اسے دیکھا پھر آہستہ سے آنکھیں بند کر لیں۔ اسے اپنی توانائی ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ شہزادے نے کلائی تھام کر نبض محسوس کی اور تائی آلفہ سے گرم دودھ لانے کا کہا تھا۔ تائی آلفہ جو گہری نظروں سے حیان کو

دیکھ رہی تھی چونکی اور ایک کنیز کراشارہ کیا۔ وہ ایک لمحے کو بھی وہاں سے ٹلنے کو تیار نہیں تھی۔ کنیز کمرے سے چلی گئی۔

تم اب جاؤ غلام۔ "تائی آلفہ نے نخوت سے کہا تو دعانے آنکھیں" کھول کر اسے دیکھا۔ حیان کی آنکھوں میں تسلی دیکھ کر وہ تھوڑی پر سکون ہوئی لیکن جب وہ کمرے سے نکلا تو اسے اپنا سانس گھٹتا محسوس ہوا۔ دودھ لے کر آتی کنیز جب کمرے کے قریب پہنچی تو کوئی اس کے سامنے آگیا۔ کنیز نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑے غلام کو دیکھا۔ جو کل ہی آیا تھا اور حویلی میں موجود کئی کنیزوں کے دلوں کی دھڑکن بن گیا تھا۔

مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ میرے ساتھ چلو۔ "وہ" اسے لیے ایک اوٹ میں آیا۔ صالحہ منہ کھولے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

اگر تم میرا ایک کام کرو گی تو تمہیں مال مال کر دوں گا۔ "حیان نے"
اس کے ہاتھ میں ایک ہیرا رکھا تھا۔ صالحہ نے ہیرے کو نیم
اندھیرے میں کیا تو وہ چمکنے لگا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے ابل ہی تو
پڑی تھیں۔

"ک... کون ہو تم؟"

سوال نہیں۔ بس کام چاہیے تم سے۔ کرو گی؟ "شہزادے نے سخت"
لہجے میں پوچھا۔ وہ سر بے اختیار اثبات میں ہلا گئی۔

دعا سے کہنا وہ خوفزدہ نہ ہوں۔ میں ان کے آس پاس کی موجود"
ہوں۔ اور کل کسی بھی وقت مجھ سے ملیں "شہزادے نے اپنا مدعا
بیان کیا جسے ہضم کرنا صلحہ کیلئے بہت مشکل تھا لیکن (اس نے ہیرے
کو دیکھا۔) اس کی خاطر کچھ بھی۔ اس نے سر ہلایا۔

فکر مت کرو۔ تم جو کوئی بھی ہو مجھے پرواہ نہیں۔ اگر مجھے ایسا ہی"
ایک اور ہیرا دو تو تمہاری ملاقات بھی کروادوں گی۔ "وہ مدھم آواز

میں کہتی چلی گئی تھی۔ حیام نے بے اختیار گہرا سانس لیا تھا۔ دعا کو دودھ دیتے وقت صالحہ نے اسی مدھم آواز میں شہزادے کا پیغام اس کے کان کے قریب دہرایا تھا۔ اور وہ ششدر سی سوچ رہی تھی شہزادہ اتنی جلدی کیسے اس کنیز کی وفاداری خرید چکا تھا۔

سردار ار ترضی کا شیر شاہ میں محل کے علاوہ بھی ایک اور ٹھکانہ تھا۔ جو پہاڑوں کے گھنے جنگلوں کی طرف جاتے راستے پر واقع تھا۔ ان دنوں ایک چیتا جنگل سے نکل کر آبادی میں آ جاتا تھا اور کسی نہ کسی کوز خمی کر کے چلا جاتا تھا۔ اسی کو پکڑنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ سردار ار ترضی نے اس کام میں مرکزی کردار ادا کرنا تھا۔ اس کے غلام سارہ رات چیتے کی راہ دیکھتے رہے لیکن وہ نہیں آیا۔ اسی ڈیرے کے تہ خانے میں ایک زندان تھا جہاں حنہ کو قید کیا گیا تھا۔ وہ صبح وہاں سے جانے سے پہلے حنہ کے پاس آیا تھا۔

کیا تم چاہتی ہو کہ یہ بیڑی تمہارے پاؤں سے اتر جائے؟ "سردار"

ار تفضیٰ نے کہا تو وہ اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگی تھی۔

اگر ایسا چاہتی ہو تو میرے نکاح کی بیٹی پہننی پڑی گی تمہیں۔ "سردار"

ار تفضیٰ نے شرط بتائی۔ اس کے تو سر پر لگی تلوں پہ بجھی۔ وہ تو پھر

ساری زندگی اس کی قید سے نہیں نکل سکے گی۔ اس نے سوچا۔

مجھے یہی بیڑی ٹھیک ہے۔ "اس نے جل کر کہا۔ سردار ار تفضیٰ نے"

اسے گھورا

تم میں اکڑ کس بات کی ہے۔ تمہیں تو شکر گزار ہونا چاہیے کہ ایک "

"سردار تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

اگر وہ سردار ایسا چاہنا چھوڑ دے تو میں اس کی شکر گزار ہوں گی " "

حنہ نے نخوت سے کہا۔ سردار کلس کر رہ گیا۔

چلو دیکھتے ہیں کب تک اکڑ باقی رہتی ہے تمہاری۔ مجھے یقین ہے "

ایک عرصہ یہاں تاریک قید میں گزرے گا تو تم مجھ سے خود گڑ گڑا کر نکاح کی درخواست کروں گی " سردار نے کہا تو وہ استہزائیہ مسکرائی۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا سردار کیونکہ میں ان تاریک قیدوں کی عادی "

ہوں۔ اور مجھے قید کی بیڑیاں توڑ کر بھاگنا بھی آتا ہے " کیا تھی وہ لڑکی۔ اس کیلئے سردار کی طلب مزید بڑھنے لگی تھی۔

اگلا دن نکل آیا تھا۔ نہ دعا کو نیند آئی نہ وہ فیہ منٹیسوری لڈ سے نکل سکی۔

اتنی بھی کیا سٹر انک میجنیشن کہ وہ اپنی مرضی سے اسے توڑ ہی نہ سکے۔ خواب بھی کچے دھاگے کی مانند بہت نازک ہوتا ہے۔ اتنی دیر نہیں چلتا۔ یہ کوئی فیہ منٹیسوری ہی تھی۔ میجک بک میں لکھی جانے والی کہانی میں کسی کا چلے جانا بہت سی فیہ منٹیسوری ڈراموں اور موویز کا حصہ

تھا۔ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ بھی یہی ہوا ہو۔ ہاں یہی ہوا تھا۔ بالآخر وہ مان گئی کہ وہ کسی فیہ منٹیسوری ورلڈ میں ہے۔

تائی آلفہ نے دو کنیزوں کو رات بھر اس کے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا۔ ان میں سے صالحہ بھی تھی جسے شہزادے نے ہیرہ دیا تھا۔ دوسری کنیز کے سو جانے کے بعد اس نے سوچا کہ کوشش کرنے سے شاید ابھی ملاقات ہو جائے لیکن دروازے کے باہر دو محافظ کھڑے دیکھ کر اسے مایوسی ہوئی۔ تائی آلفہ بھی صبح ہی صبح دعا کے کمرے میں ٹپک پڑیں اور اس کی جان تب تک اٹکی رہی جب تک سردار ارتضیٰ حویلی واپس نہیں آ گیا تھا۔ وہ ناشتے پر حویلی واپس آیا تھا۔ اسے تائی آلفہ نے بتایا کہ دعا نیند میں ڈر گئی تھی اور سوتے ہوئے ہی اٹھ کر بھاگنے لگی تھی کہ اسے چوٹ لگ گئی۔ ارتضیٰ نے دعا کا حال احوال بہت نرمی سے پوچھا تھا اور طبیب کو بلانے کا حکم دیا تھا۔ اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ایک ملازم نے ہی اس کے ماتھے پر پٹی کی تھی۔

سردار ار ترضی نے اس ملازم سے ملنے کی ضرورت محسوس نہیں کی
ھا۔ ناشتے کے بعد بھی صالحہ ت تھی ورنہ شہزادے کا راز کھل سکتا
موقع ڈھونڈتی رہی کہ کسی طرح سردار زادی کی ملاقات اس اجنبی
غلام سے کروادے لیکن تائی آلفہ کوئی موقع نہیں دے رہی تھیں۔
اگر انہیں دعا سے دور جانا بھی پڑتا تو دوسری کنیز کو اس کے ساتھ
رہنے کا کہہ کر جاتی تھیں۔ بالآخر دعا کے زہن میں ایک منصوبہ آہی
گیا تھا۔ اس نے صالحہ کو منصوبہ سمجھایا۔ صالحہ نے وہ پیغام کی صورت
شہزادے کو بھی پہنچا دیا اور ملاقات کا وقت طے ہو گیا۔
سہ پہر کا وقت تھا جب دعا نے چھت پر جانے کی خواہش ظاہر کی۔
تائی آلفہ نے اسے روکنا چاہا لیکن اس نے ضد باندھ لی۔ تائی آلفہ کو
اس کی ماننی ہی پڑی۔ انہوں نے کنیز کو ایک مخصوص اشارہ کر دیا تھا
کہ دعا کو نظروں سے او جھل نہ ہونے دے۔ دعا چھت پر آئی تو اس
کے ساتھ دو کنیزیں تھیں۔ ایک شہزادے کی وفادار اور ایک تائی آلفہ

کی۔ دوسری طرف حیان بھی چھت پر آچکا تھا۔ وہ سیڑھیوں کے ارد گرد بنے کمرے کے دائیں جانب دیوار کے ساتھ کھڑا تھا۔

کوئی کھیل کھیلیں؟" دعا نے دونوں کنیزوں کو دیکھا۔ صالحہ نے "

پر جوش ہو کر سر اثبات میں ہلایا۔ اگلے منظر میں دوسری کنیز کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی اور صالحہ اسے اپنی طرف متوجہ کیے ہوئے تھی۔ دعا پیچھے ہٹی سیڑھیوں والے کمرے کے دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ وہ دیوار دائیں طرف گھومتی تو وہاں شہزادہ کھڑا نظر آتا۔

آپ کو کل کیا ہوا تھا؟" حیان نے رات سے زہن میں کلبلاتا سوال "پوچھا تھا۔

مجھ پر کسی نے حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔" دعا مدھم لہجے میں "بولی تھی۔ اس کی نظریں دونوں کنیزوں پر تھیں۔

کیا؟ کیسے؟ کس نے کیا تھا؟ "حیان کا دل کیا وہ اس کے سامنے جا"

کھڑا ہو۔ بمشکل اس نے خود کو روکا تھا۔

تائی آلفہ۔ "دعا نے اس کے سر پر ایک اور دھماکہ کیا۔" کیا؟ "اس"

بار حیان خود کو اس کے سامنے آنے سے روک نہیں سکا تھا۔ وہ تو شکر

تھا تائی آلفہ کی کنیز کی آنکھیں بند تھیں۔ دعا نے اسے گھورا اور جلدی

سے دیوار کی اوٹ میں دھکیلا۔ شہزادے نے گہری سانس لی۔

وہ کوئی مرد تھا جسے تائی آلفہ نے بھیجا تھا۔ اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔"

"میں نہیں جانتی وہ مجھے کیوں مارنا چاہتی ہیں۔

"آپ... آپ میرے ساتھ یہاں سے چلیں۔"

"ابھی نہیں۔ اس کا فیصلہ اگلی ملاقات میں کریں گے۔"

کیوں؟ "شہزادے نے پھر اس کے سامنے آنا چاہا تھا۔"

"مجھے ایک ضروری کام ہے یہاں۔"

ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ لیکن اب آپ پریشان مت ہونا۔"

"میں آپ کے قریب ہی رہوں گا

نہیں سردار ار ترضیٰ نے دیکھ لیا تمہیں تو پہچان لے گا۔ احتیاط سے"

رہو۔ اب جاؤ" دعا نے اسے گھر کا۔ وہ خفانچے کی طرح خاموشی سے

پلٹ گیا تھا۔ دعا نے گہری سانس لی تھی۔ اسی پل اسے ادراک ہوا تھا

کہ وہ کتنی خود غرض تھی۔ اپنی زندگی بچانے کیلئے وہ شہزادے کو

استعمال کر رہی تھی اور بدلے میں اسے محبت بھی نہیں دینا چاہتی

تھی۔ وہ چاہے کسی بھی مجبوری میں شہزادے کے قریب جا رہی تھی

لیکن شہزادے کو محبت کی راہ میں آگے ہی آگے دھکیل رہی تھی۔

بہت جلد اصلی دعا اس کے سامنے ہو گی۔ مجھے یقین ہے وہ اس کی"

محبت کو نہیں ٹھکرائے گی۔" اس نے سوچ کر خود کو تسلی دی اور

کنیزوں کی جانب آگئی۔

عاسل شہزادے کے ٹھکانے پر پیغام دینے آیا لیکن وہ شیر شاہ گیا ہوا تھا۔ عاسل نے ایک ذمہ دار شخص کو وہ پیغام دے دیا تھا۔ وہ شہزادے تک یہ پیغام پہنچا سکتا تھا۔ عاسل وہاں نوابوں کی حویلی آیا تھا۔ تبھی بادشاہ کا جاسوس بھی اس کے بارے میں پتہ کرنے وہاں پہنچ گیا تھا۔ عاسل کو دیکھ کر اس نے مزید تحقیق کی کوشش نہیں کی تھی اور واپس پلٹ گیا۔ شاہ ظہیر کو جاسوس نے محل پہنچ کر خبر دی کہ عاسل کو اس نے خود نواب حویلی میں دیکھا ہے۔ شاہ ظہیر کا شک بہت حد تک رفع ہو گیا تھا لیکن وہ ملکہ مہرماہ کی طرف سے محتاط ہو چکا تھا۔ وہ جتنی نفرت اس سے کرتی تھی اس کا غداری کرنا کچھ زیادہ حیران کن بھی نہیں تھا۔ اس نے ملکہ شائلہ کو ملکہ مہرماہ کی خفیہ نگرانی کرنے کی ذمہ داری سونپ دی۔ ملکہ شائلہ کو لگا تھا کہ اب تو شاہ ظہیر ملکہ مہرماہ کا اثر و رسوخ ختم کر دے گا یا اسے مروادے گا

چھ بھی نہیں ہوا تھا۔ اسے احساس ہو گیا تھا ملکہ مہرماہ کوک لیکن ایسا گرانانتا بھی آسان نہیں تھا جتنا وہ سمجھ رہی تھی۔

اسی شام عاقل بھی ملکہ مہرماہ کے پاس پہنچ چکا تھا۔

شہزادہ جنگل میں نہیں ہے۔ وہ شیر شاہ گئے ہوئے ہیں۔ وجہ تو نہیں "جان سکا لیکن امید ہے ان تک جلد ہی پیغام پہنچ جائے گا۔

وہ وہاں کیا کرنے گئے ہیں۔ انہیں اپنی جگہ پر رہنا چاہیے تھا۔ اگر " زیادہ دیر ہو گئی تو وہ حالات کو اپنے مطابق نہیں ڈھال سکیں گے اور شاہ ظہیر کو بھی ہم پر شک ہو گیا ہے کہ ہم اس کا ساتھ دے رہے ہیں۔ "ملکہ پریشانی سے بولی تھی۔ عاقل کے ماتھے پر بھی پریشانی کی لکیریں ابھری تھیں۔

تم اب خود محل سے نہیں جاؤ گے۔ کسی بھروسے کے آدمی کو ذمہ " داری دو۔ اور کچھ جاسوس بھی سرحدی علاقوں میں بھیج دو۔ وہ اس نقلی شہزادے کا اتہ پتہ معلوم کریں۔ اگر شہزادہ عین موقع پر وہاں

پہنچ کر اسے موت دے جہاں وہ لوٹ مچا رہا ہو اور سب کو بتا دے کہ
" آج شہزادی وہ ہے تو تبھی یہ معاملہ سدھر سکتا ہے
جی میں سمجھ گیا۔ ایسا ہی ہوگا۔ میں جلد از جلد اس کام کا انتظام کرتا"
ہوں۔ "عاسل کہہ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔

بات سنو صالحہ! "دعا نے پر سوچ انداز میں صالحہ کو پکارا۔ صالحہ اس
کی طرف متوجہ ہوئی۔ دوسری کنیز نے بھی اس کی طرف کان
لگائے۔

دعا.... میرا مطلب میں کیسے کھوئی تھی۔ میری یادداشت تو کام نہیں
کر رہی لیکن میں جاننا چاہتی ہوں۔ "اس نے ٹھہر ٹھہر کر پوچھا تھا۔
آپ ایک ماہ پہلے سیر کیلیے گئی تھیں۔ وہ بلند پہاڑی مقام بہت
خوبصورت ہے۔ اس کے قریب ہی ایک پہاڑی نالہ بہتا ہے۔ پانی کا
بہاؤ بہت تیز ہے اس میں۔ آپ اس میں گر گئی تھیں۔ مجھے تو حیرت

ہے آپ بچ کیسے گئیں۔ اس میں کئی لوگ گرے ہیں کبھی کوئی زندہ نہیں بس سکا۔ بعض کی لاشیں بھی نہیں ملتیں۔ ہم نے آپ کو بھی ان میں سے ایک تصور کر لیا تھا۔ "صالحہ نے بتایا تو اس کی مایوسی بڑھ گئی۔

"کسی نے مجھے وہاں گرتے دیکھا تھا؟"

نہیں آپ کے ساتھ جو کنیز تھی وہ بھی پانی میں گر گئی تھی۔ محافظ "اس جگہ سے دور کھڑے تھے۔ انہیں تب پتہ چلا جب آپ پانی میں گر چکی تھیں۔" دعا نے بھنویں سکڑیں۔ اس کے زہن میں ایک خیال آیا لیکن اسمعہ کی وجہ سے خود کو بولنے سے روک دیا۔ اس نے موضوع بدل دیا اور کچھ دیر بعد بہانے سے اسمعہ کو دور بھیج کر صالحہ کو دیکھا۔

ان محافظوں کے نام بتا سکتی ہو مجھے جو میرے ساتھ تھے جب میں "سیر کو گئی؟" اس نے پوچھا تو صالحہ نے سر اثبات میں ہلادیا تھا۔ رات تک صالحہ نے وہ چاروں محافظ دعا کو دور سے دکھا دیے تھے۔

"مجھے شہ...." اس نے خود کو کوسا۔ "بازل سے ملنا ہے۔"

مجھے پہلے اس سے بات کرنی ہوگی۔ "صالحہ نے کہا تو دعا نے سر" اثبات میں ہلادیا تھا۔

شہزادی نیلو فر تصدیق کر چکی تھی کہ جاسم نے حنہ کی مدد نہیں کی تھی۔ مطلب وہ نہیں جانتا تھا کہ حنہ کو پکڑنے کیلئے شہزادی نے اپنے غلام بھیجے تھے۔ اس نے کچھ سوچ کر جاسم کو طلب کیا تھا۔

ہم ایک لمبی سیر پر جانا چاہتے ہیں۔ ایک ماہ پہاڑوں پر گزارنا چاہتے ہیں۔ بابا ہمیں اجازت دے دیں گے۔ ہمیں یقین ہے۔ تم تیاری شروع کرو۔ ہم کل نکلیں گے "شہزادی کا حکم سن کر وہ بے چین ہوا

تھا۔ ایک دن بعد اسے حنہ سے ملاقات کرنی تھی۔ اگر شہزادی کے ساتھ چلا جاتا تو اس سے کیسے ملتا۔ اور مشکل یہ تھی کہ وہ انکار بھی نہیں کر سکتا تھا۔

کیا سوچ رہے ہو غلام؟ "اس کی بے چینی دیکھ کر وہ غصے میں آئی۔" کچھ نہیں۔ "اس نے گڑ بڑا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔"

"لگتا ہے تمہیں ہمارے فیصلے پر اعتراض ہے" نہیں۔ میں کون ہوتا ہوں اعتراض کرنے والا۔ "اس نے کہا تو وہ مسکرائی۔"

ہو تو تم بہت کچھ لیکن ابھی ہم تمہیں نہیں بتا سکتے۔ "نیلو فر نے اس کے چہرے کو دیکھنے سوچا تھا۔ وہ شہزادی تھی۔ مغرور شہزادی۔ جو مر سکتی تھی لیکن اپنی کوئی کمزوری ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔ محبت کا اظہار تو جاسم کو ہی کرنا تھا اور شہزادی منتظر تھی وہ کب اس کی محبت میں گرفتار ہوگا۔

یہ صالحہ کا ہی کمال تھا کہ اسمعہ اور دروازے پر کھڑے دونوں محافظ بے ہوش تھے۔ انہیں رات کے قہوے میں بے ہوشی کی دوا دی گئی تھی جو شہزادے نے صالحہ کو لا کر دی تھی۔ ان کے بے ہوش ہونے کا یقین کرنے کے بعد صالحہ اور دعاد بے قدموں چلتی چھت پر آگئی تھیں۔ شہزادہ اسی جگہ اس کا منتظر تھا جہاں وہ سہ پہر کو ملے تھے۔ اب آدھی رات کا وقت تھا۔ اسمعہ وہاں نہیں تھی سو شہزادہ اس کے روبرو تھا۔ وہ دونوں چاند کی مدھم روشنی میں ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔

"پھر کیا سوچا آپ نے؟"

جانا تو ہے یہاں سے لیکن ایک کام کرو پہلے۔ "وہ ایسے کہہ رہی تھی" جیسے وہ شہزادہ نہ ہو اس کا زر خرید غلام ہو اور شہزادہ بھی ایسی معصومیت سے اس کا حکم سن رہا تھا جیسے واقعی اس کا زر خرید غلام ہو۔

رحمت، بلال، مرصوص اور ندیم۔ ان چار محافظوں کو اغوا کرو۔ کر " سکتے ہو؟ " دے جانے سنجیدگی سے پوچھا۔

بالکل۔ " اس نے یہ بھی نہیں پوچھا ایسا کیوں کر نا ہے اور حامی بھر " لی تھی۔

انہیں شیر شاہ میں ہی کسی محفوظ ٹھکانے پر رکھنا۔ پھر میں یہاں سے " نکلوں گی۔ مجھے ان محافظوں سے کچھ سوالات پوچھنے ہیں۔

ٹھیک ہے۔ نکلنا کیسے ہے؟ " شہزادے نے اہم سوال پوچھا۔ " ابھی سوچا نہیں۔ وقت آنے پر دیکھا جائے گا۔ " وہ کہہ رہی تھی " جب اسے سیڑھیوں پر کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے گھبرا کر اوٹ سے نکل کر دیکھا۔ وہاں صالحہ موجود تھی۔ وہ بھی

گھبرائی ہوئی تھی۔ دو محافظ سیڑھیاں چڑھتے اوپر پہنچ چکے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر شہزادے کو غائب ہونے کا کہتی وہ دروازے سے باہر نکل آئے تھے۔ ان کے پیچھے تائی آلفہ بھی تھی۔ غلاموں

نے دائیں طرف مڑنے والی دیوار کہ طرف جا کر اچھی طرح دیکھا۔
دعا بھی وہیں دیکھنے لگی لیکن وہاں شہزادہ اب نہیں تھا۔ اس نے بے
اختیار شکر کا سانس بھرا۔ تائی آلفہ بھی اچھی طرح ارد گرد دیکھنے کے
بعد اس کی طرف متوجہ ہوئی تھی

یہاں آدھی رات کو کیا کر رہی تھی تم لڑکی؟ "وہ مشکوک نظروں"
سے دعا کو گھور رہی تھی۔ دعا اب تک خود کو سنبھال چکی تھی۔
میں ذرا تازہ ہوا کھانے آئی تھی۔ کمرے میں دم گھٹ رہا تھا اور نیند"
بھی نہیں آرہی تھی۔ "دعا کی آواز تو نہیں البتہ دل لرز رہا تھا۔ کیا پتہ
تائی آلفہ ابھی ہی اسے ٹھکانے لگانے کا سوچ لیتی۔ لیکن وہ نہیں جانتی
تھی شہزادہ اس کمرے کی چھت پر ہی موجود تھا اور تائی آلفہ کی طرف
سے پوری طرح محتاط تھا۔ تائی آلفہ کا بھی ایک دفعہ دل کیا ابھی ہی
اس کے گلے پر چھری چلوادے لیکن جو غلام اس کے راز دار تھے اور
اس کیلئے ہر برا کام کرتے تھے ابھی اس کے پاس موجود نہیں تھے۔

اچھا اب نیچے چلو۔ تمہیں پتہ نہیں اس وقت کھلی جگہ آنے پر جن " پیچھے پڑ جاتے ہیں "تائی آلفہ نے اسے اندر کی طرف کھینچتے کہا۔
فی الحال تو ایک چڑیل ہی پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ "دعا سوچ کر رہ گئی"
تھی۔

تمہارے کمرے کے باہر پہرہ دینے والے محافظ بھی سوئے پڑے " ہیں۔ انہیں تو میں نیچے جا کر پوچھتی ہوں۔ "سیڑھیوں سے نیچے اترتے تائی آلفہ غصے سے بڑبڑا رہی تھیں۔
وہ بھی انسان ہیں آخر۔ سو گئے تو کیا ہوا۔ "دعا نے ان کی حمایت کی۔"
".... اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو"

تو آپ میرے بھائی کو کیا جواب دیتیں؟ "دعا نے اس کی بات مکمل " کی۔ وہ اس کی مزید آواز نہیں سننا چاہتی تھی۔
بہت بد تمیز ہو گئی ہو تم۔ "تائی آلفہ نے ناگواری سے کہا۔"

معافی چاہتی ہوں۔ "اس نے معصوم سامنہ بنا کر کہا البتہ یہ کہیں"
سے نہیں لگ رہا تھا وہ شرمندہ تھی۔ تائی آلفہ بس دانت پیس کر ہی رہ
گئی تھی۔

اگلے دن شہزادہ حیان اور حام ایک ڈھابے پر ایک دوسرے کے
سامنے بیٹھے تھے۔ اور حام اسے عاسل کا پیغام دے رہا تھا۔ کوئی اس کا
نام لے کر بستیوں میں لوٹ مار مچا رہا تھا۔ یہ بات بہت پریشان کن
تھی۔ اسے اپنی توانائی پرواہ نہیں تھی لیکن بے گناہ لوگ شاہ ظہیر کے
اس گھٹیا منصوبے کی بھینٹ چڑھ رہے تھے۔ دوسری طرف دعا
تھی جسے وہ یہاں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا۔ اس صورت میں تو بالکل
بھی نہیں جب اسے جان کا خطرہ تھا۔ اس نے تیزی سے اپنے دماغ
میں ایک لائحہ عمل ترتیب دیا تھا۔

میری بات غور سے سنو حام۔ ہو سکتا ہے ہمیں آج رات ہی یہاں " سے نکلنا پڑے لیکن ابھی مجھے یہاں ایک ضروری کام کرنا ہے۔ اور تم اس میں میرا ساتھ دو گے " شہزادہ اسے اپنا لائحہ عمل سمجھانے لگا تھا۔

شہزادی کو پہاڑوں کی سیر پر جانے کی اجازت مل گئی تھی۔ جانے کی تیاری شام تک مکمل ہو گئی تھی۔ جاسم شہزادی کو روکنے کیلئے کچھ نہ کر سکا لیکن اس نے یونس کو ایک زمرہ داری نبھانے کا کہا تھا۔ جاسم کی غیر موجودگی میں اسے حنہ سے مل کر ایک اہم پیغام دینا تھا۔ پیغام اس نے ایک خط میں لکھ دیا تھا۔ لیکن وہ خط حنہ کی بجائے شہزادی تک پہنچ گیا تھا۔

آپ کی والدہ کا قتل شہزادی حیات نے کیا تھا۔ "خط میں چھپا اہم راز" پڑھ کر نیلو فرکئی پل ساکت رہی تھی۔ پھر اس نے خط کو آتش دان میں جلادیا اور حنہ کو پکڑنے کا منصوبہ یونس کو سمجھا دیا تھا۔ پھر وہ

کمرے سے نکل کر تیار کھڑی بھگی کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کے محافظ اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ جاسم بھی ان میں شامل تھا۔ راستے میں اس کا سامنا شہزادی عصفہ سے ہوا لیکن وہ ر کے بغیر غرور سے نظریں پھیرتی آگے بڑھ گئی تھی۔ شہزادی عصفہ ناک چڑھا کر رہ گئی تھی۔ وہ جاسم کا ہاتھ تھام کر بھگی میں سوار ہوئی تھی۔ دو کنیزیں بھی اس کے ساتھ جارہی تھیں۔ حرم ان میں سے ایک تھی۔ بھگی کے ارد گرد محافظوں کے گھوڑے تھے۔ ایک رتھ بھی ساتھ ہی موجود تھا جس پر شہزادی کیلئے ضرورت کا سامان رکھا گیا تھا۔ وہ چھوٹا سا قافلہ محل سے نکل کر جنگل کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا تھا۔ اسیا ہی میں ڈھلتا نیلا ساک شہزادی نے کھڑکی سے پردہ ہٹا کر باہر منظر دیکھا۔ اس کی کھڑکی کے برابر ایک محافظ کا گھوڑا تھا۔

جاسم کہاں ہے؟ "شہزادی نے اس پوچھا۔"

"وہ آگے ہے"

تم اس کی جگہ جاؤ اور اسے یہاں بھیجو "شہزادی نے حکم دیا۔ وہ نہ " مان کر جاتا کہاں۔ کچھ دیر بعد جاسم اس کی کھڑکی کے برابر محو سفر تھا۔ شہزادی نے اسے فاتحانہ انداز میں مسکرا کر دیکھا تھا۔ نیلی شام میں اس کی وہ مسکراہٹ بڑی دل آویز تھی۔ پہلی مرتبہ جاسم کے دل میں عجیب سے احساسات نے جنم لیا تھا۔

سنا ہے اس کے لبوں سے گلاب جلتے ہیں
سو ہم بہار پہ الزام دھر کے دیکھتے ہیں

چیتے سے نمٹنے کیلئے آج پھر سردار ار ترضی ڈیرے پر ٹھہرا تھا اور تائی آلفہ آج رات دعا کا کام تمام کرنے کا پورا منصوبہ بنا چکی تھی۔ لیکن عین وقت پر اسے پتہ چلا تھا جو چار محافظ اس کے رازدار تھے وہ غائب تھے۔ اسے پریشانی نے آن گھیرا۔ اس نے انہیں تلاش کرنے کی بھی کوشش شروع کر دی لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ دوپہر سے انہیں کسی

نے نہیں دیکھا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا وہ کہاں تھے سوائے ایک غلام کے جو شہزادہ تھا۔ ان چاروں کی موجودگی سے کام کافی آسان ہو سکتا تھا لیکن اب اس کے پاس صرف افضال ہی بچا تھا اور دو کنیزیں بھی جو اس کے راز میں شریک تھیں۔ تائی آلفہ نے صالحہ کو دعا سے دور بھیج کر ان دونوں کنیزوں کو اس کے کمرے میں بھیج دیا اور اس نے کمرے کے باہر دروازے کے دائیں بائیں کھڑے محافظوں میں سے ایک افضال تھا جو آج دعا کو مارنے کا پکارا رہ کر چکا تھا۔ وہ کئی بار اس اب وہ اسے مارنے کیلئے جنونی ہو رہا تھا۔ لیکن وہی۔ سے بچ چکی تھ نہیں جانتا تھا کہ دروازے کے بائیں جانب شہزادہ کھڑا تھا۔ ایک دعا کو مارنا چاہتا تھا اور دوسرا اسے بچانے کیلئے تیار تھا۔ حیام نے اس محافظ کو بھی خرید لیا تھا جسے تائی آلفہ نے افضال کے ساتھ دعا کے کمرے کے باہر پہرہ دینے کا کہا تھا۔ حیان نے اسے بھی ایک ہیرہ دیا تھا۔ وہ تائی آلفہ کے اپنے کمرے میں جانے کے فوراً بعد ہی غسل خانے میں

جانے کا بہانہ کر کے وہاں سے ہٹ گیا تھا اور شہزادہ اس کی جگہ آکھڑا ہوا تھا۔ نیم اندھیرے کے باعث افضال پہچان نہ سکا محافظ بدل چکا تھا۔ ابھی کچھ غلام ادھر ادھر گھومتے کام کر رہے تھے۔ تائی آلفہ نے اسے آدھی رات کو دعا پر وار کرنے کا کہا تھا۔ حیان نہیں جانتا تھا کہ اس کے ساتھ کھڑا شخص ہی حملہ آور ہے لیکن وہ اس سے محتاط تھا۔ اسے تربیت ہی ایسے انداز میں دی گئی تھی کہ وہ ہر طرف سے محتاط اس نے بھی دعا کو یہاں سے نکالنے کیلئے آدھی رات کا۔ رہتا تھا وقت مقرر کیا تھا۔

رات گہری ہو رہی تھی۔ آج تیسرا دن تھا۔ دعا کو نیند نہیں آرہی تھی۔ اس کی آنکھیں نیند نہ ملنے کے باعث سرخ تھیں۔ آنکھیں کو کے گرد حلقے پڑے چکے تھے۔ وہ بہت تھکن محسوس کر رہی تھی۔ لیکن جان جانے کا خوف اس تھکن سے زیادہ تھا۔ وہ اگر سوتی تو اپنی دنیا میں واپس جاسکتی تھی لیکن کیا پتہ اس کے اپنی دنیا میں جانے سے

پہلے ہی اس کا کام تمام ہو جاتا۔ اور اگر وہ واپس جانے میں کامیاب ہو بھی جاتی تو اگلی دفعہ اس کی اینٹری یہیں ہونی تھی۔ اب تو شہزادہ یہاں موجود تھا اور وہ اس کی مدد لے سکتی تھی لیکن ہو سکتا تھا اگلی دفعہ وہ وہاں نہ ہو۔ اچانک اسے خیال آیا شہزادے کے نام سے کوئی حفر کی سرحدی بستیوں میں لوٹ بھی مچا رہا تھا۔ اسے واپس جا کر اس سے نمٹنا چاہیے تھا لیکن وہ اس کی وجہ سے یہاں رکا ہوا تھا۔ کتنی خود غرض تھی وہ۔ اپنی جان جانے کے خوف نے اسے یہ بھی بھلا دیا تھا کہ اپنے بھی ڈھیروں کام ہیں۔ وہ اس کا غلام بنا نہیں رہا شہزادے کے سکتا تھا۔ وہ حکمرانی کیلئے پیدا ہوا تھا۔ وہ مستقبل کا سلطان تھا۔ وہ کیسے اس سے اپنے کام کروا سکتی تھی۔ اسے خود پر غصہ آنے لگا تھا۔ اس کا دل کیا ابھی جا کر شہزادے سے کہے واپس چلا جائے لیکن وہ کیسے کہتی۔ اس کے ساتھ موجود کنیزیں ابھی تک نہیں سوئیں تھیں۔ ان میں ایک اسمعہ بھی تھی۔ دوسری کافی موٹی اور طاقتور لگتی تھی۔ وہ ان

سے بچ کر کمرے سے نہیں نکل سکتی تھی۔ اسے ان کے سونے کا انتظار تھا لیکن وہ سو ہی نہیں رہی تھیں۔ اب وہ ان کو لوریاں دینے سے تو رہی تھی۔ اچانک اسے کمرے سے باہر سے عجیب سے آوازیں آنے لگی تھیں۔ اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اگلے ہی پل دونوں کنیزیں اس پر جھپٹیں تھیں اور اس کے دونوں بازو جکڑ لیے تھے۔ وہ گھبرا کر خود کو چھڑوانے لگی تھی۔ اور دروازے سے باہر افضال اور شہزادہ ایک دوسرے کے مد مقابل تھے۔ افضال کوتائی آلفہ نے دعا سے پہلے دوسرے محافظ کو مارنے کا حکم دیا تھا کیونکہ وہ اس کا راز دار نہیں تھا لیکن اس خوش نصیب محافظ کو ہیرے کے ساتھ مزید زندگی مل گئی تھی۔ کبھی کبھی خدا ہم پر ایسے مہربان ہوتا ہے کہ ہم جان بھی نہیں پاتے۔ ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا ہم کتنی بڑی مشکل سے بچا لیے گئے ہیں۔ وہ محافظ اگر اس جگہ کھڑا ہوتا تو یقیناً مارا جاتا لیکن شہزادہ مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ محتاط بھی تھا۔ افضال نے

اچانک سے اس پر چاقو سے حملہ کیا تھا۔ وہ بھی اتنی ہی پھرتی سے ذرا سا سائیڈ پر ہوتا اس کا چاقو والا ہاتھ تھام کر دوسرے ہاتھ سے اس کا گریبان جکڑتا اسے دیوار سے دے مارا۔ اس کے سر میں شدید چوٹ لگی۔ لیکن اس نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا اور خود کو شہزادے کے اگلے وار سے بچایا تھا۔ حیان نے دائیاں پاؤں اسے مارنا چاہا تھا لیکن وہ پیچھے کھسک گیا۔ شہزادہ ر کے بغیر گھوما اور دوسرا پاؤں اسے دے مارا۔ وہ اچھل کر پیچھے گرا۔ اسے دوران حیان چاقو اپنے لباس سے نکالتا اس کی طرف بڑھا تھا۔ افضال نے زمین سے اٹھنے بغیر اس کی طرف چاقو پھینکا۔ وہ ایک طرف ہوا لیکن چاقو اس کے بازو پر لگا۔ اگلے پل اس کا چاقو تیزی سے ہوا کو چیرتا افضال کی گردن کے آر پار ہو گیا تھا۔ مرنے سے پہلے افضال کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی تھیں۔ وہ کچھ لمحے تڑپنے کے بعد ٹھنڈا پڑ گیا۔ اسے مرتے دیکھ کر حیان نے بے رحمی سے چاقو اپنے بازو سے نکالا تھا۔ اور کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

اندر کا منظر حیران کن تھا۔ دعا دو کنیزوں سے برسرِ پیکار تھی ایک کنیز زمین پر گری اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھے کراہ رہی تھی اور دوسری دعا کو قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کمرے کے باہر قدموں کی آواز اور غلاموں کا شور سنائی دینے لگا تھا۔ وہ مزید یہاں نہیں رک سکتے تھے۔ حیان نے دعا کے ساتھ لپٹی جونک نما عورت کو بازو سے پکڑ لیا۔ ایک دم سے پیچھے ہٹا یا اور اسے کلائی سے تھام کر کھینچتا کمرے کے باہر لے آیا تھا۔ ابھی وہ کمرے سے کچھ ہی دور آئے تھے کہ تین غلام شہزادے کے سامنے آ گئے۔ حیان اسے اپنے پیچھے کرتے اس کا ہاتھ چھوڑا اور صرف تین وار کیے۔ دعا اس لائیو ایشن کو دیکھ کر مسحور سی رہ گئی تھی۔ وہ تینوں کراہتے نیچے گر گئے تھے۔ باقی محافظ ابھی دور تھے۔ کنیزیں بھی وہاں جمع ہو رہی تھیں۔ اور تائی آلفہ بھی بت بنی کھڑی وہ سب دیکھ رہی تھی۔ حیان دعا کا ہاتھ تھامے اب باہر کی طرف بھاگ رہا تھا۔ غلام ان کے پیچھے تھے۔ تائی آلفہ یکدم ہی

چنگھاڑ کر انہیں ہدایات دینے لگی تھیں۔ شہزادے اور دعا کا رخ
اصطبل کی طرف تھا۔ وہاں حام دو تیار گھوڑے لیے کھڑا تھا۔ حیان
گھوڑوں کے قریب آتے ہی اچھل کر ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور
دوسرے ہی پل اسے وہ دعا کو بھی اوپر کھینچ چکا تھا۔ دعا سمجھی تھی
وہ اس افتاد پر سانس روک گئی تھی۔ کن دوسرا گھوڑا اس کیلئے تھالی
گھوڑا گلے ہی پل ہوا سے باتیں کرنے لگا تھا۔ حام کا گھوڑا بھی ان کے
گھوڑے سے کچھ پیچھے تھے۔ محافظ ان کا پیچھا کرنے کیلئے گھوڑوں کی
طرف بھاگے تھے لیکن وہ حویلی کی حدود سے نکل چکے تھے۔ اب
انہیں گھیرنا مشکل تھا۔ دعا شہزادے کے سینے سے سر لگائے، آنکھیں
بند کیے سختی سے کندھے کو تھامے ہوئی تھی۔ اس کا قد حیان کی
ٹھوڑی سے ایک انچ نیچے تھا۔

دعا آپ ٹھیک ہیں؟ "شہزادے نے چہرہ جھکا کر اسے کے جھکے سر کو"
دیکھا۔ وہ کہنا چاہتی تھی بس ایک مسئلہ تھا کہ وہ اس کے ساتھ گھوڑے

پر سواری نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن ابھی یہ ممکن نہیں تھا۔ وہ اکیلے اتنی تیز گھڑ سواری نہیں کر سکتی تھی۔ وہ پھر اپنے ہی بارے میں سوچ رہی تھی۔ اور جانتی ہی نہیں تھی کہ شہزادہ اسے اپنے دل کے بہت قریب محسوس کر رہا تھا۔ اس کی محبت شدت اختیار کر رہی تھی۔ آپ جواب کیوں نہیں دے رہیں؟ کچھ ہوا تو نہیں؟ "حیان نے" دوبارہ پوچھا تو اس کے انداز میں بے چینی تھی۔ نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔ "اس کی مری مری آواز نکلی تھی۔" میں جانتا ہوں آپ غیر آرام ہیں اس وقت لیکن تھوڑی دیر انتظار کریں۔ پھر آپ کو الگ گھوڑا مل جائے گا "وہ نرمی سے بولا تو دعا حیران رہ گئی۔ وہ کیسے اس کے دل کا حال جان گیا تھا۔ اس کے لب خود بخود ایک مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

معصوم شہزادہ۔ "دل نے شہزادے کو معصوم شہزادے کا لقب دیا"

تھا۔

کچھ دیر تک ان کا پیچھا ہوتا رہا لیکن جب وہ ایک بازار میں گھسے تو پیچھا کرنے والے پیچھے رہ گئے اور وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ حیان نے ایک جگہ گھوڑا روکا اور نیچے اتر آیا۔ حام بھی گھوڑا روک کر نیچے اتر آیا تھا۔ اسے اب پیدل سفر کرنا تھا۔ اپنے شہزادے کیلئے وہ اتنا تو کر ہی سکتا تھا۔ دعا کو ٹھیک سے گھوڑے پر سیدھا بٹھا کر وہ دوسرے گھوڑے پر آگیا اور ان کے گھوڑے آگے بڑھنے لگے۔ اب بھی ان کی رفتار تیز تھی لیکن اتنی نہیں کی دعا گھوڑے کو سنبھال ہی نہ سکتی۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک مکان میں پہنچ گئے تھے جہاں شہزادے نے چاروں محافظوں کو قیدی بنار کھا تھا۔ وہ اور دعا گھوڑے روک کر ایک ساتھ اندرونی عمارت کی طرف بڑھے تھے۔

ان کی ایڈوانس مرمت تو کر دی تھی نانا کہ مجھے اپنے سوالات پوچھنے "میں زیادہ دقت نہ ہو؟" دعا نے شان بے نیازی سے پوچھا تھا۔ شہزادہ دھیرے سا ہنس پڑا۔

ہاں کر دی تھی۔ ویسے آپ کو کیسے پتہ ایسا کرنا چاہیے؟ "وہ اس کی" طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ مسکرائی تھی۔ خوبصورت چہرے کے ارد گرد سیاہ بال جو نیچے سے بل دار تھے اور شہزادے کو گھنگریالے لگتے تھے اس پل شہزادے کو کچھ زیادہ ہی پیارے لگے تھے۔

مجھے بڑا پتہ ہے۔ بس تم نہ ہی پوچھو "اسے یاد آیا وہ درجن بھر تو" انویسٹیکیشن سینٹر لکھ چکی تھی۔

اچھا نہیں پوچھتا۔ "شہزادے نے سعادت مندی سے کہا۔ دعا نے "اسے گھورا۔ اسے اتنا معصوم نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اگر اس پر دل آجاتا تو وہ کہیں کی نہ رہتی۔ جب واپس جاتی تو یہاں کی یاد ستاتی اور جب یہاں آتی تو وہاں کی یاد ستاتی۔ وہ دور ہے کی مسافر نہیں بننا چاہتی تھی

وہ دونوں مکان کے تہ خانے میں اترے تو سامنے ہی چاروں محافظ بندھے ہوئے زمین پر پڑے نظر آئے تھے۔ شہزادے نے ایک کرسی کھینچ کر ان کے سامنے کی اور دعا کو اس پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دعا گہری سانس بھرتی کرسی پر آ بیٹھی۔ وہ معصومیت تھوڑی کم نہیں کر سکتا تھا کیا۔ اس نے جل کر سوچا تھا۔ شہزادہ آگے بڑھا اور ان کو دیوار کے ساتھ سیدھا بٹھاتا ان کے منہ سے کپڑے نکالنے لگا۔ چلو اب شروع ہو جاؤ۔ جو سوال پوچھا جائے اس کا فوراً جواب دینا" ورنہ میرے ہاتھوں کے جوہر تم لوگ پہلے ہی ملاحظہ کر چکے ہو۔" حیان نے چبا چبا کر لفظ ادا کیے تھے۔ شہزادہ اتنا بھی معصوم نہیں تھا۔ وہ سوچ کر محظوظ ہوئی۔ اور قیدیوں کی طرف دیکھا۔ وہ اس کے سوالوں کے جواب دینے کیلئے تیار نظر آتے تھے۔

جس دن میں پہاڑی نالے میں گری تھی تم لوگ میری حفاظت کر" رہے تھے ہیں نا؟" دعا ٹانگ پر ٹانگ رکھے آگے کو جھکی ان سے پوچھ

رہی تھی۔ شہزادہ اس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ قیدیوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

میں پہاڑی نالے میں کیسے گری تھی۔ اب یہ مت کہنا اتفاقاً۔ میں "جانتی ہوں تائی آلفہ مجھے مارنا چاہتی تھیں۔ اور تم لوگ ان کے راز دار ہو" آخری بات اس کا تکا ہی تھا۔ لیکن ان کے چہرے سفید پڑتے دیکھ کر اسے اپنا تکا ٹھیک لگنے کا پتہ چل گیا تھا

ابھی تک بولنا شروع نہیں ہوئے تم لوگ؟ میں شروع ہو جاؤں پھر "؟" حیان نے کہا تو وہ سب ایک دم سے بولنا شروع ہو گئے۔ دعانے ایک مسکراتی نظر شہزادے پر ڈالی۔ وہ بھی مسکرایا۔ دعانے اس کی خوبصورت مسکراہٹ دیکھنے پر خود کو ستے نظریں واپس موڑیں۔

ایک بولو۔ "اس نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔"

آپ ڈر کر بھاگیں تھیں اور پہاڑی نالے میں گر گئی تھیں۔ "اس" نے تیزی سے بتانا شروع کیا تھا۔

دعا اس دن بہت خوش تھی جب اسے شیر شاہ کے ایک خوبصورت پہاڑ کی سیر کرنے کی اجازت ملی تھی۔ وہ پہاڑ جس کے ساتھ ایک پہاڑی نالا بہتا تھا۔ وہ پہاڑ جس میں کئی غاریں تھیں اور اس کی چوٹی برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ دور سے وہ پہاڑ بہت خوبصورت دکھائی دیتا تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی نزدیک سے خوبصورت پہاڑ بہت خوفناک نظر آتے ہیں۔ وہ اپنی کنیزوں کے ساتھ پہاڑ کی جانب چل دی۔ اس کے محافظ بھی ساتھ تھے جن کی تعداد چار تھی اور وہ چاروں تائی آلفہ کے نمک خوار تھے۔ تائی آلفہ دعا کو مارنے کا پورا منصوبہ بنا چکی تھی۔ وہ شوقیہ ایسا نہیں کر رہی تھیں لیکن ان کی ایک مجبوری تھی۔ وہ کالے جادو کا علم سیکھ رہی تھیں۔ انہیں شیطان کو خوش کرنے کیلئے ایک جوان لڑکی کا خون بہانا تھا۔ تبھی اس کی قید میں ڈھیروں جن آسکتے تھے۔ ایک وہی طریقہ تھا جو انہیں طاقتور بنا سکتا

ان کے جادو گر استاد نے کہا ہا تھا۔ اور انہیں طاقتور بننے کا جنون ت تھا دعا کو ہی قتل کرنا ہو گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

پہاڑ کے قریب آ کر وہ پہاڑی نالے کے اوپر سے ایک پل کے ذریعے گزرے تھے۔ پل کئی سال پرانا تھا۔ اس کے جنگلے کے کئی حصے ٹوٹے ہوئے تھے۔ دعا کو اس پر سے گزرتے ہوئے بہت ڈر لگا تھا لیکن وہ ایڈوینچر پسند تھی۔ اسے یہ مہم سرانجام دینی ہی تھی۔ وہ تو پہاڑی کی برف پوش چوٹی تک پہنچنا چاہتی تھی۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ زندگی اسے اس پہاڑ کے دامن میں چھوڑ دے گی۔ پل سے گزر کر وہ پہاڑ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگے۔ راستہ اوپر کی طرف جا رہا تھا اور پہاڑ کے گرد گھوم رہا تھا۔ راستے کے ایک طرف تو پہاڑ کی سنگلاخ چٹانیں تھیں اور دوسری طرف ٹھنڈے پانی کا نالہ بہہ رہا تھا۔ وہ کچھ دیر تک پہاڑ کر گرد گھومتا تھا پھر اپنا راستہ تبدیل کر لیتا تھا۔ ایک جگہ راستہ اتنا تنگ تھا کہ کوئی مضبوط اعصاب کا شخص ہی وہاں سے گزر

سکتا تھا۔ قدموں کی ذرا سی ڈگمگاہٹ اسے ٹھنڈے نالے میں پھینک
تھ آنے والی تین کنیزوں میں سے دو نے سا سکتی تھی۔ دعا کے
آگے جانے سے انکار کر دیا۔ دعا نے ان پر زبردستی نہیں کی۔ جو اس
کے ساتھ آگے جانا چاہتی تھی اسے بھی روکا لیکن وہ دعا کا ساتھ
چھوڑنے کو راضی نہیں تھی۔ پھر انہوں نے وہ راستہ پار کر لیا۔ دعا کو
اپنا آپ بہت بہادر لگنے لگا۔ اس راستے کو پار کرنا خاص کر کسی لڑکی
کیلیے آسان نہیں تھا۔ ان کے ساتھ مرد غلام بھی اس راستے سے
گزرتے ہوئے خوف محسوس کیے بنا رہ نہیں سکے تھے۔ جہاں ٹھنڈا
نالا پہاڑ کا ساتھ چھوڑتے تھے وہاں پہنچنے تک انہیں رات ہو گئی۔
قریب ہی ایک غار موجود تھی جسے روشن کر کے رہنے کے قابل بنا دیا
گیا۔ دعا اور کنیز اس غار میں رہیں جبکہ غلام باہر پہرہ دینے لگے۔ اس
رات دعا کو نیند نہیں آئی تھی۔ وہ آدھی رات کا وقت تھا۔ اچانک
ایک ہوا کا جھونکا غار میں داخل ہوا اور مشعلیں بجھ گئیں۔ لیکن

تا محسوس ہوا تھا۔ ہو آسمان پر کڑکتی بجلی میں دعا کو غار میں کوئی داخل اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔ دعا نے بمشکل منی پر ہاتھ رکھ کر خود کو چیخ مارنے سے روکا تھا اور اپنے ساتھ لیٹی کنیز کو جھنجھوڑ کر اٹھا دیا۔ کنیز ابھی کچھ سمجھ نہیں پائی تھی کہ حملہ آور دعا پر جھپٹا تھا۔ اس نے دعا کو بالوں سے پکڑ کر کنیز سے دور کیا اور اس کا چہرہ اونچا کرتے چاقو گردن کے قریب کیا لیکن کنیز چیختی اس پر ایسے آپڑی کے وہ ایک طرف کو گر پڑا اور دعا کو اس کی گرفت سے نکل بھاگنے کا موقع مل گیا۔ بجلی ایک دفعہ پھر چمکی۔ وہ غار کے دہانے کی طرف بھاگی۔ باہر بارش تیزی سے برس رہی تھی اور کوئی پہرے دار موجود نہیں تھا۔ وہ سب کسی اور غار میں جا چکے تھے لیکن ایک غار سے باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ بلال تھا۔ تیز بارش میں۔ بھاگتی وہ لڑکی چیخ رہی تھی۔ کسی کو مدد کیلئے پکار رہی تھی۔ وہ اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا لیکن اسے اس ہنا سے بہت خوفزدہ کر گیا تھا۔ دیک بے بسی کے عالم میں

دعا لباس کے دامن کو اٹھائے تیزی سے ننگے پاؤں تنگ رستے پر بھاگ رہی تھی۔ جس کے ساتھ ساتھ پہاڑی نالازم و شور سے بہہ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے جو بارش اور رات کے اندھیرے نے چھپا رکھے تھے۔ وہ خوف سے کانپ رہی تھی۔ اسے حملہ آور کے قدم اپنے پیچھے آتے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ بھاگ بھاگ کر اور چیخ چیخ کر تھک گئی تھی۔ اس کی ٹانگیں بے جان ہو گئی تھیں۔ اس سے مزید بھاگا نہیں گیا تو وہ گھٹنوں کے بل گر گئی۔ قدموں کی آواز مزید قریب آنے لگی۔ اگر حملہ آور چاہتا تو کچھ ہی لمحوں میں اسے پکڑ کر مار دیتا لیکن وہ اس کو مارنے سے پہلے بھگانا چاہتا تھا۔ اس کے خوف سے حظ اٹھا رہا تھا۔ قتل کرنا اور قتل سے پہلے مرنے والے کا ڈر اسے بہت بھاتا تھا۔ اب بھی وہ پر سکون سا چلتا اس کے قریب آ رہا تھا جیسے اسے یقین تھا وہ کمزور سی لڑکی اس سے بچ کر زور لڑکی اس حملہ آور کے کم کہیں نہیں جاسکے گی۔ لیکن وہ

ہاتھوں یوں بے بس ہو کر مرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔
حملہ آور اب اس سے کچھ قدم ہی دور تھا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور پیچھے
کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ جانتی تھی وہ ابھی لڑ کھڑا کر ٹھنڈے پانی میں
گر جائے گی لیکن سامنے بھی تو موت تھی۔ چاقو سے گردن کٹنے کا
زیادہ درد ہونا تھا یا پانی میں گر کر سانس گھٹنے سے موت کا درد زیادہ
تھا۔ وہ یہی سوچ رہی تھی۔ اسے لگا چاقو سے زیادہ درد ہو گا۔ وہ
لڑ کھڑائی لیکن اس نے خود کو بچانے کی کوشش نہیں کی اور وہ پانی میں
گر گئی۔ ایک دلخراش چیخ اس کے لبوں سے نکلی اور اگلے ہی پل پانی
میں چھپا کے کی آواز آئی۔ غار کے دہانے پر کھڑے غلام کا دل دہل گیا
لیکن پتھر دل حملہ آور کو افسوس ہوا کہ وہ اسے نہ مار سکا۔ وہ واپس پلٹا
اور غار میں موجود کنیز کی گردن پر چاقو کے وار کر کے اپنا غصہ اتارنے
سمان پر چمکتی بجلی اور گڑ گڑاتے آگے۔ باہر بارش ابھی بھی جاری تھی۔
بادل جیسے اس ظالم کے ظلم پر احتجاج کر رہے تھے۔

بلال نے مختصر اَدعا کی موت کا واقعہ بتایا تھا جو اس نے دیکھا تھا۔ دعا کی مایوسی حد کو پہنچ چکی تھی جبکہ حیان ساکت سا تھا۔

کیا میرے بچنے کا تھوڑا سا بھی امکان نہیں تھا؟ "دعا نے گہری" سانس بھری۔

نہیں۔ "وہ خود حیران تھا وہ دوبارہ زندہ ہو کر کیسے واپس آگئی تھی۔" تم تو دعا کے محافظ تھے۔ تمہیں پچھتاوا نہیں ہوتا کہ ایک کمزور لڑکی مدد کیلئے تمہیں پکارتی رہی اور تم آگے نہیں بڑھے۔ اسے نہیں بچایا۔ تم نے اسے اپنی آنکھوں کے سامنے پانی میں گرتے دیکھا۔ کیا یہ انسانیت ہے؟ "وہ سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔ اسے دعا کے مرجانے کا بہت دکھ ہو رہا تھا۔ وہ کتنی پر امید تھی کہ اس دنیا کی دعا شہزادے کیلئے ایک بہترین سا تھی ثابت ہوگی۔ لیکن وہ تو مر چکی تھی۔ وہ چاہے اس کیلئے فیمنٹسی ورلڈ تھی لیکن وہاں موجود لوگوں کیلئے حقیقی دنیا

تھی اگر وہ اس کی دنیا کے بارے میں جان جاتے تو اسے فیہ منٹیسوری ورلڈ ہی سمجھتے۔ یا ہو سکتا تھا تین صدیاں پہلے دعا کی ہی دنیا میں یہ سب کہیں رونما ہو چکا ہو اور وہ ٹائم ٹریول کے ذریعے وہاں پہنچی ہو۔ وہ یقین سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی کہ اصل وجہ کیا تھی آخر۔

بلال نے سر جھکا لیا۔ دعا نے کرسی سے اٹھ کر شہزادے کو دیکھا۔ دعا کی آنکھیں نم تھیں۔ حیان ان آنکھوں میں خود کو فنا ہوتا محسوس کر رہا تھا۔

ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے۔ یہ قتل میں برابر کے شریک "تھے" وہ سرد سے لہجے میں کہہ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی تھی جو اوپر کی جانب جاتی تھیں۔ اور بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا شہزادہ اس کے حکم کی تعمیل نہ کرتا۔ اسے چند لمحے ہی لگے تھے ان سب کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے۔ سیڑھیوں پر چڑھتی دعا کے زہن میں وہ منظر

تھا جس میں اس زمانے کی دعا اس کی ہم نام اور اس کی ہم شکل بے گناہ
ماری گئی تھی۔

قافلہ ایک حسین وادی میں پہنچ چکا تھا۔ وادی میں چند بستیاں تھیں
جن کے سرداروں کو پہلے سے ہی شہزادی کی آمد کی اطلاع دے دی
گئی تھی۔ شہزادی کا استقبال بہت پر تپاک کیا گیا تھا۔ اس کیلئے سرخ
قالین بچھایا گیا تھا۔ جس پر وہ چل کر سردار کی حویلی کے اندرونی حصے
میں پہنچی تھی۔ سردار کے خاندان کی عورتیں اور کنیزیں اس کے
سامنے بچھی چلی جا رہی تھیں۔ وہ بے نیاز سی غرور سے گردن
اکڑوئے آگے بڑھ رہی تھی۔ ایک آرام دہ کمرے میں پہنچ کر اس نے
جلد ہی سب کو تخلیہ کہہ دیا تھا۔ اور مسہری پر گر کر سو گئی تھی۔ شام
کو وہ اٹھی تھی۔ کنیزوں نے اس کے کیلئے نہانے کا بندوبست کیا۔
نہانے کے بعد نئے کپڑوں میں ملبوس وہ کمرے سے نکل کر بہت سی

عورتوں کے جھرمٹ میں چلتی حویلی کے ساتھ موجود ایک سبزہ زار پر آئی جنہوں محفل کا بندوبست کیا گیا تھا۔ ایک تخت کے گرد گول ادارہ بہت بڑا تھا۔ ک دائرے میں کئی کرسیاں پڑی تھیں۔ کرسیوں دائرے کے بالکل درمیان لکڑیوں کا الاؤ جلا یا گیا تھا۔ جو ٹھنڈک کے ساتھ اندھیرے کو بھی کم کر رہا تھا۔ شہزادی کو تخت پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے ساتھ زمین پر کشمش پڑے تھے جن پر اس کی کنیزیں بیٹھ گئیں۔ دو محافظ اس کے تخت کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ باقی تخت کے پیچھے کھڑے تھے۔ جاسم نیلو کے دائیں جانب آگے ہی موجود تھا۔ شہزادی کے سامنے ایک میز بھی رکھا گیا جس پر کئی قسم کے مشروب تھے۔ اس نے آم کا جوس پسند کیا تھا۔ کنیزوں نے جوس گلاس میں ڈال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ کرسیوں پر سردار اس کے خاندان کے افراد اور بستی کے اہم لوگ بیٹھ چکے تھے۔ باقی لوگ کرسیوں سے پیچھے کھڑے تھے۔ ایسا لگتا تھا شہزادی کو دیکھنے جیسے ساری بستی ہی

نکل آئی ہو۔ شہزادی کو اپنے سامنے خوبصورت پہاڑوں کے ہیولے
نظر آرہے تھے۔ فضا میں گوشت بھوننے کی خوشبو بسی ہو تھی۔ اسی
رف ہرن اور مرغ کا گوشت بھونا جارہا تھا۔ آن کی ط سبزہ زار پر یک
آن میں ر قاصائیں آگ کے الاؤ کے ارد گرد جمع ہو گئیں۔ موسیقی
کے آلات ہر جانب دھنیں بکھرنے لگے اور ر قاصاؤں کے پاؤں ان
دھنوں پر تھرکنے لگے۔ وہ میم برہنہ تھیں۔ ان کے پیروں میں
گھنگرو تھے۔ وہ ہیجان انگیز انداز میں اپنے جسم کو حرکت دے رہی
تھیں۔ شہزادی کو منظر پسند نہیں آیا تھا۔ اسے ہمیشہ سے ایسے مناظر
پسند نہیں آتے تھے۔ اس کی نظر میں سینکڑوں لوگوں کے سامنے
عورتوں کو ایسے نچوانا عورت ذات کی توہین تھی۔ شہزادی نے ارد
گرد نظریں دوڑائیں۔ سب کی نظریں ان کے جسموں پر چپکی تھیں۔
صرف اس کے محافظ تھے جو نظریں جھکائے ہوئے تھے اس نے ہاتھ
میں پکڑا گلاس میز پر دے مارا۔ اچانک فضا میں سناٹا چھا گیا۔ سب سہم

کر شہزادی کی طرف دیکھنے لگے۔ شہزادی کی چبھتی نظریں رقا صاؤں پر تھیں۔ جو ساکت سی اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

شہزادی! "جاسم نے فکر مندی سے اسے ہکا را۔"

ہمیں عورتوں کا رقص دیکھنے کا قطعاً شوق نہیں۔ "اس نے سردار کو دیکھا۔ وہ گڑ بڑا گیا۔

معافی چاہتا ہوں شہزادی۔ میں جانتا نہیں تھا "سردار اٹھ کھڑا ہوا۔"

لیکن مردوں کا رقص دیکھنے میں تھوڑی دلچسپی رکھتے ہیں ہم۔"

شہزادی نے چہرہ واپس پھیرا۔ سب کے منہ کھلے۔ اگلے منظر میں

رقا صاؤں کی جگہ کچھ مرد بے ڈھنگا سار رقص کر رہے تھے۔ ان میں

سب سے آگے سردار خود تھا جس کا چہرہ اہانت سے سرخ پڑ رہا تھا۔

لیکن شہزادی کے حکم سے انکار کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

جاسم کے چہرے پر پہلی دفعہ شہزادی کی وجہ سے مسکراہٹ آئی تھی۔

شہزادی نے نظریں گھما کر اسے دیکھا تو اس نے جلدی سے منہ سیدھا کیا۔

"غلام تمہیں رقص آتا ہے کیا؟"

ج... جی "اسے جنگی تربیت میں ایک رقص بھی سکھایا گیا تھا جس میں سارا جسم تو ساکت رہتا تھا لیکن صرف پاؤں حرکت کرتے تھے۔

تو پھر انہیں بتاؤ رقص کیسے کرتے ہیں۔ بہت برا رقص کر رہے ہیں۔" یہ۔ "شہزادی نے حکم جاری کیا۔ کچھ دیر بعد جاسم شہزادی کے عین سامنے ایک خوبصورت رقص پیش کر رہا تھا۔ باقی لوگ اس کے رقص کو دیکھ کر اس کی تقلید کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ شہزادی پلک جھپکے بغیر اسے دیکھے جا رہی تھی۔ اس کے لبوں پر ایک پرافسوں سی مسکراہٹ تھی۔

اپنے ہر ہر لفظ کا خود آئینہ ہو جاؤں گا
اس کو چھوٹا کہہ کے میں کیسے بڑا ہو جاؤں گا
وہ دونوں ایک ہال میں بیرونی دروازے کے قریب آمنے سامنے
کھڑے تھے۔ شہزادہ اس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن اسے الفاظ
نہیں مل رہے تھے یا وہ جھجھک رہا تھا۔ دعا نے چند لمحے اسے دیکھنے کے
بعد نظریں پھیر کر دروازے سے باہر رات کی تاریکی کو دیکھا تھا۔
"میں جانتی ہوں تم مجھ سے بہت سے سوالات پوچھنا چاہتے ہو۔"
کیا میں پوچھ سکتا ہوں؟ "وہ بہت معصومیت سے پوچھ رہا تھا۔ دعا"
نے مسکرا کر اسے دیکھا۔
پوچھو۔ "اس نے بازو سینے پر باندھے۔"
بلال نے کہا آپ کے بچنے کا امکان بالکل بھی نہیں تھا پھر... "وہ"
ایک پل کو رکا۔

میں کیسے بچ گئی؟" دعانے بھنویں اچکائیں۔ شہزادے نے آہستگی سے سر اثبات میں ہلایا جیسے وہ کسی ٹرانس میں ہو۔

میں وہ دعا نہیں ہوں۔" حیان نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

میں اس کی ہمشکل ہوں اور ہم نام بھی۔" دعانے مزید کہا تو حیان نے لبوں پر آتے اگلے سوال کو بمشکل روکا تھا۔ یہ گستاخی میں شمار ہوتا اگر جو وہ پوچھتا کہ پھر آپ نے جھوٹ کیوں بولا تھا۔ دعا جانتی تھی اب اس کے زہن میں کیا سوال ابھر رہا ہوگا۔ لیکن اس سوال کا جواب وہ نہیں دینا چاہتی تھی۔ وہ کیسے اسے بتاتی کہ خود سے اس کی محبت کا بوجھ اتارنے کیلئے وہ اسی کے زمانے کی دعا کو ڈھونڈنا چاہتی تھی۔

پھر آپ کون ہیں اور کہاں سے آئی ہیں؟" شہزادے نے گستاخ سوال کو چھوڑ کر اگلا سوال کیا۔ دعانے آنکھیں بند کر کے کچھ سوچا۔

سمجھ لو میں کسی اور دنیا سے آئی ہوں" اس نے گول مول جواب دیا۔

کوہ قاف سے؟ 'شہزادے نے دلچسپی سے پوچھا۔ وہ دھیرے سے "ہنس کر نفی میں سر ہلا گئی۔

نہیں۔ میرا تعلق انسانوں سے ہے اور میں جادو گرنی بھی نہیں ہوں"

"

میں جانتا ہوں۔ جادو گروں کے چہرے ایسے نہیں ہوتے جیسا آپ "کا ہے۔" وہ جیسے اس کے شفاف بے ریا چہرے کو ہمیشہ کیلئے اپنی آنکھوں میں بسا رہا تھا۔ جیسے وہ جانتا تھا وہ پھر اس سے دور چلی جائے گی اور اسے اس کی یادوں سے ہی کام چلانا پڑے گا۔ اچھا جادو گروں کے کیسے ہوتے ہیں چہرے؟ "دعا نے گہری "مسکراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

آلفہ جیسے۔ "اس کے جواب پر وہ ہنس پڑی تھی۔ "انہوں نے آپ کو مارنے کی کوشش کی۔ میں انہیں چھوڑوں گا "نہیں۔ "شہزادے نے دانت پیسے

نہیں۔ ابھی ان سے نمٹنے کا وقت نہیں۔ تمہیں واپس جانا ہے۔ کیا" تم جانتے ہو کوئی تمہارے نام سے حفر کے سرحدی علاقوں میں لوٹ مار مچا رہا ہے "دعا یکدم پریشان نظر آنے لگی تھی۔ شہزادے کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔

آپ کو کیسے.... "وہ سوال بھی مکمل نہ کر سکا۔ دعا نے زبان دانتوں "تले دبائی۔ اور خود کو کوسا۔ پھر تیزی سے زہن دوڑایا۔ مجھے.... مجھے خواب آیا تھا "اس نے جھوٹ بولا۔" کیا آپ کو سچے خواب آتے ہیں؟ "شہزادہ متاثر نظر آنے لگا۔ دعا کو "ڈھیروں شرمندگی ہوئی۔

پتہ نہیں۔ "اس نے منہ بنا کر کہا۔"

اچھا تو کیا میں آپ کے خواب میں آتا ہوں؟ "حیان نے عجیب سے "لہجے میں پوچھا۔ دعا نے اسے گھورا۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ ایک الو ہی چمک کے ساتھ۔

تیری صورت ہی میری آنکھ کا سرمایہ ہے
تیرے چہرے سے نگاہوں کو ہٹاؤں کیسے
دعا نے نظریں پھیر کر سر جھٹکا۔

آپ جب پہلی بار مجھ سے ملیں تھی آپ کو لگا آپ خواب دیکھ رہی ہیں۔
آپ کتنی ہی دیر ایسا سمجھتی رہیں۔ پھر جب آپ کو احساس ہوا وہ
حقیقت تھی تو آپ بہت بے چین اور خوفزدہ ہو گئی تھیں۔ پھر آپ
واپس جانے کا راستہ ڈھونڈتی رہیں۔ اور پھر اچانک غائب ہو گئیں۔ وہ
سب کیا تھا؟" وہ الجھن آمیز لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

اگر میں اس کا جواب نہ دینا چاہوں تو تم مجھے جادو گرنی سمجھو گے ہیں"
نا؟" دعا نے کہا تو اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلادیا تھا۔

یہ میری دنیا نہیں ہے شہزادے!" دعا نرمی سے بولی تھی۔"
شہزادے کو اس کا اسے پکارنے کا انداز بہت خوب لگا تھا۔

میں جلد ہی واپس چلی جاؤں گی۔ تم اب میرے فکر چھوڑ دو اور "

وہاں جاؤ جہاں تمہاری ضرورت ہے "دعا نے سمجھانے والے لہجے

میں کہا۔ حیان کی آنکھوں میں کچھ ابھرا تھا۔ کیا وہ تکلیف تھی۔ دعا

اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

آپ پھر آئیں گی؟ "وہ پر امید نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "

نہیں۔ یہ آخری دفعہ تھا۔ "دعا نے پھر جھوٹ بولا۔ وہ اسے اپنے "

لیے مزید خوار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی شہزادہ اس سے

محبت ترک کر دے۔ شہزادے نے شاید اپنے چہرے کے تاثرات

چھپانے کیلئے سر جھکا لیا تھا۔

"یہاں سے کب نکل رہے ہو؟"

"کیا آپ ابھی سفر کر سکتی ہیں؟"

ہاں۔ "دعا کو نیند تو بہت آرہی تھی لیکن وہ شیر شاہ کے علاقے سے" جلد از جلد نکل جانا چاہتی تھی۔ یہاں اس کیلئے خطرہ تھا۔ وہ دوبارہ اگر یہاں آتی تو تائی آلفہ کے ہتھے نہیں چڑھنا چاہتی تھی۔

حام کچھ دیر تک پہنچ جائے گا۔ "شہزادے کا لہجہ اداس سا تھا۔ لیکن" دعا نے اس اداس لہجے کو نظر انداز کر دیا۔ حام کچھ دیر بعد آیا تو اس کے ساتھ ایک گھوڑا بھی تھا اور کچھ جنگی اور کھانے پینے کا سامان بھی تھا۔ تینوں سر پر ہڈیز پہن کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اگلے منظر میں وہ شیر شاہ سے باہر نکلنے والے ایک راستے پر سفر کر رہے تھے۔ فجر کے قریب دعا کی بس ہو گئی تھی۔ وہ ایک چٹان کے سایے میں رک

گئے۔ دعا زمین پر اترتے ہی چٹان سے لگ کر بیٹھ گئی اور کچھ لمحوں میں وہ نیند میں گہرے گہرے سانس لیتی ایک طرف کو سر جھکائے ہوئے تھی۔ حیان نے اس کے قریب بیٹھتے اس کا سراپنہ کندھے سے ٹکا دیا۔ کئی لمحے وہ اسے چہرہ موڑے سا کن سا دیکھتا رہا۔ وقت لمحہ لمحہ بہتا

رہا۔ فجر کا وقت ہوا تو حیان نے احتیاط سے اس کا سر چٹان سے ٹکایا اور
آمی اٹھ کر قریبی چشمے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ نماز پڑھ کر واپس
تو دعا وہاں نہیں تھی۔ اسے لگا جیسے دل ہر احساس سے خالی ہو گیا ہو۔
وہ ساکت سا اس جگہ کو دیکھتا رہا تھا

بچھڑنے والے

چلے جو ہو تو

بتا کے جاؤ

کہ کتنی شاہیں اداس آنکھوں میں کاٹنی ہیں
کہ کتنی صبحیں اکیلے پن میں گزارنی ہیں

اور دوسری طرف نیناں دعا کو فجر کی نماز کیلئے جگانے میں مصروف
تھی۔ دعا نے آنکھیں کھولیں تو وہ بہت تھکن زدہ تھی۔ وہ سستی سے
بستر سے اتری تھی۔

یہ کیا ہوا؟ "نیناں نے اس کے ماتھے پر زخم دیکھتے ہوئے پریشانی اور "حیرت سے پوچھا۔ دعائے زخم کو انگلیوں سے چھوتے ہوئے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔ وہ زخم بہت پرانا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کئی سال پہلے وہ زخم لگا ہو۔ اس کا ہلکا سا نشان ماتھے پر رہ گیا تھا۔ اگر وہ نیناں سے کہتی کہ وہ تین صدیوں پہلے کا زخم تھا تو وہ کبھی یقین نہیں کرتی۔ پتہ نہیں۔ "وہ منہ بنا کر کہتی واثر و م کی جانب بڑھ گئی تھی۔"

دعائیناں کے ساتھ یونی آئی تو اسے چند معنی خیز نظروں کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ طلال بھی نظر نہیں آیا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا۔ ساتھ اس نے تہامی کا شکریہ ادا کرنے کا بھی سوچا تھا۔ لیکچرز سے فارغ ہونے کے بعد وہ کینیڈین کے قریب ایک پنچر بیٹھی تھیں۔ نیناں جو س پیتے ہوئی کہانی پڑھنے لگی تھی۔ دعائے تہامی کو دیکھا تو وہ اٹھ کر اس کی طرف بڑھ گئی۔

تہامی بھی اسے دیکھ کر اپنے دوستوں سے معذرت کرتا اس کے قریب آیا۔

تھینک یو سوچ تہامی۔ تم نے میری بہت مدد کی۔ "وہ احسان مند" انداز میں بولی۔

اتنی بھی نہیں کی۔ کاش میں وقت پر وہاں موجود ہوتا۔ طلال کو وہ "تماشہ لگانے ہی نہیں دیتا۔ خیر فکر مت کرو۔ کچھ دن ہی لگیں گے سب بھول جائیں گے جو اس بات کو جانتے ہیں اور تم لوگوں کا مت سوچو ورنہ کبھی آگے نہیں بڑھ پاؤ گی" تہامی نرم سے مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

"ہاں میں جانتی ہوں۔ ویسے تم نے وہ ویڈیو کیسے ختم کروائی؟" ایک ہیکر سے کروائی تھی "وہ ارد گرد دیکھتے بولا تھا۔ دعا کی آنکھوں میں دلچسپی ابھری۔

"کس ہیکر سے؟"

ایک لڑکی ہے۔ بھروسے کے قابل ہے۔ تم یقین رکھو کہ وہ ویڈیو " غائب ہو چکی ہے۔

اچھا ایک اور کام بھی تھا۔ "دعا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ " کونسا کام؟ " اس نے پوچھا "

" مجھے طلال کی کار کے کیمرے کا ڈیٹا چاہیے " وہ کیوں؟ "

میرا بدلہ ابھی رہتا ہے۔ اس کی ہمت کیسے ہوئی میرا تماشہ بنانے " کی۔ "دعا سلگ کر بولی تھی۔ تہامی کو وہ ایک خطرناک لڑکی لگی تھی۔ وہ تو اسے معصوم سا ہی سمجھتا تھا۔

ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا تمہارا کام " تہامی نے کہہ کر نیناں کو دیکھا۔ " یہ آجکل بڑی پڑھا کو بنی ہوئی ہے۔ الذاخیر کرے۔ سائنس کی دنیا " میں کوئی نئی ایجاد کرنے کا ارادہ تو نہیں اس کا؟ " تہامی کی بات پر وہ ہنس دی۔

"کہانی پڑھ رہی ہے۔ سائنس نہیں۔"

اوہ میں بھی کہوں یہ معجزہ کیسے ہو سکتا ہے۔ "تہامی نے کہا تو وہ مزید ہنسنے لگی۔"

شکر کرو یہ تم نے اس کے سامنے نہیں کہا۔ ورنہ جنگ عظیم شروع ہو جاتی۔"

"میں ڈرتا تھوڑی ہوں۔ اس کے سامنے بھی کہہ سکتا ہوں۔"

اب پلیز کہہ ہی نہ دینا۔ ٹھیک ہی غصہ ہوتی ہے وہ تم پر۔ جان بوجھ "کر اسے چڑاتے ہو تم۔"

کیا کروں۔ بہت مزا آتا ہے۔ "وہ بے چارگی سے بولا۔ دعا نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ گڑ بڑا کر سر پر ہاتھ پھیر گیا۔"

".... کہیں تم"

نہیں بالکل بھی نہیں۔ ایسا کچھ بھی نہیں۔ "وہ تیزی سے بولا۔ وہ پھر ہنسی۔"

سمجھ گئی ایسا ہی ہے "وہ سر ہلا کر پلٹ گئی۔"
ارے نہیں۔ پلیز اس کے سامنے کچھ نہ کہہ دینا۔ دیکھو میں نے "
"تمہاری مدد کی

اچھا بابا نہیں کہتی کچھ۔" دعا کہہ کر نیناں کے اس آبیٹھی۔ کچھ پل "
بعد نیناں نے ڈائری زور سے بند کرتے دعا کو گھورا تھا۔ دعا نے سہم کر
اسے دیکھا۔ پھر اس کی نگاہوں میں الجھن ابھری۔ وہ اسے ایسے کیوں
گھور رہی تھی جیسے اس نے کچھ بہت برا کر دیا ہو۔
مجھے نہیں پتہ تھا تم اتنی خود غرض اور ظالم ہو سکتی ہو۔ "نیناں نے "
دانت پیستے کہا تھا۔ دعا نے گہری سانس بھری۔

یار مجھے شہزادے سے بہت ہمدردی ہو رہی ہے۔ تم ہر بار اسے اکیلا "
چھوڑ کر واپس آ جاتی ہو۔ اور وہ تمہارے لیے غلام بنا خوار ہو تا رہتا
ہے۔ کیا تم اداسی کے بغیر اس کا کوئی سین لکھ سکتی ہو یا اگر تم خود اس

سین میں ہوتی ہو تم کیا اس کا ذرا سادل رکھنے کیلئے محبت کا اظہار نہیں کر سکتی؟" نیناں اسے ملا متی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

میں کسی کو دھوکا نہیں دے سکتی۔ اگر مجھے اس سے محبت ہوتی تو"

یقین کرو اپنی دنیا کو بھول کر اس کی محبت قبول کر لیتی لیکن مجھے

شہزادے سے نہیں اپنی اس دنیا سے محبت ہے۔ میں اپنی فیملی سے،

اس یونیورسٹی سے اور تم سے تین صدیاں دور نہیں جاسکتی۔ یہ یا تو ٹائم

ٹریول والا چکر ہے یا کوئی اور فیمنٹیس۔ مجھے اب یہ خواب بھی نہیں لگتا

نہ کوئی نفسیاتی مسئلہ۔" دعا نے کہا۔ نیناں کچھ پل اس کے لفظوں پر

غور کرتی رہی پھر نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے اس بات پر یقین نہیں آ سکتا۔"

مت کرو یقین۔" دعا نے منہ بنا کر کہا تھا۔"

"اچھا جو بھی ہو حیان اور دعا کی سٹوری کو اس مت کرنا"

میرا اس کہانی پر اختیار نہیں رہا۔ کیونکہ میں خود اس کہانی کا ایک " کردار بن چکی ہوں۔ اگر ایسا ہوتا تو میں بانو کو شہزادے کی ہیر وئن بنا دیتی۔ میں نے تو اصلی دعا کو ڈھونڈنے کی بھی کوشش کی۔ "دعا یکدم ہی اداس ہو گئی۔ نیناں بھی اس کی بات سے متفق ہو چکی تھی اس کی موت بہت دکھی کر دینے والی تھی "نیناں نے کہا۔ دعا اگر " چاہتی تو وہ سین پڑھ کر اچھی طرح جان سکتی تھی کہ کیسے وہ مری تھی لیکن اس کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔

لیکن تم نے اچھا کیا تائی آلفہ کے سب کارندوں کو مروادیا۔ بس اب " تائی آلفہ کے انجام کا انتظار ہے۔ ویسے یار تم شہزادے کو حکم دیتی بہت پیاری لگی تھی مجھے۔ بالکل کسی ملکہ کی طرح پر اعتماد اور مغرور " نیناں نے خوابناک لہجے میں کہا۔ دعا مسکرا دی۔

کاش میں وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتی۔ خیر پڑھ کر بھی ایسا لگ " رہا تھا میں سین کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں "نیناں پر جوش سی

کہہ رہی تھی۔ دعا نے اسے ٹوکنا چاہا لیکن ایسا نہ کر سکی۔ اسے ڈر تھا کہیں نیناں کی خواہش بھی سچ نہ ہو جائے۔ وہ بھی اگر اس کے ساتھ کہانی کہ فیہ منٹیسوری لڈ میں پھنس گئی تو اسے ہی کو سے گی۔

اور وہ سین دل کو چھو لینے والے تھے جب دعا کا سر شہزادے کے سینے پر تھا۔ جب دعا اس سے کہتی کہ مجھے چھوڑ کر مت جانا۔ جب شہزادہ اس کی مرہم پٹی کرتا ہے۔ اور اس کے معصومانہ سوالات۔ تمہیں ترس نہیں آتا اس پر۔ "وہ غیر مرئی نقطے پر دیکھتی آخر پر اس کی طرف چہرہ موڑ کر بولی تھی۔

وہ ترس کیے جانے کے قابل نہیں۔ وہ ایک شہزادہ ہے۔ "دعا نے کہا تو وہ منہ بنا گئی۔

"تو کیا اس کے پاس دل نہیں۔"

ہے تو صحیح پر جب وہ سلطان بنے گا تو اس کیلئے کئی لڑکیاں پیش پیش "ہوں گی۔"

خبردار اسے شاہ ظہیر کی طرح بنایا تو۔ "دعا اس کی بات پر ہنس پڑی۔"

"مجھے نہیں پتہ آگے اس کی کہانی کیسے چلے گی۔"

پتہ ہے کہ کہانی تمہاری مرضی کے بغیر چل رہی ہے پر شروع تو تم نے ہی کیا تھا۔ شہزادے کا کردار تو تمہارے زہن میں ہو گا۔ کیا تم نے اسے فلرٹی سوچا تھا۔

نہیں۔ فلرٹی ہیر و تو مجھ سے سوچا ہی نہیں جاتا۔ "دعا نے منہ بنایا تو وہ مسکرائی۔"

پھر بیچارہ کنوارا مرے گا۔ نہ تم نے اسے گھاس ڈالنی نہ اس نے کسی اور کو ڈالنی

محبت اپنی جگہ لیکن بعض دفعہ مجبوریاں بھی بندے کو بہت کچھ کروا سکتی ہیں۔ ایک بادشاہ کو اپنی سلطنت بچانے کیلئے کسی دوسری ریاست کی شہزادی سے شادی کرنی پڑتی ہے۔ اور شہزادہ جتنا رحم دل ہے بانو

کو اپنے لیے حساس دیکھ کر مجھ جتنا بے حس نہیں بن سکے گا۔" دے دے
کندھے اچکائے۔

پر اس کا بانو کے ساتھ کیل بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا۔ "نیناں نے"
بد مزہ ہو کر کہا۔

دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے "دعا خود بھی متجسس تھی۔ ایک ہلکا سا خاکہ تو"
اس کے لاشعور میں تھا کہ شہزادے کی کہانی کو نسا رخ اختیار کرے گی
لیکن وہ اتنا دھندلا تھا کہ جب تک صفحے پر منتقل نہ ہوتا وہ وثوق سے
کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

دنیا میں بہت سے عجیب واقعات ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ واقعہ "
بھی انہی میں سے ایک ہو۔ ہو سکتا ہے تقدیر میں لکھا ہو کہ مجھے ماضی
میں جا کر شہزادے کے ساتھ دعا کا کردار نبھانا ہو "دے دے پر سوچ
لہجے میں کہا تھا

اور یہ بھی ہو سکتا ہے تمہیں شہزادے سے محبت ہو جائے "نیناں " کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

ہو بھی سکتا ہے لیکن اگر یہ ہو تو پاگل پن ہی ہو گا۔ "فیہ منٹیسوری لڈ" کے ایک تصوراتی کردار یا تین صدیاں پہلے کے کسی شخص سے محبت کرنا اس کے نزدیک پاگل پن ہی تھا۔

تم تو جیسے بہت سمجھدار ہونا۔ "نیناں نے ناک چڑھائی۔ دعائے " گہری سانس لی۔ اب اسے دعا اور حیان کے سینز کے درمیان دوسرے کرداروں کے سینز بھی لکھنے تھے جو اس وقت کے دوران ہوئے تھے جب وہ کہانی میں تھی۔ اس کے ذہن میں پہلے سے سینز کے خاکے موجود تھے۔ جیسے کہ نیلو فر کورات کی محفل میں عورتوں کا ناچ پسند نہیں آتا اور وہ مردوں کو رقص کا حکم دے دیتی ہے۔ وہ ہر سینے سے صفحے سے شروع کرتی تھی اس طرح وہ پہلے سے لکھے ہوئے سینز کے بیچ نئے سینز جمع کر سکتی تھی۔ اس نے دوسرے کرداروں

کے سینر لکھنے سے پہلے شہزادے کے سینر پڑھے تھے۔ وہ شہزادے کے احساسات کو بھی جاننا چاہتی تھی۔ اسے تھوڑا بہت اندازہ تھا کہ شہزادہ کیا محسوس کرتا ہو گا لیکن وہ سینر پڑھ کر اسے اپنا آپ واقعی ظالم لگنے لگا تھا

سردار ار ترضی محل واپس آیا تو تائی آلفہ نے اسے روتے دھوتے یہ خبر سنائی کہ دعا محل سے بھاگ گئی ہے۔ ار ترضی کو اس بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ تائی آلفہ نے اسے یقین دلانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہیں مانا اور تحقیقات شروع کر دیں۔ اسے پہلے سے ہی شک تھا کہ شہزادہ حیان اسے زبردستی اپنے ساتھ لے کر گیا ہو گا لیکن تحقیق کے بعد جو بات سامنے آئی وہ تعجب خیز تھی۔ ایک نیا ملازم جس کا نام بازل تھا وہ بھی محل سے غائب تھا اور چار مزید غلام لاپتہ تھے۔ سردار کو سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ چکر کیا تھا۔ اب ان میں سے کون دعا کو لے کر

گیا تھا۔ تائی آلفہ نے اپنا شک بازل پر ظاہر کیا کیونکہ باقی چاروں تو اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ سردار ارتضیٰ نے جب کئی لوگوں سے بازل کا حلیہ پوچھا تو اس کا شک یقین میں بدل گیا کہ وہ شہزادہ ہی تھا جو غلام بن کر اس کے محل میں داخل ہوا تھا۔ اس نے ی وقت سپاہیوں کی ایک بڑی فوج کے ساتھ شہزادے کی طرف اس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

پھر کیا سوچا ہے آپ نے؟ "ملکہ ایزابیلانے اپنے سامنے بیٹھی ملکہ " شائلہ سے پوچھا۔ وہ ملکہ شائلہ کے کمرے میں موجود تھی۔ ان دونوں میں کافی بے تکلفی پیدا ہو چکی تھی اور ایزابیل شائلہ کی زہانت کی قائل ہو چکی تھی۔

عاسل کو ملکہ مہرماہ سے پہلے الگ کرنا ہو گا تبھی ہم اسے نقصان پہنچا " سکتے ہیں۔ لیکن اس کے ہوتے ہوئے نہیں۔ وہ مہرماہ کی طاقت ہے "

ملکہ شائلہ نے ہاتھ میں پکڑے پھولوں کے گچھے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں۔ وہ دود دفعہ اسے موت کے شکنجے سے بچا چکایے۔"

آپ کو نہیں لگتا یہ غلامی سے بڑھ کر کچھ اور بھی ہے "ملکہ شائلہ" نے کہا تو ایزابیلہ کی بھنویں سکڑیں۔

"کیا؟"

ہو سکتا ہے عاقل اپنی ملکہ سے عقیدت رکھنے کے ساتھ ساتھ محبت بھی کرتا ہو "ملکہ شائلہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ ایزابیلہ اس کی بات پر منہ کھول گئی تھی۔

"لیکن ایسا ہو بھی تو ہم کیسے جان سکتے ہیں۔"

ہمیں جاننا نہیں یہ ثابت کرنا ہے شاہ ظہیر کے سامنے۔ "اب ایزا" بیلہ اس کا منصوبہ کچھ سمجھنے لگی تھی۔

"یہ تو اور بھی مشکل ہوگا"

ہاں لیکن میرے پاس ایک اچھا منصوبہ ہے۔ شاہ ظہیر نے مجھے ملکہ " مہرماہ پر نظر رکھنے کا کہا ہے۔ میں ان سے جو بھی کہوں گی وہ مان لیں گے۔ "ملکہ شائلہ پر یقین تھی کہ اس کا منصوبہ کام کر جائے گا۔ اور یہ گفتگو ملکہ شائلہ کے دروازے کے قریب کھڑے ایک محافظ کے ذریعے پہلے ملکہ حسن آراء تک پہنچی تھی پھر اس سے ملکہ مہرماہ تک پہنچ گئی تھی۔ وہ بس اتنا جان سکی تھی کہ کسی طرح ملکہ شائلہ اس کے اور عاسل کا ملکہ اور غلام والے رشتے کو غلط انداز میں شاہ ظہیر کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے تاکہ عاسل اس سے دور کیا جاسکے اور اسے باآسانی نشانہ بنایا جاسکے۔ لیکن وہ کونسا طریقہ استعمال کرنے والی تھی ملکہ مہرماہ جان نہیں سکی تھی۔ جب تک یہ بات معلوم نہ ہوتی وہ کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھا سکتی تھی جو اسے اور عاسل کو آنے والی مشکل سے بچا سکتی۔ اسی لیے وہ پریشان ہو چکی تھی۔

شہزادہ جنگل میں موجود اپنے ٹھکانے پر پہنچ چکا تھا۔ لیکن اسے اپنا دل وہیں اٹکا محسوس ہو رہا تھا جہاں دعا نے اس کے سر پر کتنی ہی دیر سر رکھا تھا۔ اور جہاں وہ اس سے جدا ہوئی تھی۔ وہ اب کبھی اس سے نہیں ملے گی یہ بات اسے اندر ہی اندر مار رہی تھی۔ لیکن ایک امید بھی تھی کہ شاید وہ دوبارہ آئے۔ یہ امید اس کے دل کو سہارا دیے ہوئے تھی۔ وہ کتنی ہی دیر اس کی یاد میں گم رہتا پھر گہری سانس بھر کر یہ کسی ضدی بچے کی طرح دعا کرتا کہ وہ دوبارہ آئے۔ ایک بار ہی سہی لیکن ضرور آئے۔ اپنے اہم ساتھیوں کے ساتھ ملاقات میں وہ ایک لائحہ عمل ترتیب دے چکا تھا لیکن دعا کا تصور ابھی بھی اس کی آنکھیں میں بسا تھا۔ اس کے جاسوس حفر کی سرحدی بستیوں میں پھیل گئے تھے۔ انہیں پتہ کرنا تھا کہ نقلی شہزادے کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ جب تک انہیں یہ معلوم نہ ہوتا وہ اسے رنگے ہاتھوں سب کے سامنے نہیں پکڑ سکتے تھے

طلال اور اجالا سیڑھیوں کے اس حصہ پر ایک دوسرے کے سامنے
کھڑے تھے جہاں سیڑھیوں گھومتی تھیں۔ وہاں ان دونوں کے
علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

تمہیں مجھے پہلے بتانا چاہیے تھا وہ کس قسم کی لڑکی ہے۔ میں تو سمجھا
تھا وہ خوفزدہ ہو کر رونا شروع کر دے گی یا خوشی سے میری آفر قبول
کر لے گی "طلال غصے سے کہہ رہا تھا۔

مجھے خود نہیں پتہ تھا وہ کیسی لڑکی ہے۔ اب مجھے پتہ چلا اسے ان
باتوں سے فرق نہیں پڑتا۔ "اجالا افسوس سے بولی تھی۔

بہت غرور ہے اسے خود پر۔ اس کا غرور تو میں توڑوں گا۔ ابھی جانتی "

نہیں ہے وہ کس سائنیکو سے پالا پڑا ہے اس کا۔ "طلال پھنکارا تھا۔

اجالا جانتی تھی وہ سائنیکو تھا۔ اسے لوگوں کی تذلیل کرنے سے تسکین

ملتی تھی۔ اسی لیے تو دعا کو سکینڈلائز کرنے کیلئے اس نے تلال کا سہارا

لیا تھا۔ اس کا وہ منصوبہ تو کامیاب نہیں ہو سکا تھا لیکن اس کیلئے اطمینان کی بات یہ تھی کہ طلال اب دعا کیلئے بہت برا ثابت ہونے والا تھا۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ دعا کے ساتھ کیوں برا کرنا چاہتی تھی۔ شاید وہ بھی سائیکو تھی۔

تم کیا کرنے والے ہو اس کے ساتھ؟" اجالا نے تجسس سے پوچھا " تھا۔

اسے گرل فرینڈ نہیں بنانا میری۔ بیوی بننے سے تو انکار کرے گی " وہ مسکرایا۔

کیا؟" اجالا کا تعجب سے منہ بن گیا تھا۔

مشرقی لڑکیاں جتنی بھی بہادر ہوں شوہر کے معاملے میں بہت " بزدل ہوتی ہیں۔ شوہر ان کے ساتھ جو مرضی کر لے اپنے ماں باپ کیلئے اس رشتے کو نبھاتی ہیں۔ مجھے یقین ہے دعا بھی ان میں سے ایک ہوگی " وہ استہزائیہ لہجے میں بولا رہا تھا۔

تو کیا تم اس سے شادی کر کے اس کی ساری زندگی جہنم بنانا چاہتے ہو؟" اجالانے بے یقینی سے پوچھا۔ یہ کچھ زیادہ تھا۔

ہاں۔ میں سود سمیت بدلہ لیتا ہوں۔" وہ کندھے اچکا گیا تھا۔

دوسری طرف دعا اس کی گاڑی کے فرنٹ کیمرے کا ڈیٹا حاصل کر چکی تھی۔

ملکہ مہرماہ نے عاسل کو باخبر کر دیا تھا کہ ان کے تعلق کو متنازع بنایا جائے گا۔ وہ جتنا ہو سکے احتیاط کرے۔ عاسل بھی پریشان ہو گیا تھا۔

ملکہ نہ سہی لیکن وہ تو ملکہ سے عشق کرتا تھا۔ اگر اس کی وجہ سے ملکہ کو کوئی نقصان اٹھانا پڑتا تو اسے برداشت نہیں ہو سکتا تھا اور وہ ملکہ سے دور بھی نہیں جاسکتا تھا۔ ملکہ کی جان کو خطرہ تھا۔ وہ سو بار ملکہ کی جان پر اپنی جان وار سکتا تھا۔ اب اسے بہت محتاط رہنا تھا لیکن یہ احتیاط اس کے کام نہیں آ سکی تھی۔ اگلے دن اس کے کمرے سے سونے کے

سکے برآمد کر کے اس پر یہ الزام لگا دیا گیا کہ وہ شاہی خزانے سے چوری کر رہا ہے۔ شاہ ظہیر کے حکم پر اسے گرفتار کر لیا گیا۔ ملکہ مہرماہ کو یہ خبر تب پہنچی جب شاہ ظہیر اسے زندان میں ڈالنے کا حکم سنا چکا تھا۔ ملکہ کا دل کیا بھی جا کر شاہ ظہیر کا گریبان پکڑ لے۔ لیکن پھر وہ ہچاہتی تھی۔ کہ وہ عاسل کیلئے فکر ظاہر اسل رکی۔ یہی تو ملکہ شکرے اور شاہ ظہیر اس پر شک کرے۔ اس نے اپنے غصے کو پر سکون کیا اور شاہ ظہیر سے بات کرنے کا سوچا لیکن اس کی ملاقات نہ ہو سکی۔ تب تک رات ہو گئی۔ عاسل کو زندان سے بھاگنے کا موقع دے دیا گیا۔ عاسل ملکہ کیلئے بہت پریشان تھا۔ اسے لگ رہا تھا اسے گرفتار کرتے ہی ملکہ کے ساتھ کچھ کر دیا گیا ہو گا۔ وہ چھپتا چھپاتا کسی نا کسی طرح ملکہ کے کمرے میں آ گیا تھا۔ ملکہ جاگ رہی تھی اور کسی سوچ میں گم تھی۔ وہ عاسل کو چھڑوانے کا ہی کوئی حل سوچ رہی تھی لیکن

جب اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اسے اپنے
چہرے پر نقاب ڈالنا بھی یاد نہ رہا تھا۔
"تم کیسے نکلے زندان سے؟"

میری چھوڑیں یہ بتائیں آپ ٹھیک ہیں نا۔ آپ کے ساتھ کچھ کیا تو"
نہیں ان لوگوں نے۔ "وہ دیکھ چکا تھا کہ ملکہ ٹھیک تھی لیکن پھر بھی
اس کے لہجے میں پریشانی تھی۔ ملکہ مہرماہ کو کچھ غیر معمولی پن محسوس
ہوا۔ کیا واقعی یہ بات سچ تھی کہ عاسل اس سے عقیدت کے ساتھ
محبت بھی کرتا تھا۔ اگر ایسا تھا تو یہ بہت برا تھا۔

ہم ٹھیک ہیں عاسل۔ تم اگر زندان سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے"
تھے تو تمہیں یہاں آنے کی بجائے محل سے نکلنے کی کوشش کرنی
چاہیے تھی۔ اب بھی دیر نہیں ہو۔ جتنی جلدی ہو سکے محل سے
نکلو۔" ملکہ نے اضطراب سے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔
"میں آپ کو خطرے میں چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔"

پاگل مت بنو عاسل۔ "ملکہ غرائی۔"

تم اکیلے نہیں ہو جو ہماری حفاظت کرنے والے۔ تم نہیں جانتے کہ "تم کیا کر رہے ہو۔ ہم نے تم سے کہا تھا احتیاط کرنا لیکن تم وہی کر رہے ہو جو شائلہ چاہتی ہے۔" ملکہ مہرماہ کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔ عاسل کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔ وہ الجھن بھرے انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ ملکہ اسے کچھ کہتی اچانک دروازہ دھڑکی کی آواز سے کھلا اور شاہ ظہیر غصے سے بھر اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ سپاہی اور ملکہ ایزابیل بھی تھی۔ شائلہ ملکہ مہرماہ کے سامنے خود کو مشکوک نہیں بنانا چاہتی تھی سو وہ نہیں آئی تھی۔ شاہ ظہیر نے بھاری ہاتھ کا تھپڑ عاسل کے جڑے پر مارا تھا۔ لیکن اس کی قدم تک نہ لڑکھڑائے۔ اسی پل وہ سمجھ گیا تھا کہ اصل منصوبہ کیا تھا۔ اسے جان بوجھ کر زندان سے بھاگنے کا موقع دیا گیا تھا۔ ملکہ شائلہ جانتی ہے جائی تھی وہ ملکہ مہرماہ کیلئے پریشان ہوگا۔ وہ سیدھا اسی کی طرف

گا۔ اور ہوا بھی وہی۔ شاہ ظہیر کو اس نے اطلس دے دی کہ عاسل
ملکہ کے کمرے میں ہے۔ اور اب وہ غصے سے عاسل کو گھور رہا تھا۔
تمہاری یہ جرات۔ رات کے اس پہر تم ملکہ کے کمرے میں کیا کر
رہے ہو؟" شاہ ظہیر گرجا۔ ملکہ مہرماہ ساکت سی کھڑی تھی۔
میں محافظ ہوں ان کا۔ یہاں موجود ہونے کا مقصد صرف یہی ہے
کہ ملکہ کی حفاظت کو یقینی بناسکوں۔" عاسل نے دردسہ لیا اور
ڈھیٹوں کی طرح شاہ ظہیر کے سامنے جما کھڑا رہا۔ سپاہی ننگی
تلواریں لیے اس کے ارد گرد آکھڑے ہوئے تھے۔
تم یہ ملکہ کی حفاظت کا زمہ لے لیا گیا تھا۔ تم قیدی تھے۔ تم نے فرار
ہونے کا جرم بھی کیا اور ہماری ملکہ کے قریب آنے کی گستاخی بھی
کی۔ میں تمہیں سزائے موت دیتا ہوں" شاہ ظہیر نے چبا چبا کر لفظ
ادا کیے تھے۔ ملکہ نے تڑپ کر شاہ ظہیر کو دیکھا۔

آپ ایک بے بنیاد الزام پر اسے سزا نہیں دے سکتے۔ کیا آپ نے " ہمیں کسی معیوب حالت میں دیکھا؟ " ملکہ نے نڈر لہجے میں استفسار کیا تو شاہ ظہیر کو مزید جلال آیا۔

آپ خاموش رہیں ملکہ۔ اگر آپ نے اس کی طرف داری کی تو ہم " آپ کو بھی برابر کا قصور وار سمجھیں گیں۔ اور پھر کوئی بھی آپ کو موت سے نہیں بچا سکے گا " شاہ ظہیر نے انگلی اٹھا کر کہا تھا۔ ملکہ مہرماہ ایک عرصے بعد شاہ ظہیر کے سامنے بے بس ہوئی تھی۔ اس کی طاقت اس کے بھائی اور باپ تھے لیکن وہ غیرت مند تھے۔ اگر شاہ ظہیر غیرت کے نام پر ملکہ مہرماہ کو قتل کر دیتا تو وہ غصے میں آنے کے علاوہ اور کچھ نہ کر پاتے۔ لیکن ایک ترپ کا پتہ ابھی بھی ملکہ کے ہاتھ میں تھا۔

آپ کو کیا لگتا ہے؟ ہمیں مارنا بہت آسان ہے کیا؟ " ملکہ ایک قدم " اس کے قریب آتی مسکرائی تھی۔ اس دفعہ شاہ ظہیر ٹھنڈا پڑا تھا۔

تو آپ یہ ثابت کر رہی ہیں کہ آپ بھی مجھ سے غداری کرتے " ہوئے اس کے ساتھ پوری طرح شریک رہی ہیں؟ "شاہ ظہیر نے طنز آؤ چھا۔ ملکہ نے غصے سے سانس اندر کھینچا۔

"اگر ہم پر کوئی گھٹیا الزام لگا تو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا آپ کو۔" کوئی آپ پر الزام نہیں لگا سکتا جب تک آپ خود نہ چاہیں "شاہ ظہیر" نے کہہ کر سپاہیوں کی طرف دیکھا۔ وہ عاسل کو گھسیٹتے باہر لے گئے تھے۔

امید ہے آپ اپنی شطرنج کا اہم مہرہ ایک ادنیٰ سے غلام کیلئے ضائع " نہیں کریں گیں۔ "شاہ ظہیر ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہتا کمرے سے چلا گیا تھا۔ ملکہ واقعی اس میرے کو عاسل کیلئے استعمال نہیں کر سکتی تھی۔ اسے وہ مہرہ شہزادے کیلئے استعمال کرنا تھا۔ لیکن وہ کچھ اور بھی تو کر سکتی تھی۔ وہ پریشان سی صورت لیے مسہری پر بیٹھتی کچھ سوچنے لگی تھی

طارق نامی شخص شہزادے کی جسامت کے برابر تھا جسے نقلی شہزادے کے طور پر شاہ ظہیر کا خاص مشیر بشر نے استعمال کر رہا تھا۔ اسے ڈاکوؤں کے ایک گروہ کے ساتھ مل کر ڈرامہ کرنا تھا اور ایسے کرنا تھا کہ حقیقت لگتا۔ اس نے تین بستیوں پر کامیاب حملے کیے تھے لیکن چوتھی دفعہ جب وہ ایک بستی کو لوٹ رہا تھا وہاں موجود شہزادے کے جاسوس نے اسے اپنی نظروں میں لے لیا۔ وہ اس وقت شہزادے کو اطلاع نہیں بھیج سکتا تھا۔ اگر بھیج دیتا تو حیان کو وہاں پہنچنے تک طارق نے غائب ہو جانا تھا۔ اس نے صبر سے کام لیا اور جب طارق لوٹ مچا کر واپس اپنے ٹھکانے کی طرف جا رہا تھا تو اس نے اس کا پیچھا شروع کر دیا۔ بستیوں سے دور ایک پہاڑی غار میں اس کا ٹھکانہ تھا۔ جاسوس نے اچھی طرح تصدیق کر لینے کے بعد شہزادے کی طرف رخ کیا۔ شہزادہ حیان کو جیسے ہی خبر ملی وہ اپنے چند

ہ ہو گیا۔ اس کے روان ساتھیوں کو ساتھ لے کر پہاڑی غار کی طرف جانے کے کچھ دیر بعد ہی سردار ار ترضی وہاں پہنچا اور شہزادے کی فوج کو لکارا۔ وہ حیران سے اچانک ٹپک پڑنے والی فوج کو دیکھنے لگے جو انہیں لڑنے کیلئے دعوت دے رہی تھی۔ حام وہیں موجود تھا۔ وہ تیزی سے دونوں فوجوں کے سامنے آیا تھا۔ اسے سمجھ آگئی تھی سردار یہاں کیوں آیا تھا اور اتنے غصے میں کیوں تھا۔ وہ سردار کے قریب گیا اور لجاجت سے اسے ٹھنڈا رہنے کی التجا کی۔

باز نے میری بہن کو اغوا کیا ہے۔ میں اسے تباہ کر دوں گا "سردار" نے غصے سے کہا۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ تلاشی لے سکتے ہیں۔ اگر یہاں "آپ کی بہن ہو تو تب شہزادے کو ضرور الزام دیجیے گا" حام نے تحمل سے کہا تو سردار نے اپنے ساتھیوں کو تلاشی کا حکم دیا۔ لیکن انہیں وہاں کہیں بھی دعا نہیں ملی۔

باز بھی یہاں نہیں ہے۔ وہ دعا کو کہیں اور لے گیا ہو گا۔ "سردار نے" طیش کے عالم نے کہا۔

وہ تو ایک مہم پر گئے ہیں۔ حفر کے سرحدی علاقوں میں کوئی ان کے "نام سے لوٹ مچا رہا ہے۔ وہ اس کی سرکوبی کیلئے پرسوں سے گئے ہوئے ہیں" حام نے اسے یقین دلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی کہ دعا کو لے جانے والا شہزادہ ہی تھا۔ لیکن سردار کو اس پر یقین نہیں آیا تھا۔ اس نے شہزادے کے ٹھکانے سے کچھ دور ہی فوج کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دے دیا اور جنگ کو شہزادے کے آنے تک ملتوی کر دیا۔

سردار نظام دین کی حویلی میں آج شہزادی نیلوفر کو ٹھہرے تیسرا دن تھا۔ وہ دن کو آس پاس کے پہاڑی علاقوں کی سیر کر کے واپس حویلی آ جاتی تھی۔ اسے دو دن وہاں مزید رک کر آگے بڑھنا تھا۔ ابھی وہ سیر کے بعد اپنے کمرے میں آچکی تھی۔ اس کے آدھے محافظ پہرے پر

تھے جبکہ باقی آرام کیلئے چلے گئے تھے۔ آدھی رات کو انہیں ڈیوٹی بد لنی تھی۔ جاسم بھی آرام کرنے اپنے کمرے میں آگیا تھا۔ وہ غسل کرنے کے بعد بستر پر لیٹا ہی تھا کہ کوئی دروازہ کھول کر بے دھڑک اندر داخل ہو گیا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا۔ اور سامنے موجود لڑکی کو دیکھ کر گہری سانس لی۔ وہ فضیلہ تھی۔ سردار خاندان کی کنیزوں میں سے تھی اور کافی بے باک تھی۔ جاسم کی قسمت بری کی فضیلہ کا دل اس پر آگیا تھا۔ وہ بہانے بہانے سے اس کے قریب آنے کی کوشش کر رہی تھی اور جاسم کو ڈر تھا اگر شہزادی کو بھنک پڑ گئی تو وہ نہ اسے اس بیوقوف فضیلہ کو۔ نہ چھوڑے گی

میں آپ کیلئے کھانا لائی ہوں "فضیلہ ایک ادا سے بولی اور کھانے کی "ٹرے جھک کر تپائی پر رکھی۔

ٹھیک ہے جاؤ۔ "جاسم نے اسے جلد از جلد چلتا کر ناچاہا۔"

ایسی بھی کیا جلدی۔ آپ تو ایسے بات کرتے ہیں جیسے دنیا جہان " کے اکتائے ہوئے انسان ہیں۔ بندے کا کوئی زوق ہوتا ہے کوئی شوق ہوتا ہے۔ "وہ شوخ لہجے میں کہتی اس کے ساتھ آ بیٹھی۔ وہ کرنٹ کھا کراٹھا۔ نظر دروازے پر گئی

آپ کس سے اتنا ڈرتے ہیں؟ "فضیلہ نے اس کے سر سے محظوظ" ہوتے پوچھا تھا۔

آپ یہاں سے جائیں۔ فوراً۔ "اس نے باہر کی طرف اشارہ کرتے " سخت لہجے میں بولی۔ فضیلہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

لگتا ہے شہزادی نے آپ کی زندگی اپنے نام لگوار کھی ہے۔ "وہ اس" کے قریب ہوتی طنزاً بولی تھی۔ جاسم نے ایک قدم پیچھے لیا۔

مجھے خود سے برا سلوک کرنے پر مجبور مت کریں۔ "جاسم بے بسی"

سے اسے کمرے سے نکالنے کی کوشش میں تھا اور دوسری طرف

شہزادی نیلو فر کی ایک کنیز اسے یہ خبر دے چکی تھی کہ فضیلہ جاسم

کے کمرے میں ہے۔ اس کے مطابق وہ جاسم کے قریب جانے کی کئی بار کوششیں کر چکی تھی۔ شہزادی کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور کمرے سے نکلتی جاسم کے کمرے کی جانب بڑھنے لگی تھی۔ حرم اور خبر دینے والی کنیزیں اس کے ساتھ تھیں۔ پہرے پر موجود محافظ بھی اس کے پیچھے لپکے۔ سردار خاندان کی ایک عورت نے اسے یوں غصے سے کہیں جاتے دیکھا تو اپنے ارد گرد موجود عورتوں کو بھی متوجہ کر لیا۔

جب شہزادی نیلو فر جاسم کے کمرے میں داخل ہوئی تو فضیلہ جاسم کے بہت قریب کھڑی تھی۔ شہزادی کے سارے جسم میں خون ابلنے لگا۔ وہ دانت پر دانت جما گئی تھی۔ جبکہ جاسم اسے دیکھ کر آنکھیں پھیلاتا پیچھے ہٹا تھا۔ فضیلہ نے بھی اسے دیکھ کر تھوک نگلاتا تھا۔ سردار خاندان کی عورتیں بھی کمرے میں آچکی تھیں۔ شہزادی نے ایک غصیلی نظر ان پر ڈالی۔

آپ کی کنیزوں کو شاید اس بات کی خاص تربیت دی گئی ہے کہ " کیسے مردوں کو اپنی جانب راغب کرنا ہے " اس نے طنز کیا۔
ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں نہیں پتہ یہ ایسا کر رہی تھی۔ آپ فکر " مت کریں۔ ہم اسے سزا دیں گے۔ " سردار کی بیوی بوکھلا کر بولی تھی۔

اسے سزا ہم خود دیں گے۔ " شہزادی نے کہہ کر اپنے سپاہیوں کو دیکھا۔

لے جاؤ اسے اور قتل کر دو۔ یہ زندہ رہنے کے قابل ہی نہیں۔ " " شہزادی نے سفاکی سے حکم جاری کیا۔ محافظ فضیلہ کی طرف بڑھے۔ جاسم بوکھلا کر اس کے سامنے آیا۔ اسی بات کا تو ڈر تھا اسے۔ فضیلہ کی غلطی اتنی بڑی بھی نہیں تھی کہ اسے قتل ہی کر دیا جاتا۔

اس کی کوئی غلطی نہیں۔ سارا قصور میرا ہے "وہ سر جھکائے بولا تھا" اور فضیلہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ اس نے پہلی بار ایسا مرد دیکھا تھا جو ایک عورت کو بچانے کیلئے اتنی آگے تک جاسکتا تھا۔ شہزادی نے شرر بار نظروں سے کچھ پل اسے دیکھا تھا پھر ہاتھ اٹھا کر ایک تھپڑ اس کے رخسار پر دے مارا۔ اس تھپڑ کا درد معمولی تھا لیکن جاسم کو بہت اہانت محسوس ہوئی تھی۔ اتنے لوگوں میں ایک عورت نے اسے تھپڑ دے مارا تھا۔ یہ اس کی مردانہ انا پر ایک کاری وار تھا۔ وہ شہزادی سے تیر کھا سکتا تھا۔ فضیلہ کو بچانے کیلئے خود پر بات لے سکتا تھا لیکن چہرے پر تھپڑ نہیں کھا سکتا تھا۔ یہ حد تھی۔ اس نے ایسی سرد نظروں سے شہزادی کو دیکھا تھا کہ شہزادی کو اپنی ریڑھ کی ہڈی سنسناتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ کچھ پل کو وہ خوفزدہ ہوئی تھی پھر اپنے ازلی غرور میں لوٹ آئی۔

یہ سزا جھوٹ بولنے کی تھی۔ آئندہ ہم سے غلط بیانی سے کام مت لےنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا" شہزادی نے دانت پیس کر کہا اور پلٹی۔
یہاں سے جانے کی تیاری کرو۔ ہم اب ایک پل بھی یہاں نہیں رکھیں گے۔" شہزادی تیزی سے کہتی کمرے سے جا چکی تھی۔ جاسم نے سرخ نگاہوں سے اسے جاتے دیکھا تھا۔

عاسل قتل کیا جانے والا تھا۔ اسے سخت نگرانی میں رکھا گیا تھا۔ شاہ ظہیر جب دربار میں تخت افروز ہوا تو اس نے عاسل کو سب کے سامنے لانے کا حکم دیا تھا اور دوسری جانب جیسے ہی سپاہیوں نے عاسل کو زندان سے باہر نکالا تھا ایک دم سے کچھ نقاب پوش لوگوں نے سپاہیوں پر حملہ کر دیا۔ کچھ دیر تک تلواروں کی جھنکار چلی اور پھر وہ عاسل کو چھڑا کر لے گئے۔ یہ خبر شاہ ظہیر تک پہنچی تو وہ غصے سے دھاڑتا تخت سے اٹھا اور ملکہ مہرماہ کے ہجرے کی طرف بڑھ گیا۔

یہ تم نے کیا ہے نا؟ جھوٹ مت بولنا۔ "ملکہ کے سامنے آتے ہی وہ" غصے سے چلایا تھا۔

کیا؟ "ملکہ کے چہرے پر الجھن تھی۔"

"انجان مت بنو۔ تم نے عاسل کو زندان سے چھڑایا ہے۔"

ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ "ملکہ نے معصومیت سے پوچھا۔"

ہمیں خود پر گھٹیا الزام لگوانے کا کوئی شوق نہیں۔ عاسل ہمارا پرانا

غلام تھا۔ اس کی موت کا ہمیں افسوس تھا لیکن آپ کے حکم کے

سامنے ہم نے اس کی وفاداری کو بھلا دیا اور پیچھے ہٹ گئے۔ ہم نہیں

"جانتے وہ کیسے بھاگا ہے

تمہیں لگتا ہے میں تمہاری بات پر یقین کر لوں گا؟ تمہارے غلام

"ہی اسے چھڑوا کر لے گئے ہیں۔"

آپ یہ ثابت کر دیں کہ میرے غلاموں نے اسے چھڑوا یا۔ پھر

آپ جو چاہیں ہمیں سزا دے سکتے ہیں۔ "ملکہ پر اعتماد تھی۔"

اگر یہ ثابت ہو گیا تو تمہاری سزا موت ہوگی "شاہ ظہیر اسے غصے سے گھورتا کمرے سے نکل گیا تھا۔ ملکہ مہرماہ نے نفرت سے اسے جاتے دیکھا تھا۔ شاہ ظہیر کبھی یہ ثابت نہیں کر سکتا تھا کہ اس کے غلاموں نے عاسل کو چھڑوا یا۔ وہ لوگ اس کی خفیہ فوج میں سے تھے جنہوں نے چہروں پر نقاب پہن کر عاسل کو لے جانے والے سپاہیوں پر حملہ کیا تھا۔ شاہ ظہیر اتنا توجان سکتا تھا کہ اسے چھڑانے والے سپاہی تھے لیکن سپاہیوں نے ایسا کیوں کیا یہ راز وہ نہیں جان سکتا تھا

طارق نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک بار پھر ایک بستی کا رخ کیا تو شہزادہ اور اس کے ساتھی خاموشی سے اس کا پیچھا کرنے لگے۔ طارق اور اس کے ساتھیوں نے ایک بستی میں پہنچ کر ہتھیار فضا میں بلند کرتے اونچے اونچے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ لوگ ڈر کر

گھروں میں چھپنے لگے اور وہ بھاگتے لوگوں کا پیچھا کرتے ان کے گھروں تک پہنچ گئے۔ پھر وہ ایک گھر میں زبردستی گھس کر ہر قیمتی چیز چھیننے لگے۔ جب وہ اس گھر سے باہر نکلے تو شہزادے نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس کے چہرے پر نقاب تھا اور سر بھی ڈھکا ہوا تھا۔ شہد رنگ آنکھیں طارق کے ساتھیوں کو قتل کرتے ہوئے سرد سی لگ رہی تھیں۔ وہ طارق کے دو ساتھیوں پر حملہ کرنے کے بعد طارق تک پہنچ گیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان تلواروں کی لڑائی شروع ہو گئی۔ وہ دونوں گھوڑوں پر سوار پینترے بدل بدل کر ایک دوسرے پر س کی ک وار کرنے اور بچنے لگے۔ طارق حیران بھی تھا کہ اچانک ہمت ہو گئی اس کے سامنے آنے کی۔ اس کی دہشت تو دور دور تک پھیلی چکی تھی۔ کوئی اس کے سامنے آنے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ فوج کے سپاہی بھی منصوبے کے مطابق اس کے جانے کے بعد آتے تھے۔ ان کے ارد گرد اکٹھے ہونے والے لوگ بھی دم بخود سے

کھڑے تھے۔ وہ نقاب پوش پر اسرار شخص جو بہادر بھی تھا ماہر لڑاکا بھی تھا انہیں اپنا مسیحا لگنے لگا تھا۔ وہ اس کا چہرہ دیکھنے کی خواہش کرنے لگے تھے۔ لڑائی زیادہ دیر نہیں چلی تھی۔ جلد ہی شہزادے کی تلوار نے طارق کا دایاں بازو اس کے جسم سے جدا کر دیا تھا۔ وہ درد سے تڑپتا گھوڑے سے گر گیا۔ حیان نے بھی گھوڑے سے چھلانگ لگائی اور اس کے سر پر آپہنچا۔ وہ درد کے باعث ہوش کھو رہا تھا۔ حیان نے اپنے ایک ساتھی کی طرف دیکھا۔ اس کے کٹے حصے پر کپڑا رکھ کر خون روک دیا گیا۔ پھر اس کے منہ پر پانی پھینکا گیا۔ وہ ہوش میں آ کر ک گھٹنا نیچے ٹیکتا اس کے قریب ای تکلیف سے کراہنے لگا۔ شہزادہ بیٹھا اور اس کے بال جکڑ کر چہرہ اونچا کی۔

کون ہو تم؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا تھا۔ طارق نے کچھ بولنا چاہا " لیکن وہ بول نہ سکا۔ حیان نے چاقو اس کی گردن پر رکھا۔

بتاؤ ان سب کو کون ہو تم؟ "اس کی آواز اونچی تھی کہ ارد گرد"
کھڑے تمام لوگوں کو سنائی دی تھی۔

طا.... طارق "وہ ہکلا یا۔"

کیا شہزادے کا نام طارق ہے؟ "اس نے لوگوں کی طرف دیکھ کر"
کہا۔ وہ حیران سے رہ گئے تھے۔

شہزادے کا نام حیان ہے اور تمہارا نام طارق ہے پھر تم کیسے "
شہزادے ہو سکتے ہو؟ "اس کی آواز میں جلال نمایاں تھا۔ وہ جلال جو
شاہی خاندان کے لوگوں کا خاصہ ہوتا تھا۔ وہاں موجود سب لوگوں
کے دل کہنے لگے تھے اصل شہزادہ وہی تھا۔

بتاؤ ان سب کو کہ تمہیں شہزادے کا نام بدنام کرنے کیلئے سرحدی "
بستیوں کو لوٹنے کیلئے بھیجا گیا۔ "حیان نے حکم دیا تو اس نے سر ہلایا اور
ٹوٹے بکھرتے الفاظ میں اس کی بات دہرائی۔ اگلے ہی پل شہزادے
نے اس کی گردن پر چاقو پھیر دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ سب سانس روکے

اسے دیکھ رہے تھے۔ اس نے گہرا سانس لے کر چہرے سے نقاب ہٹایا۔ خوبصورت نقوش کے حامل وہ چہرہ جب سب کے سامنے آیا تو انہیں اپنے سحر میں جکڑ گیا تھا

میں شہزادہ حیان ہوں۔" اس نے سنجیدہ سے لہجے میں بتایا۔ لوگوں " میں ہل چل مچ گئی۔ ایک دم سے چہم گویا سنائی دینے لگیں۔ بے شک آپ ہی شاہ مصطفیٰ کے بیٹے ہیں " بستی کے سردار نے ایک " قدم آگے بڑھتے ہوئے جذباتی لہجے میں کہا تھا۔ حیان نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔ مجھے بدنام کرنے کیلئے طارق کو بھیجا گیا تھا لیکن اب فکر مت کریں۔ " یہ اور اس کا گروہ ختم ہو چکا ہے۔ " شہزادے نے سب لوگوں پر ایک نظر دوڑائی۔ جس جس سے اس کی نظریں ملیں انہوں نے خود کو خوشنصیب سمجھا۔

ہم آپ کے اس احسان کا بدلہ کبھی نہیں چکا سکیں گے لیکن ہم " کوشش ضرور کریں گے کہ جو لوگ آپ سے بدگمان ہو چکے ہیں انہیں یہ سچائی بتا سکیں۔ " سردار نے پر جوش لہجے میں کہا۔ اس نے سر کو شکر یہ کہنے والے انداز میں خم دیا تھا

طلال کی لیک ہونے والی ویڈیو وائرل ہو چکی تھی۔ ویڈیو میں گاڑی کے مختلف اوقات کے مناظر تھے۔ ہر منظر میں تلال کے ساتھ ایک الگ لڑکی بیٹھی تھی۔ لڑکیوں کے چہرے بلر تھے لیکن تلال کا چہرہ واضح نظر آ رہا تھا۔ کسی منظر میں اس نے کسی لڑکی کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ اور کسی منظر میں کسی اور لڑکی کے ساتھ ہنس رہا تھا۔ ایک منظر میں وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے کسی سانگ پر جھوم رہا تھا۔ اور سب سے آخری منظر دیکھ کر سب کے منہ کھل گئے تھے۔ لڑکی بدل چکی تھی۔ اور وہ اس لڑکی کے چہرے پر جھکا ہوا تھا۔ اس لڑکی کا چہرہ بھی

واضح نہیں تھا لیکن وہ سب مناظر طلال کی عزت کا فالودہ بنانے میں کامیاب رہے تھے۔ وہ ویڈیو یونیورسٹی کے گروپ میں کسی ان ناؤن آنیڈنٹی سے پوسٹ ہوئی تھی۔ اور اس پر دھڑادھڑ کمینٹس آنے لگے تھے۔ اسی وجہ سے وہ وائرل ہو گئی تھی۔ کوئی طلال کے کریکٹر پر کریٹیکل کمینٹس کر رہا تھا تو کوئی اس کا مذاق بنا رہا تھا۔ اور بے خبر طلال اپنے دوستوں کی ساتھ باتیں کرتا ایک کاریڈور سے گزر رہا تھا۔ کئی لوگوں نے جب اسے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا تو اس کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے چہرہ پھیر کر سب لوگوں کو غور سے دیکھا۔ تبھی اس کا ایک دوست حیرت سے چلایا تھا۔

طلال یہ دیکھ "اس نے فون کی سکرین طلال کے سامنے کی۔ ویڈیو" دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر کئی رنگ آکر گزر گئے تھے۔ وہ ساکت سا پھٹی پھٹی آنکھوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ اسے سمجھنے میں مشکل نہیں ہوئی تھی کہ ایسا کس نے کیا ہوگا۔ وہ جس کی تذلیل

کرنے کی اس نے کوشش کی اس کے سوا کون اس کے ساتھ برا کرنے کی جرات کر سکتا تھا۔ اس کا دوست اب ویڈیو کے کمینٹ پڑھ رہا تھا۔ اس نے یکدم اشتعال میں آتے اس سے فون لے کر زمین پر دے مارا تھا۔ دوست نے دل پر ایسے ہاتھ رکھ لیا جیسے اسے دل کا دورہ پڑ گیا ہو۔

دوسری جانب اجالا بھی وہ ویڈیو دیکھ کر ساکت رہ گئی تھی۔ وہ بھی جان گئی تھی یہ دعا نے کیا تھا۔ کتنی خطرناک لڑکی تھی وہ۔ اس نے بے اختیار تھوک نگلا تھا۔ اگر اسے پتہ چل جاتا کہ طلال کو اس کے پیچھے لگانے والی وہ تھی تو وہ اس کا کیا حال کرتی۔ اس نے گہری سانس کھینچی تھی۔

اگلے منظر میں نیناں دعا کو منہ کھولے دیکھ رہی تھی۔
یہ تم نے کیا؟ "اس نے فون کی سکرین دعا کے سامنے کی۔"

نہیں۔ ایک ہیکر سے کروایا ہے۔ "اس نے ویڈیو تو خود ایڈٹ کی" تھی لیکن پوسٹ تہامی سے کہہ کر اسی ہیکر لڑکی سے کروائی تھی جس نے اس کی ویڈیو ڈیلیٹ کی تھی۔ اسے گروپ ایڈمن سے اپروول لینے کی ضرورت بھی نہیں پڑی تھی۔ کیونکہ وہ ہیکر تھی۔ وہ کہیں بھی گھس سکتی تھی۔

کس سے؟ "نیناں نے پوچھا۔" ثانی گل۔ "وہ مسکرائی تھی۔ وہ اس سے ملنا چاہتی تھی لیکن تہامی" نے کہا وہ کسی سے نہیں ملتی تھی۔

اور وہ کسی سے نہ ملنے والی ہیکر یونیورسٹی سے تین کلو میٹر دور ایک اپارٹمنٹ کے ایک سیاہ کمرے میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کے سر پر ہیٹ تھی۔ وہ بلیک سکرت اور شرٹ میں ملبوس کوئی اینارم گرل لگ رہی تھی۔ سرخ رنگ کے بال دو بیٹیوں میں بندھے تھے۔ معصوم سے چہرے پر کمپیوٹر کی روشنی پڑ رہی تھی اور منہ میں ایک لالی

پاپ تھا جو کبھی اس کے لبوں کے دائیں کنارے پر آتا اور کبھی بائیں
جانب۔ لانگ شوز میں مقید پیر بھی ایک دھن پر حرکت کر رہے
تھے۔ ایک کان میں ایرپوڈ لگا تھا
آئی لانگ ٹومیس و دسائیکوز "اس کے لب دھیرے سے ہلے تھے"
اور پھر مسکرا دیے تھے۔

شہزادہ حیان واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچا تو اس سردار ار تضحیٰ کی آمد کا
سن کر اس نے اکتائی ہوئی سانس بھری تھی۔ وہ یہ تو بھول ہی گیا تھا
کہ سردار اپنی بہن کے غائب ہونے پر اسی پر شک کرے گا۔ اب تو وہ
اتنا غصے ہو گا کہ اس کی بات بھی نہیں سنے گا۔ فی الحال وہ سردار کے
ساتھ جنگ نہیں کر سکتا تھا۔ شاہ ظہیر کے ساتھ لڑنے کیلئے اسے
سپاہیوں کی ضرورت تھی۔ وہ سردار کے ساتھ جنگ میں انہیں ضائع
نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ار تضحیٰ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ وہ اس

سے بات کرنا چاہتا ہے لیکن سردار ار ترضیٰ نے قاصد کو یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ اب ان کے درمیان صرف تلواروں کی زبان میں ہی بات ہوگی۔

ٹھیک ہے پھر لڑائی صرف ہم دونوں کے بیچ ہوگی۔ "شہزادے نے" اس کی لڑائی کی دعوت تو قبول کر لی تھی لیکن اپنے سپاہی لڑانے کیلئے تیار نہیں تھا۔ ار ترضیٰ کو جب قاصد نے شہزادے کا یہ پیغام دیا تو پھر گیا۔ اسے اپنی پچھلی شکست یاد آئی تھی۔

فکر مت کرو۔ اصل لڑائی ہمارے درمیان ہی ہوگی لیکن تمہارے "سپاہیوں کو بھی میرے سپاہیوں سے لڑنا ہوگا۔ یہی طاقت ہے جس کی بنا پر تم میرے گھر سے میری بہن کو لے گئے تھے۔ میں اس طاقت کو ختم کیے بنا یہاں سے نہیں جاؤں گا۔" سردار کے جواب پر حیان کو بھی غصہ آ گیا تھا۔ وہ لب بھینچ کر کچھ سوچنے لگا تھا۔ تبھی ایک غلام کمرے میں داخل ہوا تھا۔

عاسل آیا ہے۔ "اس نے جھک کر مؤدب لہجے میں کہا تو شہزادے" کے لبوں پر ایک مسکراہٹ آئی۔ کچھ دیر بعد شہزادہ اور سردار ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے اور عاسل سردار کو ٹھنڈا رکھنے کیلئے پاس ہی موجود تھا۔

کہنے کیلئے تمہارے پاس ابھی کچھ ہے؟ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ دعا کو تم نے ہی اغوا کیا ہے "سردار رضیٰ تو جیسے اس پر جھپٹ پڑنا چاہتا تھا لیکن عاسل کی وجہ سے رکا ہوا تھا۔

ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ وہ میں ہی تھا جو دعا کو تمہارے گھر سے لے کر گیا تھا لیکن..." وہ ایک پل کو رکا اور سردار کا سرخ چہرہ دیکھا۔ وہ تمہاری بہن نہیں تھی "شہزادے نے سردار کی آنکھوں میں "دیکھا۔ سردار نے بے یقینی سے سر جھٹکا۔

یہ بکواس ہے۔ وہ میری بہن ہی تھی۔ اس نے تمہارے سامنے اقرار کیا تھا۔ تم سیدھی طرح بتا دو کہاں ہے وہ ورنہ جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ۔

پہلے میری پوری بات سن لو۔ پھر جو مرضی کر لینا۔ "حیام نے سخت لہجے میں کہا۔ ار تضحیٰ نے کچھ کہنا چاہا لیکن عاسل نے اس کا ہاتھ دبایا۔ وہ تمہاری بہن کی ہم شکل تھی۔ اور وہ تمہارے ساتھ اس لیے گئی تھی کہ وہ تمہاری بہن کے بارے میں جاننا چاہتی تھی" اس کی بات پر ار تضحیٰ کی بھنویں سکڑی تھیں۔

کیا تم جانتے ہو تمہاری بہن کیسے مری تھی؟ "شہزادے نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کیا مطلب؟ "سردار ار تضحیٰ کا دل ناخوشگوار احساس کے تحت دھڑکا۔

تمہاری بہن مرچکی ہے سردار۔ وہ بہت پہلے سے مرچکی تھی۔ جب " وہ سیر پر گئی تھی اور پہاڑی نالے میں گر گئی تھی۔ اور تم جانتے ہو اس پہاڑی نالے میں گرنے والا کوئی بھی شخص زندہ نہیں بچتا " حیان بے تاثر لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ار ترضیٰ کا دل ڈوبنے لگا تھا۔ وہ یہ جانتا تھا لیکن دعا کی ہمشکل کو دیکھ کر وہ سب کچھ بھول گیا تھا اور اس کی یہ امید کہ دعا نہیں مری ہوگی یقین میں بدل گئی تھی۔ اس نے سر جھکا کر گہری سانس لی تھی۔

وہ لڑکی جو تمہاری بہن کی ہمشکل تھی میرے لیے بہت اہم تھی۔ " میں اسے خود سے دور جانے نہیں دے سکتا تھا اسی لیے تمہارے گھر میں ایک غلام کی حیثیت سے داخل ہو گیا اور جانتے ہو اس کا کیا فائدہ ہوا؟ " اب اس کا لہجہ نرم تھا۔ حیان نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ بھی تمہاری بہن کی طرح مرنے والی تھی۔ لیکن میں نے اسے بچا " لیا۔

وہ کیوں مرنے والی تھی؟" ار ترضیٰ نے الجھن آمیز لہجے میں پوچھا تھا۔

جیسے تمہاری بہن پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا ایسے اس پر بھی دوبار حملہ کیا گیا۔ تمہاری بہن بد قسمت تھی کہ کوئی اسے بچانے آگے نہ بڑھ سکا لیکن وہ میری دعا تھی۔ اس کیلئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔" اس کی شہد ر نگ آنکھوں میں ایک چمک ابھری تھی۔ ار ترضیٰ ساکت تھا۔ اور جانتے ہو تمہاری بہن کو کس نے قتل کیا؟" شہزادے نے پوچھا۔
تو سردار کا سکتی ٹوٹا۔

"کس نے؟"

تمہاری تائی نے۔" شہزادے نے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی تھیں اور چہرے پر بے یقینی ابھری تھی۔
تم... تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو؟" سردار نے لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔
تو شہزادے نے اسے بتایا کیسے دعا پر دوبار حملہ ہوا اور کیسے اس نے

اسے بچایا۔ پھر دعا کے کہنے پر ہی اس نے ان غلاموں کو اغوا کیا جو اس دن اس کی بہن کے محافظ تھے جب وہ مری تھی۔ انہوں نے بتایا تھا کہ تائی آلفہ نے اسے کیوں اور کیسے مارنے کی کوشش کی لیکن وہ حملہ آور کے ہاتھوں مرنے کی بجائے پانی میں گر گئی لیکن دوبارہ دعا کو دیکھ کر انہوں نے پھر افضال کو اسے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ کیونکہ جادوئی طاقت حاصل کرنے کیلئے انہیں دعا کا خون بہانا تھا۔ یہ سب انکشافات سن کر ار ترضیٰ کا سر گھومنے لگا تھا۔ تائی آلفہ کا مکروہ چہرہ سامنے آیا تو سانس لینا بھی مشکل لگنے لگا۔ اس کا خون کسی لاوے کی طرح غصے سے ابلنے لگا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور کچھ کہے بغیر باہر نکل گیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اپنی فوج کے ساتھ شیر شاہ واپس جا رہا تھا۔

شہزادی نیلوفر کے قافلہ پہاڑ کے ایک درے سے گزر کر اب ایک جنگل کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا تھا۔ راستے کے ایک طرف وسیع سبز

میدان نظر آرہے تھے اور ان کے پار پہاڑوں کا سلسلہ تھا جبکہ دوسری طرف جنگل کے لمبے لمبے درخت تھے۔ قافلہ سست روی سے آگے بڑھ رہا تھا۔ اچانک آگے موجدوف محافظ اور بھگی کا کوچوان گھوڑا روک گئے۔ دوفرلانگ کے فاصلے پر انہیں شیروں کا ایک گروہ نظر آیا تھا۔ ان کی تعداد دس سے اوپر تھی۔ آٹھ شیرنیاں تھیں اور دو شیر تھے جو جنگل کے درختوں سے نکل کر راستے میں آگئے تھے۔ ان کی نظر بھی قافلے پر پڑ گئی تھی۔ اور وہ آہستہ آہستہ قافلے کی جانب بڑھنے لگے تھے۔ قریب تھا کہ ان کی رفتار تیز ہو جاتی۔ محافظوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔ شہزادی اور کنیزوں کو بھی جب شیر نظر آئے تو ان کی چہرے زرد پڑ گئے۔ ایسے میں صرف جاسم تھا جس کے حواس بحال رہے تھے۔

عورتوں کو چھوڑ کر بھاگنا نہیں۔ ایک ایک کو ساتھ لو اور جس طرف "ممکن ہو بھاگو۔" جاسم نے اونچی آواز میں کہتے ہوئے بھگی کا دروازہ

کھولا اور شہزادی کا نرم و نازک ہاتھ پکڑ کر کھینچتے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا۔ شہزادی کی سریلی سی چیخ ابھری لیکن وہ اسے نظر انداز کرتا گھڑا پہاڑوں کی طرف موڑ کر تیزی سے آگے بڑھنے لگا تھا۔ تیز ہوا کے باعث شہزادی کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہونے لگا تھا۔ دوسرے محافظ بھی شہزادی کی کنیزوں کو ساتھ لیتے جہاں منہ اٹھا بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک شیر سے مقابلہ کرنا تو اتنا مشکل نہیں تھا لیکن وہ تو شیروں کا جتھا تھا۔ وہاں سے بھاگنے میں ہی عافیت تھی۔ شیروں نے بھی جب انہیں بھاگتے دیکھا تو رفتار تیز کر لی۔ ایک شہر اور شیرنی جاسم کے گھوڑے کی طرف بھاگ رہے تھے لیکن ان کی قسمت اچھی کہ فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ گھوڑا بھی تیز رفتار تھا۔ جاسم کو امید تھی کہ اچھا چھوڑ دیں گے۔ ک بہت جلد شیران غلام! گھوڑے کو آہستہ کرو۔ ہمارا سانس رک رہا ہے "جاسم کے" سینے سے لپٹی شہزادی نے کانپتی آواز میں کہا تھا۔ اور غلام کو اس کا یہ

ڈراہواروپ مزادے گیا تھا۔ ظالم شہزادی جو بات بات پر قتل کرنے کا حکم دے دیتی تھی اب ڈر سے بھیگی بلی بنی ہوئی تھی۔

جاسم! "وہ اس پر چیخنی۔ جاسم نے گہری سانس لی"

کیا آپ چاہتی ہیں شیر ہمیں چیر پھاڑ دیں۔ "جاسم نے طنزیہ پوچھا۔"

شہزادی نے حیرت سے اسے گھورا۔ اس کا لہجہ کچھ بدلا ہوا تھا۔ اس کے لہجے میں بغاوت کی بومحسوس ہو رہی تھی لیکن شہزادی کو یقین نہیں آیا تھا۔

"کیا تم انہیں مار نہیں سکتے؟"

مجھے کوئی حق نہیں انہیں زندگی سے محروم کرنے کا "وہ سکون سے"

بولا تھا۔ درپردہ وہ اسے باور کروا رہا تھا کہ اسے کوئی حق نہیں تھا وہ کسی

کو بھی قتل کرنے کا حکم دے دے۔

بے وقوف اگر تم انہیں نہیں مارو گے تو وہ ہمیں مار دیں گے۔ ""

شہزادی کو اس کی عقل پر افسوس ہوا

"اسی لیے تو دور بھاگ رہے ہیں ان سے"

تم میرے ساتھ بحث کرنے کی جرات کیسے کر سکتے ہو غلام؟ "اس"

نے دانت پیسے۔ وہ استہزائیہ انداز میں مسکرایا

اور آپ ایسے وقت میں بھی کیسے مغرور رہ سکتی ہیں۔ "اس نے"

بد تمیزی سے پوچھا تھا۔ شہزادی نے چہرہ اٹھا کر اس کی آنکھوں میں

دیکھا تھا۔ وہ بے باکی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ شہزادی کا

غصے سے چہرہ سرخ ہوا۔

ہمیں کہیں نیچے اتار دو۔ تم جیسے بد تمیز غلام کو ہم برداشت نہیں کر

سکتے "وہ چیخ کر بولی۔

اگر آپ کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوتی تو یہی کرتا۔ "جاسم"

نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ شیرنی ان کا پیچھا چھوڑ چکی تھی البتہ شیرا بھی

بھی ان کے پیچھے تھا۔ وہ ایک پہاڑی درے کے قریب پہنچ گئے تھے۔

اس بد تمیزی کی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔ یاد رکھنا۔ "وہ غرائی"
تھی۔ وہ مسکرا دیا لیکن بولا کچھ نہیں۔ وہ شہزادی سے مزید بحث نہیں
کرنا چاہتا تھا۔

سردار ارتضیٰ کسی طوفان کی طرح اپنے محل میں داخل ہوا تھا۔ تائی
آلفہ تیزی سے اس کے قریب آئیں۔
دعا کا کچھ پتہ چلا؟ "ان کی چہرے پر پریشانی تھی۔ سردار ارتضیٰ ایک"
پل کو ان کا منافق چہرہ دیکھ کر رہ گیا تھا۔ پھر اس نے ارد گرد نظر
دوڑائی۔

میرے ساتھ آئیں۔ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ ""
وہ کہہ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ تائی آلفہ الجھ کر اس کے
پیچھے آئیں۔

دعا کیسے مری تھی؟ "وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئیں سردار کی طرف سے پوچھے جانے والے سوال نے انہیں بھونچکا دیا۔ ان کی اڑتی رنگت دیکھ کر سردار کو یقین ہو گیا تھا کہ شہزادہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

"یہ... یہ کیا کہہ رہے ہو بیٹا۔ دعا تو زندہ ہے۔"

وہ مر گئی ہے اور اسے آپ نے مروایا تھا۔ "وہ یکدم چلایا تھا۔ تائی"

آلفہ ساکت سی پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھیں۔

آپ نے جادو سیکھنے کیلئے میری بہن کو مار دیا تائی! آپ انسان ہیں یا حیوان؟ کیا بگاڑا تھا میری بہن نے آپ کا؟ کتنا پیار کرتی تھی وہ آپ سے اور میں آپ کو ماں سمجھتا تھا لیکن آپ.... شیطان نکلیں۔ "وہ غصے اور دکھ سے کہہ رہا تھا۔ تائی آلفہ کو سب کچھ گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔

"...ت... تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے بیٹا"

بس۔ "سردار نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔ پھر باہر کھڑے غلاموں کو"
آواز دی۔

لے جاؤ انہیں زندان میں۔ "سردار نے کہا تو تائی آلفہ چیخنے لگیں۔"
لیکن سپاہی انہیں گھسیٹتے لے گئے۔ سردار نے تائی آلفہ کو کھانے میں
زہر دینے کا حکم دے دیا تھا۔ وہ اپنی بہن کی مجرم کو زندہ نہیں چھوڑ
سکتا تھا۔

ہائے! میری دعا! "نیناں نے دل پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈی آہ بھرتے"
دعا کو دیکھا تھا۔ دعا نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا پھر تیزی سے اس
کی طرف بڑھی تھی

کتنا کول ہے ناشہزادہ۔ پلیر دعا اس کی محبت قبول کر لو۔ "نیناں"
جذباتی لہجے میں کہہ رہی تھی جبکہ دعا شہزادے کا وہ ڈائلاگ پڑھ رہی
تھی جس میں اس نے میری دعا کہا تھا۔ وہ جب یہ ڈائلاگ لکھ رہی

تھی تو زہن میں شہزادے نے بالکل وہی کہا تھا جو اس کی نظروں کے سامنے لکھا ہوا تھا لیکن اس نے وہ ڈائلاگ نہیں لکھا تھا۔ اسے وہ لکھتے ہوئے جھجک محسوس ہوئی تھی لیکن پھر وہ فقرہ کس نے لکھ دیا تھا۔

ظاہر تھا ایسے ہی جیسے خود ہی وہ سینر بن جاتے تھے جن میں وہ شہزادے کے ساتھ ہوتی تھی۔ اب تو اسے واقعی یقین ہونے لگا تھا یا تو وہ ڈائری جادوئی تھی یا وہ پین۔ اس نے گہری سانس لی تھی۔ یہ کہانی مجھے پاگل کر دے گی "اس نے بڑبڑاتے ہوئے ڈائری بند کی۔"

شہزادے کیلئے پاگل۔ ہیں نا۔ "نیناں نے کہا تو دعائے اسے گھورا۔" تم تو آرام سے بیٹھو۔ "اس نے نیناں سے گھر کا اور ڈائری ٹیبل پر رکھتے ہوئے ڈریسنگ مرر کی طرف بڑھی۔

میں کو نسا ڈانس کر رہی ہوں۔ آرام سے ہی بیٹھی ہوئی ہوں۔ "نیناں نے منہ بنا کر کہتے ہوئے ڈائری کھولی۔

یار جاسم سرکار کچھ بدلے بدلے لگ رہے ہیں۔ اب شہزادی اس " کے رحم و کرم پر ہوگی اور وہ گن گن کر بدلے لے گا۔ اور تائی آلفہ کا تو کام تمام ہونے والا ہے "نیناں مزے سے بولی تھی۔

ابھی نہیں ہوگا۔ وہ بچ چائے گی۔ "دعا اپنے گال پر کریم لگاتے " ہوئے بولی تھی۔ نیناں نے بد مزہ ہو کر اسے گھورا تھا۔

ملکہ مہرماہ کو مار دو۔ لیکن ایسے کہ لگے وہ طبعی موت مری ہے۔ " " شاہ ظہیر دروازے کی طرف رخ کیے کھڑا بولا اور آگے بڑھ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔

ضرور میرے بادشاہ "ملکہ شائلہ فاتحانہ مسکرائی تھی۔ دوسری " طرف شاہ ظہیر دیوان خانے میں پہنچا تو اس کیلئے ایک جاسوس بری خبر لیے منتظر تھا۔

طارق مارا گیا ہے اور سب جان گئے ہیں کہ وہ شہزادہ نہیں تھا "شاہ"
ظہیر حیرت اور غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔
کیسے ہوا یہ؟ "وہ گر جا۔"

شہزادہ حیان نے اس پر حملہ کر دیا تھا جب وہ ایک بستی کو لوٹ رہا تھا۔
"جاسوس نے ڈر کے مارے آہستہ آواز میں کہا تھا۔ شاہ ظہیر نے
گہری سانس اندر کھینچتے جیسے غصہ ضبط کیا تھا۔ اسے لگا تھا شہزادہ اس
چال کو توڑ نہیں سکے گا لیکن وہ نہ صرف چال کو توڑ چکا تھا بلکہ الٹا وار
بھی کر گیا تھا۔ اب لوگ یہی سوچ رہے تھے کہ اگر شہزادہ لوٹ نہیں
مچا رہا تھا تو پھر کس نے اسے شہزادے کے روپ میں لوٹ مار کیلئے بھیجا
تھا۔ اور یہ ظاہر تھا کہ اس بات کا فائدہ شاہ ظہیر کو ہی ہو سکتا تھا۔

فوج میں بھی یہ بات پھیل گئی ہے۔ اور سپاہی بے چین ہیں۔ مجھے ڈر"
ہے کہیں وہ شہزادے کی حمایت میں غداری نہ کر دیں "مشیر خاص
بشر ہاتھ باندھے پریشانی سے بولا تھا۔ شاہ ظہیر نے دماغ کے گھوڑے

دوڑائے۔ اگر اس کے بس میں ہوتا تو ہر اس سپاہی کو قتل کر دیتا جو اس سے غداری کرتا لیکن اتنی بڑی فوج کو ختم کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ اس کا ایک اور حل تھا۔

فوج کو شمالی سرحد کی طرف بھیجنے کی تیاری کرو۔ "شمال کی طرف" موجود ریاست کے ساتھ حفر کی ریاست کی سرحدی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ زیادہ تر فوج وہیں موجود تھی۔ شاہ ظہیر نے باقی فوج کو بھی وہاں بھیجنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ انہیں قتل کرنے کی بجائے منظر عام سے ہٹا دینا بہتر تھا۔

لیکن ایسے تو شہزادہ بہت تھوڑی فوج کے ساتھ بھی حفر پر حملہ کر سکے گا۔ "بشر نے الجھ کر کہا۔

کیا یہ اس سے بہتر نہیں کہ وہ حملہ کرنے آئے اور یہ ساری فوج اس کے ساتھ مل کر میرا تخت الٹ دے" شاہ ظہیر نے طنزیہ کہا تھا۔ پھر ہمارے پاس ایک ہی حل بچا ہے۔ "بشر نے کچھ سوچ کر کہا۔"

"کیا؟"

انگریزوں سے ہاتھ ملا لیں۔ "بشر نے اسے مشورہ دیا۔ انگریز شاہ"
ظہیر کو اس بات کی پہلے بھی پیشکش کر چکے تھے۔ لیکن اس سلسلے میں
ان کی شرائط شاہ ظہیر کو قبول نہیں تھیں۔ وہ ریاست میں ریزیڈنسی
بنانا چاہتے تھے۔ تجارت پر محصولات بہت کم ادا کرنا چاہتے تھے۔ اور
حکومتی فیصلوں میں بھی بادشاہ کو ان سے مشورہ کرنا ضروری تھا۔
بدلے میں وہ بادشاہ کی حکومت کو قائم رکھنے کیلئے فوج اور جدید اسلحہ
مہیا کرتے تھے۔ شاہ ظہیر کو اس وقت انہی دو چیزوں کی ضرورت
تھی۔ وہ کچھ پل سوچتا رہا پھر بشر کو دیکھا۔
ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ تم مسٹر اولیور کو پیغام بھیج دو کہ میں ان سے "
ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔" شاہ ظہیر نے کہا تو بشر سر کو جنبش دیتا
کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

شیر نے ان دونوں کا پیچھا تو چھوڑ دیا تھا لیکن وہ نجانے کہاں پہنچ چکے تھے۔ وہ پتھر لے پہاڑی تھے اور ان پر کہیں کہیں برف جمی تھی۔ وہ بہت مشکل سے شیر کی نگاہوں سے او جھل ہوئے تھے۔ انہیں ایک پہاڑی غار مل گیا تھا جس کا دہانہ بہت تنگ تھا۔ اگر کوئی پتھر اس دہانے کے سامنے رکھ دیا جاتا تو وہ ایک محفوظ پناہ گاہ بن سکتی تھی۔ جاسم نے پہلے خود اندر جا کر غار کا جائزہ لیا پھر شہزادی کو اندر بھیجا اور قریب پڑا ایک پتھر کھینچ کر دہانے کے قریب لانے لگا۔ کچھ دیر مشقت کے بعد وہ بھی غار میں موجود تھا اور دہانے پر پتھر نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ ایک چھوٹی سی درز سے ہلکی سی روشنی اندر آرہی تھی۔ گھوڑا اس نے باہر ہی ایک پتھر کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ گھوڑے کے ساتھ وہ تھیلے میں کھانے کا کچھ سامان تھا جس سے رات گزاری جا سکتی تھی۔ گھوڑا اور وہ اتنے تھک چکے تھے کہ مزید سفر نہیں کر سکتے تھے۔ انہیں رات وہیں گزارنی تھی۔ ت

یہ کتنی خوفناک جگہ ہے۔ کچھ نظر نہیں آرہا۔ ہم سخت زمین پر "سوئیں گے کیسے؟" جاسم شہزادی سے کچھ دور بیٹھا تھیلے میں سے کھانے کی خشک چیزیں نکال رہا تھا جب اس کی روہانسی آواز جاسم کے کانوں میں پڑی تھی۔

اب میں یہاں کہاں سے آپ کیلئے آرام دہ بستر لاؤں؟ "وہ اکتا کر "بولتا تھا۔ شہزادی کا دل دکھاتا تھا۔

تم اپنی حد سے بڑھتے جا رہے ہو غلام۔ ہم تمہیں کمزور لگ رہے ہیں اس لیے تم اپنی اصلیت دکھا رہے ہو۔ "وہ زہر خند لہجے میں بولی تھی۔ جاسم نے بمشکل اپنے غصے کو قابو میں کیا اور اس کے سامنے کھانا پٹھا۔

یہ کیا طریقہ ہے۔ "شہزادی کسی شیرنی کی طرح غرائی تھی۔ "آپ جب کسی کو لعن طعن کر رہی ہوں گی تو کیا وہ بدلے میں آپ سے تمیز سے پیش آئے گا؟" وہ استہزائیہ لہجے میں بولا تھا۔

"!تم اپنی موت کو دعوت دے رہے ہو غلام"

پہلی بات موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسری بات اب سے میں"

آپ کی غلامی سے دستبردار ہو رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری مدد چاہیے

تو مجھے انسان سمجھ کے بات کرنی ہوگی۔" جاسم نے سخت لہجے میں کہا

اور کھانا کھانے لگا۔ شہزادی حیرت سے گنگ بیٹھی رہ گئی تھی۔

تم میری غلامی سے نہیں نکل سکتے۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی تھی۔"

میں نکل چکا ہوں" وہ محظوظ ہوا۔ شہزادی تلملا کر رہ گئی لیکن وہ بھی"

جانتی تھی کہ اس وقت وہ اس غلام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی۔

باب چہارم: آزادی

ملکہ مہرماہ کبھی صرف ایک نواب زادی ہوا کرتی تھی۔ رکھ رکھاؤ اور وضع داری اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ خوبصورتی بھی اتنی تھی کہ ہر دیکھنے والے کو سحر میں جکڑ لیا کرتی تھی۔ مہرماہ جانتی تھی اس کی خوبصورتی غیر معمولی تھی۔ اسی لیے وہ اپنا چہرہ چھپا کر رکھتی تھی۔ گھر کے افراد اور ماہ نوع کے علاوہ وہ غلاموں اور ارد گرد کے ہمسائیوں سے بھی نقاب کرتی تھی چاہے وہ عورتیں ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ بہت پر سکون زندگی گزار رہی تھی۔ ماں باپ اور بھائیوں کی محبت نے اسے ایک زندہ دل لڑکی بنا دیا تھا۔ وہ جو خواہش کرتی پوری کی جاتی۔ اسے لگتا تھا زندگی میں کبھی اس کی خواہش کے خلاف کچھ نہیں ہوگا لیکن اس کی یہ خوشفہمی اس وقت دور ہوئی جب اس کی ماں نے اسے بتایا کہ شہزادہ ظہیر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اس کے والدہاں کہہ چکے ہیں۔ صدمے اور بے یقینی سے وہ کئی پل ساکت سی اپنی ماں ہی۔ ماں بھی خوش لگ رہی تھی۔ شہزادہ ظہیر ت کو دیکھتی رہی

جہاں بادشاہ کا بھائی تھا عمیں خوبصورت بھی تھا۔ عمر میں بھی پندرہ سال کا ہی تو فرق تھا۔ اور دو شادیوں کا کیا تھا۔ مرد تو ایک ساتھ کئی عورتوں کے ساتھ تعلق رکھ سکتے تھے۔ انہیں ظہیر اشہد میں کوئی عیب نظر نہیں آ رہا تھا اور سب کچھ ٹھیک لگ رہا تھا۔ انہیں اور ان کے شوہر کو یہ بھی امید تھی کہ ایک ناسیک دن ظہیر بادشاہ بن جائے گا اور ان کی بیٹی ملکہ۔ وہ نہیں سوچ رہے تھے تو صرف مہر ماہ کے احساسات کا۔ اس کی پسند کا۔

ہمیں ان سے شادی نہیں کرنی ماں "مہر ماہ نے صدے سے نکل کر" تیزی سے کہا تھا۔ ماں نے اسے تعجب سے دیکھا تھا جیسے شک ہو کہیں اس کا دماغ تو نہیں چل گیا تھا۔

آپ جانتی بھی ہیں کیا کہہ رہی ہیں؟ "حیرت میں ڈوبا سوال۔"

ماں! آپ جانتی ہیں وہ عورتوں کی رسیا ہیں۔ میں ایسے مرد کے " ساتھ شادی نہیں کر سکتی جو صرف میرا نہ ہو " وہ بے چینی سے بولی تھی۔ ماں کے چہرے پر جلال ابھرا تھا۔

ہمیں اندازہ نہیں تھا آپ اتنی بے شرم ہو سکتی ہیں کہ ایسے کسی مرد " کے حوالے سے اپنی پسند کا اظہار کریں گیں۔ " ماں کا غصہ بھی بجا تھا۔ ان کے خاندان میں کبھی عورتوں نے مردوں کے حوالے سے اپنی پسند نا پسند نہیں بتائی تھی۔ جہاں انہیں بیاہا جاتا ہے زبان جانور کی طرح سر جھکا دیتی تھیں۔

اگر بیٹی کا اپنی پسند کا اظہار کرنا منع ہے تو ماں باپ کو اس کے کہے " بغیر ہی جان لینا چاہیے کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ سیٹیاں بھڑ بکریاں نہیں ہوتیں۔ وہ بھی انسان ہوتی ہیں۔ ان کا بھی دل ہوتا ہے اور دل کچھ بھی چاہ سکتا ہے " مہرماہ نے چند پل کیلئے ماں کو لا جواب کر دیا تھا۔

آپ کے لہجے سے بغاوت کی بو آرہی ہے مہرماہ۔ ہمیں بتاؤ کون ہے "

وہ بد بخت جس کیلئے آپ ایک شہزادے کے رشتے سے انکار کر رہی ہیں۔" ماں دبی آواز میں غرائی تھی۔ مہرماہ کا دل دکھاتا تھا۔ اس نے پہلی بار اپنے ماں باپ کا یہ روپ دیکھا تھا۔ کتنا اجنبی سا روپ تھا

ماں آپ ہم پر کیسے شک کر سکتی ہیں۔ جبکہ میرے کردار کی پارسائی "

کی گواہی ایک زمانہ دیتا ہے۔" اس نے صدمے سے کہا تو ماں کچھ پل کیلئے شرمندہ ہوئیں۔

وہ صرف میرا دل ہے جو مجھے اس شادی سے روک رہا ہے۔ ہمیں "

نہیں پسند شہزادہ ظہیر۔ زہر لگتے ہیں۔ ہر عورت کو اپنی جاگیر سمجھنے والے۔" وہ تلخ لہجے میں بولی تھی۔ ماں نے گھبرا کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔

کیا بول رہی ہیں آپ مہرماہ۔ اگر کسی کو آپ کے خیالات پتہ چل " گئے تو شاہی خاندان تو ہم سے الگ بد ظن ہو گا اور آپ کے والد آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ " ماں کے الفاظ پر وہ حیران رہ گئی۔

بابا ایسا نہیں کر سکتے ہمارے ساتھ " اس کے لب پھڑپھڑائے تھے۔ " ایسا ہی ہوتا ہے ہمارے بچے۔ یہ مردوں کی دنیا ہے۔ اگر ہم ان کے بنائے ہوئے اصولوں کے خلاف جائیں تو ہمیں مار دیا جاتا ہے۔ اگر زندہ رہنا ہے تو دل کی مت سنیں۔ دل بہت خوار کرواتا ہے۔ سارے جگ میں رسوا کروا دیتا ہے۔ اپنی خواہشوں کو دل میں ہی دفن کر دیں۔ " ماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ مہرماہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

نہیں ماں۔ یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ آپ نے اگر ہمارے ساتھ یہی کرنا تھا تو شروع سے ہی ہماری ہر خواہش کو مار دیتیں۔ ہمیں

پتہ ہوتا ہماری زندگی کبھی ہماری خواہشات کے مطابق نہیں گزرے گی۔

ہم والدین ہیں آپ کے مہرماہ۔ ہم آپ کیلئے کبھی برا نہیں چاہ سکتے۔ ہم پر بھروسہ کریں "ماں نے اسے جذباتی بلیک میل بھی کیا لیکن وہ نہیں مانی۔ یہ خبر پہلے سارے گھر میں پھیلی پھر نواب آغا تک پہنچی۔ ان کی غیرت بلبلا اٹھی۔ بھائی بھی غصے میں آگئے۔ اس بات کو باہر نکلنے سے روکنے کیلئے خود کو کسی سخت رد عمل سے باز رکھا تھا لیکن یہ بات پھر بھی باہر پھیل گئی تھی۔ شہزادہ ظہیر تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ یہ بات اس کی اناپریہ ضرب بہت کاری لگی تھی۔ اب مہرماہ کو کسی بھی قیمت پر حاصل کرنا اس کی ضد بن چکی تھی۔

تائی آلفہ کو زہریلا کھانا دینے کیلئے زندان کا دروازہ کھولا گیا تو زندان خالی تھا۔ انہیں کو ان کے استاد جادو کرنے جادو کے ذریعے زندان

سے نکلوا لیا تھا۔ حویلی میں ہل چل مچ گئی تھی اور دوسری طرف تائی
آلفہ جھک کر اپنے استاد کا ہاتھ چوم رہی تھی۔
میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ سمجھیں آپ نے مجھے "
خرید لیا۔ "تائی آلفہ نے مشکور لہجے میں کہا اور پیچھے ہٹ کر زمین پر
بیٹھ گئی استاد سفید لمبے بالوں اور داڑھی بھرا چہرہ لیے تخت پر بیٹھا بہت
خوفناک نظر آ رہا تھا۔
ہم نے بس اسی لیے تمہاری مدد کی کہ تم ابھی تک کمزور ہو۔ تم ابھی "
"تک جادوئی طاقت حاصل نہیں کر سکی۔
میں اپنی ناکامی پر شرمندہ ہوں لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں "
کامیابی حاصل کیے بنامروں گی بھی نہیں۔ "وہ جذباتی لہجے میں بولی
تھی۔

ہم دو جن تمہاری غلامی میں اس وقت تک دے دیتے ہیں جب تک "
"تم طاقت حاصل نہ کر لو

شکریہ۔ شکریہ میرے استاد "تائی آلفہ جھک جھک کر استاد کس"
شکریہ کہنے لگی

شاہ ظہیر نے انگریزوں کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے۔ دو دن تک "
انگریزوں کی فوج حفر میں پہنچ جائے گی اور اس کی حفاظت اپنے ذمے
لے لے گی۔ ان کے پاس جدید اسلحہ بھی ہے۔ ہم تلواروں سے
بند و قوں اور روپوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے "عاسل مضطرب لہجے میں
شہزادے سے کہہ رہا تھا۔ شہزادے کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں
ابھری تھیں۔

فوج کی تعداد کتنی ہے؟ "اس نے عاسل کو دیکھا۔"
دس ہزار۔ اس میں زیادہ تر ہندوستانی ہی ہیں لیکن ہر دستے کی کمان "
"انگریز فوجیوں کے پاس ہے
"اسلحہ فوج کے ساتھ آئے گا یا پہلے؟"

"یہ معلوم نہیں۔ آپ کہیں تو جاسوس بھیج دوں؟"

ہاں فوراً بھیجو۔ مجھے اسلحے کو حفر میں پہنچنے سے پہلے چھیننا ہے۔ اسی"

کو ہم انگریزوں کے خلاف استعمال کریں گے۔" حیان نے پر عزم

لہجے میں کہا تھا۔ عاسل کو اس کا یہ منصوبہ پر اثر لگا تھا۔

ایک اور خبر بھی ہے۔ شاہ ظہیر اپنی فوج کو جنوبی سرحد کی طرف"

بھیج رہے ہیں تاکہ وہ ان سے غداری کر کے آپ نے ساتھ شامل نہ ہو

"جائے۔"

انہیں کسی طرح روکو عاسل۔ مجھے ان کی ضرورت ہے۔"

شہزادے نے سامنے دیکھتے تحکم سے کہا تھا۔ عاسل نے سر جھکا دیا

تھا۔

حسہ زندان کی تاریک دیوار سے ٹیک لگائے ساکت سی نیم دراز تھی

جب خاموشی کو دروازے کھلنے کی آواز نے توڑا تھا۔ اس کے وجود میں

جنبش نہیں ہوئی۔ باہر سے روشنی نے اندر سفر کیا اور اس کے وجود کو ظاہر کیا۔ کوئی اندر آرہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کھانے کی ٹرے تھی۔ وہ ایک ادھیڑ عمر شخص تھا۔ حنہ کو کھانا دینے کی ذمہ داری اسی کی تھی۔ وہ دھیرے سے چلتا اس کے قریب آیا اور جھک کر کھانا اس کے سامنے رکھا۔ پھر حنہ کو دیکھا۔ وہ آنکھیں کھولے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ نیم اندھیرے میں بھی اسے حنہ کی آنکھوں میں ایک سرد سی چمک نظر آئی تھی۔ اس نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن حنہ کسی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹی تھی۔ ایک ہاتھ اس کے منہ پر جما کر اس نے دوسرے ہاتھ سے گردن پر ایسا وار کیا کہ وہ پل بھر میں ہی بے ہوش ہو گیا۔ حنہ نے گہری سانس لی۔ اپنے پیروں سے زنجیر ہٹائی جس کا تالہ وہ پہلے ہانے کی ٹرے سے خشک کھانا اٹھا کر ک ہی توڑ چکی تھی۔ اس نے اپنے کپڑوں میں چھپایا اور زندان سے باہر بھاگی۔ وہ تہ خانے سے نکل کر ابھی داخلی دروازے کی طرف بڑھ ہی رہی تھی کہ سردار رضیٰ

کی اس پر نظر پڑ گئی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں۔ اگلے ہی پل وہ اس کی طرف دوڑا تھا۔ حنہ بھی دوڑ رہی تھی۔ وہ اس کے دائیں طرف سے اس کی طرف آیا تھا۔ اور بھاگتی ہوئی حنہ کو ایک بازو سے جکڑتا دیوار سے لگا گیا تھا۔ حنہ نے سانس روک کر ایک پل کو اس کی آنکھوں میں دیکھا پھر اس کی پسلی میں مکادے مارا۔ وہ کراہ کر پیچھے ہٹا۔ حنہ نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے بازو کو پکڑتا اپنی طرف موڑ گیا۔ پھر ان کے درمیان ایک لڑائی شروع ہو گئی۔ حنہ اسے کاری ضربیں لگا رہی تھی لیکن چونکہ وہ سردار کے دل میں بستی تھی تو وہ صرف دفاع پر ہی اکتفا کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ لڑائی کا بھی وکتاجب اسے چند پل ر ایک اپنا ہی مزا تھا۔ وہ محظوظ سا اس کے وار کیلئے بے بس کر کے فاتحانہ مسکراتا تو وہ سانپ کی طرح بل کھا کر رہ جاتی لڑائی ایک دفعہ پھر شروع ہو جاتی۔ نجانے کتنی ہی دیر وہ لڑتے رہے۔ حنہ بری طرح تھک گئی تھی۔ سردار رضی بھی ہانپ رہا تھا

لیکن اس کی جنگی تربیت بچپن سے ہو رہی تھی۔ اوپر سے وہ مضبوط اعصاب کا مرد تھا۔ حنہ عام لڑاکوں پر تو برتری حاصل کر سکتی تھی لیکن اس پر خاصا مشکل تھا۔ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھی کھینچ کھینچ کر سانس لے رہی تھی۔ سارے جسم میں خون تیزی سے گردن کر رہا تھا اور وہ پسینے میں بھیک چکی تھی۔

کیوں اپنی نازک سی جان پر ظلم کر رہی ہو۔ ابھی اشارہ کرو ہر چیز "تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دوں گا" وہ اس کے سامنے پنجوں کے ب بیٹھتا بولا تھا۔

اس کے بدلے میں مجھے تمہاری غلامی کرنی ہوگی؟ ہیں نا؟ "حنہ نے "اسے تر چھی نگاہوں سے دیکھا۔

کچھ کھونے کیلئے کچھ پانا تو پڑتا ہے۔ "وہ کندھے آچکا کر بولا۔"

میں اپنی زندگی کا بہت سا حصہ پہلے ہی غلامی میں کھو چکی ہوں۔ اب "مجھے آزادی چاہیے۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔ سردار کو اس پر ترس آیا۔

مجھ سے نکاح کر لو۔ پھر جہاں چاہو جا سکو گی "سردار ار ترضیٰ نے اس "کا گال نرمی سے چھوا۔ وہ چہرہ پھیر گئی یہ بھی منظور نہیں۔ میں تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔ "اس "نے بے رخی سے کہا۔ ار ترضیٰ نے غصے سے لب بھینچے۔ لگتا ہے تمہاری عقل ٹھکانے پر آنے میں ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ " "ار ترضیٰ نے کہہ کر اس کی گردن پر وار کرتے اسے بے ہوش کیا اور اسے بازوؤں میں بھرتا پھرتا ریک زندان میں لے آیا۔

مجھے دعا کا فیملی بیک گراؤنڈ چاہیے۔ "فون کے سپیکر پر طلال کی آواز "ابھری تو اجالا نے گہرا سانس لیا۔

میرے خیال سے تمہیں اب پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔ وہ تم سے زیادہ "سائیکو ہے۔"

میں ڈر کر پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ لیکن لگتا ہے تم ڈر "گئی ہو۔ سوچو جب دعا کو پتہ چلے گا کہ مجھے اس کے پیچھے لگانے والی تم تھی تو وہ تمہارے ساتھ کیا کرے گی" طلال نے مذاق اڑانے اڑانے میں اسے دھمکی بھی دے ڈالی تھی

میں بھی کم خطرناک نہیں ہوں۔ تم میرے بارے میں فکر مت "کرو۔ میں کچھ دنوں تک تمہیں اس کا فیملی بیک گراؤنڈ معلوم کر کے بتا دوں گی۔" اجالانے کہہ کر کال کاٹ دی تھی اور غصے سے گہرے گہرے سانس لینے لگی تھی۔ وہ طلال کی دھمکی سمجھ گئی تھی۔

سدرہ ملکہ مہرماہ کی خاص کنیز تھی اس لیے اسے ایک الگ کمرہ دیا گیا تھا۔ وہ ملکہ مہرماہ کے سونے کے بعد اپنے کمرے میں آئی تھی۔ اسے

بہت نیند آرہی تھی۔ بستر پر لیٹتے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک اسے کچھ عجیب محسوس ہوا۔ اس نے ہڑبڑا کر ہوش میں آنا چاہا لیکن کسی نے اس کے منہ پر کپڑا رکھ دیا۔ وہ بے ہوش ہو گئی پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک تاریک کمرے میں پایا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے اپنے ہاتھ آگے کی طرف باندھے نظر آئے۔ وہ پریشانی سے ارد گرد دیکھنے لگی۔

کوئی ہے؟ کون لایا ہے مجھے یہاں؟ "اس کی گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔" اگلے ہی پل تاریک کمرے کا دروازہ کھلا اور دو لوگ تلواریں پکڑے اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ملکہ شائلہ کو دیکھ کر وہ حیران رک گئی تھی۔ اس کے ساتھ ایک کنیز بھی تھی جس کے ہاتھ میں مشعل تھی۔ مشعل کی روشنی نے کمرہ روشن کر دیا تھا۔ وہ ملکہ شائلہ کے کمرے کے نیچے بنے تہ خانے کا ایک کمرہ تھا۔

آ... آپ "ملکہ شائلہ مسکرائی۔"

ہمیں تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔ لیکن ہمیں یقین تھا کہ "تم ہماری بات کبھی نہیں مانو گی اس لیے تمہارے ساتھ تھوڑی زیادتی کرنی پڑی۔" وہ مصنوعی شرمندگی سے بولی تھی۔

آپ میرے ساتھ تھوڑی کی بجائے زیادہ زیادتی بھی کریں گی تو "میں آپ کی بات نہیں مانوں گی۔" وہ پر عزم لہجے میں بولی تھی۔ وہ جانتی تھی ملکہ شائلہ اسے ملکہ مہرماہ کے خلاف استعمال کرنا چاہتی ہے لیکن وہ مر تو سکتی تھی اپنی ملکہ سے غداری نہیں کر سکتی تھی۔

ایسا ہے کیا؟ "ملکہ شائلہ نے محظوظ انداز میں کہتے ایک غلام کی طرف دیکھا اس نے دروازے کے قریب جا کر ہانک لگائے۔ گلے ہی پل دو غلام ایک شخص کو گھسیٹتے اندر لے آئے تھے۔

بابا "سدرہ اپنے باپ کو زخمی حالت میں دیکھ کر چیخی تھی۔ ساتھ ہی "اٹھ کر اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن ایک غلام نے اسے جکڑ لیا۔

اگر تم نے ہماری بات سے انکار کیا تو تمہارے باپ کی جان بھی جا سکتی ہے۔" ملکہ شائلہ نے شان بے نیازی سے کہا تھا۔ سدرہ نے حیران نگاہیں اس کی طرف موڑیں۔ وہ کیسے اس کے خاندان تک پہنچ گئی تھی۔ اس کا باپ تو محل سے دور ایک گاؤں میں رہتا تھا۔

"میرے بابا کو چھوڑ دو۔"

پہلے یہ اپنی ملکہ کے کھانے میں ملاؤ پھر تمہارے باپ کو چھوڑ دوں گی" ملکہ شائلہ نے ایک شیشی سدرہ کی طرف بڑھائی تھی۔ اس کی نم آنکھوں میں آنسوں ٹھٹھر سے گئے تھے اور وہ ساکت سی اس شیشی کو دیکھ رہی تھی۔

حیان کو اسلحے کی جگہ معلوم ہو گئی تھی۔ جاسوس نے بتایا تھا کہ اسلحہ حفر سے چند کلو میٹر دور ایک قلعے میں موجود ہے۔ آدھی فوج کل اس کے ساتھ حفر میں داخل ہوگی اور آدھی اگلے دن آئے گی۔ حیان

نے اپنے ساتھ پندرہ سپاہی لیے اور باقی فوج کو سارا منصوبہ سمجھا کر اسلحے سے بھرے قلعے کی جانب محو سفر ہوا۔ دوسری طرف عاسل اس فوج کے راستے میں آچکا تھا جو جنوبی سرحد کی طرف جارہی تھی۔

عاسل نے ایک راہ گیر کی حیثیت سے فوج کے سپاہیوں سے اپنا تعارف کروایا اور اس سے پہلے کے اونچے عہداروں کو اس کی موجودگی کا وہاں پتہ چلتا وہ فوج میں یہ بات پھیلا چکا تھا کہ شاہ ظہیر نے حفر کی حفاظت انگریزوں کے حوالے کر دی ہے۔

شاہ ظہیر پاگل ہو گیا ہے کیا؟ یہ تو حفر کو انگریزوں کے ہاتھ بیچنے والی " بات ہو گئی۔ وہ ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ " ایک سپاہی مشتعل ہو کر چلایا تھا

میں نے تو اب شاہ ظہیر سے کسی اچھے کام کی امید ہی چھوڑ دی ہے۔ " اب میری امید شہزادہ ہی ہے۔ وہی ہے جو حفر کو انگریزوں کی غلامی سے بچا سکتا ہے۔ " عاسل نے چالاکی سے کہا تھا۔

لیکن وہ تو سرحدی علاقوں کو لوٹ رہا ہے "ایک نے اسے اطلاع دی۔ عاسل نے اسے گھورا۔

تمہاری اطلاع پرانی ہے۔ تم نے نہیں سنا وہ کوئی اور تھا جو شہزادے کا نام لے کر لوٹ مچا رہا تھا۔ شہزادے نے اسے سب کے سامنے رنگے ہاتھوں پکڑ کر قتل کر دیا ہے "عاسل نے کہا تو کئی سپاہیوں نے اس کی تائید کی تھی۔

میں نے سنا ہے شہزادہ شاہ ظہیر کے مقابلے میں آنے کی تیاری کر رہا " ہے۔ اس نے پانچ ہزار تک فوج بھی جمع کر لی ہے

پانچ ہزار سے وہ انگریزوں کی فوج کا مقابلہ کیسے کرے گا۔ ہمیں "

اپنے شہزادے کا ساتھ دینا ہو گا۔ وہی اب حفر کی آخری امید ہے۔ ہم

انگریزوں کی غلامی ہر گز برداشت نہیں کر سکتے "ایک سپاہی نے کہا تو

باقی شہزادے کے حق میں نعرے لگانے لگے۔ آن کی آن میں یہ

بات ساری فوج میں پھیل گئی تھی اور سب نے شہزادے کا ساتھ

دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ فوج کا سپہ سالار اور اعلیٰ عہدار انہیں روکتے ہی رہ گئے لیکن وہ عاسل کی رہنمائی میں شہزادے کے ٹھکانے کی جانب مڑ گئے تھے۔

سدرہ نے کانپتے ہاتھوں کی ساتھ ملکہ مہرماہ کے ناشتے میں اس زہر کا ایک قطرہ ملا یا تھا جس کی وجہ سے ہونے والی موت سے کوئی بھی طبیب نہیں بتا سکتا تھا کہ موت کی اصل وجہ کیا تھی۔ اس سے دل رک جاتا تھا اور یہی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ دل کا دورہ پڑنے سے موت واقع ہوئی ہے۔ سدرہ کو زہر ملاتے وقت ایک کنیز نے دیکھا تو ملکہ شائلہ کو خبر پہنچادی۔ ملکہ شائلہ مطمئن سی مسکرا دی تھی۔

پھر دوپہر انتظار کرنے کے بعد اچانک ملکہ مہرماہ کی کنیزوں اور غلاموں میں ہل چل مچ گئی تھی۔ دو کنیزیں شاہی طبیبہ کو بلانے بھاگی تھیں۔ ملکہ شائلہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی وہ منظر دیکھ رہی

تھی اور ملکہ مہرماہ کے کمرے میں موت کی سی خاموشی تھی۔ سدرہ ملکہ کی مسہری کے قریب کسی پتھر کی مورت کی مانند کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نمی اب تک ٹھہری ہوئی تھی۔ چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔ ملکہ مہرماہ بستر پر آنکھیں بند کیے بے سدھر پڑی تھی۔ طبیبہ کنیزوں کے ساتھ بھاگتی ہوئی حجرے میں داخل ہوئی اور ملکہ کی طرف بڑھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ تھا جس میں طبی آلات اور دوائیں تھیں۔ اس نے ملکہ کی نبض اور سانس چیک کیا۔ پھر کوئی دوا تیزی سے نکالنے لگی۔ کمرے کے باہر ملکہ شائلہ کو ملکہ مہرماہ کے محافظ کمرے کے اندر آنے سے روک رہے تھے۔ تبھی دربان نے ظہیر تیزی سے چلتا ملکہ مہرماہ کے اک بادشاہ کی آمد کا اعلان کیا۔ ش کمرے کی طرف بڑھا۔ اسے کوئی بھی نہیں روک سکا تھا۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو اس کے چہرے پر سخت پریشانی کے آثار تھے۔ اس نے ملکہ کے قریب آکر اسے غور سے دیکھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس

کی سانس بھی رک چکی ہو۔ شاہ ظہیر نے طبیبہ کی طرف دیکھا۔ طبیبہ نے مایوسی سے سر جھکا دیا تھا۔ سدرہ چیخ مارتی ملکہ کی طرف بھاگی تھی۔ شاہ ظہیر کچھ پل ملکہ مہرماہ کو دیکھتا رہا پھر گہری سانس بھری اور شکستہ قدموں سے کمرے سے نکل گیا تھا۔

قلعہ بہت بڑا نہیں تھا۔ اسی وجہ سے انگریزوں کی فوج کا زیادہ تر حصہ قلعے سے باہر خیموں میں موجود تھا۔ وہ مسلسل سفر کے بعد رات کیلئے وہاں رکے تھے۔ شہزادہ بہت کم لوگوں کے ساتھ آیا تھا سو اس کی موجودگی محسوس نہیں کی جاسکتی تھی۔ انہوں نے قلعے کی ایک دیوار پر موجود ہرے داروں کو خاموشی سے قتل کیا اور قلعے میں کود گئے۔ اندر پچاس لوگ تھے۔ جوان کے سامنے آتے گئے وہ تلواریں گھماتے گئے اور دشمن ڈھیر ہوتے گئے۔ کچھ دیر بعد ہی۔ وہ اس ہال پر قبضہ کر چکے تھے جس میں اسلحہ موجود تھا۔ اور قلعے میں موجود ہر دشمن ختم ہو

چکا تھا۔ شہزادے کے ساتھیوں میں سے پانچ کو بندوق چلائی آتی تھی۔ باقیوں نے تیر کمان سنبھال لی اور قلعے کی دیواروں پر مورچے سنبھال لیے۔ شہزادہ ایک شخص کے ساتھ قلعے کی اوپری منزل کی چھت پر چلا آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بندوق تھی اور اس کے ساتھ ہی یر تیزی سے پھینکے جاسکتے تھے لیکن ت کے ہاتھ میں تیر کمان تھا۔ بندوق کو بار بار کاک کرنا پڑتا تھا جس میں بہت وقت لگتا تھا۔ انہیں اس وقت تک دشمن کی فوج کو قلعے کے باہر تک روکے رکھنا تھا جب تک ان کی چار ہزار کی فوج وہاں نہ پہنچ جاتی۔ دشمن فوج کو کچھ دیر بعد پتہ چلا تھا کہ قلعے پر کسی اور کا قبضہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے بوکھلا کر قلعے کی طرف تیر پھینکنے شروع کر دیے۔ تمام سپاہیوں کے اس بندوقیں نہیں تھی۔ چند اعلیٰ عہداروں کے پاس تھیں جو قلعے کی طرف گولیاں برسائے لگے تھے۔ جواب میں ان پر بھی گولیاں برسیں۔ یہ سلسلہ ایک پہر تک چلتا رہا لیکن باہر والے قلعے پر دوبارہ قبضہ حاصل

نہ کر سکے۔ پھر شہزادے کی فوج بھی آگئی اور ان کے درمیان
تلواروں سے لڑائی لڑی جانے لگی۔

ملکہ مہرماہ کی موت کی خبر محل سے نکل کر ہر طرف پھیلتی سب کو
صد مے سے دوچار کر گئی تھی۔ نواب آغا کی طرف بھی ایک قاصد
بھیج دیا گیا تھا۔ خوبصورت ملکہ کی تدفین کیلئے تیاریاں ہونے لگیں
تھیں۔ ملکہ کے غلام اور کنیزیں اشک بار تھیں۔ سارا محل ہی سوگ
میں ڈوبا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ملکہ کی موت کی خبر محل سے دور ایک
شخص تک پہنچی تو اسے ملکہ کی ایک کہی گئی بات یاد آئی تھی۔ اسی پل وہ
اس بات پر عمل کرنے گھر سے نکل کھڑا ہوا تھا۔ کچھ دیر بعد کئی
لوگوں میں یہ بات پھیل چکی تھی کہ شاہ ظہیر شاہی خاندان سے تعلق
نہیں رکھتا۔ وہ شاہ اشہد کی دوسری بیوی ملکہ زینت کا بیٹا تھا۔ زینت
ایک طوائف تھی۔ بادشاہ سے شادی کے بعد بھی اس نے ہر مرد کیلئے

بچھ جانے کی عادت نہیں چھوڑی تھی۔ اس کی کئی کنیزیں اس کا راز جانتی تھیں لیکن بادشاہ نہیں جانتا تھا۔ شاہ ظہیر جب دس سال کا تھا تھا کہ وہ اس کا بیٹا نہیں تھا۔ وہ اس کا ایک لاتب شاہ اشہد کو پتہ چج وفادار غلام تھا جس کا وہ بیٹا تھا۔ اس نے ظہیر کو مروانے کی کوشش کی لیکن ملکہ زینت نے اشہد کو ہی مروادیا لیکن اس کی وصیت کے مطابق مصطفیٰ بادشاہ بن گیا۔ اس کی ماں کا خاندان طاقتور تھا اور وہ بڑا بھی تھا۔ ملکہ زینت کچھ نہیں کر پائی تھی۔ کچھ عرصے بعد وہ مر گئی تھی۔ مصطفیٰ کی ماں ملکہ آمنہ نے شاہ ظہیر کو اپنا بیٹا ہی سمجھا تھا۔ لیکن شاہ مصطفیٰ کو مارنے کے بعد شاہ ظہیر نے ملکہ آمنہ کو زندان میں ڈال دیا تھا۔ ملکہ مہرماہ کو کسی طرح اس کی خبر ہو گئی تھی۔ اس کے سپاہیوں نے شب خون مار کر ملکہ آمنہ کو بازیاب کر والیا اور اسے ایک نامعلوم مقام پر پہنچا دیا۔ شاہ ظہیر کوشش کے باوجود بھی اس کا سراغ نہ پا سکا۔ ملکہ آمنہ سب جان چکی تھی کہ شاہ ظہیر اس کے شوہر کا بیٹا نہیں

ے من تھا اور اسی نے اس کے بیٹے کو مروایا تھا۔ اگر وہ سب کے سا یہ سب کہہ دیتی تو لوگ بادشاہ کو محل سے باہر کھینچ لاتے اور پتھر مار مار کر ادھ ہلاک کر دیتے۔ لیکن ملکہ مہرماہ نے یہ پتہ جد بازی میں ضائع نہیں کیا تھا۔ وہ اسے اس وقت کیلئے بچا کر رکھنا چاہتی تھی جب تک شہزادہ واپس نہ آجاتا۔ اور اب وہ وقت آچکا تھا جب یہ راز کھول دیا جاتا۔ جب بوڑھی ملکہ آمنہ نے سرعام آکر یہ بات لوگوں کو بتائی تو وہ غصے میں آگئے اور کسی طوفان کی طرح محل کی طرف بڑھے۔ دوسری طرف شہزادے کی پیچھے رہ جانے والی فوج ایک مقام پر انگریزوں کی فوج کے مقابل آگئی تھی۔ جو فوج عاقل شہزادے کے حق میں موڑ چکا تھا وہ بھی ان کے ساتھ موجود تھی۔ ان کی تعداد سات ہزار تھی جبکہ انگریز فوج کی تعداد دس ہزار تھی۔ جبکہ شہزادہ اسلحے سے بھرے قلعے کے باہر انگریزوں کی فوج کو شکست دینے کے آخری مراحل میں داخل ہو چکا تھا۔

اجالا دعا کے سامنے ایک بار پھر مہندی لگوانے کیلئے موجود تھی۔ پرانی مہندی دھندلی پڑ چکی تھی۔

میری دوستوں کو تمہاری مہندی کا ڈیزائن اتنا پسند آیا کہ میں نے "سوچا اب تم سے ہی لگوا یا کروں گی۔ آج مجھے ایک شادی کی تقریب میں جانا ہے۔ سو تمہارا کچھ وقت لوں گی" وہ میٹھی سی مسکان چہرے پر سجائے بول رہی تھی۔ دعا کو یہ سب عجیب تو لگ رہا تھا لیکن وہ تعجب کا اظہار کیے بنا اسے مہندی لگانے لگی تھی۔ نیناں رائٹنگ ٹیبل پر بیٹھی کہانی پڑھ رہی تھی۔ اس کا دھیان ان کی طرف نہیں تھا۔ اجالا کچھ دیر دعا کو غور سے دیکھتی رہی تھی

میری دوست بنو گی دعا! "وہ اچانک بولی تو دعا نے سراٹھا کرنا سمجھی" سے اسے دیکھا۔ نیناں بھی ان کی طرف متوجہ ہو چکی تھی میں؟ "دعا نے پلکیں جھپکیں۔"

ہاں تمہیں ہی کہا ہے۔ "وہ بالوں کو کندھے کے پیچھے ڈالتے ہوئے"
بولی۔

ضرور۔ "دعا نے بھی مسکرا کر اس کی دوستی کی پیشکش قبول کر لی"
تھی۔ نیناں نے دانت پیسے تھے۔

تم بہت اچھی ہو دعا۔ "اجالا نے مصنوعی خوشی سے کہا تھا۔ دعا"
مسکرا نے کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی بھلا۔ دوستی ہونے کے بعد اجالا
اس سے کھل کر باتیں کرنے لگی۔ پھر باتوں ہی باتوں میں اس کی فیملی
کے بارے میں پوچھ لیا۔

تم اسلام آباد سے ہو یا کسی اور جگہ سے؟ "اس کا انداز اتنا عام تھا کہ
کوئی بھی شک نہیں کر سکتا تھا۔

راولپنڈی سے۔ میرے پیرنٹس تو کینیڈا میں رہتے ہیں۔ میں تایا"
"جان کے ساتھ رہتی ہوں۔

اوہ اپنے والدین سے دور کیسے رہ لیتی ہو؟ "اجالانے تجسس سے"
پوچھا۔

میں کینیڈا میں ہمیشہ کیلئے نہیں رہ سکتی تھی۔ وہاں بہت ٹھنڈ ہے اور "
مجھے بہت زیادہ ٹھنڈ لگتی ہے۔ پھر پاکستان کو چھوڑنے کا دل بھی نہیں
کرتا۔ بابا کا بزنس کینیڈا میں ہے تو وہ بھی پاکستان میں نہیں رہ سکتے۔"
دعا نے کہتے ہوئے فالتو مہندی کو سر پر لگایا۔ اجالانے سر ہلادیا۔
"صحیح۔ میں بھی راولپنڈی سے ہوں۔"
کس جگہ گھر ہے؟ "دعا نے اشتیاق سے پوچھا۔"
"بہریہ ٹاؤن۔ اور تم؟"

شیر شاہ سیکٹر۔ "دعا نے بتایا تو اس کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں"
پڑیں۔

فیمیلى مى كون كون هے؟ "اجالانے اگلا سوال پوچھا۔ اب وہ كچھ"
زىادہ هى پر سنل نهىں هور هى تھى۔ دعا كے زهن مىں خيال آيا ليكن
اس نے سر جھٹكا۔

ماما بابا۔ تين بھائى۔ ايك بھائى بڑے هىں مجھ سے اور دو چھوٹے۔"
اپنى فيملى كے بارے مىں بتاتے هوئے اس كى آنكھوں مىں ايك
خوبصورت سى مسكراھٹ اتر آئى تھى۔

تايالوگوں كے ساتھ كمفرٹيبل هو؟ "اجالانے پوچھا تو اس نے ايك"
پل كے توقف كے بعد سر هلايا۔

هاں وہ مجھ سے بابا كى طرح هى پيار كرتے هىں۔ تائى جان بھى بهت"
اچھى هىں۔ ان كى ايك هى بھى هے۔ مجھ سے چھوٹى هے وہ تين سال۔"
دعا اب مهندي كو فاسنل ٹچ دے ر هى تھى۔ اجالا كے هاتھ پر مهندي
كے ڈيزائن بهت خوبصورت لگ ر هے تھے۔ اجالانے مزيد انفارميشن
اگلى بار پر چھوڑ دى تھى۔

Do like comment and

چراغ_درخشاں#share

از_دعا_فاطمہ#

قسط نمبر 25

باب چہارم: آزادی

محل کے باہر ہزاروں لوگ جمع ہو کر شور مچا رہے تھے۔ محل کے تمام دروازے بند کر دیے گئے تھے۔ سپاہی لوگوں کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ شاہ ظہیر اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا پریشانی سے باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔ باہر کی خبریں اس تک بھی پہنچ رہی تھیں۔ لوگ جان چکے تھے کہ وہ شاہی خاندان کا حصہ نہیں۔ اس بات نے اس کی بادشاہت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیا تھا۔ پہلے ہی اس کی فوج جو انگریزوں نے اسے دی تھی دو مقامات پر

شہزادے کی فوج سے نبرد آزما تھی اور شہزادہ اسلحے پر بھی قبضہ جما چکا تھا۔ شاہ ظہیر جانتا تھا جب وہ محل کے قریب آئے گا تو اس کے ذاتی محافظوں کے علاوہ کوئی بھی اس کے ساتھ نہیں رہے گا۔ لیکن ابھی بھی اسے یہ امید تھی کہ انگریز فوج شہزادے کو ہرا دے گی لیکن وہ لوگ جو اس کے محل کے سامنے جمع ہو چکے تھے اسے بادشاہت دل رہی تھی۔ ب کرنے دیں گے۔ نہیں۔ اس کی امید مایوسی میں کاش وہ ملکہ مہرماہ کو نہ مروا تا۔ اور ایسا نہ ہوتا۔ ملکہ مہرماہ نے اسے صاف طور پر بتا دیا تھا کہ اس کے مرتے ساتھ ہی وہ خبر عام ہو جائے گی اور بوڑھی ملکہ آمنہ منظر عام پر آجائے گی لیکن اس نے سمجھا تھا اس کے قتل ہونے پر ایسا ہوگا۔ طبعی موت پر نہیں۔ اسی لیے اس نے ملکہ شائلہ کو اسے ایسے مارنے کا کہا تھا۔ لیکن پھر بھی جس بات کا خدشہ تھا وہ ہو گیا تھا۔ وہ اس مسئلے سے نہ تو نمٹ سکتا تھا نہ ہی ختم کر سکتا تھا۔ کتنا بے بس تھا وہ۔ ایک بادشاہ ہو کر بھی۔ اس کی انانے

انگڑائی لی۔ امید ایک دفعہ پھر جاگی۔ ہو سکتا تھا کچھ ایسا ہو جائے کہ سب کچھ اس کے حق میں پلٹ جائے۔ پہلے اسے شہزادے کی موت کا انتظار کرنا چاہیے پھر ہی کوئی فیصلہ کر سکتا تھا وہ۔

شام تک محل کے باہر اتنے لوگ جمع ہو چکے تھے کہ محل کے محافظ انہیں نہیں روک سکے۔ وہ محافظوں کو روندتے محل میں داخل ہو گئے اور شاہ ظہیر اپنی عورتوں کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر گیا۔ کچھ لوگوں نے غصے کے عالم میں عورتوں کو بھی نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن کچھ سمجھداری سے انہیں بچانے لگے۔ کسی کو شاہ ظہیر اپنے بیٹے کے ساتھ محل سے فرار ہوتا دکھائی دیا تھا۔ لوگ اس کی جانب بھاگے۔ شہزادہ زیشان تو بھاگنے میں کامیاب ہو گیا لیکن شاہ ظہیر پکڑا گیا اور جب تک شہزادہ قلعے کے پر لڑکی جانے والی جنگ سے فتح یاب ہو کر محل تک آیا لوگوں نے شاہ ظہیر کا حال برا کر دیا تھا۔ حیان کا گھوڑا اس سے کچھ فاصلے پر رکا اور وہ اچھل کر نیچے آیا۔ شاہ ظہیر نے خون و خون چہرے

کے ساتھ اسے دیکھا جو ایک فاتح کی سی شان کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کی شہر رنگ آنکھوں میں سرد سی چمک تھی۔ وہ کچھ یکن طاقتور لگ رہا تھا سیاہ جنگی لباس اس کے متناسب ل زخمی بھی تھا جسم پر بہت بچ رہا تھا۔ وہ واقعی بادشاہت کا حقدار تھا۔ وہ قریب پہنچا تو اس کے ساتھیوں نے شاہ ظہیر کو کھینچ کر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بٹھا دیا۔ شہزادہ اسے سلگتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ فتح کی خوشی سے اسے اپنے باپ کی موت کا غم زیادہ تھا۔

خوش آمدید میرے بھتیجے۔ مجھے یقین تھا ایک دن تم ضرور سلطان بنو گے اور مجھ سے صلح رجمی کرو گے "شاہ ظہیر نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔ حیان تلخی سے مسکرایا۔

ضرور۔ اتنی صلح رجمی تو ضرور کروں گا کہ ان لوگوں کو تمہیں مارنے کی اجازت نہ دوں۔ "حیان نے نیام سے تلوار کھینچی۔ شاہ ظہیر کو یقین ہو گیا کہ اب وہ موت سے بچ نہیں سکے گا۔

میں نے تمہارے باپ کی جان نہیں لی۔ تم مجھے نہیں مار سکتے۔ مجھے " وطن سے نکال دو لیکن مارو مت۔ " وہ بے چینی سے بولا تھا۔ مجھے تم سے اتنی بے عقلی کی بات توقع نہیں تھی۔ کیا تم نہیں جانتے " ایک بادشاہ کو مارے بغیر کوئی دوسرا بادشاہ نہیں بن سکتا۔ " شہزادے نے اپنی تلوار کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا تھا اور اگلے ہی پل تلوار بجلی کے کوندے کی طرح چمکی اور شاہ ظہیر کا سر تن سے جدا ہوتا زمین پر جا گرا۔

شاہ حیان زندہ آباد۔ " فضا میں حیان کے نام کے نعرے گونجنے لگے " تھے۔ تاریخ میں بدلاؤ آیا تھا ایک شہزادہ سلطان بن چکا تھا۔ اب وہ سلطان کے نام سے پکارا جانے والا تھا۔ نئے سلطان نے جھک کر شاہ ظہیر کی قبہ سے اپنی تلوار صاف کی اور دوبارہ نیام میں ڈال لی۔ لوگ اب بھی اونچے اونچے نعرے لگا رہے تھے۔ اور محل کے اندر اپنے کمرے میں ملکہ مہرماہ گہری سانس لیتی بستر سے اٹھ بیٹھی تھی۔ مرنے

کاناٹک کرنا واقعی بہت مشکل تھا۔ کنیزوں نے اسے مسکرا کر دیکھا تھا۔
- سدرہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ چوما تھا۔ اس نے کنیزوں کی
طرف ایک مسکراہٹ اچھالی اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ سدرہ ملکہ
شائلہ کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوئی تھی اور طبیبہ نے بھی ملکہ کا
ساتھ دیا تھا۔ ملکہ شائلہ اسے دیکھ کر گرتے گرتے بچی تھی۔ باقی
سب بھی منہ کھولے مر کر دوبارہ زندہ ہونے والی ملکہ کو دیکھ رہی
حیان مصطفیٰ کے استقبال کیلئے تیزی سے نیچے ان تھی۔ جبکہ ملکہ سلاط
جارہی تھی۔

سلطان حیان مصطفیٰ محل کے بیرونی دروازے سے اپنے ساتھیوں
کے ساتھ چلتا اندر داخل ہو رہا تھا۔ محل میں موجود لوگ اس کیلئے
راستہ بنا رہے تھے۔ قصر سلطان کے داخلی دروازے کے قریب
سلطان کا سامنہ اس ملکہ سے ہوا تھا جس نے اس کی بہت مدد کی تھی۔
وہ دو قدموں کے فاصلے پر رک گیا تھا۔ ملکہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

سلطان بھی مسکرایا۔ اوپری منزل پر کھڑی ملائیں اور شہزادے
شہزادیاں ساکت سی نئے سلطان کو دیکھ رہی تھیں۔
حفر کی ملکہ کو میرا سلام۔ "سینے پر ہاتھ رکھتے سر کو خم دیتے اس نے"
کہا تو ملکہ نے لب بھینچے۔
اب ہم ملکہ نہیں رہے۔ "اس کے لہجے میں افسوس نہیں بلکہ"
سنجیدگی تھی۔

سلطان کی ماں تب بھی ملکہ کہلاتی ہے جب اس کا شوہر مر چکا ہو۔"
سلطان حیان مصطفیٰ نے ملکہ مہرماہ کو اپنی ماں کا رتبہ دے دیا تھا۔

دعا اجالا کے بارے میں سوچتے ہوئے سوئی تھی۔ چراغ پر جمیں
نظریں دھیرے دھیرے سے بند ہو گئی تھیں۔ کچھ دیر اندھیرے
کے بعد روشنی نمودار ہوئی۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔
سامنے کا منظر بدلا ہوا تھا۔ وہ شام کا وقت تھا۔ اس نے تیزی سے ادھر

ادھر دیکھا۔ وہ اسی جگہ پر بیٹھی تھی جہاں وہ شہزادے کے ساتھ سفر کے دوران آرام کیلئے رکی تھی اور سو گئی تھی۔ اس نے سر جھکا کر اکتائی ہوئی سانس خارج کی تھی۔

اب یہاں سے کہاں جاؤں میں۔ کسی محفوظ جگہ پر تو پہنچ جاتی سونے" سے پہلے "اس نے خود کو کوستے یوے دائیں طرف دیکھا۔ اس کا چراغ وہیں پڑا تھا۔ وہ ہر بار اس کے ساتھ آ جاتا تھا اور واپس جانے پر سائیڈ ٹیبل پر پڑا ملتا تھا حالانکہ وہ اسے ساتھ لے کر نہیں جاتی تھی۔ اس نے آہستگی سے چراغ کو ایک ہاتھ میں اٹھایا اور اپنے چہرے کے سامنے لائی۔ پھر آہستہ سے پھونک مار کر اسے بجھا دیا۔ چراغ واپس رکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ایک طرف جہاں راستے کا ہلکا سا نشان تھا چل پڑی۔ اس کے چہرے پر خوف بھی تھا۔ اس سے پہلے کہ اس کے ساتھ حنہ کی طرح کا حساب ہوتا وہ کسی محفوظ جگہ پر پہنچ جانا چاہتی تھی۔

سلطان کو خبر مل چکی تھی کہ جنگ کا دوسرا حصہ بھی اس کے حق میں اختتام پذیر ہوا ہے۔ عاسل کا اس میں بہت بڑا ہاتھ تھا اور وہ اس کا مشکور تھا۔ عاسل فوج کے ساتھ محل کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور اگلی صبح تک پہنچنے والا تھا۔ سلطان کا خاص غلام حام اس کے ساتھ ہی تھا۔ وہ ہر کام میں سلطان کی مدد کر رہا تھا۔ سلطان نے کل باقاعدہ طور پر تخت رہیٹھنا تھا لیکن ایک سلطان ہونے کی ذمہ داریاں وہ ابھی سے نبھانے لگا تھا۔ سب سے پہلے اس نے ان لوگوں کو سزا دینے کا حکم دیا تھا جو محل میں گھس کر شاہی خاندان کی عورتوں تک آئے تھے اور انہیں نقصان پہنچایا تھا۔ اس نے ملکہ مہرماہ کے ساتھ ساتھ باقی ملکاؤں کا مقام رہی رہنے دیا تھا جو شاہ ظہیر کی موت سے پہلے تھا۔ اس نے ان سے کہا تھا کہ اگر وہ چاہیں تو محل میں رہیں اور اگر چاہیں تو محل سے جا اتھا۔ لی بھی سکتی ہے۔ ملکہ شائلہ نے محل سے جانے کا فیصلہ کر

ملکہ ایزابیلہ کا بیٹا فرار ہو چکا تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ نیا سلطان اس کے بیٹے کو ڈھونڈ کر مروادے گا۔ اس نے اپنے غلام بھی شہزادے کو ڈھونڈنے بھیج دیے تھے اور خود محل میں کی رکی رہی کہ اگر شہزادہ زیشان پکڑا جائے تو اس کی مدد کیلئے وہ محل میں پہلے سے موجود ہو۔ ملکہ آمنہ بھی محل آچکی تھی۔ سلطان حیان مصطفیٰ اور سب ملکاؤں نے اس کا بہت اچھا استقبال کیا تھا۔ وہ سلطان کی سگی دادی تھی۔ سلطان کافی دیر اس کے ساتھ رہا تھا۔ پھر باقی معاملات دیکھنے کیلئے دیوان خاص میں آگیا۔ وہاں سب وزیروں نے اس سے ملاقات کی۔ ان کے جانے کے بعد اس کے خاص مشیر قیصر نے اسے موجودہ حالات سے آگاہ کیا۔ وہ مشیر ملکہ مہرماہ کی طرف سے اسے دیا گیا تھا اور بہت زہین لگتا تھا۔ اس نے سلطان کو بتایا کہ ان لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے جو محل میں گھس کر عورتوں کی رہائش گاہ میں آئے کی دستار بندی کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔ حفر کے تمام اس تھے۔ کل

لوگوں کو نئے سلطان کی خبر دینے کیلئے مخبر روانہ کر دیے گئے ہیں۔
اور شاہ ظہیر کی موت کا سن کر راجا دیو کے کیا حالات ہیں ان سے بھی
آگاہ کیا۔ سلطان کافی دیر بعد اپنی خواہگاہ میں پہنچا تھا۔ تنہائی ملتے ہی
کسی کی یاد جو بہت دھیمی سی آنچ پر دل کو جلا رہی تھی یکدم بہت بری
طرح ستانے لگی تھی۔ وہ دعا کو سوچتا بالکونی میں چلا آیا۔ جنگلے پر دونوں
ہاتھ جماتے ذرا سا جھک کر آسمان کو دیکھتے اس نے گہری سانس لی تھی
پھر سر جھکا کر آنکھیں بند کر لیں۔
سب کو ہم بھول گئے جوش جنوں میں لیکن
اک تری یاد تھی ایسی جو بھلائی نہ گئی
ایک بار مجھ سے ملو۔ بس ایک بار "اس کے لب بڑبڑائے تھے۔"

شہزادی نیلو فراور جاسم اونچے نیچے پتھر یلے راستے پر چل رہے تھے۔
چاندنی کی نیلی روشنی نے ارد گرد کو دیکھنے کے کچھ قابل بنایا ہوا تھا۔

جاسم شہزادی سے چند قدم آگے تھا اور شہزادی کی طرف سے لاپرواہ
نظر آ رہا تھا۔ اس کی یہی لاپرواہی شہزادی کو بری طرح کھل رہی
تھی۔ چلتے چلتے اس کے پیر تھک گئے تھے۔ وہ کہاں اتنا چلی تھی پہلے۔
اس کے پاؤں بہت نرم تھے اور اب کسی پھوڑے کی طرح دکھ رہے
تھے۔ جسم کی باقی ہڈیوں میں بھی سخت درد ہو رہا تھا لیکن مغرور
شہزادی باغی غلام کو اپنی حالت بتا نہیں پا رہی تھی۔ لیکن کچھ دیر بعد
ہی اس کی بس ہو گئی تھی۔
غلام "وہ یکدم رک کر زور سے چلائی تھی۔ جاسم نے پلٹ کر"
دیکھا۔ شہزادی کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھری تھیں اور چاند کی
چاندنی میں چمکتیں اسے ایک سحر میں جکڑ گئی تھیں۔ وہ کچھ پل
مبہوت رہا پھر گہری سانس بھرتا اس کے قریب آیا۔
"ہم مزید نہیں چل سکتے۔"

شہزادی! سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہم ابھی محفوظ مقام پر نہیں "پہنچے۔ یہاں ہم رات بھی نہیں گزار سکتے۔ بس کچھ دیر اور چلیں۔ ہم "ایک بستی میں پہنچ جائیں گے۔

ہم ایک قدم بھی مزید نہیں چلیں گے۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو چلے "جاؤ۔" وہ وہیں بیٹھ گئی۔ جاسم نے کمر پر دونوں ہاتھ جماتے ادھر ادھر دیکھا تھا۔ پھر جھک کر شہزادی کو نرمی سے اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔ ہمیں تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں۔ چھوڑ دو ہمیں اور چلے جاؤ "یہاں سے "وہ نجانے کیوں رو پڑی۔

"کیا آپ غصے کیلئے کوئی اور وقت نہیں نکال سکتیں؟"

ہمیں ابھی غصہ آرہا ہے تو ہم ابھی ہی غصہ کریں گے "وہ ضدی لہجے "میں بولی تھی۔ جاسم نے سر جھٹکا۔ اس کی چال متوازن تھی۔ وہ تھکا ہوا نہیں لگ رہا تھا۔ شہزادی کو اٹھائے وہ بہت آسانی سے ٹیڑھے

راستے پر سفر کر رہا تھا۔ اچانک سامنے سے اسے گھوڑوں کی ٹاپوں کی
آواز آئی۔ وہ یکدم ایک درخت کے پیچھے ہو گیا تھا۔
"کیا ہوا؟"

شش۔ "اس نے شہزادی کو گھورا۔ وہ تپ کر رہ گئی۔ اس غلام کی"
ہمت کیسے ہوئی اسے ایسے گھورنے کی۔
بد تمیز غلام۔ "وہ بڑبڑائی۔ تبھی گھوڑے ان کے قریب سے"
گزرے۔ جاسم اندازہ نہ لگا سکا وہ کون لوگ تھے۔ کوئی شریف راہگیر
یا ڈاکو۔ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ایک شخص نے گھوڑا روک کر پیچھے
دیکھا تھا۔ جاسم نے اس کی نظروں سے او جھل ہونا چاہا لیکن اب
وقت نکل چکا تھا۔ مڑ کر دیکھنے والے نے اپنے ساتھیوں کو باخبر کیا اور
سب کے گھوڑے ان کی طرف بڑھے۔ جاسم اب گھوڑے کی رفتار
سے تو بھاگ نہیں سکتا تھا۔ اس نے شہزادی کو نیچے اتارا اور تلوار نکال

لی۔ گھڑ سواروں نے اس کے گرد دائرہ بنانا چاہا لیکن وہ شہزادی کو اپنے پیچھے کرتا پیچھے کی طرف قدم لینے لگا تھا۔

تم اپنی جان بچا سکتے ہو اگر اس حسینہ کو ہمارے حوالے کر کے چپ " چاپ چلے جاؤ۔ " ڈاکوؤں کے سردار نے کہا تھا۔

بکو اس بند کرو۔ تم جانتے نہیں یہ کون ہیں۔ شہزادی نیلو فرہیں یہ " شاہ ظہیر کی بیٹی۔ " جاسم نے کہا تو وہ ہنس پڑے

شاہ ظہیر کی تو چھٹی ہو گئی۔ تم لوگ اب اپنی فکر کرو۔ " ان سب " نے تلواریں نکال لیں۔ شہزادی اس کی بات پر الجھی تھی لیکن سمجھ نہ سکی کہ اس کی بات کا مطلب کیا تھا۔ اگلے ہی پل جاسم اور ڈاکوؤں میں خونریز مقابلہ شروع ہو چکا تھا۔

رات بہت گہری ہو گئی تھی۔ ہر جگہ سے حشرات الارض کی آوازیں آ رہی تھیں جو رات کو مزید خوفناک بنا رہی تھیں۔ اس کے ایک

طرف سے جنگل شروع ہو رہا تھا اور دوسری طرف دور دور تک کھلے میدان تھے۔ وہ رب کو یاد کرتی دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہی تھی۔ رات آدھی ہو گئی تو وہ تھک کے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ اسے بھوک بھی لگنے لگی تھی۔ اس نے یہاں وہاں دیکھا۔ سڑک کے پار کھیت میں کچھ کھانے کو مل سکتا تھا۔ وہ اٹھ کر تھکے قدموں کے ساتھ آگے بڑھ اور کھیت میں اتر گئی۔ اس نے جھک کر دیکھا۔ گاجر کا کھیت تھا۔ اس نے ایک پودا کھینچا تو زمین سے گاجر نکل آئی۔ وہ اسے جھاڑ کر کپڑوں سے صاف کرنے کے بعد کھانے لگی۔ کچھ دیر بعد اس کا پیٹ بھر چکا تھا اور چلنے کی طاقت بھی آچکی تھی۔ وہ آگے بڑھ گئی۔ چلتے چلتے پوہ پھٹنے لگی۔ اسے اکا دکا لوگ نظر آنے لگی جو دور نظر آتی ایک رُگئی۔ ابھی وہ بستی م بستی سے آرہے تھے۔ دعا اس بستی کی طرف سے کچھ ہی دور تھی کہ اس کے قریب سے گزرتی عورت نے اسے سر سے پیر تک گھورتے ہوئے روک لیا۔

کون ہو تم بیٹا اور اس وقت اکیلی باہر کیوں ہو؟ "عورت کا لہجہ نرم"
تھا۔ شکل سے بھی بری نہیں لگ رہی تھی دعا کا خوف کچھ کم ہوا۔
میں ایک حادثے میں اپنے گھر والوں سے بچھڑ گئی ہوں۔ مجھے پناہ"
چاہیے۔ کیا آپ میری کچھ مدد کر دیں گی؟ "دعا نے ملتجیانہ لہجے میں کہا
ہاں بیٹا کیوں نہیں۔ میرے ساتھ چلو۔ "عورت اسے اپنے ساتھ"
لے کر گھر کی طرف چل پڑی۔ عورت کا گھر زیادہ بڑا نہیں تھا۔ کچی
دیواروں سے بنا گھر صرف ایک کمرے پر مشتمل تھا۔ برآمدہ چھپر کی
طرح کا تھا۔ وہاں تین چار پائیاں پڑی تھیں۔ دو چار پائیوں پر دو مرد
لیٹے خراٹے لے رہے تھے۔ برآمدے میں ہی ایک طرف چھوٹا سا
کچن تھا۔ دعا غور سے گھر کو دیکھ رہی تھی۔ عورت اسے خالی چار پائی کی
طرف لے آئی۔

"تم یہاں بیٹھو آرام سے۔ میں ناشتہ بناتی ہوں تمہارے لیے"

کیا میں کمرے میں نہیں جاسکتی۔" اس نے ایک نظر سوئے ہوئے "لوگوں پر ڈال کر کہا۔

کمرے میں تو سامان رکھا ہے۔ فکر مت کرو۔ اپنا ہی گھر سمجھو " اسے۔ "عورت نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔ کچھ دیر بعد عورت ایک ٹرے کے ساتھ اس کے سامنے آئی۔ دعا کو چلنے کی وجہ سے پھر بھوک لگ چکی تھی۔ اس نے ناشتہ قبول کر لیا اور کھانے لگی۔ عورت اس کے قریب ہی بیٹھ کر اس سے چھوٹے موٹے سوال پوچھنے لگی۔ وہ گول مول جواب دیتی رہی۔ کھانا ختم ہونے سے پہلے ہی اسے اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ سر پکڑ کر ایک جانب کو جھک گئی۔ عورت کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ ابھری تھی۔

حنہ اس دفعہ بھاگنے میں کامیاب ٹھہری تھی۔ سردار ار تضحیٰ نے اس کی نگرانی کیلئے جو نیا نگران مقرر کیا تھا اس کی نیت ٹھیک نہیں تھی۔ حنہ پہلی نظر میں ہی جان گئی تھی۔ اس نے بھی نگران کی طرف مسکراہٹ اچھالنی شروع کر دی۔ نگران کو لگا وہ بھی اس کی وجاہت پر مر مٹی ہے۔ رات کو وہ اس کے قریب آیا تو حنہ نے اس کی گردن کے گرد رسی ڈال کر کس دیا۔ اس کی آنکھیں باہر کو آنکلیں۔ حنہ نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے بے ہوش کیا اور اس کے کپڑے ٹٹولے۔ اسے اپنے پیروں میں پڑی زنجیر کے تالے کی چابی مل گئی۔ وہ خاموشی سے زنجیر پیروں سے اتار کر کمرے سے باہر آئی تو دو پہرے داروں سے اس کا سامنا ہوا۔ ان دونوں کو ایک ساتھ وار کر کے نیچے گرایا اور کچھ لمحوں میں وہ ڈیرے سے باہر تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی اس کا رخ کس طرف تھا لیکن وہ بہت تیزی سے قید خانے سے دور نکلتی جا رہی تھی۔

جاسم وقتی طور پر ڈاکوؤں سے پیچھا چھڑا کر شہزادی کو لیے ایک پہاڑی کھوہ میں چھپ گیا تھا۔ ڈاکوؤں کے دو ساتھی مارے گئے تھے۔ وہ سخت غصے میں انہیں ڈھونڈ رہے تھے۔ کھوہ کے سامنے لمبی گھاس تھی۔ شہزادی جاسم کے سینے سے لگی کانپ رہی تھی۔ اور جاسم کا حال پہلی مرتبہ اس کی قربت سے برا ہو رہا تھا۔ خطرناک صورتحال کا اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔ لیکن شہزادی کی تیز تیز چلتی سانسیں اس کی سانسیں اکھاڑ رہی تھی۔ اچانک اس کی نظر کھوہ کی دیوار کی بنیاد میں رینگتے سانپ پر پڑی۔ اس نے گہری سانس بھری۔ بس اسی کی کمی رہ گئی تھی۔ اس نے شہزادی کو نامحسوس انداز میں اپنی گود میں بیٹھا لیا اور دونوں پاؤں سیدھے کرتا سانپ کا سردیوار کے ساتھ لگا کر کچل ڈالا۔ سانپ کچھ پل تڑپتا رہا پھر ٹھنڈا پڑ گیا۔ جاسم نے شہزادی کا چہرہ اپنے سینے میں چھپا رکھا تھا۔ وہ اس کا روائی سے بے خبر تھی۔

ہم کب تک یہاں چھپے رہیں گے؟ "شہزادی نے سراٹھا کر سرگوشی میں پوچھا تھا۔

مجھے نہیں پتہ۔ "اس نے لاچاری سی نفی میں سر ہلایا۔ شہزادی کو "اس پر سخت غصہ آیا۔ غلام ہونے کے ناتے اسے سمجھ جانا چاہیے تھا کہ اس کی شہزادی اس وقت کونسا جواب سننا چاہتی ہے۔ کیا تم واقعی ہماری غلامی چھوڑ چکے ہو؟ "کیسی معصومیت سے سوال "پوچھا گیا تھا۔ جاسم کا دل کیا کبھی اس کی غلامی نہ چھوڑے۔ وہ چندپیل اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔ پھر ہوش میں آتا نظریں پھیر گیا۔ "ہاں۔"

تم ایسا نہیں کر سکتے۔ "شہزادی کی آواز کچھ اونچی ہو گئی۔ غلام نے "اسے ایک بار پھر گھورا

کیا آپ خاموش رہ سکتیں ہیں کچھ وقت کیلئے؟ "وہ طنزیہ لہجے میں "بولا تھا۔

طنز کرنے کی ضرورت نہیں۔ "وہ غرائی تھی۔ جاسم مسکرا دیا۔"

شہزادی غصے میں تھی سو اس کی گود سے نکل کر ایک طرف بیٹھ گئی۔

تبھی اس کی نظر مرے ہوئے سانپ پر پڑی۔ بے ساختہ اس کی چیخ نکلی۔ جاسم نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا لیکن باہر موجود ڈاکوؤں کا ایک ساتھ وہ آواز سن چکا تھا

دعا کو ہوش آیا تو اس نے خود کو کسی حرکت کرتی چیز پر پایا۔ اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے تھے۔ اس کے ساتھ دو اور لڑکیاں بھی موجود تھیں جن کے ہاتھ بندھے تھے۔ وہ کہنی کے بل اوپر اٹھتے ہوئے ارد گرد دیکھنے لگی تھی۔ وہ لکڑی کا کنٹینر تھا جس کے آگے بیل یا گھوڑے لگے تھے۔ وہ پریشانی سے سوچنے لگی اس کے ساتھ یہ کیا ہو رہا تھا۔ اس نے ایک دو بار اونچی آواز میں سواری چلانے والوں سے استفسار کرنے کی کوشش بھی کی لیکن بے سود۔ اس کی آواز سے اس

کے ساتھ بڑی ایک لڑکی جاگ گئی۔ وہ دعا سے عمر اور جسامت میں کچھ بڑی لگ رہی تھی اور کافی خوبصورت تھی۔

یہ.... یہ لوگ کون ہیں اور ہمیں کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ "دعا" نے اس سے پوچھا۔

یہ لاوارث لڑکیوں کو اغوا کر کے غلام بازار بیچتے ہیں۔ ہمیں بھی "وہیں بیچنے جا رہے ہیں" نساء نے عجیب سے ٹھس انداز میں جواب دیا۔ کیا؟ "دعا صدمے اور حیرت سے چیخی۔ نساء نے منہ منہ بنایا۔ اس کی کانوں کے پردے شاید ہل گئے تھے یہ کیسے ہمیں بیچ سکتے ہیں۔ ہم آزاد انسان ہیں۔ "تین صدیاں بعد" کی دعا کو یہ بات برداشت نہیں ہو رہی تھی لیکن نساء کیلئے یہ عام سی بات تھی۔

مجھے تو نہیں پتہ آزادی کیا ہوتی ہے۔ میں نے آج تک کسی ناکسی کا " غلام بن کر ہی زندگی گزاری ہے۔ " وہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی۔ دعا کو اس پر ترس آیا تھا۔

آزادی بہت خوبصورت ہوتی ہے۔ اگر ایک دفعہ تمہیں آزادی مل " گئی تو تم کبھی غلامی کرنے کا سوچو گی بھی نہیں

مجھے نہیں لگتا ایسا ہو گا۔ میں غلامی کی عادی ہو چکی ہوں۔ اب قسمت " نے جس کا غلام بنادیا بن جاؤں گی " وہ گہرا سانس لے کر بولی تھی۔ دعا اسے دیکھ کر رہ گئی۔

لیکن میں کسی صورت غلامی قبول نہیں کروں گی اور اس موٹی " عورت کو تو چھوڑوں گی نہیں۔ اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے بیچنے کی۔

مفت کا مال سمجھا ہوا ہے کیا۔ " وہ بھڑکنے لگی۔ نساء اس کی باتوں پر محظوظ ہوتے ہوئے مسکرا دی۔ ان کی سواری کئی موڑ مڑنے کے بعد ایک جگہ رک گئی۔ قدموں کی آوازیں ابھری۔ لکڑی کے کمرے کا

دروازے کھلا۔ دعا کی نظر ان دو لوگوں پر پڑی جن کو اس نے سوتے ہوئے دیکھا تھا۔ مطلب سارا گھرانہ ہی اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث تھا۔ اسے ان سے سخت نفرت محسوس ہوئی تھی۔ بڑی عمر کے شخص نے سوئی ہوئی لڑکی کو بے دردی سے کھینچ کر کندھے پر ڈالا اور ایک عمارت کے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے بیٹے نے دعا کی طرف ہاتھ بڑھایا جو غصے سے اسے ہی گھور رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے دعا کے بازو کو پکڑا دعا نے اس کے ہاتھ پر دانت گاڑ دیے۔ وہ بلبلا کر بھاگنے کی تے چیتا پیچھے ہٹا۔ دعا نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر کوشش کی لیکن ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے اس کی رفتار سست رہی۔ طوطے کی طرح کے ناک والے لڑکے نے اپنے درد پر قابو پر لیا تھا اور ایک تھپڑ رکھ کر دعا کے رخسار پر دے مارا تھا۔ وہ زمین پر جا گری۔ آنکھیں درد کے باعث آنسوؤں سے بھر گئیں لیکن اس نے

پلکیں جھپک کر آنسو اندر ہی اتار لیے۔ نساء حیرت سے وہ منظر دیکھ رہی تھی۔ لڑکیاں بھی باغی ہو سکتی ہیں اسے آج پتہ چل رہا تھا آئی ول کل یو "وہ شدید اشتعال سے بھری بولی تھی۔ لڑکا وہ زبان " سمجھ نہیں سکتا تھا ورنہ ایک اور تھپڑ جڑ دیتا۔ اس نے دعا کے ہاتھوں کو پکڑ کر کھڑا کیا اور گھسیٹتا ہوا عمارت کے دروازے کی طرف بڑھا۔ دعا اونچی اونچی آواز میں چیخنے لگی۔ شاید کوئی مدد کو آجاتا۔ مدد کو تو کوئی نہ آیا لیکن اس عمارت میں سے چار پانچ ہٹے کٹے مرد نکل کر آئے اور دعا کو اس لڑکے سے لے کر بڑی آسانی سے گھسیٹتے اندر لے گئے۔ دعا نے اپنے گلے کا پورا زور لگا دیا نتیجتاً اس کا گلا بیٹھ گیا۔ اس کی آواز بند ہو گئی۔ وہ لوگ اسے صحن سے گزر کر اندرونی عمارت میں لے کر آئے تھے۔ ایک طرف مرد نگران نظر آرہے تھے تو دوسری طرف موٹی موٹی عورتیں تھیں۔ مردوں کی طرف مرد غلام تھے اور عورتوں کی طرف وہ لڑکیاں جنہیں بک کر کسی کی کنیز یا باندی بننا تھا۔

دعا کو ان ہوتی کٹی عورتوں کے حوالے کر دیا گیا۔ دعا نے مزحمت کھی۔ اسے جس کمرے میں لا کر پھینکا گیا وہاں دو لڑکیاں اور جاری بھی موجود تھیں۔ گرنے سے اس کے گھٹنوں پر سخت چوٹ لگی تھی۔ کب سے ر کے آنسو بے اختیار ہی پلکوں کی باڑ چھوڑ گئے اور اس کے گال بھگونے لگے۔ روتے ہوئے وہ چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔ اس کے ساتھ بیٹھی لڑکیاں ہمدردی سے اس کے قریب آئیں اور اسے تسلی دینے لگیں۔ دعا نے آنسو روکنے کی کوشش کی اور بمشکل کامیاب ہوئی۔ پھر کچھ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ وہ سونے کے بعد یہاں سے غائب ہو جائے گی لیکن جب دوبارہ آئے گی تو پھر یہیں ہو گی۔ اس نے گہری سانس لی۔ کاش شہزادہ اس کی مدد کو آجائے۔ اس نے سوچا۔ پر وہ تو اب ایک سلطان بن چکا تھا اور بہت مصروف تھا۔ وہ کیسے اسے بچانے آتا۔ اس نے تھک کر سردیوار سے لگا لیا۔ تھوڑی دیر بعد نساء بھی اسی کے کمرے میں پہنچ چکی تھی۔

باب چہارم: آزادی

ایک چھراتیزی سے اڑتا کھوہ کے اندر آیا تھا اور ان دونوں کے سامنے سے گزرتا پتھریلی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گیا تھا۔ اگلے ہی پل جاسم کا چاقو بھی اسی تیزی سے باہر کی طرف محو سفر ہوا تھا اور ایک شخص کی چیخ نے اسے بتا دیا تھا کہ وار خالی نہیں گیا تھا۔ وہ تلوار سونت کر باہر آ گیا۔ سامنے پانچ لوگ تلواریں لیے اس پر جھپٹنے کو تیار کھڑے تھے۔ یکدم ہی ان کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی۔ ایک کے وار کو تلوار پر روک کر دوسرے کی تلوار سے جھکائی دے کر بچتے ہوئے اس نے گھوم کر تلوار چلائی تو ایک کا بازو زخمی ہو گیا۔ وہ چیختا دور جا گرا۔ پھر اگلے کی گردن پر وار کرنے کے دوران اسے بھی سینے پر ایک لمباز خم لگ گیا تھا۔ لیکن اس نے ہار نہیں مانی اور زخمی ہونے کے باوجود لڑتا رہا۔ بالآخر اس کے مد مقابل صرف ایک حریف رہ گیا۔ وہ اس پر

ہزادی جو کھوش بھاری پڑ رہا تھا اور جاسم کو زخم پر زخم دیے جا رہا تھا۔
کے سامنے کھڑی وہ منظر دیکھ رہی تھی خوف سے چیخنے لگی تھی۔ جاسم
چاہے ایک بد تمیز غلام تھا۔ اسے بہت غصہ دلاتا تھا لیکن اس کا محبوب
تھا۔ وہ اسے دردناک موت مرتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اسے جاسم کی
تیر کمان ایک طرف پڑی نظر آئی۔ اس نے تیزی سے جھپٹ کر تیر
کمان اٹھائی اور کانپتے ہاتھوں سے سیدھی اس شخص کی طرف کی جو
اس کے محبوب کی جان لینے کے درپے تھا۔ اس نے تیر کھینچا اور کچھ
پل کے بعد چھوڑ دیا۔ تیر دشمن کی گردن میں لگا تھا۔ وہ تڑپ کر ایک
طرف کو گر پڑا۔ شہزادی نے تیر پھینکا اور جاسم کی طرف دوڑی۔
غلام! غلام! تم ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔ اٹھو غلام۔ "وہ اس پر"
جھکتی رونے لگی تھی۔ بے ہوش ہوتے ہوئے جاسم نے اس کے یہ
الفاظ سن لیے تھے۔ اسے ایک عجیب سے احساس نے گھیر لیا تھا۔

جاسم "اس کی آنکھیں بند ہوتی دیکھ کر وہ بہت زور سے چیخنی تھی۔" تبھی اسے قدموں کی آواز آئی۔ ڈاکوؤں کے دوسا تھی یہاں سے کچھ دور شہزادی اور جاسم کو ڈھونڈنے نکل گئے تھے۔ وہاں سے تلوار کی جھنکار سن کر سب وہیں آ رہے تھے۔ شہزادی کا محافظ اب بے بس پڑا تھا اور شہزادی اکیلی تھی۔ وہ دو لوگ تھے۔ انہوں نے رک کر پہلے شہزادی اور جاسم کو دیکھا پھر اپنے مرے ہوئے ساتھیوں کو۔ دل میں غصے کی ایک شدید لہر ابھری۔ اب وہ اپنے ساتھیوں کی موت کا بدلہ شہزادی سے لینے والے تھے۔ وہ شہزادی کی طرف بڑھے اور اسے کھینچ کر ایک طرف لے جانے لگے۔ لیکن شہزادی کو اپنی فکر نہیں رہی تھی۔ وہ جاسم کی طرف دیکھ کر روتی جا رہی تھی۔

ملکہ مہرماہ مر گئی۔ "عاسل کو گھوڑا محل کے قریب آچکا تھا جب " قریب سے گزرتے کسی شخص کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

نہیں وہ بچ گئی ہیں۔ "اس کے ساتھ چلنے والے شخص نے کہا لیکن"

عاسل کا گھوڑا اتنا آگے جا چکا تھا کہ وہ اگلی بات نہیں سن سکا تھا۔ اس

اپنے سامنے زمین و آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہونے لگے تھے۔

سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔ دل دھڑکنوں سے خالی

ہونے لگا تھا۔ چہرہ صدمے سے سفید پر گیا تھا۔ گھوڑا اس کی کیفیت

سے انجان محل کی طرف دوڑ رہا تھا۔ وہ کئی بار محل سے باہر اور اندر جا

چکا تھا اور وہ جانتا تھا اسے محل میں ہی جانا تھا۔ وہ جب محل کے بڑے

سے مرکزی دروازے کے قریب پہنچا تو سپاہیوں نے اسے دیکھتے ہی

دروازہ کھول دیا۔ گھوڑا اندر بڑھ گیا۔ عاسل نے ایک لمبی سانس کھینچ

کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور گھوڑے کی رفتار مزید تیز کرتا

قصر سلطان کی جانب بڑھنے لگا جس کی تیسری منزل پر ملکہ مہرماہر ہتی

تھی۔ گھوڑا اندرونی عمارت کے دروازے پر روکتے ہوئے وہ تیزی

وراور دائیں جانب والے دروازے سے اسے اچھل کر نیچے اترا

سڑھیوں کی طرف بھاگا۔ وہ مہر منزل پر آیا تو وہاں چہل پہل معمول کے مطابق تھی۔ وہ کسی پردھیان دینے بنا ملکہ کے کمرے کی طرف بھاگا۔ اس کی آنکھوں کی سامنے نکی کی دھند تھی۔ پر رونق سی مہر منزل اسے ویران لگ رہی تھی

یہ سبھی ویرانیاں اس کے جدا ہونے سے تھیں
آنکھ دھندلائی ہوئی تھی شہر دھندلا یا نہ تھا

ملکہ مہر ماہ کمرے کے سامنے والی نشست گاہ جس کا سامنے والا حصہ کھلا تھا وہاں بیٹھی تھی۔ اس کی نظر ملکہ پر پڑی تو وہ ساکت رہ گیا۔ دل میں ایک سکون سا اتر اٹھا۔ وہ کتنے ہی پل یوں ہی کھڑا ملکہ کو دیکھتا رہا۔ ملکہ مہر ماہ ملکہ آمنہ کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اس کی نظر عاسل پر پڑی تو اسے تعجب ہوا۔ وہ محسوس کر گئی تھی کہ عاسل کب سے وہیں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ عاسل ہوش میں آ کر گڑ بڑایا۔

اور اپنے دل جو ڈپٹتا نظریں جھکا کر ملکہ کے سامنے آیا۔ پھر سر جھکا کر اسے سلام پیش کیا۔

وسلام "ملکہ شان بے نیازی سے کہتی ملکہ آمنہ کو بتانے لگی کہ وہ" اس کا خاص محافظ ہے اور عاقل گہرے گہرے سانس لیتا رہے گا شکر ادا کرنے لگا تھا کہ ملکہ زندہ تھی۔ ملکہ آمنہ نے غور سے اسے دیکھا تھا

دعا کچھ لڑکیوں کے ساتھ ایک پر رونق بازار کی سڑک کے کنارے پر کھڑی تھی۔ دھوپ اور گرمی سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ چہرہ اہانت کی شدت سے سرخ پڑ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ زنجیروں میں بندھے تھے اور زنجیر کا دوسرا حصہ کسی مضبوط چیز کے ساتھ بندھا تھا۔ وہ چاہ کر بھی بھاگ نہیں سکتی تھی۔ وجہ چیخ چیخ کر بھی اب تھک چکی تھی۔ اس میں ذرا بھی ہمت نہیں رہی تھی۔ دوبار وہ وہاں کھڑے کھڑے گر

چکی تھی۔ اب نساء اسے سہارا دیے ہوئے تھی۔ اسے لگ رہا تھا وہ ابھی بے ہوش ہو جائے گی۔ اس کا تودل کر رہا تھا وہ مر ہی جائے۔ اسے زبردستی زنجیروں میں باندھنے والے اب بازار میں کھلے عام اسے بیچنے کیلئے ہانکیں لگا رہے تھے۔ وہاں مرد غلام اور کچھ عورتیں بھی تھیں۔ لیکن دعا کو کچھ زیادہ ہی ذلت محسوس ہو رہی تھی۔ ان کے سامنے سے گزرتے لوگ کچھ دیر رک کر انہیں گھورتے تھے۔ ہاؤتاؤ کرتے اور چند ب کچھ غلاموں کے دام سن کر چلے جاتے۔ کچھ ہی خریدتے تھے۔ اب تک صرف ایک غلام بکا تھا۔ دعا تو بس یہی دعا کر رہی تھی کسی طرح وہ یہاں سے غائب ہو جائے۔ اس سے کچھ سوچنے بھی نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے بھاری ہوتا سر نساء کے کندھے پر رکھ دیا۔ تبھی ایک آواز پر چونکی۔ ایک خوش پوش درمیانہ عمر کا شخص غلاموں کی خریداری کیلئے رکا تھا۔ اس کے ساتھ دو محافظ بھی تھے۔ ایک اور ساتھی بھی تھا جس سے وہ مشورے کر رہا تھا۔

کچھ کنیزیں چاہیں۔ محل کیلئے۔ "فرخ نے بیچنے والے سے کہا۔ دعا" نے بھنویں اچکائیں۔ محل میں تو شہزادہ ہوگا۔ ایک دفعہ وہ محل میں پہنچ کر اس کی مدد حاصل کر لے پھر کسی کی ہمت نہیں ہوگی اسے غلام بنانے کی۔ وہ ایک ایک سے بدلہ لے گی جنہوں نے اسے غلام سمجھا۔ وہ سوچ رہی تھی جب ایک خیال نے اسے شرمندہ کیا۔ وہ پھر اپنے لیے شہزادے کو استعمال کرنے کا سوچ رہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے قریب جانے سے حیان اس کی محبت میں مزید دھنس جائے گا۔ وہ ڈبل مائنڈ ہو گئی۔ کیا اسے واقعی محل جانا چاہیے۔ لیکن پھر اسے یاد آئی فی الحال تو کچھ بھی اس کی مرضی پر منحصر نہیں تھا۔ غلام بیچنے والا پر جوش سادعا اور نساء اور ان کے قریب کھڑی کچھ لڑکیوں کی طرف اشارہ کر کے بتانے لگا کہ ان میں کیا کیا خوبیاں ہیں۔

آپ ان کی خوبصورتی تو خود بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ " بہت سگڑھ ہیں۔ اور رکھ رکھاؤ جانتی ہیں۔ بہت بادب ہیں اور ابتدائی تعلیم حاصل کر رکھی ہے۔ بولنے کا انداز بہت شائستہ ہے۔ " دعا یہ خوبیاں سن کر جہاں غصے میں آئی وہاں اسے یہ خیال بھی آیا کہ کیا واقعی اس میں یہ خوبیاں تھیں۔ اسے تو خود نہیں پتہ تھا پھر وہ شخص کیسے دھڑلے سے جھوٹ بولے جارہا تھا۔ دعا اسے ملا متی نظروں سے گھورنے لگی۔ وہ اس کی نظروں کی تپش محسوس کر کے ایک دفعہ گڑبڑا گیا تھا۔

تجھے تو میں چھوڑوں گی نہیں۔ " دعا دانت پیس کر رہ گئی تھی۔ " ہم ایسی ہی کنیزیں چاہیں جو ہر لحاظ سے اچھی ہوں۔ نیا سلطان آیا ہے۔ اب ظاہر ہے وہ پرانی کنیزوں پر تو گزارا نہیں کرے گا۔ " خریدنے والے نے کہہ کر مشورہ طلب نگاہوں سے اپنے ساتھی کو دیکھا۔ دعا کے تو سر پر لگی تلوں پر بجھی۔ دماغ میں ایک لاوا بلا تھا۔

اسے کنیزوں پر گزارا کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیا اسے پتہ " ہے تم اس کیلئے کنیزیں خرید رہے ہو۔ "دعا نے بیٹھی آواز میں چیخ کر کہا تھا۔ وہ بھی گڑ بڑا گیا۔ سلطان واقعی نہیں جانتا تھا۔ لیکن سلطان کی نظروں میں اپنی جگہ بنانے کیلئے اسے یہ کرنا ہی تھا۔ اس کی نظر میں سلطان حیان مصطفیٰ بھی شاہ ظہیر جیسا تھا۔ اس نے اکثر بادشاہ ایسے ہی دیکھے تھے۔

بڑی زبان چلتی ہے تمہاری لڑکی۔ "اس نے غصے سے بیچنے والے کو " دیکھا۔

" تم تو کہہ رہے تھے بڑی مہذب ہیں یہ۔ ایسی تربیت کی ہے ان کی " نہیں نہیں جناب۔ آپ کوئی بدگمانی مت پالیں۔ دراصل اسے بخار " ہے صبح سے۔ اسی لیے سب کو کاٹ کھانے کو دوڑ رہی ہے یہ ورنہ تو بہت اچھی طبیعت کی مالک ہے۔ دیکھیں چہرے سے کتنی معصوم لگ رہی ہے " بیچنے والا لجاجت سے بولا تھا۔ دعا نے اسے پھر کوئی ٹکاسا

جواب دینا چاہا لیکن نساء نے اس کا کندھا دبا کر اسے روک دیا۔ دعا نے اس کی طرف دیکھا۔

تم اپنی قسمت کو خود خراب کر رہی ہو۔ یہاں رہی تو روز سب کے " سامنے لائی جاؤ گی اور تمہاری بولیاں لگیں گیں۔ ایک دفعہ محل پہنچ گئی تو محفوظ ہو جاؤ گی۔ " نساء نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ اس نے گہری سانس لی۔ کس صورت حال میں پھنس گئی تھی وہ۔

ہاں یہ تو ہے۔ " خریدنے والا پر سوچ انداز میں۔ کہہ کر دوسری " لڑکیوں کی طرف متوجہ ہو گیا کچھ دیر بعد وہ دعا کے ساتھ نساء اور ایک لڑکی کو خرید چکا تھا۔ اس کے سپاہی انہیں گھسیٹ کر رتھ کی طرف لے گئے تھے۔ انہیں رتھ پر سوار کرنے کے بعد رتھ چل پڑا۔ فرخ اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر ان کے ارد گرد ہی آگے بڑھ رہے تھے۔ کچھ دیر گزری تو محل کی اونچی عمارت دور سے ہی نظر آنے لگی۔ دعا خاموشی سے محل کو دیکھ رہی تھی۔ وہ محل ایسا ہی تھا جیسا اس

کے تصور میں تھا۔ چلو اس بہانے ملکہ مہرماہ سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ اس نے سوچا تھا۔ رتھ محل کے دروازے پر رک گیا اور انہیں محل میں کنیزوں والے حصے میں لے جایا گیا۔ دعا محل کی خوبصورتی دیکھ کر متاثر ہوئی تھی۔

اس لڑکی کو ذرا سیدھا کرو۔ بہت تیز ہے یہ۔ "لڑکیوں کو ایک موٹی" عورت کے حوالے کرتے ہوئے فرخ نے دعا کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔ عورت مسکرائی۔

فکر ہی مت کریں جناب۔ ایسا سیدھا کروں گی کہ یاد کریں گے "آپ۔" وہ مغرور لہجے میں بولی تھی جیسے اس محل کی ملکہ وہی ہو۔ دعا اس کی بات سے سہم گئی تھی۔ ساتھ ہی اس تیز لڑکی نے اپنا دماغ لڑایا۔ وہ کیسے اس بلا سے بچ سکتی تھی۔ یہاں اکڑ کر نہیں بلکہ شہد کی طرح میٹھا رہ کر خود کو بچایا جاسکتا تھا۔ اس نے لمحوں میں لائحہ عمل ترتیب دیا اور جب اس عورت نے دعا کو دیکھا تو وہ ایسے مسکرائی جیسے

دنیا میں اس سے معصوم کوئی اور ہو ہی نہ۔ عورت کو فرخ کی بات پر شک ہونے لگا۔ وہ تو بہت معصوم لگ رہی تھی۔

نام کیا ہے تمہارا؟" اس نے کرخت لہجے میں پوچھا۔ دعا نے "خوفزدہ ہونے کی ایکٹنگ کی۔

دعا... دعا" وہ تو اونچی آواز پر ہی سہم جانے والی لڑکی تھی کیسے تیز ہو "سکتی تھی۔ شاید فرخ کو کوئی غلط فہمی ہوئی تھی۔ ماریہ نے سوچ کر سر ہلایا تھا۔

نام تو اچھا ہے۔ خود بھی اچھی خاصی خوبصورت ہو۔ بس میرا حکم "مانتی رہی تو ایک دن ضرور ملکہ بن جاؤ گی" اس نے اپنی جگہ درست ہی لالچ دیا تھا۔ محل میں آنے والی ہر کنیز ملکہ بننے کے خواب دیکھتی تھی۔ لیکن اس کی بات سن کر دعا کو اپنا غصہ قابو کرنا مشکل لگنے لگا۔ اس کی چہرے کے زاویے بگڑ چکے تھے۔ وہ تو شکر تھا کہ وہ عورت کسی

اور لڑکی کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔ انہیں بہت ساری ہدایات دینے کے بعد ایک کمرے میں کچھ دیر آرام کیلئے بھیج دیا گیا۔

لگتا ہے میری بد قسمتی کے دن ختم ہونے والے ہیں۔ دعا کرو سلطان" کی نظر مجھ پر پڑ جائے اور میں ان کی منظور نظر بن جاؤں "نساء نے مسکراتے ہوئے دعا سے کہا تھا۔ دعا تا سب سے اسے دیکھنے لگی۔

کیا یہ فخر کی بات ہے؟" دعا نے متعجب لہجے میں پوچھا۔ "ہاں نا۔ تمہیں نہیں پتہ۔ منظور نظر ایک دن ملکہ بھی بن جاتی ہے۔"

کیا تمہارا دل نہیں کرتا کہ کوئی تم سے عزت سے نکاح کرے اور وہ "تمہارے علاوہ اور کسی کا نہ ہو؟" دعا کو وہ لڑکی بہت عجیب لگ رہی تھی اور نساء کو وہ عجیب لگ رہی تھی۔

کس دنیا میں رہتی ہو تم۔ آجکل عزت سے نکاح کوئی نہیں کرتا اور " کوئی ایک لڑکی کے علاوہ کسی اور سے تعلق نہ رکھے۔ ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا۔ " نساء نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

پھر بھی۔ مرد جیسے بھی ہوں۔ تمہیں اپنا آپ تو درست رکھنا " چاہیے۔ نکاح کے بغیر تم کسی کو اپنے قریب آنے دو گی تو وہ زنا ہو گا۔ " دعا سے لیکچر دینے لگی۔ نساء نے منہ بنایا۔ مجھے اس بارے میں کچھ نہیں پتہ " اور نہ وہ جاننا چاہتی تھی۔ دعا سمجھ " چکی تھی۔

حنہ جنگل میں سفر کر رہی تھی جب اسے ایک طرف سے چیخوں کی آواز سنائی دی۔ وہ رک کر اس طرف دیکھنے لگی۔ چیخ ایک بار پھر سنائی دی۔ وہ اس طرف دوڑ پڑی۔ ساتھ ہی چاقو نکال لیا تھا۔ ایک پتھر کے سائے میں اسے دو مرد دکھائی دیے۔ وہ کسی لڑکی کے ساتھ زبردستی

کر رہے تھے۔ اور وہ لڑکی بری طرح مچلتی چیخ رہی تھی۔ حنہ تیزی سے آگے بڑھی اور دونوں پر زخمی شیرنی کی طرح پل پڑی۔ کچھ لمحوں میں وہ دونوں شخص ادھڑے نر خروں کے ساتھ زمین پر پڑے تھے۔ وہ لڑکی کی طرف مڑی جو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے رو رہی تھی۔ حنہ نے بے اختیار اسے اپنے سینے سے لگالیا

چپ کرو۔ کچھ نہیں ہوا۔ "وہ نرمی سے اس کی کمر سہلانے لگی۔" شہزادی نے ہاتھ چہرے سے ہٹا کر اسے دیکھا تو حنہ کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ وہ شہزادی نیلو فر تھی۔ وہ حیرت کے باعث کچھ بول نہیں پائی تھی۔

جاسم کو بچاؤ۔ وہ... مر رہا ہے۔ خدا کیلئے اسے بچالو۔ "شہزادی" صدے سے پاگل تھی۔ اور حنہ کو پہچان نہیں پارہی تھی۔ حنہ جاسم کے بارے میں سن کر یکدم اٹھ کر اس طرف بڑھی جس طرف شہزادی نے اشارہ کیا تھا۔ کچھ دور ہی اسے جاسم زخمی حالت میں بے

سدھ پڑا نظر آیا تھا۔ وہ اس کا محسن تھا۔ اس کا استاد تھا۔ وہ آج جتنی مضبوط تھی اسی کی وجہ سے تھی۔ اور اسے اس حالت میں دیکھنا حنہ کیلئے تکلیف کا باعث تھا۔ وہ تڑپ کر جاسم کی طرف بڑھی اور اس کی سانس چیک کی۔ اس کی سانسیں چل رہی تھیں لیکن بہت مدھم تھیں۔ نبض تو محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی۔ خون بہت بہہ گیا تھا۔ حنہ نے اپنے لباس سے کپڑے پھاڑ کر پہلے اس کا خون روکنے کیلئے بندوبست کیا۔ پھر ارد گرد دیکھا۔ اسے کچھ دور ایک گھوڑا نظر آیا جو ڈاکوؤں میں سے کسی ایک کا تھا۔ وہ اٹھ کر گھوڑے کی طرف بھاگی اور ہوش وجود ایک بے اسے قریب لے آئی۔ کچھ دیر بعد جاسم کا گھوڑے پر پڑا تھا۔ دوسرے گھوڑے پر حنہ اور نیلو فرسوار تھیں۔ نیلو فر حنہ کے پیچھے بیٹھی تھی اور کانپتے ہاتھوں سے اس کے کندھوں کو تھام رکھا تھا۔ حنہ نے دونوں گھوڑوں کی بھاگیں تھام رکھی تھیں۔

ایسے میں تیزی سے سفر کرنا مشکل تھا لیکن حنہ کو یہ کرنا تھا ورنہ اس کا محسن مر سکتا تھا۔

ملکہ مہرماہ کے گھر والے بھی محل پہنچ چکے تھے۔ انہیں ملکہ کی موت کی خبر ملی تھی لیکن محل پہنچنے پر پتہ چلا وہ زندہ تھی۔ وہ بہت خوش ہوئے لیکن ملکہ مہرماہ ایسے ہی سرد مہری کے ساتھ ان سے ملی جیسے ہمیشہ سے ملا کرتی تھی۔ ملکہ کے باپ اور بھائیوں نے سلطان حیان مصطفیٰ سے بھی ملاقات کی اور انہیں یقین دلایا کہ وہ ان سے ایسے ہی وفادار رہیں گے جیسے شاہ ظہیر کے ساتھ تھے۔ ان کی وفاداری سلطان کیلئے ضروری بھی تھی۔ سلطان نے ان کی وفاداری کے جذبے کو سراہا تھا۔ اسے یہ بھی خبر مل چکی تھی کہ راجا دیو اس کے ساتھ ایک بڑی جنگ لڑنے کیلئے فوج جمع کر رہا تھا۔ اس نے آس پاس کی ریاستوں اور انگریزوں سے بھی مدد لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کے

جاسوس راج گڑھ میں پھیلے ہوئے تھے اور اسے مسلسل خبریں پہنچ رہی تھیں۔ حفر کے اندرونی حالات سے بھی وہ بے خبر نہیں تھا۔ شاہ ظہیر نے چند سالوں میں اعوام کا حال بے حال کر دیا تھا۔ بھاری محصولات اور بے روزگاری نے حفر کی ساٹھ فیصد آبادی کو غربت میں دھکیل دیا تھا۔ شفا خانوں، مدرسوں اور فیکٹریوں کی حالت بھی بری تھی۔ سلطان حیان مصطفیٰ خود طب کا ماہر تھا۔ اسے سب سے زیادہ فکر مریضوں کی ہوئی تھی جنہیں اچھی طبی سہولیات نہیں مل پارہی تھیں۔ وہ ان کیلئے ضروری انتظامات کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے کام کرنے کی کوشش بھی کر رہا تھا جو اعوام کو پسماندگی سے اٹھا کر ایک بہترین زندگی کی طرف لاسکتے تھے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ شاہی خزانہ خالی تھا۔ شاہ ظہیر نے سب کچھ اپنے ذاتی خزانے میں جمع کر لیا تھا اور اس کا خزانہ کہاں تھا یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ اسے اعوام کی مشکلات حل کرنے میں مشکل پیش آرہی تھی۔ وہ صبح ہی فجر کی نماز

کے بعد تخت پر بیٹھ چکا تھا اور لوگ اس سے ڈھیروں امیدیں وابستہ کر چکے تھے۔ اوپر سے راجادیو کی طرف سے جنگ کا خطرہ بھی تھا جو حفر کی ریاست کو مزید پسماندگی میں دھکیل سکتا تھا۔ اسے جلد از جلد شاہ ظہیر کا خزانہ ڈھونڈنا تھا۔ اس نے اس سلسلے میں مشیر خاص کے ساتھ مل کر لائحہ عمل ترتیب دے دیا تھا اور جاسوس خزانے کی کھوج کیلئے نکل پڑے تھے۔

نئی آنے والی کنیزوں کو تھوڑی دیر ہی آرام کیلئے وقت دیا گیا تھا۔ پھر انہیں محل کے مختلف کاموں میں لگا دیا گیا۔ دعا کو بھی کچن میں کام کرنا پڑا۔ اسے کوئی کام نہیں آتا تھا اور گھرداری کے حوالے سے کام چور بھی تھی۔ اسے کچن کی صفائی کی ذمہ داری دی گئی تھی وہ بھی اسے محال لگ رہی تھی۔ تھوڑی دیر ہی کام کر کے وہ تھک گئی۔

بس بہت ہوا۔ شہزادے کی مدد لیے بغیر اب کوئی چارہ نہیں۔ "اس" نے ہاتھ میں پکڑا گیلا پکڑا زور سے زمین پر مارا۔ چھینٹے اڑ کر سامنے کام کرتی کنیز پر جا پڑے۔

جاہل لڑکی یہ کیا کر رہی ہو۔ "وہ اسے شرر بار نظروں سے گھورتی" چلائی تھی۔

سوری سوری۔ "دعا نے جلدی سے معذرت کی۔ کیونکہ غلطی اسی" کی تھی۔

یہ کس زبان میں مجھے گالیاں نکال رہی ہو؟ "وہ غصے سے اس کی" طرف بڑھی۔ دعا نے نفی میں سر ہلایا لیکن اس نے دعا کے کندھے کو پکڑ کر پیچھے دھکا دیا تھا۔ دعا کیلے فرش پر گر گئی۔ اس نے لمبی سانس کھینچ کر اپنے غصے کو بمشکل اندر ہی روک لیا اور کنیز کو گھورتی اٹھ کر خاموشی سے اپنا کام کرنے لگی۔ کام نہ کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ

نہیں تھا۔ کام کروانے والی نگرانوں کے پاس ہنٹر تھے اور اسے ہنٹر کھانے کا کوئی شوق نہیں تھا۔

کتنی ڈھیٹ لڑکی ہے۔ کوئی شرمندگی نہیں۔ پہلے مجھ پر گند اپانی " پھینکا پھر گالیاں دیں۔ "کنیز اب دوسری کنیز سے اپنے دل کے جلے پھپھو لے پھوڑ رہی تھی۔

سمیرابی سے شکایت لگاؤ اس کی۔ "اس نے ایک نگران کا نام لے کر" تجویز پیش کی۔

نہیں نہیں۔ ایسا مت کرنا۔ میں معافی مانگتی ہوں۔ "دعا تیزی سے" بولی۔ حسنہ نے نخوت سے گردن اونچی کی۔

میں نے تمہیں کوئی گالی نہیں دی۔ زبان اور تھی لیکن میں تم سے " معافی ہی مانگ رہی تھی۔ "دعا اب بہت میٹھے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ حسنہ کی انا کی اچھی طرح تسکین ہو چکی تھی سو اس نے معاملہ رفع دفع

کر دیا۔ دعا نے گہرا سانس بھرا تھا۔ شکر تھا ہنٹروالی نگران سے جان بچ گئی تھی۔

سارا دن کام کرنے کے بعد وہ تھکی ہاری اپنے کمرے میں آئی اور دھڑم سے بستر پر گر گئی۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ماریہ ایک عورت کے ساتھ چلی آئی۔

چلو ملکہ کے سامنے تم لوگوں کو پیش کرنا ہے "اس نے دعا اور نساء کو" بیک وقت مخاطب کیا۔

ملکہ مہرماہ؟ "دعا نے اشتیاق سے پوچھا۔ ماریہ نے اسے گھورا۔ اسے "خیال آیا تھا کہ وہ اس لیے ملکہ مہرماہ سے ملنے کو بیتاب تھی کہ اس کی نظروں میں جلد از جلد اچھا مقام بنا سکے۔

ہاں۔ زیادہ ہوشیاری دکھانے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی زیادہ "معصوم بننے کی۔ "اس نے جواب دینے کے ساتھ طنزیہ انداز میں

تنبیہ بھی کر دی۔ کیا کچھ سننا پڑ رہا تھا دعا کو۔ وہ بس دانت پر دانت جمانے کے علاوہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

کچھ لمحوں بعد وہ نساء اور نئی آنے والی کنیزوں کے ہمراہ ملکہ مہرماہ کے سامنے کھڑی تھی۔ ملکہ آمنہ بھی اس کے ساتھ موجود تھی۔ محل کے اندرونی معاملات اب ملکہ آمنہ کے ہاتھ میں جارہے تھے اور ملکہ مہرماہ کو اس سے مسئلہ بھی نہیں تھا۔ ملکہ آمنہ کے ساتھ اس کے تعلقات خراب ہونے کے امکانات کم ہی تھے۔ دونوں ملکائیں نئی آنے والی کنیزوں کو جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ سب ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت تھیں۔ ماریہ ان سب کے نام ملکہ کو بتا رہی تھی دعا کی باری آئی تو وہ نظریں جھکانے کی بجائے ملکہ مہرماہ کو دیکھتی رہی۔ اس کی خوبصورتی دعا کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ جتنا اس نے سوچا تھا ملکہ مہرماہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ خوبصورت تھی۔ وہ ملکہ سے اپنی نظریں ہٹا نہیں پارہی تھی۔ ملکہ نے بھی کچھ پل

اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا پھر اگلی کنیز کی طرف متوجہ ہو گئی۔ سب کنیزوں کا تعارف لینے کے بعد اس نے چہرہ موڑ کر ملکہ آمنہ کو دیکھا خوبصورت تو سب ہی ہیں۔ کیوں نہ پہلے اسے آزما لیا جائے "ملکہ" آمنہ نے ایک نظر نساء کو دیکھ کر کہا تھا۔ نساء سمجھ گئی تھی وہ کس بارے میں بات کر رہی تھیں جبکہ دعا بھی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بانو بھی تو خوبصورت ہے اور کب سے سلطان کی ساتھ ہے لیکن "ابھی تک وہ سلطان کی توجہ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔" ملکہ مہرماہ نے کہا تو ملکہ آمنہ کچھ سوچنے لگی۔ دعا کو بھی سمجھ آ چکی تھی نساء کو کس سلسلے میں آزما یا جانے والا تھا۔ اسے سخت ناگواری محسوس ہوئی۔ کیا ضروری تھا سلطان کے کمرے میں کنیزیں بھیجنا۔ صحیح طریقے سے اس کا نکاح بھی تو کیا جاسکتا تھا۔

اسے بھی بانو کے ساتھ کام پر لگا دو۔ دن میں دو تین دفعہ تو سلطان " کی نظر اس پر پڑ ہی جائے گی۔ پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ "ملکہ آمنہ نے کہا اور ملکہ مہرماہ نے سر ہلادیا۔

لیکن آپ تو اس سب کے خلاف تھیں۔ "دعائرت سے بول " اٹھی۔ اس کی نظریں ملکہ مہرماہ پر تھیں۔ ملکہ چونکی اور نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ دعائے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔ نساء بھی اسے غصے سے گھور رہی تھی۔ وہ کیوں اس کا بنا بنایا کام بگاڑنے والی تھی۔ کیا کہا؟ "ملکہ مہرماہ نے ٹھنڈے لہجے میں پوچھا۔ دعا کو ٹھنڈے پسینے آئے۔ وہ ایک ظالم ملکہ تھی۔ وہ کیسے بھول گئی تھی۔ ک... کچھ نہیں۔ "دعائے معصوم بن کر نفی میں سر ہلایا۔ " تم سب جاؤ۔ "ملکہ نے اس کے سوا سب کو بھیجا اور اس کی طرف " متوجہ ہوئی۔

میں... کس سب کے خلاف ہوں دعا؟" ملکہ نے بہت نرم لہجے "میں پوچھا تھا لیکن اس کی آنکھوں کی کاٹ۔ والدہ۔ غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا۔" دعا کسی بھی طرح اسے رام "کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے معصوم شہزادے کو جانتی تھی۔ وہ کسی بھی لڑکی کے ساتھ غلط تعلق نہیں رکھے گا خاص کر اس صورت میں کہ جب وہ اس کی محبت کا دم بھرتا تھا۔ پھر اسے کیا ضرورت تھی خوا مخواہ ملکہ کے فیصلے پر اعتراض کرنے کی۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھنا سیکھو۔ صرف اس وقت استعمال کرو جب "ضرورت ہو۔" ملکہ نے بارعب لہجے میں نصیحت کی۔ دعا نے بے چارگی سے سر ہلا دیا۔ سفید سادہ سی فرائڈ اور بل دار بال اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔ ملکہ مہرماہ اور ملکہ آمنہ دونوں اب اسے دلچسپی سے دیکھ رہی تھیں۔ کہاں سے آئی ہو؟" ملکہ مہرماہ نے پوچھا۔"

شیر شاہ سے "اس نے بتایا۔ ملکہ کو عاقل کا خیال آیا۔ وہ بھی تو شیر شاہ سے تھا۔

تم کس کام میں سب سے زیادہ مہارت رکھتی ہو؟" ملکہ نے اسے "پر سوچ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ دعا نے آنکھیں سکڑ کر کچھ دیر سوچا۔

بدلہ لینے میں۔" اس نے یاد آنے پر بتایا۔ ایسا اس سے نیناں نے کہا تھا۔

بہت خوب۔" ملکہ کی اس میں دلچسپی گہری ہوئی۔ وہ بھی تو بدلہ لینے میں ماہر تھی۔ شاہ ظہیر سے اس نے بدلہ لے کر چھوڑا تھا۔ اپنی دوست کی قاتلہ سے بدلہ لیا تھا۔ اپنے گھر والوں سے آج تک بے رخی برت کر بدلہ لے رہی تھی جنہوں نے اسے شاہ ظہیر جیسے شوہر کے پلے باندھ دیا تھا۔ ملکہ کو دعا اپنے جیسی لگی تھی۔

تمہاری تعلیم کتنی ہے؟ "ملکہ نے پوچھا۔ دعائے انگلیوں پر سال"
گئے۔ وہ سیکنڈ لاسٹ سمیسٹر میں تھی۔ اسے پڑھتے ہوئے اٹھارواں
سال تھا۔

ساڑھے سترہ سال کی۔ "وہ ملکہ کو یہ تو نہیں سمجھا سکتی تھی کہ وہ بی"
ایس کیمسٹری کے فائنل ایئر میں تھی۔ سو اس نے یہی بتا دیا۔ ملکہ کی
آنکھیں حیرت سے کھلی۔ اس دور میں بہت کم لڑکیاں تھیں جو تعلیم
پر اتنا وقت ضائع کرتیں اور اتنے سال پڑھنے والا یا تو طب کا ماہر ہوتا
تھا یا سائنس کے کسی اور علم کا۔

کیا پڑھا ہے؟ "ملکہ نے دلچسپی سے پوچھا"
کیمیا۔ "دعائے زہن میں کیمسٹری کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے کہا۔"
ملکہ اب اس سے کافی متاثر نظر آنے لگی تھی۔ اس نے ملکہ آمنہ کو
دیکھا۔ پھر اس کی طرف چہرہ موڑا۔

کہاں سے پڑھی ہو؟" یہ سوال بہت مشکل تھا۔ دعا قاعد اعظم "

یونیورسٹی کا نام لے نہیں سکتی تھی کیونکہ اس وقت تو اس کا کہیں وجود بھی نہیں تھا۔ اس نے تیزی سے دماغ کے گھوڑے دوڑائے۔ ایسی کونسی یونیورسٹی تھی جو اس صدی سے پہلے کی بنی تھی۔

کیمبرج یونیورسٹی۔ "وہ یکدم بولی تھی۔ اسے یاد آ گیا تھا کیمبرج "

یونیورسٹی بارہویں صدی میں بنی تھی۔ اس کا نام لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ ملکہ مہرماہ نے مسکرا کر ملکہ آمنہ کو دیکھا تھا۔

سلطان بھی تو اسی درس گاہ سے پڑھے ہیں۔ "ملکہ مہرماہ نے کہا تو"

دعا نے گہری سانس لی۔ شہزادہ انگلستان سے پڑھا تھا لیکن وہ نہیں جانتی تھی کس درس گاہ سے۔ حالانکہ وہ اس کی کہانی کی رائٹر تھی۔

تم اتنی پڑھی لکھی ہو۔ یقیناً اونچے گھرانے سے ہوگی۔ لیکن ایک "

کنیز کیسے بن گئی؟" ملکہ نے ایک اور مشکل سوال کیا

لمبی کہانی ہے۔ "وہ لہجہ اداس بنا کر بولی۔"

خیر تم اب یہاں آگئی ہو تو یہیں رہو۔ ہم ماریہ کو حکم دے دیں گے " تم سے عام کنیزوں کی طرح کا سلوک نہ کیا جائے " ملکہ مہرماہ نے کہا تو اس نے شکر ادا کیا

شکریہ ملکہ۔ " اس نے سر کو خم دیتے ہوئے کہا تھا۔ ملکہ نے اسے " جانے کا اشارہ کیا۔ دعا جانے لگی لیکن اسے یاد آیا ملکہ کو تعظیم بھی پیش کرنی تھی۔ اس نے گھٹنوں کو ذرا سا خم دیا اور ملکہ کے سامنے سے ہٹ گئی۔

ہو سکتا ہے سلطان اس سے کیمبرج یونیورسٹی میں مل چکا ہو۔ یہ " زیادہ بہتر رہے گی سلطان کیلئے " ملکہ مہرماہ نے اس کے جانے کے بعد اپنے خیالات ظاہر کیے تھے۔

ہمم۔ لیکن اب تو نساء کو بھیج دیا ہے۔ پہلے اس کی صلاحیت دیکھ " لیں۔ پھر اسے بھیجنا۔ " ملکہ آمنہ نے کہا تو ملکہ مہرماہ نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

باب چہارم: آزادی

وہ ایک کچی دیواروں والے کمرے کا منظر تھا۔ کمرے کی دونوں دیواروں کے ساتھ چار پائیاں پڑی تھیں۔ جاسم ایک چار پائی پر بے سدھ لیٹا تھا۔ شہزادی نیلو فردوسی چار پائی پر بیٹھی تھی اور حنہ جاسم کی چار پائی کے قریب کھڑی تھی۔ ایک حکیم جاسم کا علاج کر رہا تھا۔ وہ گھرا سی حکیم کا تھا۔

کوئی خطرناک زخم نہیں لگا ہے۔ لیکن خون بہت بہہ گیا ہے۔ ہوش " آنے میں وقت لگے گا۔ باقی پریشانی کی بات نہیں۔ " حکمی جاسم کے کندھے کے زخم پر ایک مرہم لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ شہزادی نیلو فردوسی اور حنہ دونوں نے شکر کا سانس لیا تھا۔ شہزادی حنہ کو پہچان چکی تھی۔ وہ لڑکی جس کو اس نے ایک عرصہ قید کیے رکھا اس کی مددگار ثابت

ہوئی تھی۔ شہزادی کو اب اس سے شرمندگی ہو رہی تھی اور وہ اس شرمندگی کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر اسے ایک اور بات یاد آئی تو زہن میں ایک منصوبہ بننے لگا۔ کچھ دیر بعد حکیم کمرے سے جا چکا تو شہزادی نے اسے مخاطب کیا۔

حنہ! "حنہ نے اس کی طرف دیکھا۔ شہزادی نے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے اس کے سامنے بیٹھ گئی تم نے ہماری عزت بچائی۔ ہم تمہارے بہت شکر گزار ہیں "وہ حنہ کی طرف دیکھے بغیر بول رہی تھی۔ حنہ کو لگا وہ اسے قید میں ڈالنے پر معذرت بھی کرے گی لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہ مغرور شہزادی تھی۔ شرمندگی کا اظہار کیسے کرتی۔

اور ہم تمہیں ایک ضروری بات بتانا چاہتے ہیں "شہزادی نے کچھ پل توقف کے بعد کہا تو حنہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

ہم تمہاری ماں کے قاتل کو جانتے ہیں۔ "اس نے کہا تو حنہ کو حیرت" کا جھٹکا لگا۔

دراصل جاسم نے ہمیں بتا دیا تھا کہ وہ تمہارے کہنے پر تمہاری ماں " کے قاتل کو ڈھونڈ رہا ہے۔

قاتل کون ہے؟ "حنہ نے بیتابی سے پوچھا" ملکہ مہرماہ۔ "شہزادی نیلو فرنے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے" جھوٹ بولا تھا۔ شہزادی حنہ کی آنکھوں کے سامنے ملکہ مہرماہ کا خوبصورت سراپا لہرایا۔ وہ اسے بہت پسند تھی لیکن اب اسے ملکہ مہرماہ سے سخت نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

شکر رات ہوئی۔ اب سوؤں گی تو یہاں سے غائب ہو جاؤں گی "دعا" نے بستر پر گرتے ہوئے اطمینان سے سوچا اور مسکرا دی۔ ملکہ مہرماہ سے ملاقات کافی اچھی رہی تھی لیکن وہ بھی اپنے اصول چھوڑ کر محل

کے اصولوں پر چل پڑی تھی۔ یہ مایوس کن تھا۔ یا شاید وہ سمجھ چکی تھی محل میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بادشاہ ہر عورت کو اپنی جاگیر کی سمجھتے ہیں۔

اب دوبارہ یہاں آئی بھی تو محفوظ ہی ہوں گی۔ "وہ کروٹ بدل کر" طاقے میں پڑے چراغ کو دیکھنے لگی تھی۔ پھر آہستہ سے اس کی آنکھیں بند ہو گئی۔ جلد ہی وہ نیند میں چلی گئی۔ کسی نے اسے جھنجھوڑ کر اٹھایا تو وہ منہ بناتی پلکیں جھپکتی بمشکل آنکھیں کھول گئی۔ اس نے سامنے کنول کھڑی تھی۔ وہ محل کی ایک کنیز تھی۔ جو نساء کے بعد اس کے ساتھ کمرہ شیر کر رہی تھی۔ دعا حیرت سے اٹھ بیٹھی۔ اسے تو نیناں کو جگانا چاہیے تھا۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔ وہ ابھی بھی محل میں تھی۔ مطلب اپنی کہانی میں۔ اس نے سر پکڑ لیا۔ وہ واپس کیوں نہیں گئی تھی۔ یہ اس کیلئے بہت پریشانی کی بات تھی۔

یہ نہ ہو وہ اب کبھی کہانی سے نہ نکل سکے۔ اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

کیا ہوا؟ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے؟ "کنول نے پوچھا۔ اس نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا اور سر اثبات میں ہلادیا۔ کنول کمرے سے چلی گئی۔ وہ سر ہاتھوں میں گرا کر سوچنے لگی اب وہ کیسے واپس جائے گی۔

جب تک تم اس کہانی میں اپنا کردار نہیں نبھاؤ گی واپس نہیں جاؤ گی۔ "اس کے اندر سے کوئی بولا تھا۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا اور سامنے دیکھا۔

اور مجھے شہزادے کے ساتھ کردار نبھانا ہے "وہ بڑبڑائی تھی۔ اس نے اکتا کر سانس خارج کی تھی۔ پھر اٹھ کر منہ ہاتھ دھویا اور کمرے سے باہر نکلی۔ راہداری مہ۔ کئی کنیزوں کے کمرے تھے۔ لڑکیاں بعام خانے میں جارہی تھیں۔ وہ بھی بعام خانے میں آگئی اور اپنا ناشتہ

ٹرے میں لے کر بیٹھنے کی جگہ ڈھونڈنے لگی۔ ایک جگہ اسے نساء بیٹھی نظر آئی۔ وہ اس کے سامنے آ بیٹھی۔ اور غور سے نساء کا چہرہ دیکھا جو بجھا بجھا سا تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔

مجھے لگا تھا میں اتنی خوبصورت ہوں کہ سلطان مجھے نظر انداز نہیں کر پائیں گے۔ لیکن انہوں نے مجھ پر ایک سے زیادہ نظر ہی نہیں ڈالی۔ "وہ ادا اس لہجے میں بولی تھی۔ اسے بانو کے ساتھ سلطان کے ذاتی کاموں کیلئے مختص کیا گیا تھا۔ سلطان کے سامنے کھانا رکھتے وقت وہ تین چار بار اس کے سامنے گئی تھی لیکن ہوا وہی تھا جس کی دعا کو توقع تھی۔"

تمہارا قصور ہے۔ تم کیسے کسی غیر سے یہ امید لگا سکتی ہو کہ وہ تمہیں "نظر انداز نہیں کرے گا۔" دعا نے کندھے اچکائے۔ نساء نے منہ بنایا۔

بادشاہ ایسے تو نہیں ہوتے۔ ہر خوبصورت عورت انہیں پسند آجاتی ہے۔ پھر مجھے کیوں پسند نہیں کیا گیا۔ کیا میں خوبصورت نہیں؟" اس نے پوچھا۔ دعائے تاسف سے سر ہلایا

تم خوبصورت ہو۔ اس کا ثبوت تمہیں کسی مرد سے ہی کیوں " چاہیے۔ آئینے کے سامنے جاؤ وہ بھی کہہ دے گا تم خوبصورت ہو تم بہت عجیب باتیں کرتی ہو "نساء نے کہا۔ " اچھا چھوڑو یہ بتاؤ بانو سے ملاقات کرنی ہو تو کہاں ملے گی؟ "دعائے "ناشتہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "تم اسے جانتی ہو؟"

ہاں۔ "دعائے گڑ بڑا کر کہا۔"

وہ تو ہر وقت کام ہی کرتی رہتی ہے۔ باہر ہی نہیں آتی۔ فکر مت کرو۔ میں اسے تمہارا پیغام دے دوں گی "نساء نے کہا۔ شکریہ۔ "دعائے مسکرا کر کہا۔"

جاسم نے کراہ کر آنکھیں کھولیں تھیں۔ شہزادی جو کب سے اس کے اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی بیتابی سے اس کے قریب آئی۔

شکر تم بچ گئے "اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔ جاسم اسے خاموش " نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

امید ہے تم اس درد کو سہ لو گے اور جلدی صحت یاب ہو جاؤ گے۔ " "شہزادی کا بیمار پرسی کرنے کا بھی اپنا ہی انداز تھا۔ اس کی آنکھیں دھیرے سے مسکرا دیں۔

یہ لو پانی پیو "شہزادی نے تپائی سے پانی کا پیالہ اٹھا کر اس کے لبوں کے قریب کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا سر تھوڑا اونچا کیا۔ جاسم نے چند گھونٹ پیے۔ پھر سرتکیے پر ڈال دیا۔

تم ہمارے لیے لڑے اس لیے تمہاری تیمارداری کر رہے ہیں۔ " "شہزادی نے نجانے کس بات کی صفائی دی تھی یا کچھ جتایا تھا۔

ہم کہاں ہیں؟" جاسم نے کمرے میں نہریں دوڑائیں۔"

ایک حکیم کے گھر میں ہیں۔ یہ اس جگہ سے قریب ہی ایک بستی ہے"

جہاں ہم پر حملہ ہوا تھا۔" شہزادی نے جواب دیا اور دوسری چارپائی پر جا کر بیٹھ گئی۔

"کیسے پہنچے یہاں؟"

کسی نے ہماری مدد کی۔" شہزادی اسے اس کسی کے بارے میں"

نہیں بتانے والی تھی۔ وہ سمجھ گیا۔ اور گیری سانس لے کر خود ہی اندازہ لگا لیا کہ بستی کے کسی بھلے مانس آدمی نے وہاں سے گزرتے ہوئے ان کی مدد کر دی ہوگی۔

تمہارے پاس دو دن ہیں ٹھیک ہونے کیلئے۔ پھر ہم واپس حفر چل"

رہے ہیں" شہزادی نے حکم نامہ جاری کیا۔ حنہ کو وہ پہلے ہی یہاں سے بھیج چکی تھی۔ اسے یقین تھا حنہ اب محل میں جا کر ملکہ مہرماہ کو بدلے میں قتل کرنے کی کوشش کرے گی۔ اسے بھی تو اپنی ماں کے قتل کا

بدلہ لینا تھا لیکن وہ خود نہیں لے سکتی تھی۔ اور اپنی ماں کا بدلہ لینے کیلئے اس نے جھوٹ بول کر حنہ کو استعمال کیا تھا۔

تم پھر آگئی "بانو حیرت سے پوچھ رہی تھی۔ دعا نے سر کھجایا۔ وہ " دونوں ایک راہداری میں کھڑی تھیں۔ راہداری کی دیواروں پر مشعلیں روشن تھیں۔ قدیم طرز کی راہداری بہت پر اسرار اور خوبصورت لگ رہی تھی۔

" اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ "

مجھ سے کیوں ملنا چاہتی تھی " بانو نے گہری سانس لی اور بے رخی " سے پوچھا

مجھے شہزادے سے ملنا ہے " دعا نے کچھ پل توقف کے بعد کہا۔ " شہزادہ؟ " بانو نے اسے تعجب سے دیکھا۔ دعا نے اپنی عقل کو کوسا " "میرا مطلب سلطان۔ "

تم نہیں مل سکتی۔ وہ پہلے ہی مشکل سے سنبھلے ہیں۔ یا تو تم ہمیشہ کیلئے " ان کے پاس رہ جاؤ یا ملو ہی نا " بانو نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔ دعا نے لب چبائے۔

اگر میرے بس میں ہو تو میں یہاں آؤں ہی نہیں لیکن جب تک " میں اس سے نہ ملی واپس نہیں جاسکوں گی۔ " اس نے لجاجت سے کہا۔

اس نہیں ان کہو۔ کوئی ادب لحاظ ہے تم میں " بانو کو اس پر تپ " چڑھا۔ اس نے اکتا کر چہرہ پھیرا۔
" مجھے ان سے ملنا ہے۔ "

میں نے کہانا نہیں مل سکتی۔ جاؤ یہاں سے۔ " بانو نے چڑ کر کہا تھا۔
دعا غصہ ضبط کرتی آگے بڑھ گئی۔

حنہ کے بغیر سردار ار تضيٰ کی حالت بہت بری تھی۔ جیسے اسے نشہ نہ مل رہا ہو اور وہ اس کے بغیر تڑپ رہا ہو۔ حنہ کا اس کی دسترس میں ہونا ہی اس کی تسکین کیلئے کافی تھا اور اب جب وہ اس سے دور جا چکی تھی تو ہر چیز سے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ اس نے کب سے اپنے لوگ اسے ڈھونڈنے پر لگا رکھے تھے لیکن کوئی سراغ نہیں ملا تھا۔ وہ کئی بار غلاموں کو خوا مخواہ ہی جھاڑ پلا چکا تھا۔ رومی کی بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی اس سے بات کرنے کی۔ محل میں عاسل کی آمد سے رومی کو کچھ حوصلہ ہوا کہ اب اس کے سردار کا مزاج کچھ بہتر ہو جائے گا۔ عاسل رومی کی رہنمائی میں سردار کے کمرے تک آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس وقت میں کسی سے نہیں ملنا چاہتا "اندر سے بیزار سی آواز سنائی" دی۔ رومی نے بیچارگی سے عاسل کو دیکھا۔ عاسل نے اسے جانے کا کہا اور خود دروازہ کھولتا اندر چلا آیا۔ ار تضيٰ جو اس جرات پر پھر سے پارہ ہائی کر چکا تھا عاسل کو دیکھ کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

تم یہاں؟" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔
مزاج کیوں گرم ہیں "اس سے گلے مل کر پیچھے ہٹتے عاسل نے"
پوچھا۔

بس ویسے ہی۔ "سردار نے بات ٹالی۔"
"تم ایسے ہی غصہ کرنے والے تو نہیں"
بتاؤں گا بعد میں۔ بیٹھو "ار تضحیٰ نے کہہ کر باہر کھڑے غلاموں کو"
آواز دی۔ وہ سمجھ گئے کہ انہیں اندر جانے والے مہمان کیلئے قہوے کا
بندوبست کرنا ہے۔

کیسے آنا ہوا یہاں؟ ملکہ کی غلامی سے فرصت مل گئی؟ "عاسل اس"
کی بات پر مسکرایا۔

ملکہ نے بھیجا ہے۔ "اس نے سنجیدگی سے بتایا۔ ار تضحیٰ نے حیرت"
سے اسے دیکھا۔

"کیوں؟"

وہ چاہتی ہیں تم نئے سلطان کے حامی بن جاؤ۔ شیر شاہ حفر کی حدود " میں نہیں آتا لیکن کچھ سرحدی علاقے شیر شاہ کے ساتھ ہیں۔ حفر کی ریاست مضبوط کرنے کیلئے سلطان کو تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے "

اگر سلطان حیان مصطفیٰ یہ گزارش خود مجھ سے آکر کرے تو تب " سوچا جاسکتا ہے۔ "ار ترضیٰ نے ہمیشہ کی طرح اکڑ دکھائی۔ یار تم اپنے دوست کیلئے اتنا بھی نہیں کر سکتے۔ تم جانتے ہو میں ملکہ " کے دیے گئے کسی بھی کام میں ناکام نہیں ہوا۔ تو اب کیسے ناکام واپس جاؤں گا "

تم غلامی کی حد کر رہے ہو۔ "سردار نے افسوس سے کہا تھا۔ " یہ عشق ہے۔ تم غلامی سمجھو تو تمہاری مرضی "عاسل نے کندھے "اچکائے۔ تبھی دروازہ کھلا اور غلام ان کے سامنے تپائی کھینچ کر قہوہ رکھنے لگے۔ پھر وہ چلے گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔

میرا اس میں کیا فائدہ ہوگا؟" ار ترضیٰ نے پر سوچ انداز میں پوچھا۔
قبیلے کی ترقی۔ مالی اور ضرورت پڑی تو جنگی تعاون بھی لیکن پھر "
" تمہیں بھی ہر حال میں سلطان کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا ہوگا
مجھے سوچنے کیلئے وقت دو " قبیلے کی ترقی کا سن کر وہ اپنے دشمن سے "
ہاتھ ملانے پر مجبور ہو گیا تھا۔ وہ ایک مرے ہوئے شخص کی خاطر قبیلے
کے لاکھوں زندہ لوگوں کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔
سوچنے کا اب وقت نہیں۔ میرے ساتھ حفر چلو۔ سلطان سے مل "
کر معاملات طے کر لو۔ حفر کو اس وقت واقعی مدد کی ضرورت ہے۔
" عاقل نے پر زور لہجے میں کہا۔ سردار کو اس کی ماننی ہی پڑی۔

دعا اپنے کمرے میں بستر پر بیٹھی سردیوار سے ٹکائے نیناں کو یاد کر
رہی تھی جب دولڑکیاں اس کے کمرے میں داخل ہوئیں۔

ہمارے ساتھ چلو" وہ آگے بڑھیں اور اسے بازوؤں سے پکڑ کر "بستر سے کھڑا کر دیا۔

کہاں؟" دعا منہ کھولے انہیں دیکھنے لگی۔ لیکن وہ جواب دیے بنا "اسے باہر کو گھسیٹنے لگیں۔

کیا ہے۔ چھوڑو مجھے۔" دعا نے چڑ کر اپنے بازو آزاد کروانے چاہے "لیکن ان کی گرفت مضبوط تھی۔ وہ اسے مختلف راہداریوں سے گزار کر ایک کمرے میں لے آئیں۔ وہاں تین اور کنیزیں موجود تھیں۔ دونوں کنیزوں نے دعا کو ان کی طرف دھکیل دیا۔ اور خاموشی سے واپس چلی گئیں۔ دعا پلٹ کر انہیں گھورنے لگی۔

اس طرف آؤ۔" ایک کنیز اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی تو اس نے جھٹکے "سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

یہ ہو کیا رہا ہے ہاں؟" اس نے غصے سے پوچھا۔

جیسے تم تو جانتی ہی نہیں۔ "لڑکی معنی خیزی سے مسکرائی۔ دعا کا"
ماتھا ٹھنکا۔ اس سے پہلے کہ وہ چیخ پڑتی کمرے میں ماریہ داخل ہوئی۔
یہ تیار نہیں ہوئی ابھی تک۔ "ماریہ نے دعا کو گھورا۔"
میں کیوں تیار ہوں؟ "اس نے بازو سینے پر باندھے۔ ماریہ کو اس کر"
سخت طیش آیا۔

میرے سامنے زبان مت چلاؤ۔ جو کہا جائے بس وہی کرو۔ ورنہ"
کوڑے کھانے پڑیں گے "ماریہ نے نتھنے پھلا کر کہا۔ اس نے بھی
نتھنے پھلائے۔ پھر سر ہلایا۔ وہ ابھی بے بس تھی۔ ان عورتوں کے
سامنے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ ایک دفعہ شہزادے سے ملاقات ہو
جائے پھر سب کو پوچھ لے گی۔ لیکن اس کیلئے اسے کڑوا گھونٹ بھرنا
تھا۔ کتنی اہانت کی بات تھی۔ وہ آزاد لڑکی ایک طوائف کی طرح کسی
مرد کے کمرے میں بھیجی جا رہی تھی۔ ان لڑکیوں کیلئے یہ فخر کی بات
تھی لیکن اس کیلئے نہیں۔ وہ انتقامی سوچوں میں بہتی ان کی ہر بات

ماننے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک بڑے سے آئینے کے سامنے بیٹھی تھی۔
دو لڑکیاں اس کے کندھوں پر پوشاک درست کر رہی تھیں۔ ایک
اس کے بالوں کی کنگھی کر رہی تھی۔ اس کی گردن میں ایک
خوبصورت سا ہار ڈالا گیا۔ کانوں میں جھمکے اور لبوں پر سرخی لگائی گئی۔
وہ ضبط کیے سرخ چہرے کے ساتھ بیٹھی رہی۔ آخر میں اس پر عطر
پھینکا گیا۔ اس کا سر گھومنے لگا۔
ایک ایک سے بدلہ لوں گی۔ ظالموں "اس نے سر پکڑتے ہوئے"
کہا تھا۔
جاہلوں والی حرکتیں مت کرو۔ تھوڑی نزاکت لاؤ انداز میں۔ ہو"
سکتا ہے تم ملکہ بن جاؤ۔ "ایک لڑکی نے اسے ڈپٹا۔ اس نے گہرے
گہرے سانس لے کر غصے کو اندر ہی روکا۔
ایسا لگتا ہے جیسے تم پر زبردستی کی جا رہی ہو۔ دل میں تو بہت خوش"
ہو گی۔ "دوسری لڑکی نے طنزیہ کہا۔

شٹ اپ "وہ یکدم پھٹ پڑی۔"

کیا کہا؟ "وہ لڑکی اسے مارنے کو لپکی لیکن اس دفعہ اس نے"

معذرت نہیں کی اسے غصے سے گھورتی رہی۔ دل تو کیا کھری کھری۔

سنائے ان سب کو لیکن وہ پہلے ہی جذباتی ہو کر کام بگاڑنا نہیں چاہتی

تھی۔ ماریہ دوبارہ آئی تو وہ مکمل تیار ہو چکی تھی۔

واہ کیا کہنے۔ اچھی لگ رہی ہو "وہ متاثر ہوتے ہوئے بولی اور اس کا"

ہاتھ پکڑ کر ملکہ آمنہ کے پاس لے گئی۔ ملکہ مہرماہ وہاں نہیں تھی۔

ورنہ اسی سے کوئی مدد مانگ لیتی۔ وہ اس پر کافی مہربان تھی۔

بہت خوب۔ ہمیں امید ہے تم سلطان کو پسند آؤ گی۔ اس کی ہم

مزاج بھی لگتی ہو۔ "ملکہ آمنہ نے اسے دیکھ کر تبصرہ کیا۔ وہ بس صبر

کرنے کے سوا اور کیا کر سکتی تھی۔ اس کے تاثرات قابل دید تھے۔

جنگی قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنے کا اعلان کر دو۔ ہمیں اس "وقت رقم کی ضرورت ہے۔ در آمدات بھی بڑھاؤ۔" سلطان حیان مصطفیٰ اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے مشیر کو اہم ہدایات دے رہا تھا۔ اس کے ساتھ حام اور دو محافظ بھی تھے۔ وہ جس راہداری میں چل رہا تھا اس کی دیواروں کے ساتھ کئی محافظ کھڑے تھے اور اس کے قریب سے گزرنے پر سر جھکا رہے تھے۔ مشیر نے سر ہلا دیا۔ اور کمرے کے باہر رک گیا۔ حام اور حیان اندر داخل ہو گئے۔ وہ ایک ہال تھا جس میں سلطان اور اس کے خاص غلام دونوں کے کمروں کا دروازہ کھلتا تھا۔ سلطان کی کمرے کے دروازے کے ساتھ دو مزید پہرے دار کھڑے تھے۔ حیان اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ حام بھی اس کے پیچھے آیا۔ حام باہر ہی رک گیا اور حیان اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے کے کئی حصے تھے۔ کمرے کے ایک جانب کتب خانہ تھا تو دوسری طرف بالکونی۔ سامنے والی دیوار کے پیچھے غسل خانہ

یوار کے درمیان ایک جہازی سائز بیڈ تھا۔ کمرے کی آرائش دتھا۔
بہت خوبصورت تھی۔ جو کسی سلطان کے ہی قابل تھی۔
حیان اپنے ہی دھیان میں دروازہ بند کرتا آگے بڑھ رہا تھا جب اس کی
نظریں زمیں پر چمکتے ایک کپڑے پر گئیں۔ اس نے نظریں اوپر
اٹھائی۔ سرخ رنگ کے لباس میں ملبوس کوئی لڑکی اس کے کمرے
میں تھی۔ اس کا رخ دوسری طرف تھا۔ لیکن اس کے بال دیکھ کر وہ
لمحے کے ہزارویں حصے میں پہچان گیا تھا کہ وہ کون تھی۔ اس کے دل
نے ایک بیٹ مس کی۔ وہ ساکت سا کھڑا رہ گیا تھا۔ آنکھوں کی رونق
جیسے پل بھر میں ہی لوٹ آئی تھی۔
ہمیں تو پیاس کے صحرا میں گنگناتے ہوئے
دکھائی دیتا ہے اک بحر بیکراں وہ شخص
وہ اسے پکار بھی نہ سکا۔ دعا نے اس کی موجودگی محسوس کر کے رخ
پھیرا تو اس کا چہرہ غصے سے متمار ہا تھا۔

دعا! "اس نے کسی ٹرانس کے زیر اثر اسے پکارا تھا لیکن پھر اس کے " تاثرات کو غور سے دیکھا تو ٹھٹکا۔

دعا کیا ہوا آپ کو؟ آپ ٹھیک تو ہیں نا " وہ فکر مندی سے آگے " بڑھا۔ دعا نے ہاتھ اٹھا کر سرد مہری سے اسے روکا۔ وہ دل مسوس کر رہ گیا۔

کچھ نہیں ہوا مجھے۔ میں اس وقت بہت غصے میں ہوں " دعا نے خود " کو کام ڈاؤن کرنے چاہا لیکن اب یہ ناممکن ہی لگ رہا تھا۔ کس نے غصہ دلایا آپ کو؟ " حیان نے دلچسپی سے اس کا غصے والا " روپ دیکھا۔

سب نے۔ " اس نے گہری سانس بھری۔ "

" مجھے بتائیں ہوا کیا ہے۔ "

تم یہ نہیں پوچھو گے میں یہاں کیسے پہنچی؟ "دعا نے پوچھا تو اس نے" نفی میں سر ہلایا۔ وہ کہیں بھی کسی بھی وقت اس کے سامنے ٹپک پڑتی تھی۔ اب یہ اس کیلئے حیرانی کی بات نہیں رہی تھی۔

تم سوچ رہے ہو گے میں نے تو کہا تھا اب نہیں آؤں گی۔ لیکن پھر آ گئی "اس نے شرمندگی سے سر جھکایا۔

میں ایسا نہیں سوچ رہا "حیان نے مسکراہٹ چھپائی۔ اب وہ اسے کیا بتاتا اسی بات کیلئے تو ڈھیروں دعائیں کی تھی اس نے تمہیں ایسا سوچنا چاہیے "اس نے غصے سے حیان کو گھورا۔ وہ سر جھکا کر مسکرایا

مجھ سے پوچھو کہ میں یہاں تک کیسے پہنچی "اس کا لہجہ حکمیہ ہوا " آپ یہاں کیسے پہنچیں؟ "حیان نے تابعداری سے پوچھا۔"

میں اس جگہ ہی واپس آئی تھی جہاں غائب ہوئی تھی "اس نے"
دھیرے سے کہنا شروع کیا۔ اب کے حیان کو پریشانی ہوئی۔ وہ جنگلی
علاقہ تھا اور محل سے بہت دور تھا۔

"اوہ پھر؟ آپ کو کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی؟"
مشکل۔ "وہ استہزائیہ مسکرائی۔"

مشکلات کہو۔ مشکلات۔ "وہ بھڑکی جیسے سارا قصور اسی کا ہو۔ حیان"
نے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور گہری سانس لی
کیا مشکلات پیش آئیں آپ کو؟ "اس نے تحمل سے پوچھا۔ دعا کی"
آنکھوں میں آنسو آئے۔

میں رات بھر چلتی رہی۔ جنگلی جانوروں اور بھوتوں کا خوف ساتھ"
رہا۔ بھوک لگی تو ایک کھیت سے گاجر کھا کر پیٹ بھرا۔ صبح ایک
عورت ملی جو مجھے اپنے گھر لے گئی۔ اس نے ناشتے میں مجھے بے ہوش
کرنے کی دوا دے دی اور غلاموں کے بازار میں بیچ دیا۔ وہاں پھر سارا

دن کسی پھل سبزی کی طرح مجھے بیچنے کی کوشش کی گئی۔ پھر محل کے ایک شخص نے مجھے کچھ کنیزوں کے ساتھ خرید لیا۔ یہیں پر بس نہیں۔ مجھ سے سارا دن محل کا کام کروایا گیا۔ اور اب..... "وہ تقریر کرنے کے سے انداز میں بولتی ایک پل کور کی۔ حیان ان دم بخود سا سب سن رہا تھا۔ وہ تو اسے ایک کانٹا بھی نہیں چھنے دے سکتا تھا۔ لیکن وہ اس کی دنیا میں یہ سب مشکلات سہی رہی اور بے خبر رہا اب مجھے سلطان حیان مصطفیٰ کے کمرے میں ایک کنیز کی حیثیت " سے بھیجا گیا۔ "وہ ایک پل کو استہزائیہ کتنا اچھا سلوک ہونا میرے ساتھ یہاں "اس نے طنزیہ پوچھا۔ " حیان کو سمجھ نہ آئی کیا کہے۔ وہ خود بھی یہ سب سن کر غصے میں آگیا تھا۔

دعا! آئی ایم سوری۔ آئی ایم ریٹی سوری۔ میں بہت شرمندہ " ہوں۔ "وہ سر جھکا کر بولا تھا۔

تمہارے شرمندہ ہونے سے کیا ہوگا۔ "وہ ہنوز غصے میں تھی"

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جس کسی نے بھی آپ کے ساتھ برا کیا "

" اس سے میں بدلہ لوں گا

میں خود بدلہ لے سکتی ہوں "اس نے ناک چڑھائی۔"

ٹھیک ہے آپ خود ہی لے لیجیے گا۔ پہلے آپ یہاں بیٹھیں اور غصہ "

ختم کریں۔ "حیام نے اسے کندھوں سے تھام کر قریبی صوفے پر

بٹھایا پھر ایک میز پر پڑے جگ میں پانی گلاس میں نکال کر اس کی

طرف بڑھایا۔

یہ پانی پیئیں۔ "اس نے دعا کی طرف گلاس بڑھایا۔ وہ خفا چہرے "

کے ساتھ گلاس پکڑ کر پانی پینے لگی۔ حیام اس کے سامنے بیٹھ کر

خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ اچانک دعا کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس

ہوا۔ اسے ایک ہچکی آئی۔ اس نے گردن تھام لی اور آگے کو جھکی۔

سلطان حیام مصطفیٰ کو لگا جیسے اس کی جان نکل گئی ہو۔

دعا "اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے اس کے کندھے" تھام کر سیدھا کیا اور دوسرے ہاتھ سے گلاس کھینچ کر سونگھا۔ اس کا خدشہ درست نکلا۔ پانی میں زہر ملا تھا۔ جو اسے مارنے کیلئے ملا یا گیا تھا لیکن وہ پانی اس کی بجائے اس لڑکی کے حصے میں آیا تھا جو اسے جان سے بھی پیاری تھی۔ وہ سینے کو مسلتے درد سے تڑپتی غنودگی میں جا رہی تھی۔ حیان نے بمشکل اپنے حواس پر قابو کیا اور اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر دوسرے ہاتھ سے اس کی کمر پر تھپڑ مارے۔ یکدم ہی دعا کو قے آئی اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ اگلے ہی پل حیان اسے بازوؤں میں اٹھائے شفا خانے کی جانب دوڑا تھا۔ اس نے کمرے کا پچھلا دروازہ استعمال کیا تھا کیونکہ شفا خانہ اس طرف تھا۔ پچھلے دروازے پر کھڑے محافظ بھی اس کے ساتھ بھاگے تھے۔ کچھ لمحوں میں ہی وہ شفا خانے میں پہنچ چکا تھا۔ طبیبہ سونے کی تیاری کر رہی تھی۔ اس کا کمرہ شفا خانے کے ساتھ ہی تھا اور ایک دروازہ اسی طرف کھلا ہوا تھا۔

اچانک اسے وہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو وہ بھاگ کر شفا خانے میں داخل ہوئی۔ سلطان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلیں۔ اس نے زہر پی لیا ہے۔ سب تریاق کے جو یہاں ہیں۔ "حیان نے" دعا کو بستر پر لٹاتے ہوئے تیزی سے کہا تھا۔ وہ بہت ڈرا ہوا لگ رہا تھا۔ طبیبہ حیرت کو بھول کر تیزی سے ایک طرف بڑھی۔ حیان نے دعا کی ڈوبتی نبض چیک کی تو دل سکڑ کر پھیلا۔ اسی پل طبیبہ کچھ شیشیوں سے بھری ایک ٹرے اٹھائے اس کے قریب آئی۔ اس نے ٹرے جھپٹ کر سامنے رکھی اور شیشیوں پر نظر دوڑائی۔ سب شیشیوں پر ان کی تفصیل بھی تھی۔ اس نے جلد ہی ایک شیشی کا انتخاب کر لیا اور کھول کر ایک مخصوص مقدار دعا کے منہ میں ٹپکائی۔ تریاق کس اثر کرنے میں وقت لگنا تھا۔ اس دوران وہ نم آنکھوں سے کھینچ کھینچ کر سانس لیتا اسے دیکھنے لگا اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس کے بچ جانے کی دعائیں کر رہا تھا۔ دعا کی زرد لڑتی رنگت میں کمی واقع ہوئی

تو اس نے سر جھکا کر شکر کی سانس خارج کی۔ زہنی دباؤ یکدم ہی کم ہوا تو سر میں درد کی ٹیس ابھری۔ اس نے پیشانی مسلی۔ طبیبہ خاموشی سے ایک طرف کھڑی تھی۔ وہ چوبیس سالہ لڑکی تھی۔ خوبصورت سا چہرہ سنجیدہ تھا۔ حیان نے اس سے ایک اور دوا کے بارے میں پوچھا لیکن وہ اس شفا خانے میں نہیں تھی۔ حیان نے اسے وہ دوا بنانے کی ہدایات دیں اور دعا کو واپس اپنے کمرے میں لے آیا۔ طبیبہ اور چند محافظوں کے سوا اور کسی کو پتہ نہیں چل سکا تھا کہ حیان موت کے منہ سے دعا کو واپس کھینچ کر لایا تھا۔ دعا کو اپنے بستر لٹا کر وہ قریب ہی ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے تھکے تھکے سے انداز میں کہنیاں گھٹنوں پر رکھیں اور ایک ٹک اسے دیکھنے لگا۔ اسے خود پر سخت غصہ آ رہا تھا۔ وہ اس سے مدد مانگنے آئی تھی۔ لیکن اس نے قریب ہوتے ہوئے مزید مشکل میں پھنس گئی تھی۔ ابھی تو شکر تھا وہ طب میں ماہر تھا اور اس نے زہر کو معدے سے نکال دیا تھا۔ ورنہ اگر وہ اس کے

ے گہری ن خون میں شامل ہو جاتا تو اس کی موت یقینی تھی۔ اس سانس لے کر چہرے پر دونوں ہاتھ پھیرے تھے۔ سر صوفے کی پشت پر ٹکا کر وہ خدا کا شکر ادا کرنے لگا کہ وہ بچ گئی تھی۔ اسے رہ رہ کر پچھتاوا ہو رہا تھا۔ وہ اس کے حصے کی تکلیف تھی جو دعا سہنی پڑی تھی۔ اسے کتنی تکلیف ہوئی ہوئی ہوگی۔ اگر وہ مر جاتی تو۔ اس نے سر جھٹکا لیکن خوفناک سوچوں نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔

باب چہارم: آزادی

حنہ محل میں داخل ہو چکی تھی۔ محل کے کئی محافظ جانتے تھے وہ پہلے اس محل کی کنیز رہ چکی تھی۔ پھر بھی اس سے پوچھا گیا کہ وہ کیوں محل سے چلی گئی تھی اور اب واپس کیوں آئی ہے تو اس نے کہہ دیا شہزادی نیلو فرنے اسے محل سے ایک کام کے سلسلے میں بھیجا تھا اور اب واپس بلا لیا ہے۔ اسے اندر جانے دیا گیا۔ اس کی ساتھی کنیزوں نے بھی

اسے دیکھ کر وہی سوال کیا تو اس نے وہی جواب دیا جو محافطوں کو دے چکی تھی۔ کئی کنیزیں نئی آچکی تھیں سو اسے زیادہ لوگوں کے سوالوں کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا اور وہ ایک دفعہ پھر محل کی کنیز بن چکی تھی۔ اب اسے ملکہ مہرماہ کے قریب جانے کا طریقہ ڈھونڈنا تھا۔ لیکن یہ آسان نہیں تھا۔ اسے سوچ سمجھ کر کچھ کرنا تھا۔

محبت میں نہیں فرق جینے اور مرنے کا
اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس پر دم نکلے
حیان بستر کے کنارے پر بیٹھا چیخ سے دعا کے منہ میں ایک دوا ڈال
رہا تھا جو طبیبہ بنا کر لائی تھی۔ دعا پلانے کے بعد وہ وہیں بیٹھا اس کے
چہرے کو مبہوت سا دیکھتا رہا۔ صبح ہو چکی تھی۔ دعا کو ہوش آنے لگا۔
اس نے بھنویں سکوڑتے سامنے دیکھا۔ ایک خوبصورت چہرہ اس کے
سامنے تھا۔ وہ خالی خالی آنکھوں سے چند پل اسے دیکھتی رہی تھی۔

دعا! "حیان نے بیتابی سے اسے پکارا۔ دعا کی آنکھیں ایک دم سے "پوری کھلیں۔ اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن سر گھوم کر رہ گیا۔ اس نے سر کو تھاما

لیٹی رہیں۔ ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ "حیان نے کہہ کر "قریب پڑی تپائی سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس دفعہ وہ تصدیق کر چکا تھا کہ وہ پانی زہریلا نہیں تھا۔ دعا کو پانی کا گلاس دیکھ کر یاد آیا وہ کیسے بے ہوش ہوئی تھی۔ وہ تکلیف دہیل کچھ لمحوں میں اس کے تصور سے گزر گئے۔ پھر اسے یاد آیا وہ یہاں کیوں آئی تھی۔

ڈیم۔ "وہ دانت پیستی زبردستی اٹھ بیٹھی تھی۔ اور پانی کے گلاس کو "غصے سے پرے ہٹایا۔

میں کب سے یہاں ہوں؟ "اس نے حیان کو گھورا۔ حیان کو بھی "صورتحال کا احساس ہوا۔ وہ شرمندہ ہوا۔

کل رات سے۔ آپ نے زہر پی لیا تھا۔ میں بہت پریشان تھا۔ کچھ " اور سوچ ہی نہیں سکا۔ "وہ صفائی دینے لگا۔ دعا منہ بنائے بستر سے اتری۔ کھڑے ہونے کی کوشش میں اسے ایک اور چکر آیا۔ حیان نے اسے بازو سے تھاما۔ دعا نے حیان کی آنکھوں میں دیکھا اب تم لوگوں کو جواب دو گے۔ سمجھے "وہ غرائی تھی۔ حیان نے " بمشکل مسکراہٹ روکی اور سر ہلا دیا۔ دعا نے ایک جھٹکے سے بازو چھڑاتی دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔ حیان کی نظریں کئی پل تک دروازے پر ٹکی رہیں۔ کیا تھی وہ لڑکی۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کی وجہ سے وہ مرنے والی تھی۔ وہ زہر یلا پانی اس کے حصے کا تھا جو حیان نے اسے پلا دیا۔ اسے اپنی زندگی سے زیادہ عزت کی فکر تھی۔ حیان کو اپنی کوتاہی کا احساس ہو گیا تھا۔ اسے رات کو ہی سارے محل میں یہ بات پھیلا دینی چاہیے تھی کہ وہ زہر پی کر زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی۔ اس بات کا صرف طبیبہ کو

پتہ تھا۔ خیر اب وہ خود اس کیلئے جواب دے دے گا۔ اس نے گہری سانس لی تھی

دوسری جانب دعا اپنے کمرے کے جانب بڑھ رہی تھی۔ کئی کنیزوں نے اسے معنی خیزی سے مسکرا کر دیکھا۔ اس کا دل کیا ان کی

مسکراہٹ نوچ لے۔ لیکن ایسے کسی کو یقین آ جاتا کیا کہ ایسا کچھ نہیں

تھا جیسا وہ سوچ رہی تھیں بلکہ اس سے بہت ہی مختلف تھا۔ وہ اپنے

کمرے کے قریب پہنچی تو کنیزوں کے ایک گروہ نے اسے کھینچ کر

گھیرے میں لے لیا۔ ان میں نساء بھی تھی جو سینے پر بازو باندھے اسے

عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ دعا کو یاد آیا اس نے نساء کو کتنا

بھاشن دیا تھا اور اب وہ سوچ رہی ہوگی دوسروں کو نصیحت خود میاں

نصیحت۔

تم نے تو کمال کر دیا۔ یقیناً سلطان کو پسند آئی ہوگی تبھی تورات بھر " وہیں رہی۔ " ایک کنیز نے شرارت سے کہا۔ دعا کا چہرہ اہانت سے سرخ ہوا۔ چہرے کے تاثرات سخت ہوئے۔

اچھا یہ بتاؤ سلطان کیسے لگے؟ " دوسری نے پوچھا۔ " اپنے اپنے اندازے لگانا بند کرو تم لوگ " وہ چیخی۔ " کیوں؟ کیا یہ اندازے ٹھیک نہیں؟ " سوال نساء کی طرف سے آیا۔ " تم تو جانتی ہونا مجھے یہ بالکل بھی نہیں پسند۔ " دعا نے اس سے پوچھا۔

تو پھر ساری رات وہاں کیوں رہی؟ " اس نے سلگ کر سوال کیا۔ " زہر پی لیا تھا میں نے۔ بے ہوش ہو گئی تھی۔ اب ایسے میں تو چل کر " واپس آنے سے رہی " وہ چڑ کر بولی۔

کیا؟ " سب نے اسے حیرت سے دیکھا۔ ان کے قریب سے گزرتی " کچھ کنیزیں بھی رک گئیں۔

سلطان سے بچنے کیلئے تم نے زیر پی لیا؟ "ایک اور اندازہ۔ دعا کراہ کر" رہ گئی۔ اس طرح توحیان کی ریپوٹیشن خراب ہو رہی تھی۔

نہیں۔ مجھے نہیں پتہ تھا وہ پانی زہریلا ہے۔ جب مجھے ملکہ آمنہ کا بلاوا

آیا اس سے پہلے پیا تھا اور سلطان کے کمرے میں جاتے ہی میں بے ہوش ہو گئی پھر ساری رات طبیبہ کے شفا خانے میں گزری۔ "اس نے اونچی آواز میں بتایا۔ اس نے کبھی صفائیاں نہیں دی تھیں لیکن یہ معاملہ ہی ایسا تھا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے صفائیاں دینی پڑ رہی تھیں۔ کنیزیں حیرت سے چندپل ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں پھر استہزائیہ مسکرائیں۔

تم جو کہو گی ہم مان لیں گے کیا۔ اگر تم نے زہریلا ہوتا تو یوں اپنے " قدموں پر نہ کھڑی ہوتی " ایک نے کہا تو اس نے گہری سانس کھینچی۔ اگر میں طبیبہ کی گواہی لا دوں تو؟ "دعا نے بھنویں اچکائیں۔ " کنیزوں نے کندھے اچکا دیے جیسے کہہ رہی ہوں لا سکتی ہو تو لے آؤ۔

سلطان حیان مصطفیٰ کے سامنے بانو اور حام مؤدب سے کھڑے تھے
اور وہ انتہائی سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

کل کسی نے میرے پینے والے پانی میں زہر ملا دیا تھا۔ "حیان کی پہلی"
بات سن کر ہی دونوں کے چہرے متغیر ہوئے۔

لیکن وہ پانی میں نے دعا کو پلا دیا۔ "اس کے لہجے میں ابھی بھی پچھتاوا"
تھا۔ بانو حیرت کے باعث کچھ بول نہیں سکی تھی۔ وہ جانتی تھی دعا کو
سلطان حیان مصطفیٰ کے کمرے میں بھیجا جا رہا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتی
تھی دعا کی مرضی کے بغیر سلطان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ نجانے اس
نے کیا جادو کر دیا تھا اس پر۔ لیکن جب وہ ساری رات وہیں رہی تو اس
کو دعا سے نفرت محسوس ہونے لگی۔ اور اب پتہ چل رہا تھا وہ زہر پی
کر زندگی اور موت کی جنگ لڑتی رہی تھی۔

اگر بروقت اس کا علاج نہ کیا جاتا تو وہ مر جاتی۔ "حیان نم آنکھوں" کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

لیکن اتنے سخت پہرے میں کون زہر ملا سکتا ہے آپ کے کمرے" میں آکر "حام نے الجھ کر پوچھا

زہر پہلے سے ملا یا گیا تھا۔ پانی کس نے رکھا تھا؟ "حیان نے بانو کو" دیکھ کر پوچھا۔

م... میں نے۔ پر میں قسم کھا سکتی ہوں میں نے زہر نہیں ملا یا تھا۔" وہ ہکلا کر بولی۔

قسم کھانے کی ضرورت نہیں۔ اس شخص کو ڈھونڈنے کی ضرورت ہے جس نے مجھے مارنے کی کوشش کی۔ مجھے لگتا ہے وہ محل سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اگر وہ کوئی عورت ہے تو ملکہ مہرماہ اسے ڈھونڈنے میں میری مدد کر سکتی ہیں۔ تم انہیں میرا پیغام پہنچا دو اور ساری بات بھی تفصیل سے بتا دو کہ زہر میرے بجائے دے دیا گیا تھا اور وہ

ساری رات بے ہوش رہی ہے۔ اور ہاں یہ بھی کہ اس پر کوئی زور زبردستی نہ کی جائے بلکہ ایک معزز مہمان کی حیثیت دی جائے۔ تم جانتی ہو وہ میرے لیے کیا ہے۔ باقی سب کو بھی اچھی طرح سمجھا دینا "سلطان حیان مصطفیٰ نے بارعب انداز میں کہا تو وہ سر جھکا گئی۔ حیان حام کی طرف متوجہ ہوا۔

تم محل کے مردوں میں اس بات کی تحقیق کرو۔ مجھے جلد از جلد "مجرم چاہیے۔ اور جو دعا کو کنیزوں کے ساتھ خرید کر لایا تھا اسے میرے پاس بھیجو۔" حیان نے کہا تو وہ دونوں تعظیم پیش کرتے کمرے سے باہر نکل گئے۔

طیبہ کچھ اہم جڑی بوٹیاں لینے محل سے جا رہی تھی جب اسے شفا خانے پر کھڑی دعا نظر آئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اسے حیرت ہوئی وہ اتنی جلدی کیسے چل پھر سکتی تھی۔

آپ کو آرام کرنا چاہیے تھا۔ "طیبہ نے سنجیدگی سے کہا۔"

"آرام بعد میں کروں گی۔ پہلے یہ بتائیں میرا علاج آپ نے کیا تھا؟"

نہیں سلطان نے۔ میں نے صرف ان کی مدد کی تھی "طیبہ نے کہا"

تو وہ کچھ پل کیلئے چپ سی ہو گئی

"اچھا جو بھی پر مجھے یہاں لایا گیا تھا؟"

ہاں۔ سلطان لائے تھے۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد واپس لے گئے۔"

وہ کچھ زیادہ ہی سچ بولتی تھی۔

کیا تم مجھ پر ایک احسان کرو گی؟ "دعا نے مسکرا کر پوچھا۔"

"اگر کر سکتی تو ضرور۔"

تمہیں میرے لیے چھوٹا سا جھوٹ بولنا ہے۔ بس چھوٹا سا "دعا نے"

انگی اور انگوٹھے کی مدد سے چھوٹے سے جھوٹ کی جسامت بتائی۔

جھوٹ جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اور میں جھوٹ " نہیں بولتی۔ اس لیے معذرت "طیبہ نے سپاٹ لہجے میں کہہ کر رخ موڑا اور ایک بڑی سی ٹوکری اٹھالی۔

پلیز۔ میری عزت کا سوال ہے۔ تمہیں بس یہ کہنا ہے کہ میں " ساری رات اس شفا خانے میں بے ہوش رہی "دعا اس کے قریب ہوتی لجاجت سے بولی۔

لیکن آپ یہاں نہیں رہیں۔ "طیبہ نے جتایا۔ " تو تم میری مدد نہیں کرو گی؟ "دعا نے اسے گھورا۔ " ابھی میں ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں۔ بعد میں بات کریں " گے "وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

طیبہ! "اس نے پیچھے سے پکارا۔ " میرا نام ثانی گل ہے۔ "طیبہ نے بغیر رکے جواب دیا اور آگے " بڑھتی رہی جبکہ دعا حیرت سے وہیں کھڑی رہ گئی۔ ثانی گل۔ یہ تو اس

کی دنیا میں کسی ہیکر کا نام تھا جس سے وہ ملنا چاہتی تھی۔ کیا وہ ثانی گل بھی اس کی ہمشکل ہوگی یا ان کے صرف نام ہی ملتے تھے۔ اس کی دنیا والی ثانی گل نے تو اس کی عزت بچانے میں اس کی مدد کی تھی اور یہ والی ثانی گل کچھ کھڑوس قسم کی تھی۔ خیر اسے امید تھی وہ مان جائے گی۔ اس نے ثانی گل کے واپس آنے تک اس کے شفاخانے میں ہی رکنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ کسی کے سوالوں کے جواب نہ دینے پڑیں۔

کیا؟ "ملکہ مہرماہ میں حیرت کے باعث اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ ملکہ " آمنہ بھی اس کے ساتھ بیٹھی تھی اور حیران سی تھی۔ ابھی تو وہ دونوں اس بات پر خوش ہو رہی تھیں کہ سلطان کو کوئی تو پسند آئی لیکن جیسا وہ سمجھ رہی تھیں ویسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ بانوا نہیں بتا رہی تھی کہ سلطان کے کمرے میں موجود پینے والے پانی میں زہر تھا اور وہ سلطان کی بجائے دکانے پی لیا تھا۔

دعا ساری رات بے ہوش رہی ہے۔ طبیبہ سے اس کا علاج کروایا تو " وہ زندہ بچی ہے۔ ورنہ زہر بہت خطرناک تھا۔

زہر ملایا کس نے تھا؟ کچھ پتہ چلا؟ " مہرماہ نے بے چینی سے پوچھا۔ "

نہیں ابھی تو نہیں۔ سلطان تحقیقات کروا رہے ہیں۔ انہوں نے "

آپ کو بھی پیغام بھیجا ہے کہ عورتوں میں مجرم تلاش کرنے کی

کوشش کریں۔ وہ کوئی عورت بھی ہو سکتی ہے جس نے زہر ملایا ہو۔ "

بانو نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں یہ معاملہ خود دیکھتی ہوں۔ "

شکر خدا کا میرا پوتا بچ گیا " ملکہ آمنہ نے گہرا سانس لے کر کہا۔ "

ایک اور بات بھی ہے " بانو جھجھکی۔ دونوں ملکاؤں نے اسے سوالیہ "

نظروں سے دیکھا۔

سلطان دعا کو پسند کرتے ہیں۔ وہ ایک دو بار پہلے بھی دعا سے مل چکے "

ہیں۔ وہ چاہتے ہیں دعا کے ساتھ یہاں کوئی زور زبردستی نہ کی جائے

اور انہیں معزز مہمان کی حیثیت دی جائے۔" وہ ایک پل کور کی۔

دونوں ملکائیں مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھیں

اور ان سے بے جا سوالات کر کے تنگ مت کیا جائے۔ وہ ساری

رات بے ہوش رہی ہیں۔" بانو نے بتایا۔ ملکہ مہرماہ نے ملکہ آمنہ کو

دیکھا۔ جیسے کہہ رہی ہو ہمارا اندازہ درست نکلا۔ وہ کیمبرج یونیورسٹی

میں مل چکے ہیں۔

ٹھیک ہے ہم ایسا ہی کریں گے۔ وہ ہے کدھر۔ بلاؤ اسے "ملکہ نے"

کہا تو وہ سر ہلا کر ملکہ کے سامنے سے ہٹ گئی۔ ملکہ آمنہ مجرم کی

تلاش کیلئے ضروری اقدامات کرنے میں مصروف ہو گئی تھی۔

دعا پینڈولم کی طرف شفا خانے میں چکر کاٹ رہی تھی جب بانو

دروازے پر نمودار ہوئی۔ اس کی حالت سے لگ۔ رہا تھا وہ کافی دیر

سے اسے ڈھونڈ رہی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔ چلو میرے ساتھ۔ ملکہ مہرماہ نے بلایا ہے۔
بانو ہانپتے ہوئے بولی اس کے قریب آئی۔

بات مت کرو تم مجھ سے۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے۔ اگر
تم مجھے پہلے ہی شہزادے سے ملنے دیتی تو نہ مجھے زبردستی اس کے
کمرے میں بھیجا جاتا اور نہ لوگ مجھے باتیں سناتے۔ "دعا سے دیکھ کر
پھٹ پڑی۔ بانو کو بھی احساس ہو چکا تھا وہ کتنی بھی کوشش کر لیتی دعا
کو سلطان سے دور نہیں کر سکتی۔ اگر کامیاب ہو بھی جاتی تو اس کے
دل سے کیسے نکالتی۔

سلطان کا حکم ملکہ تک پہنچ گیا ہے کہ اب تمہیں تنگ نہ کیا جائے۔
اب تم سے کوئی سوال نہیں کرے گا۔ "بانو نے سنجیدگی سے کہا۔
سوال نہیں کریں گے لیکن ان کی سوچوں پر تو پہرے نہیں بٹھا سکتا"
"کوئی۔

تم لوگوں کی کچھ زیادہ ہی پرواہ کر رہی ہو۔ ویسے فکر مت کرو۔"
یہاں یہ بات شرمندگی کا باعث نہیں بلکہ فخر کا باعث ہے۔" بانو نے
اسے کہنی سے تھاما اور باہر کی طرف بڑھی۔ دعا اسے دیکھ کر رہ گئی۔
سرخ سیب جیسے گالوں والی وہ لڑکی دعا کو پسند تھی لیکن اب وہ اس پر
غصے تھی تو وہ زہر لگ رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ ملکہ مہرماہ کے سامنے کھڑی تھی۔ ملکہ نے اسے اپنے
قریب بیٹھے کا اشارہ کیا
کیسی طبیعت ہے اب؟" ملکہ نے فکر مندی سے پوچھا۔"
"ٹھیک ہوں۔"

تم نے بتایا نہیں کہ تم سلطان کو جانتی ہو؟" ملکہ مہرماہ اسے دلچسپی
سے دیکھ رہی تھی۔

مجھے کیا پتہ تھا سلطان حیان مصطفیٰ ہے۔" اس نے کچھ سوچنے کے
بعد جھوٹ بولا۔ ملکہ نے مطمئن ہو کر سر ہلایا۔

کیمبرج یونیورسٹی میں ہی ملے ہو تم دونوں؟" اس سوال پر دعانے " بے چارگی سے سر ہلا دیا۔ اسے اور نجانے کتنے جھوٹ بولنے پڑیں گے۔ اس نے اکتا کر سوچا۔

بانو نے بتایا سلطان تمہیں پسند کرتے ہیں۔ تمہاری طرف کیا معاملہ " ہے؟" ملکہ نے مسکرا کر پوچھا۔ وہ ملکہ کی مسکراہٹ پر جھینپ گئی لیکن جلد ہی چہرے کے تاثرات سپاٹ کر لیے میری طرف ایسا کوئی معاملہ نہیں۔" اس نے کندھے اچکائے۔" ملکہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔

تم جانتی بھی ہو کیا کہہ رہی ہو۔ وہ ایک خوب روسلطان ہے۔ سب " سے بڑھ کر تمہیں چاہتا ہے۔ پھر تم کیسے اس کی محبت کو ٹھکرا سکتی ہو؟" وہ تعجب سے پوچھ رہی تھی۔ دعانے گہری سانس لے کر ارد گرد دیکھا۔ وہ کیسے اسے بتاتی کہ وہ اس دنیا کی نہیں تھی۔ وہ صرف واپس جانا چاہتی تھی۔

میں بس آزاد رہنا چاہتی ہوں۔ نہ کسی رشتے میں قید ہونا چاہتی ہوں۔"

نہ کسی کی محبت میں۔" اس نے اپنی طرف سے عذر تلاش کیا۔ ملکہ نے تعجب سے بھنویں اچکائیں۔ کتنی عجیب لڑکی تھی وہ۔ اگر حیان جیسے شخص کی محبت کسی اور کو ملتی تو وہ اس کی قید میں ساری زندگی زنجیروں میں جکڑے رہنا بھی قبول کر لیتی۔ محل کی سب خوبصورت کنیزیں سلطان کے قریب جانے کے خواب دیکھنے لگی تھیں۔ اور انہیں امید تھی کہ ایک نہ ایک دن وہ سلطان کا ساتھ پالیں گی۔ وہ پھر چاہے کچھ لمحوں کا ہی کیوں نہ ہوا نہیں قبول تھا۔

میں بھی آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں "دعائے پر سوچ"

لہجے میں کہا۔ اب سب جانتے تھے سلطان کی حمایت اس کے ساتھ تھی۔ وہ نڈر انداز میں ملکہ سے کوئی بھی سوال پوچھ سکتی تھی

"پوچھو؟"

آپ کو یہ سب پسند نہیں تھا کہ کوئی مرد بہت سی عورتوں کے ساتھ "ناجائز تعلق قائم کرے تو پھر اب آپ کی سوچ کیسے بدل گئی۔ آپ نے پہلے بانو کو پھر نساء کو سلطان کے سامنے بھیجا۔" دے نے بڑی معصومیت سے بڑا سخت سوال پوچھ لیا تھا۔

اس کا جواب دیں گے ہم لیکن پہلے یہ بتاؤ تمہیں کیسے پتہ چلا ہمارے "خیالات کیا تھے۔" ملکہ نے الجھ کر پوچھا تھا۔ دے نے زبان دانت تلے دبائی۔

"میں نے کہیں سنا تھا"

"کہاں سے؟"

یاد نہیں۔ "اس نے سر نفی میں ہلایا ملکہ نے گہری سانس لے کر سر ہلایا۔

تم نے ٹھیک ہی سنا تھا۔ ہمیں ایک مرد کا ڈھیر ساری کنیزوں کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنا پسند نہیں تھا۔ اور ہم اپنے لیے ایسے شوہر کے

خواب دیکھتے تھے جو صرف ہمارا ہو۔ جو صرف ہم سے محبت کرے اور اس محبت کا سحر اتنا تیز ہو کہ وہ ہمارے سوا کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ "ملکہ ایک پل کور کی۔ دعا سے خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

لیکن سب خواہشیں پوری نہیں ہوتیں۔ ہماری بھی یہ خواہش "پوری نہیں ہوئی اور ہمارے شوہر ہمارے خوابوں سے بالکل مختلف تھے۔ تب ہم نے جانا کہ محبت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو مردوں کو ہر عورت سے ہو جاتی ہے۔ مردوں اور عورتوں کی محبت میں بہت فرق ہوتا ہے۔

لیکن شاہ مصطفیٰ نے بھی تو ایک عورت سے محبت کی تھی۔ "دعا" بول پڑی۔

ہاں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ شاید ایک فیصد ہوں گے۔ "اور قسمت والیوں کو ہی ملتے ہیں۔

نہیں تو۔ بہت سے غریب لوگ صرف اپنی بیویوں سے مخلص " ہوتے ہیں۔ "دعا نے بحث کی۔ اسے ایک فیصد سے زیادہ ہی تناسب لگتا تھا۔ ملکہ اس کی بات پر ایسے مسکرائی جیسے کوئی بڑا بچے کی بات پر مسکرایا ہو۔

اگر انہیں دولت مل جائے تو وہ بھی ہر عورت کو اپنی ملکیت سمجھنے " لگے گئیں۔ "دعا ملکہ کی بات پر چپ سی رہ گئی۔ اس کی بات میں بھی دم تھا۔

سلطان حیان مصطفیٰ انگلستان پڑھے ہیں۔ وہاں نہ عورتیں اپنے " مردوں کیلئے حساس ہوتی ہیں نہ مرد اپنی عورتوں کیلئے زیادہ غیرت دکھاتے ہیں۔ ہم سلطان کی تربیت پر انگلی نہیں اٹھا رہے لیکن جس ماحول میں انسان رہتا ہے اسے درست سمجھنے لگتا ہے۔ ہمیں بھی لگا وہ عورتوں کے معاملے میں انگریزوں کی سی سوچ رکھتے ہوں گے۔ ہم نے بس انہیں لڑکیاں فراہم کیں یہ سوچ کر کہ یہ ان کا حق ہے اور

انہیں اچھی لڑکی کی تلاش میں۔ پریشان نہ ہونا پڑے۔ پھر وہ اس لڑکی سے چاہے نکاح کریں یا ناجائز تعلق رکھیں ہم ان کو کٹھرے میں لانے والے کون ہوتے ہیں۔ ان کے بزرگ ہونے کے ناتے ہم تو بس یہ چاہتے ہیں کہ ان کا وارث جلد از جلد اس دنیا میں آجائے۔" ملکہ مہرماہ بھی اپنی جگہ درست تھی۔ پھر بھی دعا کو اس کے کچھ خیالات پر اعتراض تھا۔

ایک مرد کیلئے اس کا بیٹا ہی سب سے اہم ہوتا ہے۔ خاص طور پر ایک بادشاہ کیلئے۔ اسے اسی عورت سے زیادہ محبت ہوتی ہے جو اسے وارث دیتی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس عورت کے علاوہ کسی اور کے طرف دیکھتا ہی نہیں۔ اگر سلطان حیان مصطفیٰ تمہیں پسند کرتے ہیں تو یہ مت سمجھنا وہ اس محبت کو ساری زندگی گلے لگائے رکھیں گے۔"

میں ایسا کچھ نہیں سمجھ رہی "دعا نے برا منا کر کہا۔ ملکہ غصے میں " آنے کی بجائے مسکرائی۔

تو پھر ان کی محبت کو قبول کر لو اور ان کی پہلی ملکہ بن جاؤ۔ اگر " تمہاری طرف سے محبت نہ ملنے پر وہ آگے بڑھ گئے تو تم بہت پچھتاؤ گی "ملکہ نے خلوص نیت سے اسے نصیحت کی۔ وہ استہزائیہ مسکرائی۔ میں نہیں پچھتاؤں گی۔ بلکہ میں چاہتی ہوں وہ مجھ سے محبت کرنا " چھوڑ دیں اور کسی لڑکی کے ساتھ نکاح کر لیں جو انہیں بہت محبت دے "ملکہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

اگر تمہیں سلطان سے کوئی دلچسپی نہیں تو تمہیں فرق نہیں پڑنا " چاہیے سلطان چاہے کسی ایک لڑکی سے نکاح کریں یا بہت سی کنیزوں کے ساتھ تعلق رکھیں "ملکہ نے اس پر چوٹ کی۔ وہ کھسیا گئی۔ یہ تو حقیقت تھی حیان اس کا پسندیدہ کردار تھا۔ اور وہ اسے محبت میں مخلص دیکھنا چاہتی تھی۔

ہاں جو مرضی کرے مجھے کیا۔ "اس نے یہاں وہاں دیکھتے ہوئے"
کہا۔ ملکہ سمجھ گئی کوئی تو بات ہے جس کی پردہ داری ہے۔ وہ محفوظ
ہوتے ہوئے سر ہلا گئی تھی۔

ثانی گل واپس آچکی تھی۔ دعا سے اپنے ساتھ گھسیٹتی ان کنیزوں
کے پاس لے آئی جنہوں نے اسے باتیں سنائی تھیں۔
بتاؤ انہیں۔ میں زہر پینے کی وجہ سے ساری رات شفا خانے میں زیر "
علاج رہی ہوں۔" دعا نے کہا۔
ہمم۔ "ثانی گل نے بمشکل جھوٹ بولا۔"
تم نے کہا تھا تم نے زہر سلطان کے کمرے میں جانے سے پہلے پیا تھا "
لیکن ملکہ مہرماہ کی کنیز سے ہمیں پتہ چلا ہے تم نے زہر یرلا پانی سلطان
کے کمرے میں پیا تھا۔" نساء نے اسے طنزیہ نظروں سے گھورتے

ہوئے کہا۔ ثانی گل نے اسے جتنی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو اور بولو جھوٹ۔

مجھے ایسا لگا تھا کہ جو پانی میں نے پہلے پیا تھا وہ زہریلا ہے۔ "دعا نے" بمشکل بہانہ بنایا۔ اس سے پہلے کہ کوئی اور سوال آتا وہ بول پڑی۔ اب مزید کوئی سوال نہیں۔ اگر یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ میں نے زہر "کب پیا تھا تو کہ بھی پتہ چل گیا ہو گا سلطان نے میرے حوالے سے کیا حکم دیا ہے۔" اس نے کہا تو سب کنیزوں کو خاموش ہونا ہی پڑا۔ وہ جان گئی تھیں کہ سلطان دعا سے کسی یونیورسٹی میں پہلے سے ہی مل چکے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں لیکن ان کی امید کم نہیں ہوئی تھی۔ اسے پسند کرنے کا مطلب یہ تھوڑی تھا کہ سلطان کو کوئی اور پسند نہ آتی۔ وہ ابھی بھی پر امید تھیں کہ کبھی تو ان پر بھی قسمت مہربان ہو گی۔ لیکن انہیں دعا پر رشک آ رہا تھا جسے سلطان بہت پہلے سے ہی پسند

کرتے تھے۔ ابھی انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا وہ پسندیدگی کس حد تک تھی۔ لیکن جلد ہی انہیں اندازہ ہونے والا تھا۔

باب چہارم: آزادی

آپ نے کہا تھا ہم پر کوئی زبردستی نہیں ہم یہاں سے جانا چاہیں یا " یہیں رہیں " سلطان حیان مصطفیٰ کے سامنے ملکہ ایزابیلہ مؤدب سی کھڑی کہہ رہی تھی۔

تو آپ جانا چاہتی ہیں؟ " وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ " جی " "

یہ فیصلہ اب کیوں لیا؟ کوئی خاص وجہ؟ " حیان نے اسے گڑ بڑا دیا۔ " نہیں۔ ہم واپس جانے کے انتظامات کر رہے تھے تب سے " اس " نے کہا تو حیان نے سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دے دی۔

ان کا پیچھا کرواؤ۔ دیکھو کہ کہاں جاتی ہیں یہ۔ مجھے لگتا ہے انہیں "اپنے بیٹے کا سراغ مل چکا ہے" حیان نے اپنے مشیر کو حکم دیا تھا۔ وہ سر ہلا کر دیوان خانے سے نکل گیا۔ تبھی حام کمرے میں داخل ہو گیا۔ سلطان آپ کے مطلوبہ لوگ محل پہنچ چکے ہیں۔ "اس نے کہا تو" حیان نے کچھ سوچا پھر دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔ حام بھی اس کے پیچھے لپکا۔ ہال عبور کرنے کے بعد وہ دوسرے دروازے سے نکلا تو کچھ سپاہی بھی اس کے پیچھے ہو لیے۔ انہیں حیرت ہوئی جب سلطان مہر منزل کی طرف بڑھا۔ کئی سیڑھیاں عبور کرنے کے بعد وہ اوپر آیا تو مہر منزل کی گہما گہمی عروج پر تھی۔ خوبصورت پوشاکوں میں کنیزیں تتلیوں کی طرح آ جا رہی تھیں۔ دربان نے اسے دیکھ کر اس کی آمد کا اعلان کیا۔ سب کنیزیں اس کے استقبال کیلئے قطاروں میں آ لگیں اور گھٹنوں کو خم دیتے اسے تعظیم پیش کی۔ ملکہ مہر ماہ جو اپنے کمرے میں تھی اسے بھی دربان کی آواز سنائی دی تھی۔ دعا کو

بھی مہر منزل پر کمرہ دے دیا گیا تھا۔ وہ آزادی سے گھوم پھر رہی تھی۔
اسے بھی دربان کی آواز سنائی دی تو آواز کی سمت آئی۔ سامنے سے ہی
اسے سلطان حیان مصطفیٰ چلتا نظر آیا۔ وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ
سنہرے بالوں ایک طرف سے مانگ نکالے خوبصورتی سے سیٹ
کیے ہوئے تھا لیکن کچھ بال ایک طرف سے پیشانی پر گر رہے تھے جو
اس کے خوب روچہرے پر بیچ رہے تھے۔ شہد رنگ ساحر آنکھیں دعا پر
ٹکائیں تو پھر حرکت کرنے سے انکاری ہوئیں۔
اُس نے پوچھی ہے مجھ سے اپنے حُسن کی تعریف
غزل کی صورت مجھے اس کا جواب لکھنا ہے
مجھے لکھنا ہے اسکی آنکھ کو گہرا سا گر
اس کے چہرے کو کھلتا گلاب لکھنا ہے
مجھے لکھنا ہے اسکے گالوں کو نکھرے بادل
اس کے ماتھے کو دکتا ماہتاب لکھنا ہے

وہ آرام دہ سے ٹراؤز اور شرٹ میں ملبوس تھا البتہ کمر کے گرد لگے بیلٹ میں تلوار لگی تھی۔ وہ اس وقت بادشاہ کی بجائے کوئی جنگی سہ سالار لگ رہا تھا۔ دعا کو جب محسوس ہوا کہ وہ اسے کئی لمحوں سے دیکھنے میں مصروف ہے تو گڑ بڑا کر نظریں پھیریں۔ حیان بھی ہوش میں آیا اور اس کی طرف بڑھا

کوئی پریشانی تو نہیں یہاں؟ "اس نے ایک نظر ارد گرد ڈالی۔ اس" کے چہرے سے لگ رہا تھا کل رات پینے والے زہر کا اثر بہت کم اس پر پڑا ہے۔ اس نے دل ہی دل میں خدا کا ایک دفعہ پھر شکر ادا کیا نہیں۔ شکریہ۔ "وہ مسکرائی۔ حیان کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آئی۔ اسے کن اکھیوں سے دیکھتی کنیزیں حیران ہوئی تھیں۔ ملکہ مہر ماہ بھی ان کے قریب چلی آئی۔ حیان نے سر جھکا کر انہیں سلام کیا۔ "کیسی ہیں آپ؟"

"ہم ٹھیک ہیں۔ اور آپ؟ زہر ملانے والے کا کچھ پتہ چلا؟"

ابھی تو کچھ نہیں پتہ چلا۔ فکر مت کریں مجرم جلد مل جائے گا۔ ابھی " تو دعا کے کچھ مجرم پکڑے ہیں جنہیں سزا دینی ہے۔ اسی لیے انہیں بلانے آیا تھا۔ " دعا پر ایک نرم نگاہ ڈالتے وہ شائستگی سے بولا تھا۔ ملکہ کے ابرو حیرت سے اونچے ہوئے۔ وہ پیغام دے کر بھی چکا سکتا تھا لیکن وہ خود بلانے آیا تھا۔ کنیزیں بھی حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگی تھیں۔

ٹھیک ہے لے جائیں۔ لیکن رات کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائیں " گے " ملکہ مہرماہ نے کہا۔

ضرور " اس نے کہا اور دعا کو دیکھا۔ دعا نے اسے کچھ یاد دلانے کیلئے " کنیزوں کی طرف اشارہ کیا۔ وہ سمجھ گیا اور گہری سانس لیتے ہوئے کنیزوں پر ایک نظر دوڑائی۔

ابھی تک میرے حکم پر عمل نہیں ہوا؟ " اس نے رعب دار لہجے " میں پوچھا۔

ہو تو رہا ہے پر ناچار۔ مجھ پر کسی کو یقین ہی نہیں آتا۔ "دعا نے"

کنیزوں کی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے کہا۔

کس کو یقین نہیں آ رہا مجھ سے سوال کرے۔ میں جواب دوں گا"

اسے۔ "حیان کی آواز میں غصہ جھلکا۔ کنیزیں اپنی جگہوں پر کانپ کر رہ گئیں۔ ماریہ بھی ان میں شامل تھی اور خود کو کوس رہی تھی اس نے دعا کے ساتھ کیوں برا رویہ رکھا۔ ملکہ مہرماہ سینے پر بازو باندھے دعا اور حیان کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

دعا میرے لیے قابل عزت ہیں۔ میں انہیں کبھی بھی کنیز نہیں"

سمجھ سکتا۔ اور میں آپ سب سے بھی یہی کہوں گا ان کا احترام کیا جائے۔ "حیان پختہ لہجے میں بولا اور دعا کی طرف دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو اور کچھ۔ دعا نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا۔ وہ کتنا معصوم تھا۔

کچھ لمحوں بعد وہ ایک ساتھ چلتے مہر منزل سے نیچے اتر رہے تھے۔

تھینکس شہزادے "دعا نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔"

ویلم۔ "اس نے سینے پر ہاتھ رکھا۔ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔"
سوری مجھے تمہیں شہزادہ کہنے کی عادت ہو گئی ہے۔ "وہ اپنی عقل پر"
ماتم کرتی ہوئی بولی۔

"آپ یہی کہہ لیا کریں۔"

واقعی؟ "حیان نے معصوموں کی طرح سر اثبات میں ہلادیا تھا۔"
"کس کس کو پکڑ لیا؟"

سب کو ہی "حیان نے جواب دیا۔"

اگلے منظر میں بندھے ہوئے کچھ لوگوں کے سامنے کھڑی تھی۔ ان
میں وہ عورت جس نے اسے بے ہوش کیا تھا، اس کا بیٹا اور شوہر،
غلاموں کو بیچنے والا، اور محل کا وہ شخص جس نے دعا کو خریدا تھا سب
شامل تھے۔ دعا نے سینے پر بازو باندھ کر انہیں ترچھی نگاہوں سے
دیکھا تھا۔ سب خوف کے مارے کانپ رہے تھے۔ نجانے اب ان
کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔

آپ جو چاہیں انہیں سزا دیں۔ یہ آپ کے مجرم ہیں۔ "حیان نے"
اسے ان لوگوں کو سزا دینے کا اختیار دے دیا تھا۔

تم نے آج تک کتنی لڑکیوں کو بیچا ہے؟ "دعانے عورت سے پوچھا۔"
پ... پچاس۔ "وہ سلطان کے خوف سے سب بولنے پر مجبور تھی۔"

اسے پچاس سال کی قید ہوگی۔ "دعانے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔"
عورت رحم کی بھیک مانگنے لگی۔ سپاہی اسے پکڑ کر لے گئے۔ دعانے
اس لڑکے کی رف دیکھا جس نے اسے تھپڑ مارا تھا۔ وہ اس وقت کو
کو س رہا تھا جب اس نے اس لڑکی کو تھپڑ مارا تھا۔

تم کب سے اس دھندے میں شامل ہو؟ "دعانے اس سے پوچھا۔"
"پانچ سال سے۔"

تمہیں پانچ سال قید "دعانے تھپڑ کا زکر نہیں کیا تھا۔ اس نے سکھ"
کی سانس بھری لیکن اگلے ہی پل دعا کا ہاتھ اس کے گال پر پٹاخ سے

پڑا تھا۔ سب ہی حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ دعائے اپنا ہاتھ جھٹکا اور
حیان کو دیکھ کر مسکرائی۔

ڈونٹ بی سرپرائز۔ بس کسی کو تھپڑ مارنے کا دل کر رہا تھا۔ "اپنا ہاتھ"
سہلاتے دعائے کہا۔ حیان سر جھٹکتے ایک پل کو ہنسا۔

اور تم بھی پچاس سال سے ہی یہ کام کر رہے ہو گے؟ "دعائے"
عورت کے شوہر سے پوچھا۔ وہ بے چارگی سے سر ہلا دیا۔ دعائے اسے
بھی پچاس سال کی قید سنادی۔ دوسروں کی زندگی جہنم بنانے والوں
کیلئے یہ سزا بالکل ٹھیک تھی۔ جو غلام بیچتا تھا اسے عمر بھر قید ہوئی۔
اور جو دعا کو خرید کر لایا تھا اسے ایک ماہ کی قید ہوئی تھی۔

بہت سے لوگ معاوضہ لے کر بھی غلامی کرنے کو تیار رہتے ہیں تو"
ضروری ہے انہیں زبردستی خریدایا بیچا جائے۔ "حیان کے ساتھ
واپسی کی طرف چلتے ہوئے دعا کہہ رہی تھی۔

آج کے بعد کوئی بھی اس محل میں زبردستی نہیں لایا جائے گا۔"

حیان نے کہا تو وہ سر ہلا گئی تھی۔

لڑکی تم نے کیا جادو کیا ہے سلطان پر؟ کچھ ہمیں بھی بتاؤ۔ "کنیزوں" نے اسے ایک بار پھر گھیر لیا تھا۔

کالا جادو کیا ہے۔ "وہ جل کر بولی۔"

واقعی؟ "ایک لڑکی نے اس کی بات کو سچ ہی سمجھ لیا۔ وہ آنکھیں گھما کر رہ گئی۔

اچھا تم سلطان سے پہلے کہاں ملی ہو؟" ہما نے اشتیاق سے پوچھا۔

اب ان کے انداز میں جلن نہیں تھی بلکہ چاپلوسی تھی۔

مجھے یاد نہیں۔ میرا سر بہت دکھ رہا ہے۔ "وہ بمشکل جان چھڑوا کر"

ثانی گل کی طرف چل پڑی۔ راستے میں اسے ماریہ ملی تو لبوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے وہ اس کے قریب آئی۔

تمہارا خواب تو خواب ہی رہ گیا۔ مجھے کوڑے مار مار کر ملکہ بنانے کا۔۔۔
اس میں طنزیہ کہا تو وہ منہ چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔

اگر کوئی امہ دار عہدہ مل جائے تو ظالم نہیں بن جانا چاہیے ورنہ جب
مظلوم کی باری آتی ہے تو وہ سود سمیت بدلہ لیتا ہے۔" دکانے اسے
بہت ہمدردی سے سمجھایا لیکن اس کی آواز سرد تھی۔

م.... میں معافی چاہتی ہوں۔ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔" وہ سر جھکائے
بولی۔

ہمم۔ تمہارے لیے ہی بہتر ہوگا۔" وہ اس کا کندھا تھپک کر آگے
بڑھ گئی۔

وہ شفا خانے آئی تو ثانی گل کوئی دوا بنا رہی تھی۔

اب کیا مسئلہ ہے؟" ثانی نے اسے اکتا کر دیکھا۔

کچھ بھی نہیں۔ بس ویسے ہی تم سے ملنے آگئی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

ثانی سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

تم نے کہاں سے طب سیکھی اور کتنے سال لگا کر سیکھی "دعا شفا خانے"
کا غور سے جائزہ لیتے ہوئے بولی تھی۔
"دہلی سے۔ چار سال میں سیکھی۔"

تم سر جری کر لیتی ہو؟ "دعا نے پوچھا وہ سر ہلا گئی۔ دعا اس سے ادھر"
ادھر کی کئی باتیں پوچھتی رہی۔ رات گہری ہو گئی تو ایک کنیز اسے
بلانے آگئی۔

ملکہ مہرماہ نے رات کے کھانے پر آپ کو بھی دعوت دی ہے۔""
کنیز نے بتایا۔

کچھ دیر بعد وہ ملکہ مہرماہ کے بعام خانے میں موجود تھی۔ ایک
دستر خوان کے بیچ میں لکڑی کا میز پڑا تھا جس پر کئی طرح کے کھانے
سجے تھے۔ وہاں ملکہ مہرماہ اور ملکہ آمنہ پہلے سے موجود تھیں۔

سلطان حیان مصطفیٰ اس کے آنے کے کچھ دیر بعد وہاں آیا تھا۔ وہ
ایک خوبصورت سے سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔ سنہرے بال ماتھے پر

گر رہے تھے۔ دعا کو دیکھ کر اس کی شہد ر نگ آنکھوں کی چمک بڑھی تھی۔ وہ سب میز کے ارد گرد بیٹھ گئے تھے۔ دعا اور حیان ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے۔ ملکہ مہرماہ دونوں کو اپنی نگاہوں کی گرفت میں لیے ہوئے تھے۔ کچھ دیر خاموشی سے کھانا کھایا گیا پھر ملکہ مہرماہ نے جان بوجھ کر حیان کی شادی کی بات چھیڑ دی۔

آپ شادی کب کر رہے ہیں سلطان؟" پلیٹ میں مگن سے انداز " میں چیچ چلاتے ملکہ مہرماہ نے پوچھا اور غور سے حیان کا چہرہ دیکھا۔ حیان کی نگاہ بے ساختہ دعا پر اٹھی تھی لیکن وہ جلد ہی نظریں پھیر گیا تھا۔ لیکن اس کی ایک پل کی نظر ہی دعا کا دل بری طرح دھڑکا گئی تھی۔

ملکہ نے دعا کو بھی بغور دیکھا تھا اور مسکراہٹ چھپا گئی تھی۔

ابھی سوچا نہیں اس بارے میں۔" اس نے ٹالنے کی کوشش کی۔"

تو کب سوچیں گے۔ آپ نہیں جانتے آپ کی بادشاہت کیلئے "وارث کتنا ضروری ہے" ملکہ آمنہ نے کہا تو اس نے گہری سانس لے کر انہیں دیکھا۔

میں اپنی بادشاہت کیلئے اپنی اولاد کو استعمال نہیں کروں گا۔ اور ہوگا "وہی جو خدا کو منظور ہوگا۔" حیان نے ملکہ آمنہ کو جواب کر دیا تھا۔ دعا اس کی سوچ سے متاثر ہوئی تھی ان شاء اللہ۔ اللہ بہتر کریں گے "ملکہ مہرماہ نے کہا۔ حیان نے سر ہلا دیا تھا۔

کھانے کے بعد انہوں نے نشست گاہ میں قہوے سے لطف اندوز ہوتے شعر و شاعری کی محفل جمائی۔ دونوں ملکاؤں نے عمدہ شاعری سنا کر دعا سے بھی شعر سننے کی فرمائش کی۔ اس نے کچھ اشعار تورٹے ہوئے تھے لیکن حیان کی موجودگی کے باعث اس نے مسکرا کر نفی میں سر ہلا دیا۔ آخر پر حیان کی باری آئی۔

تو چراغ ہے درختاں، میں دیوانہ سا پروانہ
تو روشنیوں کا ساقی، میں تاریک سامے خانہ
تو جلادے گا مجھ کو، میں جانتا ہوں لیکن
تو رہے بس زندہ، میں تو ہوں اک پل کا افسانہ
اس نے دعا کی طرف نہیں دیکھا تھا بلکہ ایک غیر مرئی نقطے کو دیکھتے
بہت جذب کے عالم میں یہ اشعار پڑھے۔ دعا ان کے سحر میں ایسی
جکڑی کے بے اختیار اسے دیکھنے لگی۔ اس کے دل کی دھڑکن یہ کہہ
رہی تھی کہ حیان نے اس کیلئے یہ اشعار کہے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ
اس سحر میں مزید دھنستی گہری سانس کھینچتی ہوش میں آئی۔ اس نے
دیکھا ملکہ مہرماہ اسے دیکھتے مسکرا رہی تھی۔ وہ نجل سی ہو گئی۔ ساتھ
ہی اسے سمجھ آ گئی ملکہ مہرماہ نے جان بوجھ کر یہ محفل لگائی تھی۔ تاکہ
اسے حیان کی محبت کا احساس دلا سکے لیکن وہ بھی ایک نمبر کی ڈھیٹ
تھی۔ اتنی جلدی کہاں ہار ماننے والی تھی

اگلا دن بھی نکل آیا لیکن دعا واپس اپنی دنیا میں نہ جاسکی۔ شاید اسے کچھ اور سینز میں بھی کردار ادا کرنا تھا۔ اس نے سوچ کر خود کو مطمئن کیا۔ ناشتے کے بعد اس نے شہزادی عصفہ اور اس کے چھوٹے بہن بھائی سے ملاقات کی جو خاصی خوشگوار رہی۔ شہزادی عصفہ تھوڑی نک چڑھی تھی لیکن شہزادی نیلو فر کی طرح مغرور نہیں تھی۔ اس نے ملکہ حسن آراء کو بھی دور سے دیکھا تھا۔ پھر کنیزوں سے بچنے کیلئے ثانی گل کے پاس چلی آئی۔ کھڑوس طیبہ نے اس پر صرف ایک نظر ڈالی اور اپنے کسی کام میں مصروف ہو گئی۔ دعا ہی زیادہ تر بولتی رہی۔ وہ ہوں ہاں میں جواب دیتی رہی۔ اچانک اسے کھڑکی سے باہر کوئی ہل چل محسوس ہوئی تو وہ بات درمیان میں ہی چھوڑ کر باہر آ گئی۔ اسے پتہ چلا شہزادی نیلو فر واپس آ گئی ہے۔ دعا کو اسے دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ وہ بہت سارا فاصلہ طے کرنے کے بعد نیلو فر منزل پر آئی

یکھنے کی اجازت ملی نہ اس سے ملنے کی۔ دلیکن اسے شہزادی کو نہ
شہزادی نیلو فر اپنے بات کے انتقال کا سن کر بیہوش ہو گئی تھی۔ کسی کو
بھی اس کے کمرے میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ صرف ثانی گل
کو جانے دیا گیا تھا کیونکہ اس نے شہزادی کا معائنہ کرنا تھا۔ دعا مایوس
ہو کر گلابوں کے باغ میں آگئی تھی جس میں چیری بلاسم کے کچھ
درخت بھی تھے۔ وہ باغ بہت خوبصورت تھا۔ دعا اس کی خوبصورتی
کو مبہوت سی دیکھتی دھیرے سے قدم اٹھا رہی تھی۔ سادہ سی گلابی
فراک میں ملبوس وہ اس منظر کا ہی ایک حصہ لگ رہی تھی۔
دوسری جانب سلطان حیان مصطفیٰ سردار ارتضیٰ سے مذاکرات کر رہا
تھا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ شہزادی نیلو فر بے ہوش ہو چکی
تھی۔ بہت دیر بعد جب ان کی ملاقات ختم ہوئی تو وہ اپنے کمرے میں
کچھ دیر آرام کیلئے آگیا۔ وہ بالکونی میں داخل ہوا تو اسے باغ میں دعا
نظر آئی تھی۔ اس نے جھک کر ایک پھول توڑا تھا اور اسے سونگھتے

ہوئے رخ اس طرف پھیرا جس طرف حیان تھا۔ اس کی نظر اوپر اٹھی اور حیان پر پڑی۔ کچھ پل کیلئے وہ ساکت ہوئی۔ حیان تو پہلے ہی ساکت سا جنگلے پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ دعانے سر کھجاتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں پکڑا گلاب کا پھول آہستہ سے اپنے پیچھے کر لیا۔ حیان مسکرایا اور مڑ کر تیزی سے اپنے کمرے سے نکلا۔ حام اس کے پیچھے لپکا۔ اس کے محافظ بھی کچھ دیر بعد اس کے پیچھے تھے۔ دعاجب گلابوں کے باغ سے نکلنے والی تھی وہ اس کے سامنے پہنچ چکا تھا۔

اک طرزِ تغافل ہے سو وہ ان کو مبارک

اک طرزِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

کیا ہم کچھ دیر کیلئے بات کر سکتے ہیں؟ "حیان نے اتنے مہذب لہجے" میں پوچھا تھا کہ وہ انکار نہیں کر سکی۔ اور کچھ دیر بعد وہ دونوں گلابوں کی دو کیاریوں کے بیچ بنی کچی روش پر ہم قدم تھے۔

کیا بات کرنی تھی؟" دےانے ٲو چھا۔ حیان نے سوچنے کیلئے کچھ "توقف کیا۔

"وہ ٲو چھنا تھا کہ.... آپ اب واپس تو نہیں جائیں گی؟" جاؤں گی "حیان کو اس کا جواب پسند نہیں آیا لیکن اس نے ظاہر نہیں کیا۔

" ٲھر واپس تو آئیں گی نا" ہاں "وہ اس دفعہ جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی۔ یہ جواب حیان کو بہت پسند آیا۔
" میں انتظار کروں گا"

مت کرنا "وہ رک گئی۔ حیان نے بھی رک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا

تم شادی کر لو کسی اچھی سی لڑکی سے۔ "اس نے سنجیدگی سے مشورہ" دیا۔ حیان کا دل کیا اسے کہے جو اچھی لگتی ہے وہ اس کے سامنے ہی

کھڑی ہے۔ لیکن وہ محبت کا اظہار لفظوں میں کرنا شاید جانتا ہی نہیں تھا یا جھجھکتا تھا۔ اس کی آنکھیں ہی بولنے کیلئے کافی تھیں اور دعا اس کی آنکھوں کا پیغام سمجھ گئی تھی۔

بانو بہت اچھی لڑکی ہے۔ "وہ اپنے نروس ہوتے اعصاب کو" سنبھالتے ہوئی بولی تھی۔ حیان نے گہری سانس لے کر چہرہ موڑا۔ اس جیسی تو کئی اچھی لڑکیاں ہیں۔ کیا سب سے شادی کر لوں؟ "اس نے بات مذاق میں ٹالی۔ دعا اس کی بات پر ہنس پڑی۔ "نہیں صرف بانو سے ہی کرنا۔" "یہ حکم ہے یا مشورہ؟"

مشورہ۔ "دعا نے بال کان کے پیچھے اڑ سے۔ حیان نے نچلا لب دبایا" اور سر ہلا دیا۔ دعا کو سخت تجسس ہوا وہ کیا سوچ رہا تھا۔ کیا واقعی اس کی بات مان لے گا اور بانو سے شادی کر لے گا۔ یا وہ بانو کے علاوہ بھی اور لڑکیوں سے تعلق رکھے گا۔ دعا کو یقین تو تھا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا

لیکن پھر بھی ایک بے چینی تھی جسے وہ تجسس کا ہی نام دے رہی تھی۔ لیکن وہ اس سے یہ سوال نہیں پوچھ سکتی تھی۔ اب تو وقت ہی اسے جواب دینے والا تھا۔

مجھے چلنا چاہیے "وہ کہہ کر بند لبوں کے ساتھ اس کی طرف ایک "مسکراہٹ اچھالتی باغ سے باہر نکل گئی۔ حیان وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔

تیری بے رخی کے دیار میں، میں ہوا کے ساتھ ہوا ہوا
تیرے آئینے کی تلاش میں میرے خواب چہرہ گنوا گئے
اچانک وہ رکی۔ سامنے اسے کوئی شناسا چہرہ نظر آیا۔ وہ منہ کھولے
اسے دیکھنے لگی۔ وہ نیناں تھی جو غصے سے متمتا سرخ چہرہ اور آنسوؤں
سے بھری آنکھیں لیے تیزی سے چل رہی تھی۔ اس کے پیچھے کچھ
کنیزیں بھی تھیں۔

نیناں "دعا بڑ بڑائی لیکن وہ اسے پہچانے بغیر اس کے قریب سے " گزر گئی۔

شہزادی نیلو فر! رکیں۔ کوئی غلطی مت کیجیے گا۔ "شہزادی کے " ساتھ بھاگتی حرم اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ دعا گھوم کر اب بھی شہزادی جو دیکھ رہی تھی جو ہو بہو اس کی دوست نیناں جیسی تھی۔

دوسری جانب شہزادہ سلطان حیان مصطفیٰ کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔

کیوں مارا آپ نے میرے بابا کو؟ "وہ حلق کے بل چلائی تھی۔ آنسو " گالوں پر لڑھک گئے تھے۔ حیان کو اس کی تکلیف اپنے دل میں محسوس ہوئی تھی۔ وہ بھی تو اسی تکلیف میں سے گزرا تھا۔ اس کی ماں کو شہزادی نیلو فر کی ماں نے مارا تھا۔ اس کے باپ اور دوست کو

شہزادی کے باپ نے مارا تھا۔ وہ حق پر تھا لیکن پھر بھی شہزادی نیلو فر کو دیکھ کر شرمندہ ہوا تھا۔ اس نے خاموشی سے سر جھکا لیا تھا۔
بولیں۔ "شہزادی نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔ سلطان کے غلاموں نے اسے پیچھے ہٹانا چاہا لیکن حیان نے انہیں ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔ دعا ادا اس سی وہ منظر دیکھ رہی تھی۔

انہیں مارتے وقت آپ کو میرا خیال نہیں آیا لالہ۔ "شہزادی نے" ماتھا اس کے سینے سے ٹکا دیا۔ حیان کے زہن میں ماضی کے کچھ پل لہرائے تھے۔ وہی تو تھا جس نے اسے لالہ کہنا سکھایا تھا۔ وہ جب پیدا ہوئی تھی تو وہ بہت خوش ہوا تھا۔ وہ اسے سب بچوں سے زیادہ چاہتا تھا۔ شہزادی نیلو فر بھی اس سے بہت مانوس تھی لیکن پھر وہ انگلستان چلا گیا اور ماضی کہیں بہت پیچھے رہ گیا۔

مجھے معاف کر دو۔ میں مجبور تھا "وہ اس کے سر کو سہلاتا شرمندگی سے بولا تھا۔

آپ انہیں معاف کر سکتے تھے "شہزادی نے نم آنکھوں سے اسے " دیکھا۔

اگر کر دیتا تو اپنے باپ اور دوست کا غدار کہلاتا۔ "حیاں نے اسے " لا جواب کر دیا تھا۔ وہ سسکیاں لیتی ایک قدم پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی

میں معافی چاہتی ہوں سلطان۔ میں نے آپ سے گستاخی کی۔ میری " زہنی حالت ٹھیک نہیں۔ لیکن آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ " وہ سر جھکائے بولی اور گھٹنوں کو خم دیتی پلٹ کر تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ دعا نے اسے پھر اپنے قریب سے گزرتے دیکھا تھا۔

حسہ کو آج ملکہ مہرماہ کو قتل کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اسے ملکہ کے دھلے کپڑے دے کر ملکہ کے کمرے میں بھیجا جا رہا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا وہ الماری میں چھپ جائے گی۔ جب ملکہ رات کو اکیلی ہو گی تو

اس پر حملہ کر دے گی۔ وہ کپڑوں کے دو جوڑے اٹھائے ملکہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جب دعا کی اس پر نظر پڑی۔ وہ حنہ کی نقوش دیکھ کر ہی اسے پہچان گئی۔

حنہ! "اس نے بے اختیار اسے پکارا تھا۔ حنہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

تم حنہ ہونا؟" دعا اس کی قریب آئی۔ حنہ نے سر ہلادیا اور آگے بڑھ گئی۔ دعا غور سے اسے جاتا دیکھنے لگی تبھی یکدم اس کے زہن میں جھماکا ہوا تھا۔ اسے یاد آیا کہانی کے کچھ مناظر کا دھندلا سا خاکہ اس کے زہن میں بنا تھا جب وہ اپنی دنیا میں تھی۔ وہ جانتی تھی نیلو فراس سے جھوٹ بولے گی کہ اس کی ماں کا قتل ملکہ مہرماہ نے کیا اور وہ اسے مارنے محل آئے گی۔ لیکن وہ قتل کرنے کیلئے کیا منصوبہ بنائے گی یہ ابھی اسے بھی نہیں پتہ تھا۔ دعا کو ملکہ مہرماہ کی فکر ہوئی ساتھ ہی دماغ تیزی سے دوڑنے لگا۔ ایک منظر فلش کی صورت اس کے زہن میں

لہرایا اور وہ سمجھ گئی اسے کیا کرنا ہے۔ وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔
اگلے منظر میں وہ ایک صفحے پر قلم سیاہی میں ڈبو ڈبو کر کچھ لکھ رہی
تھی۔ پھر صفحے کو لہرا کر سیاہی خشک کی اور صفحہ بند کرتی کمرے سے
نئی۔ دعا اس کی آباہر آئی۔ اسے کھلے ہال میں ملکہ مہرماہ بیٹھی نظر
طرف بڑھی۔ ملکہ نے اسے اپنے قریب بیٹھنے کی دعوت دی۔ وہ ان
سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کیسے وہ خط ملکہ مہرماہ تک
پہنچائے۔

میں جارہی ہوں۔" کچھ پل بعد وہ اچانک بولی تو ملکہ نے اسے تعجب "
سے دیکھا۔
"کہاں؟"

واپس۔ یہ خط میں نے آپ کیلئے لکھا ہے۔ لیکن اسے اکیلے میں "
پڑھیے گا۔" اس نے ایک کاغذ ملکہ کے طرف بڑھایا۔ ملکہ نے حیرت
سے وہ کاغذ لے لیا۔

"اس میں کیا لکھا ہے"

یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔ "دعا نے مسکرا کر کہا تو ملکہ بھی مسکرا دی۔

تمہیں میرے بجائے سلطان کو کوئی خط دینا چاہیے۔ "ملکہ شرارت سے بولی تو اس نے منہ بنایا۔

"کہاں جا رہی ہو تم؟ اور سلطان کو پتہ ہے؟"

جی "اس نے کہا۔ ملکہ سمجھ گئی وہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ کہاں جانا چاہتی تھی سو پھر سوال نہیں کیا۔

"میرے خیال سے تم بہت بڑی غلطی کر رہی ہو؟"

آپ کو میرے بجائے اپنی فکر کرنی چاہیے۔ "وہ شرارت سے بولی تھی۔ ملکہ چونکی۔

"مطلب؟"

اپنے ارد گرد نگاہ دوڑائیں۔ کوئی تو ایسا ہو گا جو آپ سے محبت کرتا ہو۔"
گا۔ "دعا کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ ملکہ ساکت سی سامنے دیکھتی رہی۔
دعا اپنے کمرے میں آگئی اور بستر پر لیٹ گئی۔ کچھ ہی لمحوں میں اس کی
پلکیں بھاری ہوئیں اور آنکھیں بند ہو گئیں۔ اس کا کردار کچھ عرصے
کیلئے یہاں ختم ہو چکا تھا اور وہ واپس اپنی دنیا میں پہنچ چکی تھی۔

اس کی آنکھیں دھیرے سے کھلی تھیں۔ خود کو اپنے ہاسٹل کے کمرے
میں پا کر اس نے گہری سانس لی تھی۔ اس نے چہرہ موڑ کر دیکھا۔
نیناں ابھی سوئی ہوئی تھی۔ وہ اسی لباس میں تھی جو پہن کر وہ سوئی
تھی اور بال سٹریٹ تھے۔ وہ دھیرے سے اٹھ کر بال سمیٹتی بستر سے
اتر گئی۔ اگلے منظر میں وہ رائٹنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی ڈائری میں وہ
سب منظر پڑھ رہی تھی جن میں وہ موجود تھی۔ اس کا بک کر محل
میں آنا اور پھر حیان کی خواب گاہ میں بھیجا جانا ایسے سینرز تھے کہ وہ نیناں

کو بھی نہیں پڑھانا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی اگر نیناں نے وہ پڑھے تو اس پر بہت ہنسے گی۔ پھر وہ کیا کرے۔ اس نے تیزی سے سوچنا شروع کر دیا۔ پھر اسے ایک خیال آ ہی گیا۔ وہ ڈائری کو کہیں چھپا دے گی اور نیناں سے کہہ دے گی ڈائری گم ہو گئی ہے لیکن اس سے پہلے اسے ایک سین لکھ لینا چاہیے تھا۔ نیناں ابھی سوئی ہوئی تھی۔ اس کے پاس موقع تھا

باب چہارم: آزادی

میں اس دنیا کی نہیں ہوں۔ بہت دور سے آئی ہوں اور ہو سکتا ہے " جب آپ یہ خط پڑھیں میں واپس اپنی دنیا میں جا چکی ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں پھر واپس آؤں لیکن یہ اہم نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک بات سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔ جو سو فیصد درست ہے۔ آپ کی دوست کی گمشدہ بیٹی اسی محل میں ایک کنیز کے روپ میں موجود

ہے۔ اس کا نام حنہ ہے۔ "ملکہ کی نظریں تیزی سے خط کی سطور پر دوڑ رہی تھیں۔ اسے یکدم ہی دعا ایک بہت پر اسرار لڑکی لگنے لگی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی حنہ کو نسی کنیز تھی۔ وہ ہر کنیز کا نام یاد نہیں رکھ سکتی تھی لیکن نجانے کیوں اس کا دل کہہ رہا تھا دعا سچ کہہ رہی تھی۔ میری اگلی بات آپ کو مزید حیران کرے گی۔ حنہ آپ کو اپنی "والدہ کی قاتلہ سمجھتی ہے۔ اسے کسی نے غلط راہ دکھائی ہے اور وہ آپ کی جان لینے کے در پر ہے۔ آپ اپنے بچاؤ کیلئے بروقت احتیاطی تدبیر کریں۔ میں نہیں چاہتی آپ کو کوئی نقصان پہنچے۔ اپنا خیال رکھیے گا۔" خط کی سطور ختم ہو چکی تھیں۔ ملکہ مہر ماہ ساکت سی خط تھا مے کھڑی تھی۔ اچانک الماری میں کوئی کھٹکا ہوا۔ ملکہ نے چونک کر الماری کی طرف دیکھا۔ اگلے ہی پل حنہ الماری سے نمودار ہوتی اس کی طرف بڑھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں۔ چاقو تھا۔ ملکہ کے چہرے پر خوف

نہیں آیا۔ وہ یک ٹک سی حنہ کو دیکھ رہی تھی۔ حنہ نے چاقو کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی۔

شور کرنے کی کوشش مت کرنا۔ "وہ غرائی۔"

حنہ! "ملکہ نے اسے عجیب سے لہجے میں پکارا۔ حنہ کو تعجب ہوا۔"

تم حنہ ہونا؟ ماہ نور کی بیٹی؟ "اس کی آنکھوں میں نرمی تھی"

ہاں وہ بد نصیب لڑکی جس کی ماں کا آپ نے قتل کیا۔ "حنہ نے" سلگ کر کہا تو وہ مسکرائی۔

کیا تمہیں واقعی یقین ہے کہ میں نے تمہاری ماں کا قتل کیا؟ "ملکہ" کا پر سکون انداز حنہ کو بہت الجھا رہا تھا۔ اس کی بات سن کر حنہ کو خیال آیا اس نے صرف شہزادی نیلو فر کی بات کو سن کر ملکہ کو قتل کے فیصلہ کیا تھا۔ اسے جاسم سے تصدیق کر لینی چاہیے تھی لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

ہاں مجھے یقین ہے۔ "اس کا لہجہ پختہ نہیں تھا۔ ملکہ کی مسکراہٹ"

گہری ہوئی۔ اس نے دعا کا خط حنہ کی طرف بڑھایا۔ حنہ نے تعجب سے خط لے کر پڑھا۔ اس کی حیرت سے آنکھیں پھیل گئیں۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ شہزادی نیلو فرنے اس سے جھوٹ بولا تھا یہ کوئی اور کیسے جان پایا تھا اور اسے یہ کیسے پتہ تھا کہ وہ ملکہ ماہ نور کی بیٹی تھی۔ اسے اس خط پر یقین کرنا ہی پڑا تھا کیونکہ اس خط میں لکھیں معلومات معمولی نہیں تھیں۔

یہ سب کیا ہے؟ کس نے یہ خط لکھا ہے آپ کو؟ "حنہ نے ملکہ کی طرف دیکھ کر بیتابی سے پوچھا۔

اس بات کو چھوڑو۔ پہلے یہ تصدیق کرو کہ کیا واقعی ہم نے تمہاری ماں کو مارا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو تمہیں اجازت ہوگی ہماری جان لینے کی لیکن اگر یہ جھوٹ ہوا تو ہم تمہیں تمہاری اس گستاخی پر معاف کر دیں گے۔ کیونکہ تم ہماری جان سے پیاری دوست کی بیٹی ہو۔" ملکہ

نرم مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔ حنہ نے سر جھکا لیا۔ اس کی غلطی تھی۔ اس نے شہزادی نیلو فر پر اندھا دھند اعتبار کر لیا۔ حالانکہ اس نے پہلے بھی اس کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا تھا۔ لیکن اس نے شہزادی کی جان بچائی تھی۔ پھر بھی اس نے اس سے جھوٹ کیوں بولا۔ اسے شہزادی نیلو فر اس پل سخت بری لگی۔

آپ میری ماں کی دوست تھیں؟" اس نے اداس لہجے میں پوچھا۔ "ہاں۔" ملکہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پاس بٹھالیا اور اسے "بتانے لگی کس نے اس کی ماں کو مارا اور اس نے کیسے اپنی دوست کا بدلہ لیا تھا۔"

باب پنجم: جنگ

شہد رنگ آنکھوں والا شہزادہ اٹھارویں سال میں قدم رکھنے والا تھا جب اس کی ماں کا قتل ہو گیا تھا۔ وہ اس غم سے نڈھال تھا۔ باپ کی تسلیاں بھی اسے صدمے سے باہر نہیں لاسکی تھیں۔ اسے نارمل زندگی کی طرف لانے کیلئے شاہ مصطفیٰ نے اسے یہاں سے دور بھیجنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے پتہ چلا تو اس نے احتجاج کیا۔ اگر وہ دور چلا جاتا تو ہر روز اپنی ماں کی قبر پر کیسے جاتا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وہ ماں کو بھول نہیں پارہا تھا۔ شاید وہ اسی غم میں رہنا چاہتا تھا۔ اس نے انگلستان جانے سے بہت انکار کیا لیکن شاہ مصطفیٰ کے سامنے اس کی ایک نہ چلی۔ انگلستان جانے سے ایک دن پہلے وہ ادا اس سا اپنے کمرے میں زمین پر بیٹھا دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ اس کی شہد رنگ آنکھوں کی چمک بہت مدھم تھی۔ سنہرے بال بے ترتیبی سے ماتھے پر بکھرے تھے۔ سر جھکا ہوا تھا۔ اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تو تب ٹھایا۔ کوئی آہستہ سے چلتا اس کے قریب آیا۔ ابھی اس نے سر نہیں

اس کی نظر جو توں پر پڑی تو وہ پہچان گیا وہ نواب زادی مہرماہ تھی۔ اس کی پسندیدہ چچی۔ جو اس کی ماں کی دوست تھی۔ جو اسے اپنے بچوں کی طرح سمجھتی تھی۔ حالانکہ وہ خود بھی اس سے چار پانچ سال ہی بڑی تھی۔ وہ بھی ماہ نور کی موت پر بہت غم زدہ تھی لیکن اب غم پر غصے اور انتقام کی آگ حاوی ہو چکی تھی۔ وہ حیان کے سامنے بیٹھ گئی اور ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کو سنوارا۔ حیان نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

ماہ نور تو کہتی تھی میرا بیٹا بہت بہادر ہے۔ تمہیں ایسے دیکھ کر مجھے تو " لگ رہا ہے وہ کسی خوش فہمی کا شکار تھی۔ " مہرماہ کی بات پر وہ جزبز ہوا۔

میں واقعی بہادر ہوں۔ " اس نے جتا کر کہا۔ مہرماہ مسکرائی۔ " تو پھر ثابت کریں "

کیسے کروں؟ " حیان نے بھنویں اچکائیں۔ "

جو بھی مشکل آئے اس کا سامنا کریں۔ ہم جانتے ہیں اپنی ماں کی "یادوں کو یہیں چھوڑ کر کسی دور دراز علاقے میں جانا آپ کیلئے مشکل ہو گا لیکن اس مشکل کا مردانہ وار سامنا کریں شہزادے۔" مہرماہ اس کے بال سنوارتے ہوئے بولی تھی۔

یہ بہت مشکل ہے۔ بہت۔ "وہ بے بسی سے بولا۔" اللہ سے دعا کریں۔ آسان ہو جائے گا۔ اس غم سے نکلنے کیلئے یہ بہت "ضروری ہے۔" مہرماہ نے کہا تو وہ سر جھکا گیا۔ "پھر میں ماں کی قبر پر ہر روز کیسے جاؤں گا؟" میں آپ کی جگہ چلی جایا کروں گی۔ "مہرماہ نے کہا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

آپ کی ماں قتل ہوئی ہے شہزادے۔ اور میں وعدہ کرتی ہوں ماہ نور "کے قتل کا بدلہ ضرور لوں گی لیکن اس کیلئے آپ کو انگلستان جانا ہو گا۔" مہرماہ کی بات پر وہ کچھ لمحوں کیلئے ششدر رہ گیا۔

" میں ان کا بیٹا ہوں۔ میں قتل کا بدلہ لوں گا "

نہیں شہزادے۔ ابھی آپ چھوٹے ہیں۔ انتقام کی آگ آپ کو جلا " دے گی۔ ہم نہیں چاہتے ماہ نور روز قیامت ہم سے شکوہ کرے کہ ہم نے اس کے بیٹے کو اس آگ سے کیوں نہیں بچایا۔ اور ماہ نور آپ کی ماں بننے سے پہلے میری دوست تھی۔ ہم خود اس کے قتل کا بدلہ لیں گے۔ اور آپ کو خط بھیج کر قاتل کی موت کی خبر سنائیں گے " مہرماہ کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ حیان اس کے پر خلوص انداز پر انکار نہیں کر سکا تھا اور اگلے دن انگلستان روانہ ہو گیا۔

تمہاری ڈائری کہاں ہے؟ "نیناں ارد گرد دیکھتے ہوئے بولی تھی۔" پتہ نہیں۔ "دعا انجان بن کر بولی۔ نیناں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکی " تھی لیکن ہار نہیں مان رہی تھی اور دعا دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی اسے ڈائری نہ ملے۔ اس نے بیڈ کے میسٹرس کے نیچے ڈائری چھپائی

تھی اور اوپر سرہانہ رکھ دیا تھا۔ نیناں سرہانہ اٹھا کر چیک کرنے لگی تو دعا نے اسے بازو سے تھام کر روک لیا۔

یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے۔ چلو۔ بعد میں ڈھونڈ لینا۔ "دعا اسے" گھسیٹ کر باہر کی طرف لے جانے لگی۔ اس نے چلتے چلتے ہی میز سے اپنا بیگ اور کچھ کتابیں اٹھائی تھیں۔ وہ متعجب تو ہوئی تھی کہ دعا کو اپنی ڈائری کی فکر کیوں نہیں ہو رہی تھی۔

کہیں وہ چوری ہی نہ ہو گئی ہو "نیناں پر سوچ انداز میں بڑبڑائی۔" نہیں ہوتی۔ کمرے میں ہی کہیں گم ہو گی۔ واپس آ کر دیکھیں گے۔"

"میں فری وقت میں پڑھ لیتی"

دو تین سینر ہی لکھے ہیں۔ "وہ دونوں اپنے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھ" رہی تھیں۔ وہ کاریڈور تک بہت تیزی پہنچی تھیں۔ دعا کا سانس پھول گیا۔

آہستہ چلو۔"دعا نے اس کے ساتھ بمشکل قدم ملاتے ہوئے منت" کی لیکن نیناں کے کان پر جوں تک نہ رینگئی۔

چپ کر کے تیزی سے چلو۔ ہم پہلے ہی لیٹ ہو چکے ہیں۔"نیناں" نے اس کی طرف چہرہ موڑ کر اسے ڈپٹا تھا لیکن سپیڈ میں کمی نہیں کی تھی۔ نتیجتاً اس کی سامنے سے آتے تہامی سے ٹکرا ہو گئی۔ تصادم بہت زور کا ہوا تھا۔ نیناں کے ہاتھ سے کتابیں گر پڑیں۔ وہ کسی فلمی ہیروئن کی طرح لہراتی نیچے گرنے لگی لیکن تہامی صاحب کا ہیر و بننے کا موڈ نہیں تھا۔ نیناں نے نیچے گرنے سے بچنے کیلئے تہامی کی شرٹ پکڑ لی۔ اگلے ہی پل چرر کی آواز سے تہامی کی شرٹ پھٹتی چلی گئی اور نیناں بھی نیچے گرنے سے بچ نہ سکی۔ اپنی عزت لٹتی دیکھ کر تہامی کا چہرہ صدمے اور شر مندگی سے سرخ ہو گیا تھا جبکہ نیناں کو بھی اسے غصے سے گھورنے لگی تھی۔ اور یہ منظر پاس کھڑی دعا منہ کھولے ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی۔

اگر ٹکرماری ہی تھی تو گرنے سے بھی بچا لیتے۔ کونسا تمہارا ابل آجانا"

تھا۔ "نیناں اٹھتے ہوئے بولی تھی

تم نے میری شرٹ پھاڑ دی اور اوپر سے مجھے ہی باتیں سنار ہی"

ہو۔ "تہامی کی اوور ایکٹنگ جاری ہوئی۔

تمہاری شرٹ ہی گھسی پٹی پرانی سی تھی۔ ذرا سا زور لگانے پر ہی"

پھٹ گئی۔ اس میں میرا کیا قصور؟ "نیناں نے اسے مزید تپایا۔ دعائے

جنگ کا آغاز ہوتے دیکھ کر صلح صفائی کروانی چاہی لیکن تہامی بول پڑا۔

"شرٹ پرانی نہیں تمہارا وزن زیادہ ہے۔"

ہاؤڈیو۔ تم ہوتے کون ہو میرے وزن پر بات کرنے"

والے؟ "نیناں بھڑکی۔

اور تم کون ہوتی ہو میری شرٹ پھاڑنے والی؟ "تہامی بھی دو بدو"

بولا۔ ان کے ارد گرد کئی سٹوڈینٹس اکٹھے ہو چکے تھے۔ اور دلچسپی سے

اس تماشے کو ملاحظہ کر رہے تھے۔ ایسے تماشے انہیں اکثر دیکھنے کو ملتے تھے۔ نیناں اور تہامی کی لڑائی ساری یونیورسٹی میں مشہور تھی۔ یار لڑو نہیں، غلطی سے ہو جاتا ہے۔ درگزر کر دو ایک دوسرے کو۔" ایان جو تہامی کا دوست تھا آگے بڑھ کر بولا۔

کیسے درگزر کروں۔ یہ حرکت اگر مجھ سے ہوئی ہوتی تو اب تک " میں ہاسپٹل پہنچ چکا ہوتا۔ لیکن اس لڑکی کو کوئی کچھ نہیں کہہ رہا۔ لڑکوں کی عزت نہیں ہوتی کیا؟ " تہامی نے صدمے سے پوچھا تو سب نے اپنی ہنسی روکی۔ وہ سب کو ہنسانے کا ہنر جانتا تھا۔

لڑکوں کی صرف بے عزتی ہوتی ہے۔ " نیناں ایک جلانے والی " مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی اور دعا کر ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گئی۔

دیکھا..... " تہامی شکایتی نظروں سے ایان کو دیکھنے لگا۔ ایان اسے " تسلی دینے میں مصروف ہو گیا۔

وہ حفر کے سرحدی علاقوں میں سے ایک بستی میں چھوٹا سا مکان تھا جہاں شہزادہ زیشان چھپا ہوا تھا۔ ملکہ ایزابیل بھی وہیں پہنچی تھی۔ اسے جب یہ خبر ملی تھی کہ شہزادہ زیشان محفوظ پناہ گاہ پر پہنچ گیا تھا تب وہ محل سے نکلی تھی۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی محل سے وہاں پہنچنے تک سلطان کے جاسوس اس کا مسلسل پیچھا کرتے رہے تھے اور جب وہ ایک کمرے میں اپنے بیٹے سے مل رہی تھی اس کے محافظوں کا بہت خاموشی سے قلع قمع کر جاسوس اس کمرے کے ارد گرد پھیل گئے تھے۔ کمرے میں دو کھڑکیاں تھیں۔ دونوں طرف سے ملکہ اور شہزادے کی آواز باہر آرہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ حملہ کرتے شہزادے کی بات پر وہ رک گئے۔

ماں۔ میں سلطان سے بدلہ لوں گا اپنے باپ کا۔ میرے پاس ان کا "خزانہ ہے۔ میں اسے اپنی طاقت بناؤں گا" شاہ ظہیر کے خزانے کی

تلاش میں تو سلطان حیان بھی تھا۔ جاسوسوں نے حملہ کرنے سے پہلے زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا ضروری سمجھا تھا۔
واقعی؟ شاہ ظہیر نے تمہیں اپنا خزانہ دیا تھا؟ "ملکہ کی آنکھیں"
حیرت سے چمک اٹھیں۔ اسے شاہ ظہیر کا بدلہ لینے کا تو کچھ خاص شوق نہیں تھا لیکن وہ تخت اپنے بیٹے کے قبضے میں دیکھنا چاہتی تھی۔
"ہاں ماں۔ مرنے سے دو روز پہلے ہی انہوں نے مجھے بتایا تھا۔"
کہاں ہے وہ خزانہ؟ "ملکہ بیتابی سے بولی۔"
سیرے کے ایک مندر میں خفیہ طے خانہ ہے۔ میرے پاس اس کی چابی بھی ہے "شہزادے نے ملکہ کو چابی دکھائی۔ ملکہ خوشی سے پھولے نہ سماتی چابی پکڑ کر دیکھنے لگی۔
اب ہم سلطان کے ہر وفادار کو خرید لیں گے۔ اور اسے بہت جلد"
مروا کر آپ کو تخت پر بٹھائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے آپ سے۔ "وہ
پر عزم سی بولی تھی۔ شہزادہ زیشان بھی مسکراتا سر ہلانے لگا۔

لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہو گا۔ ہم نے ایک دفعہ سلطان کو مارنے کی "کوشش کی تھی۔ منصوبہ بہت زبردست تھا لیکن وہ پھر بھی بچ گئے۔" ملکہ کچھ مایوسی سے بولی تھی۔

اس بار میں بھی آپ کا ساتھ دوں گا۔ سلطان بچ نہیں پائیں گے " "شہزادہ زیشان نے کہا۔

نہیں۔ تم تب تک منظر عام پر نہیں آؤ گے جب تک سلطان کا خطرہ " ہمارے سروں سے ٹل نہیں جاتا۔ سب کچھ میں خود ہی کروں گی " وہ کہہ رہی تھی جب سیاہ پوش یکدم کھڑکیاں اور دروازے کھول کر کمرے میں۔ داخل ہو گئے۔ وہ دونوں گھبرا کر اچھل پڑے۔ جاسوسوں کو ان پر حاوی ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔

جعفر چوہدری اپنے عالیشان بنگلے کے لاونج میں بیٹھائی وی پر سیاسی تبصرہ سن رہا تھا جب طلال لاونج میں داخل ہوا تھا۔

ڈیڈ مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے "وہ جعفر کے قریب"
ایک صوفے پر بیٹھ کر بولا تھا۔ جعفر نے ٹی وی کی آواز کم کرتے
ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا؟"

مجھے شادی کرنی ہے۔ "وہ بہت سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔"
اتنی جلدی یہ بکھیرا کیوں پالنا چاہتے ہو۔ جو لڑکی پسند ہے اسے ایسے
ہی حاصل کر لو۔ زندگی بھر کیلئے پلے باندھنے کی ضرورت بھی کیا ہے
"جعفر نے سکون سے کہا۔

وہ لڑکی ایسی نہیں ہے کہ ایسے ہی اسے حاصل کر لوں۔ ویسے بھی "
مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ بس اس کی اکڑ توڑنا چاہتا ہوں۔ اور
ایسا اسے شادی کی زنجیر پہنا کر ہی کیا جاسکتا ہے "وہ سلگتے ہوئے بولا
تھا۔ جعفر سمجھ گیا معاملہ سنگین ہے۔

"لڑکی کون ہے؟"

"آپ کی پارٹی کے حلیف ابدال بابر کی بھتیجی ہے۔"

پھر بھول جاؤ اسے۔ میں اپنا کام خراب نہیں کرنا چاہتا "جعفر بدک"

کر بولا۔

"فارگاڈ سیک ڈیڈ۔ آپ ابدال بابر سے تو اب مت ڈریں"

میں ڈر نہیں رہا۔ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ ایک وقت تھا کہ وہ مجھ

"سے کم حیثیت کا تھا لیکن اب وہ ہمارے برابر آچکا ہے۔"

وہ سب اپنی جگہ لیکن آپ بھی اس کیلئے ضروری ہیں۔ اور وہ اپنی

بھتیجی کیلئے آپ سے تعلق خراب کر سکتا ہے کیا؟ "طلال نے سنجیدگی

سے پوچھا تو جعفر نے پر سوچ انداز میں سر نفی میں ہلادیا تھا۔

نہیں۔ وہ صرف اپنا مقصد دیکھتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اس سے بات

"کروں گا۔"

انہیں یہ بھی باور کروادیتے گا کہ ان کی بھتیجی دل و جان سے مجھ پر

فدا ہے۔ انکار نہیں ہونا چاہیے کسی صورت۔ ورنہ اسے اغوا کروالوں

گامیں "طلال کہہ کراٹھا اور لاونج سے نکل گیا تھا۔ جعفر کے زہن میں ماضی کا ایک واقعی لہرایا تو چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا

میں لیے لیے پھرا ہوں غم زندگی کا لاشہ
کبھی اپنی خلوتوں میں کبھی تیری انجمن میں
دعا جاچکی تھی۔ سلطان حیان مصطفیٰ بالکونی کے جنگلے پر ہاتھ جمائے
کھڑا داس لگ رہا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں امید کی ایک چمک
بھی تھی۔ وہ واپس آئے گی۔ اسے یقین تھا۔ وہ بالکونی سے باغ کا وہی
منظر تھا جس میں کل دعا کھڑی تھی۔

سلطان! "حام کی آواز پر وہ گہری سانس لے کر مڑا۔ وہ اس کے "
سامنے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

ملکہ مہرماہ آپ سے ملنا چاہتی ہیں "اس نے کہا تو وہ اپنے کمرے کی "
طرف بڑھا۔

"آنے دو۔"

اگلے منظر میں ملکہ مہرماہ حنہ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔ وہ ملکہ کو دیکھ کر نرم سا مسکرایا لیکن ایک انجان لڑکی کو دیکھ کر الجھا۔ اسے پہچانیں سلطان! "ملکہ نے حنہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ اس کے "چہرے کے نقوش میں ایک ہلکی سی مانوس جھلک تھی۔ وہ کچھ پل اسے غور سے دیکھتا رہا پھر چونک کر ملکہ مہرماہ کو دیکھا۔ کون ہے یہ ملکہ؟ "اس کے لہجے میں بیتابی تھی۔" آپ کی گم شدہ بہن۔ شہزادی حنہ۔ "ملکہ کے الفاظ سن کر اسے "خوشگوار حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔ اس نے حنہ کو دوبارہ دیکھا۔ وہ سپاٹ چہرہ لیے کھڑی تھی۔ وہ بہت سخت حالات سے گزری تھی۔ اسی لیے خوشی کا اظہار کھل کر نہیں کر رہی تھی۔ حیان سمجھ گیا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر حنہ کو اپنے سینے سے لگالیا۔ حنہ کی آنکھوں میں نمی آئی۔

میری بہن! ماں تمہارے لیے بہت تڑپی تھی۔ کہاں چلی گئی تھی؟
تم؟ "وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔
بہیں محل میں تھی۔ ایک کنیز کے روپ میں۔ پھر محل سے چلی"
گئی۔ ابھی کچھ دن پہلے ہی واپس آئی ہوں "حنہ نے عام سے انداز میں
بتایا۔ حیان اس سے پوچھنا چاہتا تھا وہ کن کن مشکلات سے گزری
تھی۔ اسے کیسے پتہ چلا کہ ملکہ ماہ نور کی بیٹی تھی لیکن قیصر اسے دیوان
خانے میں بلانے کیلئے آگیا۔ کوئی اہم معاملہ تھا۔
میں رات کے کھانے کے بعد تم سے تفصیلی ملاقات کروں گا۔"
حنہ حیان سے کہہ کر ملکہ مہرماہ کی طرف متوجہ ہوا۔
میری بہن کو اس محل میں شہزادی کی حیثیت دی جائے۔ "اس نے"
کہا تو ملکہ نے سر ہلادیا۔ حیان حنہ کا ماتھا چوم کر آگے بڑھ گیا۔
کچھ دیر بعد وہ دیوان خانے میں ایک صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس کے
سامنے سپاہی ملکہ ایزابیل اور شہزادہ زیشان کو گھٹنوں پر گرائے بے

نیام تلواروں کے ساتھ کھڑے تھے۔ حام اور قیصر سلطان کے دائیں بائیں کھڑے تھے۔ قیصر حیان کو بتا رہا تھا کہ کیسے ان کا پیچھا کر کے ان کی باتیں سنی گئی اور انہیں پکڑ کر خزانہ بھی تلاش کر لیا گیا ہے۔

یہ آپ کو تخت سے اتارنے کی باتیں کر رہے تھے۔ اگر یہ زندہ رہے " تو سازشیں ہی کرتے رہیں گے۔ میرا آپ کو یہی مشورہ ہو گا ان دونوں کو قتل کر دیا جائے " قیصر بولا تو شہزادہ زیشان اور ملکہ ایزابیلہ رحم کی بھیک مانگنے لگے۔

ان کی طاقت خزانہ تھا جواب میرے قبضے میں آچکا ہے۔ مجھے نہیں " لگتا خالی ہاتھ یہ میرا مقابلہ کر سکتے ہیں " حیان انہیں قتل کرنے کے حق میں نہیں تھا۔

سلطان ملکہ ایزابیلہ نے آپ کو قتل کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ " آپ کے کمرے میں رکھے پانی میں زہر انہوں نے ملایا تھا۔ یہ خود اس بات کو زبان سے ادا کر چکی ہیں۔ " قیصر نے کہا تو سلطان کے چہرے پر

سختی آئی۔ وہ کیسے وہ رات بھول سکتا تھا جب دعا کو اس زہر نے تکلیف پہنچائی تھی۔

شہزادے کو ملک بدر کر دیا جائے اور ملکہ ایزابیل کو پھانسی دے دی جائے۔ "سلطان حیان مصطفیٰ نے فیصلہ سنا دیا۔ شہزادہ اور ملکہ دونوں چیخ و پکار مچانے لگے۔ سپاہی انہیں گھسیٹ کر باہر لے گئے۔

دعا سین مکمل کر کے ڈائری میسٹرس کے نیچے چھپا رہی تھی جب نیناں کمرے میں ٹپک پڑی

اچھا تو یہ معاملہ تھا۔ "وہ دونوں ہاتھ کمرے پر ٹکا کر سر ہلاتی بولی۔" دعا اچھل کر مڑی۔ ڈائری اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری۔ کتنی بار کہا ہے ایک دم سے بم نہ پھوڑا کرو میرے سر پر۔ "دعا نے" دل پر ہاتھ رکھ کر اسے غصے سے گھورا اور جلدی سے ڈائری اٹھانے کی کوشش کی لیکن نیناں نے ڈائری کھینچ لی۔

واپس کرونیناں "وہ اس کی طرف بڑی۔"

کیوں؟ "نیناں پیچھے ہٹی۔"

"بتاتی ہوں پہلے واپس کرو۔"

تم نہ بتاؤ۔ میں خود جان لوں گی۔ "نیناں اسے کمرے میں ہی"

بھگانے لگی

"نیناں پلیز۔ مت پڑھو ورنہ میں تم سے ناراض ہو جاؤں گی"

بے فکر ہو کر ناراض ہو جاؤ۔ "نیناں نے کوئی اثر نہ لیا۔ دعا گہری"

سانس لے کر اپنے بستر پر بیٹھ گئی۔ جبکہ نیناں اپنے رائٹنگ ٹیبل پر جا

کر کہانی پڑھنے لگی۔

ٹھیک ہے پڑھ لو لیکن ہنسنا مت "دعا نے کہا تو اس نے سر ہلا دیا"

لیکن کچھ دیر بعد اس کی ہنسی نکل گئی۔ دعا کو اس پر سخت طیش آیا۔

میں نہیں ہنس رہی "ہنسی کو روکتے نیناں نے کہا اور آگے پڑھنے"
لگی۔ اگلے منظر میں وہ پیٹ پکڑے ہنس رہی تھی۔ دعا بل کھا کر آگے
بڑھی اور ڈائری اس کے ہاتھ سے کھینچ کر اس کے سر پر ماری۔

ارے ارے ادھر دو۔ میں تم پر تھوڑی ہنس رہی ہوں۔ میں تو اس"
بات پر یقین ہی نہیں رکھتی تم ہی اس کہانی میں دعا ہو۔ "نیناں نے
واپس ڈائری کھینچی۔ اور کہانی کی طرف متوجہ ہوئی۔

اوہ تم نے زہر پی لیا؟ "نیناں نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ جو پہلے"
کہہ رہی تھی کہ اس کی بات پر یقین نہیں کرتی تھی اب فکر مندی
سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہاں۔ ایسا لگا تھا جیسے کسی نے اندر سے میری گردن جکڑ کی ہے "دعا"
گردن کو چھوتی جھر جھری لے کر بولی۔

"تمہیں درد محسوس ہوا تھا؟"

"ہاں"

پھر یہ خواب نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو درد محسوس نہ ہوتا۔ "نیناں"
پر سوچ انداز میں بڑبڑائی اور پھر ڈائری کے صفحات پر نظریں جما
دیں۔

اوہ یہ شہزادی نیلو فر میری ہمشکل ہے؟ "نیناں نے حیرت سے کہا۔"
"ہاں۔"

واہ۔ سوچو اگر میں اس کی جگہ شہزادی بن جاؤں۔ کیا ٹھاٹھ ہوں"
گے میرے۔ کنیزیں ہر وقت خدمت کیلئے ارد گرد پھریں۔ اور میں
"غور سے ان پر حکم چلاؤں۔"

بس کر بہن۔ اگر یہ خواہش سچ ہو گئی تو مجھے ہی کو سے گی۔ "دعائے"
کہا۔ اس نے سر جھٹکا اور آخری سینئر پڑھنے لگی
افف تو بہ کیا درگت بنی تیری۔ "آخری سینئر مکمل کرنے کے بعد"
نیناں نے ہنستے ہوئے کہا۔

شرم کرو۔ تمہیں ہنسنے کی بجائے میرے لیے پریشان ہونا چاہیے۔"
تھا۔

اس کیلئے سلطان ہی کافی ہے۔ ویسے یا اس کے ساتھ سینئر تو بہت "
مزے کے تھے تمہارے۔ وہ تمہارے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار رہتا
" ہے اور ایک تم ہو۔ کہتی ہو کسی اچھی سی لڑکی سے شادی کر لو
ہاں تو کونسا غلط کہتی ہوں۔ میں اس کیلئے اپنی یہ دنیا تو نہیں چھوڑنے "
والی۔

محبت کی قدر نہ کرنے والوں کو پھر یہ دنیا بہت خوار کرتی ہے۔"
نیناں نے کہا تو وہ منہ بنا گئی۔

" اور یہ ثانی گل تمہیں وہاں کیسے مل گئی؟ "

پتہ نہیں۔ اب تو تہامی سے کہہ کر اس سے ضرور ملوں گی۔ "
دیکھوں گی کہ دونوں ایک جیسی ہیں یا نہیں۔ " اس نے کچھ سوچتے
ہوئے کہا تھا۔

حٰنہ کو شہزادیوں کی طرح تیار کیا گیا تو اس کی خوبصورتی دو آتشہ ہو گئی۔ ملکہ مہرماہ نے اسے سب کے سامنے لے جا کر متعارف کروایا۔ سب دم بخود سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ اس کی ساتھی کنیزیں رشک کرنے لگیں۔ یہ خبر سارے محل میں پھیل گئی۔ شہزادی نیلو فر کو بھی یہ پتہ چلا کہ حٰنہ ایک شہزادی ہے اور سلطان حیان مصطفیٰ کی سگی بہن ہے۔ وہ ساکت رہ گئی۔ اس نے تو جھوٹ بول کر سوچا تھا ملکہ مہرماہ ماری جائے گی لیکن حٰنہ شہزادی نکلے گی یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ اسے حٰنہ کی حیثیت خود سے اعلیٰ لگنے لگی۔ وہ سلطان کی بہن تھی جبکہ شہزادی نیلو فر اس کی چچا زاد بہن تھی۔ اسے حٰنہ سے کم حیثیت نہیں چاہیے تھی۔ نہ وہ اس کم حیثیت سے حٰنہ کا سامنا کرنا چاہتی تھی جسے وہ ایک کنیز کھ طرح سمجھتی آئی تھی اور اسے ایک سال تک قید میں بھی رکھا تھا۔ جاسم بھی اپنے کہے کے مطابق اسے محل

ھا۔ وہ پہلے ہی اس کی وجہ سے پریشان تھی۔ اس نے ت چھوڑ کر جا چکا
جاسم کو ڈھونڈنے کیلئے اپنے غلام بھیج دیے تھے لیکن اب وہ سوچنے
لگی تھی اسے محل چھوڑ دینا چاہیے لیکن وہ جائے گی کہاں۔ باہر کی دنیا
بہت ظالم تھی۔ اسے اندازہ ہو چکا تھا۔ ابھی محل چھوڑنے کا فیصلہ حتمی
نہیں تھا۔

یار یہ کیا! "اجالا نے فون سے نظریں ہٹا کر روہان سے لہجے میں کہا۔"
اس کی سب دوستیں متوجہ تو اس کی طرف پہلے ہی تھیں اب سوالیہ
نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

کیا ہوا ہے؟ "ندانے پوچھا۔"

رائٹر اچھا نہیں کر رہی۔ پہلے اس نے چراغ درخشاں کا سنیک پیک "
دیا تھا اور کہا تھا کچھ عرصے تک ناول شروع ہو جائے گا اب پوسٹ لگا
دی کہ اس ناول کی بجائے کوئی اور ناول پبلش کرے گی۔ مجھے چراغ

درخشاں کا انتظار تھا۔ "وہ سخت معترض تھی۔ پاس سے گزرتی دعا کے قدم اس کی بات سن کر رک گئے تھے۔
کون سی رائٹر کا ہے؟" ہانیہ نے فون کی سکرین کی طرف دیکھ کر "پوچھا۔

دعائے فجر "اس نے بتایا۔ دعا ایک قدم ان کے قریب آئی۔ اجالا" نے اسے دیکھا۔

تمہیں نہیں کہا کچھ۔ کسی اور کی بات کر رہے ہیں ہم۔ "اجالانے" فون کی سکرین اسے دکھاتے ہوئے کہا۔ سکرین پر اس کا فیس بک پیج نظر آرہا تھا۔ دعا کی بھنویں اوپر کواٹھیں۔

اس کے ناولز پڑھتی ہو تم؟" دعا نے تجسس سے پوچھا۔

ہاں بہت شوق سے۔ میری فیورٹ رائٹر ہے "اجالانے پر جوش" انداز میں بتایا۔ دعا کے دل میں گدگدی ہوئی۔ اگر جو اسے پتہ چلتا کہ اس کی فیورٹ رائٹر اس کے سامنے کھڑی تھی تو اس کا کیا رد عمل

ہوتا۔ اجالا کچھ دن اس کی بہت اچھی دوست بنی رہی تھی لیکن کل سے پہلے کی طرح ریزرو ہو گئی تھی۔ یہ بات بھی دعا کیلئے تعجب کا باعث تھی۔ وہ آہستہ سے سر ہلا کر جانے لگی۔

تم نے بھی اسے پڑھا ہوا ہے؟ "اجالا نے پوچھا۔"
ہاں۔ "اس نے یہاں وہاں دیکھتے کہا۔"

کون کون سے؟ "اجالا بچوں کی طرح خوش ہو کر بولی۔ وہ مسکرا"
دی۔

"سب"
میں نے بھی۔ "اجالا کہہ کر اس سے پوچھنے لگی کہ اس کا فیورٹ"
ناول اور فیورٹ کریکٹر کونسا ہے۔ دعا کو اس سے اپنے ناولز کے بارے میں ایک اچھا تبصرہ سننے کو ملا۔ وہ غور سے سر ہلاتی سنتی رہی تھی

باب پنجم: جنگ

سلطان بن کر بھی اس میں اکڑ نہیں آئی۔ اسی " لیے اس کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہوں " ار تضحیٰ اور عاسل مہمان خانے کے ایک ہال میں کھڑکی کے سامنے کھڑے باتیں کر رہے تھے جب ار تضحیٰ کی نظر کھڑکی سے باہر گئی۔ ایک جگہ اس کی نگاہ جن کر رہ گئی۔ وہ لڑکی جسے وہ پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا اس محل میں تھی۔ وہ گھوڑوں کے اصطبل کے قریب ایک گھوڑے کے پاس کھڑی تھی۔ اس کے جسم پر ایک خوبصورت سالباس تھا۔ اس کے ساتھ دو کنیزیں تھیں۔ دو محافظ بھی اس کے ساتھ کھڑے تھے۔ عاسل نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور پھر اسے دیکھ کر اس کے سامنے چٹکی بجائی۔

" ہوش میں آؤ دوست۔ کہیں میرے والی بیماری نہ لگوا بیٹھو " وہ.... وہ کون ہے؟ " ار تضحیٰ نے بمشکل حنہ سے نگاہیں ہٹائیں۔ "

"شہزادی حنہ۔"

کیا؟ "ار ترضی حیرت سے منی کھول گیا۔"

"کیا ہوا؟ اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے؟"

یہ واقعی شہزادی ہے؟ "ار ترضی نے تصدیق کرنی چاہی۔"

ہاں۔ سلطان حیان مصطفیٰ کی گمشدہ بہن تھی۔ اب مل گئی ہے۔"

عاسل نے اسے بتایا تو اس نے گہری سانس پھری۔ کچھ پل خاموش رہا پھر حنہ کو دیکھا۔

ایک کام کرو عاسل! "وہ بڑبڑایا۔"

کیسا کام؟ "عاسل نے بھنویں اچکائیں۔"

اپنی ملکہ کے زہن میں یہ بات ڈالو کہ مجھ سے تعلقات مزید

مضبوط کرنے کیلئے شہزادی حنہ کی شادی مجھ سے کروادیں۔ "وہ

بڑے سکون سے بولا۔

کیا؟ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ "عاسل نے بوکھلا کر اسے گھورا۔"

تمہیں یہ میرے لیے کرنا ہی ہو گا دوست ورنہ میں تمہارے " سلطان کا ساتھ دینے سے انکار کر دوں گا " ار تضحیٰ نے کہا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"تم تو مجھے محبت کے طعنے دیتے تھے۔ اب خود کیا ہوا؟" میں اس سے محبت نہیں کرتا۔ بس پسند کرتا ہوں۔ اسے حاصل " کرنا میری ضد بن چکی ہے اور جب تم اسے حاصل کر چکو گے تو ضد ختم ہو جائے گی۔ پھر " تمہارا رویہ کیا ہو گا؟ " عاقل نے سنجیدگی سے کہا۔ اتنا کم ظرف نہیں ہوں کہ ایک عورت کے ساتھ ساری زندگی " ساتھ نبھانے کا فیصلہ کر کے نبھاؤں نہ۔ ہو سکتا ہے شادی کے بعد محبت بھی پیدا ہو جائے۔ " اس نے کہا تو عاقل نے سر ہلایا۔ اس کا دوست واقعی قابل بھروسہ تھا۔ وہ اس کی ضمانت دے سکتا تھا۔

ٹھیک ہے میں کوشش کروں گا۔ لیکن یقین سے نہیں کہہ سکتا۔
"کامیابی ملے گی یا نہیں۔"

امید پر دنیا قائم ہے "ار ترضیٰ نے حنہ کو دیکھ کر ٹھنڈی آہ بھری۔"
اس نے جسے لاوارث سمجھ کر اپنا قیدی بنالیا تھا ایک شہزادی نکلی تھی۔
اب تو اسے حاصل کرنا اور بھی مشکل ہو گیا تھا۔

سرتاج بیگم ہاتھوں پر کریم ملتیں بستر پر آئیں تو ابدال بابر نے فون بند
کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔ اور ان کی طرف دیکھا۔ وہ بیڈ کے دوسرے
کنارے پر اپنی جگہ سنبھال چکی تھیں۔

دعا کا رشتہ آیا ہے۔ "انہوں نے بات شروع کی۔ سرتاج بیگم"
چونکیں۔

"کہاں سے؟"

میرے سیاسی حلیف جعفر نے اپنے بیٹے طلال کا پڑپوئل دیا ہے۔"

لیکن طلال کو تو میں اپنی بیٹی کیلئے پسند کر چکی ہوں کب سے۔ آپ"

انہیں دعا کیلئے منع کر دیں۔ طلال میری بیٹی کا شوہر ہی بنے گا۔"

سرتاج بیگم نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

کیا ہو گیا ہے سرتاج؟ ہم کیسے انہیں کہہ سکتے ہیں کہ دعا کی بجائے"

ہماری بیٹی سے شادی کر لیں۔ اور مجھے سیاست میں ان کی ساتھ کی

ضرورت ہے۔ میں انہیں ناراض نہیں کر سکتا۔" وہ غصے سے بولے۔

"آپ کو بس اپنی پڑی ہے۔ اپنی بیٹی کا بھی کچھ سوچ لیں"

اس کیلئے طلال سے کئی اچھے لڑکے مل جائیں گے۔ تم زیادہ ٹینشن"

مت لو۔" انہوں نے بات ختم کی۔ اور سرتاج انہیں یہ نہ بتا سکی کہ

ان کی بیٹی صرف طلال کو چاہتی ہے۔

ملکہ آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں "عاسل ہاتھ باندھے ملکہ" کے سامنے مؤدب سا کھڑا تھا

ہاں کہو عاسل کیا بات ہے؟ "ملکہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ" ہوئی۔

سردار ار ترضی میرا دوست ہے۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔" اس میں بہت اکڑ ہے۔ سلطان سے مزا کرات کے بعد بھی وہ سوچنے کا وقت لے رہا ہے۔ مجھے ڈر ہے وہ کہیں انکار ہی نہ کر دے "عاسل نے خود کو دل ہی دل میں کوستے ہوئے ملکہ سے جھوٹ بولا تھا۔

تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ "ملکہ پریشان ہوئی"

میرا مشورہ یہی ہو گا کہ آپ محل کی کسی شہزادی سے ان کی شادی " کر وادیں تاکہ وہ ہمارے قابو میں رہیں۔ "اس نے تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا تھا۔ ملکہ نے پر سوچ نظروں سے سامنے دیکھا۔ عاسل ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہم سلطان سے بات کریں گے اس بارے میں۔" ملکہ نے کہا تو اس نے شکر کا سانس لیا۔
کچھ دیر بعد وہ سردار ار ترضیٰ کو اپنی اس کوشش سے آگاہ کر رہا تھا۔
میں نے اپنی طرف سے جو ہو سکا کر دیا۔ اب آگے تمہاری قسمت "
۔" ار ترضیٰ نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں ہاتھ ہلایا تھا۔

سلطان حیان مصطفیٰ کو وہ خزانہ مل چکا تھا جو شاہ ظہیر نے اپنے اور
اپنے بیٹے کیلئے چھپا کر رکھا تھا۔ خزانہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ ایک بڑی جنگ
لڑنے کے ساتھ ساتھ اپنی ریاست کی خوشحالی کیلئے بھی کام کر سکتا
تھا۔ اس نے سب سے پہلے خزانہ ایک محفوظ مقام پر منتقل کیا۔ پھر
فوج میں سپاہیوں کو بھرتی کرنے کا اعلان کر دیا۔ ایک سپاہی کی
تنخواہ اتنی زیادہ رکھی گئی کہ سارے حفر سے جوان لڑکے اور پینتیس
سال کی عمر تک کے مرد یوسف نگر پہنچنے لگے۔ البتہ ان کا بھرتی سے

پہلے امتحان لیا گیا تو بہت سے لوگوں کو واپس بھیج دیا گیا۔ حیان کو صرف وہی لوگ چاہیے تھے جو دشمن سے مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت بھی کر سکیں۔ اسے امید تھی کہ سردار ار ترضیٰ بھی اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کر لے گا۔ اسے ایک بڑی قیمت ادا کرنے کرنے بعد حیان کو ایک اچھی فوج مہیا ہو سکتی تھی۔ سردار ار ترضیٰ کے قبیلے کو تقریباً ہر شخص جنگجو تھا۔ اگر صرف سردار ار ترضیٰ کا ساتھ مل جاتا تو اسے کسی اور ریاست سے مدد لینے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

وہ دن بھر سپاہیوں کی تقرری اور دوسرے کاموں میں مصروف رہا۔ رات کو ملکہ مہرماہ نے اس سے ملاقات کی اور اسے سردار ار ترضیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کیلئے کسی شہزادی کی شادی اس سے کروانے کا مشورہ دیا۔

سردار ار ترضی ایک اچھا انسان ہے لیکن میں کسی بھی شہزادی ر " زبردستی نہیں کروں گا۔ " اس نے تجویز سن کر پر سوچ انداز میں جواب دیا۔

سردار ار ترضی جیسے شخص سے شادی پر کسے اعتراض ہو گا۔ وہ جوان " ہے اور ابھی تک غیر شادی شدہ ہے۔ ہمیں اس موقع کو ہاتھ سے " جانے نہیں دینا چاہیے " آپ پھر کیا چاہتی ہیں؟ "

میرے خیال سے شہزادی نیلو فر سردار ار ترضی کیلئے ٹھیک رہے " گی۔ شہزادی حنہ تو ابھی محل میں شہزادی کی حیثیت سے آئی ہے۔ شہزادی عرصہ کارشتہ میں اپنی بھابھی کے بھتیجے سے طے کر چکی ہوں "

ٹھیک ہے جیسے آپ کو مناسب لگے لیکن کچھ بھی کرنے سے پہلے " " سردار ار ترضی اور شہزادی نیلو فر سے ان کی مرضی معلوم کر لیجیے گا

آپ فکر مت کریں سلطان۔ ایسا ہی ہوگا "ملکہ مہرماہ مسکرا دی" تھی۔

لو جی۔ یہ کیا ہو رہا ہے "نیناں نے منہ کھول کر دعا کو دیکھا۔ وہ مسکرا دی۔

"تماشہ۔"

یار۔ ار تضحیٰ حنہ سے شادی کرنا چاہتا ہے اور ملکہ نیلو فر کو اس میں

"معاملے میں گھسیٹ رہی ہے۔ اس کا انجام کیا ہوگا

بس دیکھتی جاؤ۔ پہلے پوچھ کر سسپینس مت خراب کرو اپنا "دعا"

نے کہا تو اس نے منہ بنایا

تبھی ان کے کمرے کے دروازے پر کسی نے دستک دے تھی۔

دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے کے فریم میں کھڑی

صحت مند اور خوش شکل لڑکی نیناں کیلئے تو آج بہ تھی البتہ دعا کیلئے نہیں۔

آبرو تم یہاں؟ "دعا پر جوش سا مسکراتی آٹھ کھڑی ہوئی۔ آبرو "مسکرا کر آگے بڑھی۔ دعا نے بھی آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ کیسا لگا میرا سر پرانز؟ "آبرو اس سے الگ ہو کر پوچھ رہی تھی۔ "نیناں منہ بنائے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

زبردست۔ کہیں تم نے میری یونیورسٹی میں ایڈمیشن تو نہیں لے لیا؟

ہاں۔ لے لیا ہے۔ رہنے کیلئے بھی اس ہو سٹل کر چنا۔ لیکن ابھی کمرہ "نہیں ملا۔ آج رات مجھے یہی رہنا ہو گا۔ "آبرو نے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا۔

نیناں یہ میری تایا زاد بہن ہے۔ آبرو۔ اور آبرو یہ میری بیسٹ فرینڈ "ہے نیناں" دعا نے ان دونوں کا تعارف کروایا۔ آبرو نے نخوت سے اس کے ساتھ ہاتھ ملایا۔ نیناں کو وہ مزید ناپسند لگنے لگی تھی۔

نیلو فر کو ملکہ مہرماہ نے پیغام بھیج کر اپنے کمرے میں بلوایا تھا اور اسے حکمیہ لہجے میں بتایا تھا کہ اس کی شادی سردار ار ترضیٰ سے طے کر دی گئی ہے۔ وہ تو سن کر ہتھ سے ہی اکھڑ گئی۔

کیا؟ آپ کیسے اتنا بڑا فیصلہ مجھ سے پوچھے بغیر کر سکتی ہیں؟ آپ "ہوتی کون ہیں میری زندگی کا فیصلہ کرنے والیں؟" شہزادی حنہ کی آواز بلند تھی۔ کمرے کے باہر کھڑے محافظ بھی اس آواز کو سن پا رہے تھے۔

آواز نیچی رکھیں شہزادی۔ شاید آپ بھول گئی ہیں آپ کس کے " سامنے کھڑی ہیں۔ ہم ملکہ ہیں اور یہ محل ہمارے حکم پر چلتا ہے۔ " آپ کو بھی ہمارا حکم ماننا ہوگا۔

ہم نہیں مانیں گے۔ کیا کر لیں گی آپ؟ " شہزادی نے سینے پر بازو " باندھے۔ ملکہ مسکرائی۔

اپنی ماں کا انجام بھول گئیں آپ؟ " اس دھمکی کا مقصد شہزادی نیلو " فر کو صرف قابو کرنا تھا۔ شہزادی کے چہرے پر زردی آئی لیکن وہ اکڑ کو اتنی آسانی سے چھوڑ نہیں سکتی تھی۔

آپ چاہے ہمیں جان سے مار دیں ہم کسی ایرے غیرے سردار سے " شادی نہیں کریں گے

تو پھر کس سے کرنا چاہیں گی؟ " ملکہ نے سکون سے پوچھا۔ شہزادی " نے بمشکل اپنی گڑ بڑا ہٹ پر قابو پایا

" جس سے بھی کریں۔ آپ کی مرضی سے نہیں کریں گے۔ "

"ٹھیک ہے۔ پھر آپ کامر جانا ہی بہتر ہے"

"آپ ایسا نہیں کر سکتیں ملکہ۔ میں سلطان سے بات کروں گی۔"

یہ انہی کا حکم ہے۔ "ملکہ کے سکون میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔"

شہزادی پیر پٹختی کمرے سے باہر آگئی۔ اچانک اس کا سامنا حنہ سے ہوا جو شہزادی کی سی شان و شوکت میں بھی بہادر اور باوقار دکھائی دے رہی تھی۔ شہزادی نیلو فر کو دیکھ کر حنہ کے چہرے کے تاثرات سخت ہو گئے تھے۔ وہ ایک پل سے زیادہ اس کی طرف نہ دیکھ سکی اور آگے بڑھ گئی۔

یہ محل آپ کے حکم پر چلتا ہے لیکن ہم نہیں چلیں گے۔ ہم یہ محل ہی چھوڑ دیں گے۔ "شہزادی نے حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔

شہزادی! یہ بہت خطرناک ہو گا آپ کیلئے۔ آپ کہاں جائیں گی؟ "حرم نے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

تو کیا جاسم کو بھول جائیں اور سردار ار تضيٰ سے شادی کر لیں؟ "وہ"
کاٹ کھانے کو دوڑی۔

"کوئی اور راستہ بھی تو نکل سکتا ہے۔"

کوئی اور راستہ نہیں۔ ہمیں جاسم کو ڈھونڈنا ہے اور اس شادی سے "
جان چھڑانی ہے۔ اس کیلئے ہمارا محل سے جانا ہی بہتر ہو گا۔ تم غلاموں
سے کہہ کر کسی خفیہ مقام پر ہماری رہائش کا انتظام کرواؤ۔" شہزادی
نے حکم صادر کر دیا۔ جو حرم کو ماننا ہی تھا۔

سردار ار تضيٰ اور سلطان حیان مصطفیٰ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے
تھے۔ سردار ار تضيٰ نے غیر مشروط طور پر حیان کی ہر بات مان لی
تھی۔ حیان کیلئے یہ حیرت کی بات تھی لیکن پھر بھی اسے اچھا لگا تھا۔

تم اس دن کس لڑکی کی تلاش میں تھے؟ "شادی کی بات کرنے" سے پہلے حیان نے پہلے اس کا تفصیلی معائنہ کرنا ضروری سمجھا۔ سردار گڑ بڑایا لیکن جلد ہی سنبھل گیا۔

ایک مجرمہ تھی۔ میرے گھر سے چوری کر کے بھاگی تھی۔ اسی کی تلاش میں تھا۔ "اس نے بہانہ بنایا۔ حیان اسے غور سے دیکھتا رہا۔

"تمہارا شادی کا کیا ارادہ ہے؟"

ارادہ تو ہے پر کسی اچھی لڑکی کی تلاش میں ہوں۔ میری تائی تو اپنے ہی خاندان کی غدار نکلیں۔ ورنہ وہ یہ کام سرانجام دے دیتیں۔ "وہ معصومیت سے بولا۔

ملکہ مہرماہ نے تمہاری شادی کے بارے میں بات کی تھی مجھ سے۔

"وہ سنجیدگی سے کہنے لگا۔ ار ترضیٰ کے دل میں لڈو پھوٹے۔

وہ میرے لیے قابل احترام ہیں۔ اگر وہ کسی لڑکی کو میرے لیے "پسند کر لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا" کیا عاجزی تھی۔ حیان نے سر ہلا دیا۔

انہوں نے تمہارے لیے شہزادی نیلو فر کو پسند کیا ہے۔ "حیان کی" بات اس کے سر پر بم بن کر پھٹی۔ وہ بھونچکا سا حیان کو دیکھنے لگا۔ بے چارہ اب اعتراض بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ پہلے ہی کہہ چکا تھا اسے ملکہ مہرماہ کے فیصلے پر اعتراض نہیں تھا۔ اب وہ کیا کرے۔ اس کا دماغ تیزی سے دوڑنے لگا۔ فی الحال اس کیلئے قسمت کا یہ چکر بھگتنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ تبھی ایک خیال اس کے ذہن میں آیا۔

شکر مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔ اب شہزادی نیلو فر سے "شادی سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن حنہ کو تو پھر بھی چھوڑوں گا نہیں" اس نے سوچ کر شکر کا سانس لیا۔

مجھے منظور ہے "اس نے لبوں کو بمشکل کھینچ کر مسکراہٹ میں ڈھالا" تھا۔

ٹھیک کے جمعے کو تمہارا اور شہزادی کا نکاح ہو گا۔ وہ میری بہن ہے۔" اس کے حوالے سے مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیے "حیان کو ملکہ مہرماہ بتا چکی تھی کہ شہزادی نیلوفر کو کوئی اعتراض نہیں۔ اسی لیے وہ مطمئن تھا۔ اگلے دن جمعہ تھا۔ حفر سے شیر شاہ جانے میں ایک دن کا وقت لگتا تھا۔ حیان نے فیصلہ کیا کہ سردار ار ترضی واپس جا کر آنے کی بجائے پیغام بھیج کر اپنے قریبی لوگوں کو حفر بلا لے۔ ویسے بھی جنگ سر پر تھی۔ وہ کوئی بڑی تقریب کر کے دشمنوں کو وار کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا اور سردار ار ترضی کو شادی کے بکھیڑوں میں پڑنے کی بجائے اپنے سپاہیوں کو جنگ کی تربیت دینی تھی۔ اسی لیے شادی جلدی میں کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ سردار نے بھی اس کی بات مان لی۔ یہ خبر صرف محل اور حمان میں ہی پھیلی تھی۔ حنہ بھی اس خبر پر چونکی

یلو فرن تھی۔ وہ سردار ار ترضی کو کیسے بھول سکتی تھی۔ سردار شہزادی سے شادی کر رہا تھا۔ اس کے دل میں کچھ نہ ہوا۔ وہ شہزادی نیلو فر کی طرف سے بھی لاپرواہ ہو گئی تھی۔ اس کے ساتھ نیکی کر کے جو صلہ ملا تھا اسے بھی بھولی نہیں تھی۔

آبرو بہت باتونی اور جذباتی لڑکی تھی۔ اسے نظر انداز کیا جانا پسند نہیں تھا۔ اسے خوش رکھنے کیلئے دعا کو کافی جتن کرنے پڑتے تھے۔ پھر بھی وہ چھوٹی چھوٹی بات پر منہ پھلا لیا کرتی تھی۔ دعا اسے کسی بھی بات کا انکار نہیں کرتی تھی۔ جب اس نے کہا تھا کہ وہ آج رات ان کے کمرے میں گزارے گی تو دعا اس کے کہے بغیر ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ اس کے بستر پر قبضہ جمائے گی اور اسے زمین پر ہی سونا ہو گا۔ اس نے رات تک بمشکل دو سین لکھے تھے اور کچھ دیر پڑھائی کرنے کے بعد کمبل دونوں بستروں کے درمیان زمین پر ڈال کر لیٹ گئی۔ اس کے

پاس ایک فالتو سرہانہ بھی تھا۔ اس نے سرہانے کے قریب چراغ رکھ کر جلا یا اور کروٹ کے بل لیٹ کر اسے دیکھنے لگی۔ آبرو اس کے بستر پر لیٹی نجانے کیا کچھ کہہ رہی تھی لیکن اس کا دھیان آبرو کی طرف نہیں تھا۔ نیناں اپنے بستر پر آئی تو دعا کو زمین پر لیٹے دیکھ کر اسے بالکل ی اچھانہ لگا۔ اس نے ہاتھ دعا کی طرف بڑھایا۔ دعا نے اسے بھبھنویں اچکا کر دیکھا۔

میرے ساتھ آ جاؤ۔ اوپر کافی جگہ ہے "نیناں نے کہا تو وہ مسکرا کر "اس کا ہاتھ تھامتی اس کے بستر پر آ گئی۔ زمین پر تو ابھی سے اس کی ہڈیاں دکھنے لگی تھیں۔ اس نے دل ہی دل میں نیناں کا شکریہ ادا کیا اور چراغ کو سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر دیکھنے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ سو گئی۔ نیند میں اس نے رخ چھت کی طرف کر لیا۔ اس کا ہاتھ نیناں کے ہاتھ پر جا ٹھہرا۔ منظر بدل گیا۔ اب وہ دونوں ایک قدیم طرز کے خوبصورت سے کمرے میں موجود تھیں۔ یہ وہی کمرہ تھا جو ملکہ مہرماہ نے دعا کو دیا

تھا۔ ملکہ کو خط دینے کے بعد وہ وہیں آکر لیٹی تھی۔ وہ ابھی نیند میں ہی تھی کہ نیناں کی آنکھ کھل گئی۔ سفید چھت کی بجائے خوبصورت سا ریشمی کپڑا اسے خود پر لٹکتا نظر آیا تو وہ نا سمجھی سے بھنویں سکڑتے غور کرنے لگی کہ وہ کہاں تھی۔ اس نے نظریں ارد گرد دوڑائیں۔ دعاب نبی جگہ پر اج بھی اس کے ساتھ سوئی ہوئی تھی۔ لیکن وہ دونوں کسی تھیں۔ وہ گہرا کراٹھ بیٹھی۔ ایک بات پھر پورے کمرے کا جائزہ لیا۔ ساتھ دعا کا کندھا جنھوڑ کر اسے اٹھایا۔

دعا!... دعا اٹھو۔ دعا دیکھو ہم کہاں آگئے "اس کی آواز خوف سے" کانپ رہی تھی۔ دعا نے آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا تو اسے زیادہ پریشانی نہ ہوئی۔ لیکن پھر وہ چونکی۔ وہ تو اکیلی کہانی میں آتی تھی۔ نیناں اس کے ساتھ کیسے آگئی۔

"!نیناں"

دعا۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ "نیناں کی حالت بری تھی۔ پہلی دفعہ اس کا" بھی یہی حال تھا۔

"ریلیکس کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ سب ٹھیک ہے"

سب ٹھیک ہے؟ "نیناں کو اس کی زہنی حالت پر شبہ ہوا۔"

ہمارا کمرہ بدل گیا یا ہمیں کسی نے اغوا کر کے کہیں اور پہنچا دیا۔ یہ "ٹھیک ہے؟"

ایسا کچھ نہیں ہو انیناں۔ ہم چراغِ درخشاں کہانی میں آچکے ہیں۔ "" دعا نے سکون سے بتایا۔

واٹ؟ "نیناں گلا پھاڑ کر چیخی۔ دعا نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے۔"

آہستہ بولو کوئی سن لے گا تو یہاں آجائے گا۔ تمہیں سب شہزادی "نیلو فرہی سمجھیں گے۔"

بھاڑ میں گئے سب۔ مجھے فوراً یہاں سے نکالو۔ میں ایک لمحہ بھی "یہاں نہیں رک سکتی۔" نیناں بے چینی سے بولی تھی۔

مجھے تو بڑے مشورے دیتی تھی حیان کی محبت کو اپنالو اور تمہیں مجھ پر یقین بھی نہیں آتا تھا اب پتہ چلا کیسا محسوس ہوتا ہے۔ "دعا نے طنزیہ کہا۔

میں اس وقت مذاق کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں دعا۔ مجھے یہاں سے جانا ہے۔ ابھی اور اسی وقت "نیناں رونے والی ہو گئی تھی۔ اچھا یار پریشان نہ ہو۔ ہم جب دوبارہ سوئیں گے تو واپس چلے جائیں گے۔ "دعا نے اس کے کندھے تھام کر کہا۔ واقعی؟ کہیں سچ میں پھنس تو نہیں جائیں گے ہمیشہ کیلئے؟ "نیناں نے سہمے ہوئے انداز میں پوچھا نہیں یار۔ "دعا بولی۔ تبھی کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دعا نے بوکھلا کر "نیناں کو دیکھا۔

تم بستر کے نیچے چھپ جاؤ۔ جب تک میں نہ کہوں نکلتا مت۔ "دعا نے اسے کھینچ کر بستر سے اتارا اور نیچے دھکیل دیا۔ پھر دروازے کی

طرف بڑھی اور اسے کھول دیا۔ سامنے دو کنیزیں کھڑی تھیں جو سے دیکھ کر حیرت کابت بن گئی تھیں۔
آ.... آپ تو چلی گئی تھیں۔ پھر واپس کیسے آگئیں؟ "ایک کنیز نے"
ہکلا کر پوچھا۔

آدھی رات کو پہنچی ہوں۔ اس میں اتنا حیران ہونے والی کیا بات "
ہے "دعا کہتے ہوئے کمرے سے باہر آ کر دروازہ نا محسوس انداز میں
بند کر چکی تھی۔ اب اسے ملکہ مہرماہ سے مل کر اپنی آمد کی اطلاع دینی
تھی اور نیناں کیلئے ناشتہ بھی کمرے میں لے کر جانا تھا۔
ملکہ کے کمرے میں پہنچنے تک جس نے بھی اسے دیکھا یہی سوال پوچھا
کہ وہ تو چلی گئی تھی واپس کب آئی۔ اس نے بار بار یہی بات دہرائی کی
وہ آدھی رات کو واپس آئی ہے۔

تم واپس آئی ہی کیوں ہو؟ "نساء سینے پر بازو باندھے اسے سرد"
نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔ اس نے دانت کچکچائے۔

" ایک ضروری کام تھا۔ "

ضرور سلطان سے ہوگا۔ " اس نے طنز کیا۔ "

ہاں ہے۔ تمہیں کیا مسئلہ ہے " وہ اکھڑ لہجے میں کہہ کر آگے بڑھ "

گئی۔ وہ ملکہ کے کمرے میں آئی تو ملکہ حیرت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ دعا

نے ایک معصومانہ مسکراہٹ ملکہ کی طرف اچھالی

تم.... تم کون ہو دعا؟ " وہ مبہوت سی دعا کو دیکھ رہی تھی۔ "

میں انسان ہی ہوں ملکہ۔ اب آپ جادو گر نی مت کہیے گا " دعا نے "

روہان سے لہجے میں کہا تو ملکہ مسکرائی۔

نہیں ہم تمہیں کوئی بھٹکی ہوئی روح سمجھ رہے تھے۔ " ملکہ نے کہتے "

ہوئے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دعا نے خفگی سے منہ کھولا۔

پھر وہ منہ بناتی ملکہ کے ساتھ آ بیٹھی۔

اگر تم انسان ہو تو ایک دم سے غائب اور حاضر کیسے ہو جاتی ہو اور جو "

" خط تم نے مجھے دیا تھا وہ معلومات تمہیں کیسے ملیں ؟

میں خود نہیں جانتی یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے کبھی فیہ منٹیسسی کا لفظ " سنا ہے؟ " اس نے کہا تو ملکہ نے ہاں میں سر ہلایا۔ اس نے عربی کے ساتھ تھوڑی بہت انگلش بھی سیکھی تھی۔

فیہ منٹیسسی تصوراتی دنیا ہوتی ہے۔ جو حقیقت سے بہت دور ہوتی " ہے۔ " کھڑکی پر پڑے سبز پردے پر نظریں جمائے ملکہ نے کہا۔ لیکن کبھی کبھی یہ فیہ منٹیسسی حقیقت بن کر ہمارے سامنے آ جاتی " ہے۔ کیا آپ سوچ سکتی ہیں آج سے دو سو سال بعد لوگ چاند پر قدم رکھ سکیں گے۔ " دعا نے ملکہ کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ ملکہ کی آنکھیں پھیلی۔

" نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ "

اس بات کو چھوڑیں ہو سکتا ہے یا نہیں لیکن کیا آپ نے چاند پر " جانے کی خواہش کی۔ "

ہاں میں نے کی ہے لیکن میں جانتی ہوں ایسا ممکن نہیں۔ سو اس " خواہش میں شدت نہیں ہے۔

لیکن میں بتاؤں یہ ممکن ہے۔ اگر آپ میری اس بات پر یقین کریں " تو میں پھر اپنے بارے میں بتاتی ہوں

" چلو ہم نے تم پر یقین کیا۔ اب بولو۔ کہاں سے ہو تم؟ "

میں اسی دنیا سے ہوں لیکن بہت دور رہتی ہوں۔ ہمارے اور یہاں " کے ماحول میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ "دعا نے مبہم انداز میں بتایا تھا۔ ملکہ مزید الجھ چکی تھی۔

کیا تمہارا تعلق کسی جنگل میں رہنے والے قبیلے سے ہے؟ "ملکہ نے " ٹھہر ٹھہر کر لفظ ادا کیے۔ وہ زور سے ہنس پڑی۔

نہیں ملکہ۔ ہمارا ماحول اس ماحول سے بہت جدید ہے۔ خیر اس بات " کو چھوڑیں۔ "دعا نے گہری سانس لی اور ایک پل کو رک کر کچھ

سوچا۔

میرے پاس ایک میجک بک ہے۔ اس میں ایک کہانی ہے۔ جو میں " پڑھ رہی ہوں۔ " اس نے لکھاری سے بہتر خود کو ریڈر بتانا مناسب خیال کیا تھا۔

ہمم "ملکہ ہمہ تن گوش تھی۔"

وہ کہانی ہے ملکہ مہرماہ کی۔ "دعا نے اس کی آنکھوں کو دیکھتے پر اسرار " انداز میں کہا۔ ملکہ بری طرح چونکی۔

وہ کہانی ہے سلطان حیان مصطفیٰ کی۔ جو پہلے ایک شہزادہ تھا۔ وہ کہانی " ہے شہزادی نیلوفر کی۔ سردار ار ترضی کی۔ شہزادی حنہ کی " یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ "

بس اتنا سمجھ لیں کہ ایک بک ہے جس میں اس محل سے جڑے چند " افراد کی کہانی لکھی ہے۔ یہاں جو کچھ بھی ان افراد کے ساتھ ہوتا ہے " وہ کہانی میں درج ہو رہا ہے

اور ان افراد میں سے ایک ہم بھی ہیں؟ "ملکہ نے سر سراتے لہجے"
میں پوچھا۔

جی ملکہ۔ اور وہ میجک بک میرے ہاتھ لگ گئی۔ میں اسے ایک کہانی "
سمجھ کر ہی پڑھ رہی تھی۔ پڑھنے کے دوران میرے ذہن میں ایک
خواہش ابھری کہ کاش میں اس کہانی کے کرداروں سے مل سکوں۔
اور نجانے کیسے میں اس کہانی میں آگئی۔ میں واپس بھی جاسکتی ہوں
لیکن اس کہانی میں اپنا کردار نبھانے کیلئے مجھے یہاں آنا پڑتا ہے۔ "دعا
کہہ کر خاموش ہو گئی۔ ملکہ بھی کئی پل خاموش رہی اور اسے بے یقینی
سے گھورتی رہی۔ پھر اس نے سر جھٹکا اور سامنے پردے کو دیکھا۔
یہ کتنی دلفریب فیہ منٹیسسی ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ایسا ہو سکتا ہے۔ ""
ملکہ بڑبڑائی۔

میں نے آپ کو اس لیے بتایا کیونکہ مجھے لگا صرف آپ ہی مجھ پر "
"یقین کر سکیں گی۔

تم سلطان کو بتاتی تو وہ تم پر ہم سے زیادہ یقین کرتا۔ "ملکہ نے مسکرا کر کہا۔ دعا نے گہری سانس لی۔

وہ تو کچھ زیادہ ہی معصوم ہے۔ "وہ زیر لب بڑبڑائی تھی۔"

تو کیا تم کیمبرج یونیورسٹی میں سلطان سے نہیں ملی؟ "ملکہ نے کچھ

یاد آنے پر پوچھا۔ وہ شرمندگی سے سر نفی میں ہلا گئی۔

نہیں لیکن میں ان سے ایک دو دفعہ پہلے مل چکی تھی۔ "اس نے بتایا"

تو ملکہ نے سر ہلادیا

باب پنجم: جنگ

نیناں کچھ دیر بستر کے نیچے چھپی رہی پھر گرمی سے تنگ آکر باہر نکل آئی۔ اس نے سوچا کیوں نہ محل کو تھوڑا سا وزٹ ہی کر لے۔ اگر آہی

گئی ہے تو ملکہ مہرماہ اور شہزادی نیلو فر سے ہی مل لے۔ سلطان حیان مصطفیٰ اور سردار ارتضیٰ کو تو ضرور ہی دیکھے گی۔ وہ اب ڈر بھلا کر ڈھیر سارے ارادے باندھتی کمرے سے نکل آئی تھی۔ کاریڈور میں اس

وقت کوئی نہیں تھا۔ وہ دھیرے سے آگے کوچلنے لگی۔ کاریڈور ختم ہوا تو اسے کنیزوں کی جھلک دکھائی دی۔ وہ ہاتھ سے منہ کو ڈھانپ کر آگے بڑھی اور اس طرف جانکی جو راہداری شہزادی نیلو فر کی منزل کی طرف جاتی تھی۔ وہ راہداری بھی خالی تھی۔ درمیان سے وہ ایک پل کی سی شکل اختیار کر لیتی تھی جہاں سے محل کا دور دور تک کا حصہ دکھائی دیتا تھا۔

واؤ یہ سب تو حقیقت لگ رہا ہے "وہ بڑبڑاتی ہوئی چلتی جا رہی تھی۔" ایک ہال میں پہنچی تو اسے ایک کمرے کے دروازے سے اپنی ہمشکل نکلتی دکھائی دی۔ وہ ہو بہو اس جیسی تھی۔ اس کے چہرے پر معصومیت جھج تھی اور غرور بھی۔ نیناں ساکت سی کھڑی اسے دیکھنے میں گم ہو گئی۔ شہزادی نیلو فر کی نظر بھی اس پر پڑی تو وہ حیرت سے لب واکیے اسے گھورنے لگی نیناں گڑبڑا کر رہ گئی۔ وہ شہزادی کی سفاکیت کو جانتی تھی اسی لیے وہاں سے بھاگنے کی سوچی لیکن شہزادی

اپنے محافظوں کو اشارہ کر چکی تھی۔ وہ نیناں کی طرف بھاگے۔ نیناں نے سپیڈ بھاگنے کی سپیڈ تیز کی لیکن وہ اسے پکڑ کر گھسیٹتے شہزادی کے سامنے لے آئے۔ نیناں چیخنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ایک شخص نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ شہزادی کے حکم پر محافظ اسے پہلے شہزادی کے کمرے میں لائے پھر ایک خفیہ راستے سے تہ خانے وکت سے چلتی نیچے ش میں لے گئے۔ شہزادی بھی پوری شان ع آئی۔

چھوڑ مجھے جانے دو۔ "جیسے ہی نیناں کے منہ سے ہاتھ ہٹا وہ گھٹی" گھٹی آواز میں چیخی۔

پہلے یہ بتاؤ کون ہو تم؟ "شہزادی اپنی ہمشکل کو غور سے دیکھ رہی" تھی۔

میں.... میں دعا کی دوست ہوں۔ "نیناں نے گھبرائے ہوئے لہجے"
میں بتایا۔ شہزادی بھی دعا کو جانتی تھی۔ دعا وہی لڑکی تھی جسے سلطان
پسند کرتے تھے۔ یہ خبر اس تک بھی پہنچی تھی۔
"لیکن وہ تو محل سے چلی گئی تھی۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"
"وہ واپس آگئی ہے؟"

کیوں اور تمہیں ساتھ کیوں لائی ہے؟ "اس بات کا جواب نیناں"
کے پاس نہیں تھا۔ وہ ٹکڑ ٹکڑ شہزادی کا چہرہ دیکھنے لگی۔
تاکہ تمہیں میری جگہ پر بدل سکے ہیں نا۔ "شہزادی نے کہا تو اس"
نے نفی میں سر ہلایا۔ شہزادی عجیب سے انداز میں مسکرائی۔
اسے میرے کپڑے پہناؤ۔ "شہزادی اتنا حکم دے کر باہر نکل چکی"
تھی۔ باقی کا کام اس کی کنیزیں سمجھ چکی تھیں۔ انہوں نے روتی چیختی
نیناں کو زبردستی شہزادی کے کپڑوں میں ٹھونسنا تھا۔ پہلے والے
کپڑے بھی اس کے بدن پر تھے۔ گرمی سے اس کا برا حال ہونے لگا۔

میری ایک بات کان کھول کر سنو لڑکی۔ اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو "ساری زندگی اس جگہ سے باہر نہیں نکل سکو گی۔ تمہاری دوست تمہیں ڈھونڈتی ہی رہ جائے گی" شہزادی نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے غرور سے کہا۔ وہ سہم گئی۔ دعا کے بغیر تو وہ اپنی دنیا میں واپس بھی نہیں جاسکتی تھی۔

میرے محل سے بھاگنے تک تمہیں یہاں رہنا ہو گا۔ پھر جو مرضی "کرنا لیکن اگر دوپہر سے پہلے یہاں سے نکلی تو میرے محافظ تمہیں قتل کر دیں گے۔" شہزادی کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔ نیناں چپ سی اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔ بڑا شوق تھا شہزادی کو دیکھنے کا۔ اب دیکھ لیا۔ مل گیا سکون۔ اس نے خود کو خود ہی لعن طعن کرنا شروع کر دی تھی۔ وہ بے چینی سے کمرے کی چکر کاٹنے لگی۔ محافظ تلواریں لیے بتوں کی طرح کمرے میں ہی کھڑے رہے۔ کچھ دیر بعد دو لڑکیاں اس کے کمرے میں داخل ہو گئی۔

شہزادی آپ نے غسل لے لیا ہے؟ "ایک نے پوچھا تو اس نے نفی " میں سر ہلا دیا۔

فکر مت کرو۔ تھوڑی دیر میں لے کر واپس آجائیں گیں "دو مزید " کنیزیں کمرے میں داخل ہو چکی تھیں جو شہزادی نیلو فر کی ذاتی کنیزیں تھیں۔ وہ نیناں کو غسل خانے میں چھوڑنے آئیں تو دھمکی دینے سے باز نہ رہیں۔ غسل خانے قدم طرز کا تھا لیکن شاندار تھا۔ شاہی محل کا غسل خانے جو تھا۔ اس میں ایک مستطیل تالاب بنا ہوا تھا جس میں نیم گرم پانی بھرا ہوا تھا۔ اس کے ایک طرف سے پانی تالاب میں داخل ہوتا تھا اور دوسری طرف سے نکلتا تھا۔ بالوں پر لگانے کیلئے خوشبو کے بغیر ایک سفوف تھا اور بغیر خوشبو کے ہی ایک صابن تھا۔ پھر بھی نیناں کو غسل لینے میں کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ وہ کچھ دیر بعد ہی غسل خانے سے باہر نکل آئی۔ اس نے ہلکے سرخ رنگ کی سادہ سی فرائیڈ پہن رکھی تھی جو اس کے گھٹنوں سے کچھ اوپر تک

تھی۔ اس پر اسے ریشمی کپڑے کی ایک سرخ فراک پہنائی گئی اور اس ی فراک کو کندھوں پر چڑھایا گیا۔ ک کے اور کڑھائی سے سچی نیٹ مجھے کیوں تیار کر رہے ہو؟ "نیناں جو بہت تیز بنتی اس وقت بھیگی ملی" بنی ہوئی تھی۔

جمعہ کے بعد آپ کا نکاح ہے شہزادی۔ بھول گئیں آپ۔ "میسنی" کنیز نے مسکرا کر اسے دیکھا لیکن مسکراہٹ میں ایک دھمکی چھپی تھی اس نے آئینے میں نظر آتے محافظوں کو دیکھا اور دل ہی دل میں دعا کو کو سا۔ کہاں پھنسا دیا تھا اس نے۔ اگر شہزادی جمعہ کی نماز سے پہلے محل سے نہ نکل سکی تو اسے سردار ار ترضیٰ سے نکاح کرنا پڑ جانا تھا۔ سردار ار ترضیٰ اس کا پسندیدہ کردار تھا لیکن اس کیلئے وہ اپنی دنیا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اگر اس سے نکاح کر کے اپنی دنیا میں بھی چلی جاتی تو کسی اور سے شادی ہی نہ کر پاتی۔ اس سے تو بہتر تھا وہ تہامی سے ہی شادی کر لے۔ اس نے جھر جھری لی۔

یہ میں کیا سوچ رہی ہوں۔ "اس نے منہ بگاڑا۔ دوسری طرف دعا" نیناں کو کمرے میں نہ پا کر جگہ جگہ ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔ کافی دیر کھپنے کے بعد اسے خیال آیا کیوں نہ شہزادی نیلو فر کی منزل پر جائے۔ وہاں گئی تو اسے کچھ عجیب سا لگا۔ وہ تیزی سے دروازہ ناک کرتی شہزادی کے کمرے میں داخل ہو گئی۔ اس وقت صرف دو ہی کنیزیں نیناں کے ساتھ تھیں جو اسے تیار کر رہی تھیں۔ آئینے سے نیناں کا عکس دیکھ کر وہ ٹھٹک کر رک گئی۔ نیناں نے اسے دیکھتے ہی رونی صورت بنائی۔

مجھے بچاؤ دعا "اس کے لب بے آواز ہلے۔ دعا نے گہر اسانس لیا اور" محافظوں کی طرف مڑی۔ آپ دونوں باہر جاؤ۔ "وہ کچھ تذبذب میں نظر آئے لیکن یہ وہ بھی جانتے تھے اس کے حکم کو انکار کرنا مہنگا پڑ سکتا تھا۔ سلطان حیان مصطفیٰ کی حمایت اس کے ساتھ تھی۔ وہ باہر چلے گئے تو دعا نے کنیزوں کو بھی باہر بھیجا۔

دعا! یہ تو نے مجھے کہاں پھنسا دیا دعا۔ شہزادی نیلو فرمجھے اپنی جگہ " چھوڑ کر محل سے بھاگنے کے چکر میں ہے۔ اس نے کہا اگر اس کی بھاگنے تک میں یہاں سے نکلی تو ماری جاؤں گی۔ کچھ کرو یا ر۔ اگر سردار ار ترضیٰ کی مجھ سے شادی ہو گئی تو؟ " وہ بے حد پریشان تھی۔ " تمہیں تو سردار ار ترضیٰ بہت پسند تھا "

بھاڑ میں گیا وہ۔ مجھے نہیں کرنی اس سے شادی۔ مجھے اپنی دنیا عزیز " ہے۔ میں اب تمہارے جذبات سمجھی ہوں دعا۔ مجھے معاف کر دو " پلیز۔ اور میری مدد کرو۔

اچھا زیادہ سینیٹی نہ ہو۔ کرتی ہوں کچھ۔ " دعا نے کچھ سوچنے کی " کوشش کی۔ وہ سب کے سامنے نیناں کو اپنے ساتھ بھی نہیں لے جا سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اس وقت شہزادی نیلو فر کے روپ میں تھی۔ اگر یہ راز کھل جاتا کہ وہ شہزادی نہیں تو شہزادی نیلو فر کا کام خراب ہو جاتا جو وہ بالکل بھی نہیں چاہتی تھی۔ اس کی کہانی ایسے ہی چلنی تھی۔

ایسا کرو سلطان سے بات کرو۔ اس سے کہو وہ نیلو فر کی بجائے حنہ کی " شادی سردار ار ترضیٰ سے کروادے۔

اور وہ تو جیسے میری یہ بات مان لے گا۔ وہ زبان دے چکا ہے لڑکی " اور وہ مجھے سے یہ بھی پوچھ سکتا ہے میں ایسا کیوں کہہ رہی ہوں تم کہنا تمہیں خواب آیا تھا کہ سردار کی شادی نیلو فر سے نہیں حنہ " سے ہونی چاہیے "نیناں نے پر جوش ہو کر کہا۔

میں کوئی پیر مرشد نہیں ہوں جس کے خوابوں پر وہ آنکھ بند کر کے " یقین کر لے۔ "دعا نے طنز یہ کہا۔

وہ تم سے محبت کرتا ہے یا۔ کچھ نہیں کہے گا۔ اپنی دوست کیلئے اتنا " بھی نہیں کر سکتی۔ میں بتا رہی ہوں اگر سردار ار ترضیٰ کی مجھ سے شادی ہو گئی نا تو اسے مار کر بیوہ ہو کر واپس جاؤں گی تاکہ اپنی دنیا میں تو کسی سے شادی کر سکوں "نیناں کی بات پر وہ ہنس پڑی۔

اچھا یار حوصلہ۔ میں کرتی ہوں بات شہزادے سے "وہ بے دھیانی"
میں حیان کو پھر شہزادہ کہہ گئی تھی۔

ہاں جاؤ کرو اپنے شہزادے سے بات "نیناں نے اسے دروازے کی"
طرف دھکیلا۔ وہ اسے گھورتی باہر چلی گئی اور نیناں پینڈو لم کی طرح
کمرے میں چکرانے لگی۔

وہ سیڑھیوں کے راستے سلطان منزل پر پہنچی تو راہداری میں دیواروں
کے ساتھ کھڑے محافظوں نے چونک کر اسے دیکھا پھر سر جھکا لیا۔
وہ اس لڑکی کو سلطان کے پاس جانے سے نہیں روک سکتے تھے۔ دعا
دھیرے سے چلتی سلطان کے کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔ بیرونی
دروازے پر کھڑے محافظوں نے بھی اسے نہیں روکا۔

مجھے سلطان سے ملنا ہے۔ "دعا جھجک کر کہہ رہی تھی جب اس کی"
بات پوری ہونے سے پہلے ہی دروازہ کھول دیا گیا۔ وہ اندر داخل

ہوئی۔ سیاہ تھیم کے ساتھ سجا چھوٹا سا ہال تھا جس میں حام موجود تھا۔
وہ دعا کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔
"دعا آپ؟"

کیا میں سلطان سے مل سکتی ہوں؟" دعا نے پوچھا۔ وہ سر ہلا کر اسے "
لیے سلطان کے کمرے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھول کر پہلے وہ خود
کمرے میں داخل ہوا۔ سلطان حیان مصطفیٰ ایک آئینے کے سامنے
عربی لباس پہنے کھڑا تھا۔ اس کے سنہرے بال گیلے تھے۔ وہ شاید
ابھی غسل لے کر نکلا تھا۔ اور جمعہ کی نماز کیلئے تیار ہو رہا تھا۔
سلطان آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔" حام نے کہا تو حیان نے مڑ کر "
دروازے کی طرف دیکھا۔ اسے لگا ہوا کا ایک ٹھنڈا جھونکا اس کے
وجود سے ٹکرایا ہے۔ دروازے سے دعا داخل ہو رہی تھی۔ نیلی
خوبصورت سے فرائیڈ میں ملبوس، بل دار بال اس کی چہرے کے ارد
گرد ہالہ بنائے کندھوں سے گزر کر کمنیوں تک نیچے آرہے تھے۔

اسے سعد کیسا بتائیں ہم اسے کس سے جا کے ملائیں ہم
وہ تو خود سراپا مثال ہے یہ گلاب کیا یہ غزال کیا
وہ سانس روکے اسے دیکھنے لگا تھا۔ اس نے حام کو جواب نہیں دیا۔ وہ
خاموشی سے خود ہی پلٹ کے کمرے سے نکل گیا۔
کیسے ہیں آپ... سلطان؟ "دعا چند قدم اس کے قریب آئی۔ حیان"
کے چہرے پر معصومیت سے بھری ایک مسکراہٹ چمکی۔
ایک منتظر شخص کیسا ہو سکتا ہے؟ "اس کا جواب یقیناً بے چین تھا۔"
مطلب ٹھیک ہی ہو گے "وہ لا پرواہی سے کہتی کمرے پر نگاہ"
دوڑانے لگی۔ حیان کا دل کیا اس سے شکوہ کرے۔ اس سے اپنے دل
کی ہر بات کہہ ڈالے لیکن پھر خود کو روک گیا۔
"کب آئیں آپ؟"
"شاید صبح کے قریب۔ مجھے تم سے ایک کام ہے۔"

جی بولیں "حیان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ دعائے گہرا"
سانس لیا۔ اس کا دل کیا اسے کہے اتنا معصوم بننے کی ضرورت نہیں
ہے لیکن پھر سر جھٹکا۔

سردار ار ترضی کی شادی شہزادی نیلوفر کی بجائے شہزادی حنہ سے کر
دو۔ "اس نے بغیر لگی لپٹی رکھے کہا تھا۔ حیان کی بھنویں سکڑی۔
پلیز مجھ سے یہ مت پوچھنا کیوں۔ بس اتنا جان لو کہ یہی بہتر رہے"
"گا۔

آپ کو یہ خواب سے پتہ چلا ہے؟" وہ پر سوچ لہجے میں بولا۔ دعائے
بمشکل مسکراہٹ چھپائی۔ کاش وہ اسے بتا سکتی سردار ار ترضی حنہ کو
پسند کرتا ہے۔ لیکن ایسے غیرت مند بھائی کو غصہ بھی آسکتا تھا اور
سارا کام خراب بھی ہو سکتا تھا۔

ہاں یہی سمجھ لو۔ "اس نے ٹالنے والے انداز میں کہا۔"

کیا مطلب یہی سمجھ لو؟ "حیان اتنا بھی معصوم نہیں تھا۔ دعائے"
اسے گھورا۔

مجھے سردار ار ترضیٰ اور شہزادی حنہ کی جوڑی ایک ساتھ پسند ہے۔"
میری خواہش ہے ان دونوں کی شادی ہو۔ کیا تم میری ایک خواہش
بھی پوری نہیں کر سکتے؟" دعائے اسے جذباتی بلیک میل کرنا چاہا۔ وہ
مسکرایا۔

کر سکتا اگر یہ میری زندگی کا معاملہ ہوتا۔ یہ سردار ار ترضیٰ اور"
شہزادی نیلوفر کی زندگی کا معاملہ ہے اور میں اپنی بہن پر بھی کوئی
زبردستی حکم نہیں ڈال سکتا۔" وہ سنجیدگی سے اسے سمجھانے لگا۔
سردار ار ترضیٰ سے اگر تم کہو کہ شہزادی نیلوفر کی بجائے حنہ سے"
شادی کر لے تو وہ راضی ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ ملکہ پر اپنا فیصلہ چھوڑ
چکا ہے۔ شہزادی نیلوفر بھی ملکہ کے کہنے پر راضی ہوئی تھی۔ اسے
سردار ار ترضیٰ سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ بلکہ وہ ابھی شادی کرنے

کے حق میں نہیں۔ رہی شہزادی حنہ کی بات تو سردار ار ترضیٰ کا ساتھ اس کیلئے برا نہیں ہوگا۔ سردار ار ترضیٰ اچھا انسان ہے۔ مجھے وہ شہزادی حنہ کے ہی قابل لگتا ہے "وہ بھی سنجیدگی سے دلیلیں دے رہی تھی۔

اسے اپنا آپ اس خزانہ بھابھی جیسا لگ رہا تھا جو نند کی شادی اپنی مرضی سے کروانے کیلئے شوہر کو پٹیاں پڑھاتی ہے۔ افس۔ نینا کی وجہ سے اسے کیا کیا کرنا پڑ رہا تھا۔ خیر سردار ار ترضیٰ برا تو نہیں تھا کہ حنہ کے ساتھ وہ ظلم کر رہی تھی۔

ٹھیک ہے میں کرتا ہوں کچھ۔ "حیا نے گہری سانس لے کر سر ہلا " دیا۔ یہ تو طے تھا وہ دعا کی خواہش رد نہیں کر سکتا تھا۔ چاہے کامیابی حاصل نہ ہوتی وہ کوشش تو کر ہی سکتا تھا۔

بادب ہوشیار۔ سلطان حیا مصطفیٰ تشریف لارہے ہیں "دربان " کی آواز شہزادی نیلو فر کی منزل پر گونجی تو سب قطاروں میں لگ

گئے۔ وہ جہاں جہاں سے گزرتا گیا کنیزوں اور غلاموں نے جھک کر اسے تعظیم پیش کی۔ دعا اس سے کچھ دیر قبل ہی شہزادی نیلو فر کے کمرے میں آچکی تھی اور نیناں کو سمجھا چکی تھی اسے کیا کہنا تھا۔ نیناں نے سلطان حیان مصطفیٰ کو کمرے کے دروازے سے اندر داخل ہوتے دیکھا تو لب گول کرتی واؤ بولی تھی۔ دعا اتنے خوبصورت انسان کیلئے مادی دنیا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اسے دعا کیلئے افسوس ہوا۔ حیان نے تمام کنیزوں اور غلاموں کو باہر جانے کا حکم دیا اور شہزادی نیلو فر کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اسے کچھ سمجھ آگئی تھی کہ شہزادی نیلو فر خود ہی یہ شادی نہیں کرنا چاہتی تھی اور انکار بھی نہیں کر پار ہی تھی اس لیے اسی نے دعا کو بھیجا ہوگا۔

کیا تمہیں اس شادی پر اعتراض ہے؟ "وہ سنجیدہ نگاہیں اس پر ٹکائے" ہوئے تھا۔ نیناں نے گڑ بڑا کر دعا کو دیکھا۔ دعا نے دانت پیسے۔

نہیں اعتراض تو نہیں۔ سردار ار ترضیٰ ایک اچھے انسان ہیں لیکن میرا " ا بھی شادی کرنے کا دل نہیں ہے۔ "نیناں منمنا کر بولی تھی۔ حیان نے سر ہلایا۔ وہ سمجھ سکتا تھا۔ وہ ابھی تک اپنے باپ کے غم میں تھی۔ ایسے میں اس پر زبردستی کرنا ٹھیک نہیں تھا۔

ٹھیک ہے فکر مت کرو۔ تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔ سردار " ار ترضیٰ کی شادی تم سے نہیں ہوگی۔

لیکن آپ نے اعلان تو کروادیا ہے نا شہر میں شادی کا۔ اگر شادی نہ " ہوئی تو طرح طرح کی باتیں بنیں گیں۔ آپ شہزادی حنہ کی شادی سردار ار ترضیٰ سے کروادیں۔ " یہ بھی دعا کی پڑھائی ہوئی پٹی تھی جو نیناں شہزادی نیلو فر کا کردار نبھاتے ہوئے بول رہی تھی۔

فکر مت کرو۔ جو خدا کو بہتر لگا ہو جائے گا " حیان نے اس کے سر پر " ہاتھ رکھا اور ایک نظر دعا پر ڈال کر واپس چلا گیا۔ اس نے پھر ملکہ کے کمرے کا رخ کیا تھا اور انہیں بتایا کہ شہزادی نیلو فر اس شادی کیلئے

راضی نہیں۔ ملکہ کو شہزادی پر سخت غصہ آیا۔ اس نے دھمکی کی پرواہ بھی نہیں کی تھی حالانکہ وہ موت سے خوفزدہ لڑکی تھی۔

لیکن پہلے تو وہ راضی تھی۔ اب کیا ہوا اسے اور اگر اس کی شادی "سردار ارتضیٰ سے نہ ہوئی تو لوگوں کو کیا جواب دیں گے جو نکاح کی تقریب کیلئے اکٹھے ہو چکے ہیں۔" ملکہ پریشانی سے بولی

شہزادی حنہ سے بات کریں۔ اگر وہ شادی کیلئے راضی ہے تو میں "سردار ارتضیٰ سے بات کر لیتا ہوں۔" وہ بولا تو ملکہ نے پریشانی سے سر ہلایا تھا۔

کیا؟ "حنہ حیرت سے پلٹی تھی۔ معصوم سے سنجیدہ چہرے پر اب "پریشانی اور حیرت واضح تھی۔"

میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے شہزادی۔ ملکہ کچھ دیر میں آپ " سے بات کرنے بھی آئیں گی۔ "کنیز نے سر جھکا کر مؤدب لہجے میں کہا۔

یہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں نہیں کروں گی سردار ار ترضیٰ سے " شادی۔ "وہ سخت لہجے میں بولی اور دروازے کی طرف بڑھی۔ تبھی ملکہ بھی دروازے پر نمودار ہوئی تھی۔ وہ رک کر انہیں دیکھنے لگی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک صوفے پر ایک دوسرے کی طرف رخ کیے بیٹھی تھیں۔ گلابی پردوں سے چھن کر آنے والی روشنی کمرے کو گلابی کیے ہوئے تھی۔ ملکہ سردار ار ترضیٰ کی تعریف کر رہی تھی۔

وہ ایک ذمہ دار شخص ہے۔ خوبصورت ہے اور غیر شادی شدہ ہے۔ " پھر بھی شہزادی نیلو فر نے اس سے شادی سے انکار کر دیا لیکن آج نکاح ضروری ہے۔ ہم سب انتظامات کر چکے ہیں۔ شہر کے اکثر لوگ " نکاح کی تقریب کیلئے جمع ہو چکے ہیں۔

تو مجھے بلی کا بکرہ کیوں بنایا جا رہا ہے۔ کسی اور لڑکی سے بھی تو نکاح ہو " سکتا ہے سردار ار ترضیٰ کا۔ "حنہ سخت اکتائی ہوئی لگ رہی تھی۔ ملکہ نے اسے غصے سے گھورا۔

ایک تو تم لڑکیوں کی مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ سردار ار ترضیٰ میں آخر " کمی کیا ہے۔ کیوں اتنے نخرے کیے جا رہے ہیں؟ "ملکہ کے ماتھے پر سلوٹیں پڑ چکی تھیں۔ حنہ کو سمجھ نہ آئی انہیں کیسے منع کرے۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کہ سردار ار ترضیٰ میں کوئی کمی ہے۔ لیکن مجھے " ان سے شادی نہیں کرنی۔

تمہیں ان سے شادی کرنی ہوگی حنہ۔ تمہاری عمر کی لڑکیاں " بیوقوف ہوتی ہیں۔ ان کیلئے بڑوں کو ہی فیصلے لینے پڑتے ہیں۔ اور تمہاری ماں کی دوست ہونے کے ناتے ہم تمہیں کوئی بیوقوفی نہیں کرنے دیں گے۔ "ملکہ کا لہجہ سخت اور حکمیہ تھا۔

"!ملکہ"

بس۔ اگر کوئی ٹھوس وجہ ہے تو تمہارا انکار قبول ہو گا ورنہ نہیں۔"

ار تفضیٰ نہ ہی بوڑھا ہے نہ ہی بہت سی عورتوں کے چکر میں ہے۔ اس کا ساتھ تمہارے لیے ناگوار نہیں ہو گا ہمیں یقین ہے "ملکہ کو اپنا وقت یاد آیا۔ اسے ظہیر اشہد کی انہی باتوں پر اعتراض تھا۔ اگر اس کے گھر والے اس کے جوڑ کا کوئی ڈھونڈتے جو چاہے شکل میں زیادہ اچھا نہ ہوتا لیکن صرف اسی کا ہوتا اور اس کا ہم عمر ہوتا تو وہ خوشی خوشی اسے قبول کر لیتی لیکن اس کے اپنوں نے اس سے غیروں والا سلوک کیا۔ اس نے سر جھٹکا۔

آپ میری شادی چاہے کسی بوڑھے سے ہی کروادیں لیکن...."

حنہ بے بسی سے بول رہی تھی جب ملکہ نے اس کی بات کاٹی۔

شہزادی حنہ۔ عقل سے کام لیں۔ وقت نکل گیا تو بہت پچھتائیں"

گی۔ اور اگر سردار ار تفضیٰ سے شادی کر لی تو ایک وقت آئے گا آپ

بروقت صحیح کیے جانے والے فیصلے پر خوش ہوں گی۔" ملکہ نے کہا تو
حنہ کو خاموش ہونا پڑا۔

آپ کے بھائی کی عزت اب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ نہیں
چاہتیں کہ ان کی جگہ ہنسائی نہ ہو تو اس شادی پر راضی ہو جائیں "ملکہ
نے آخری وار کیا اور اس کے پاس سے اٹھ گئی۔ وہ جانتی تھی بھائی کیلئے
حنہ کچھ بھی کر لے گی۔

سردار ار ترضیٰ سے جب پوچھا گیا کہ کیا وہ شہزادی نیلو فر کی بجائے
شہزادی حنہ سے شادی کر لے گا تو اس پر شادی مرگ کی سی کیفیت
طاری ہو گئی۔ بمشکل اس نے اپنی مسرت کو چھپایا اور بڑی عاجزی سے
ہاں کہہ دیا۔ اگلا مرحلہ آسان ہی تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد سردار
ار ترضیٰ اور شہزادی حنہ نکاح کے بندھن میں بندھ گئے۔ سردار
ار ترضیٰ کے قریبی ساتھی بھی محل پہنچ چکے تھے۔ وہ حنہ کو ایک قیدی

کی حیثیت سے جانتے تھے لیکن جب انہوں نے اسے شہزادی کے روپ میں دیکھا تو دنگ رہ گئے۔ محل سے باہر لوگوں کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی کہ شہزادی نیلوفر کی بجائے شہزادی حنہ کی شادی کیوں کو رہی ہے۔ نیناں نے شہزادی نیلوفر کی سی ٹھاٹ باٹھ سے اس شادی میں شرکت کی تھی۔ سردار ارتضیٰ کو دیکھنا اسے بہت اچھا لگا تھا لیکن وہ پھر بھی اس کیلئے اپنی دنیا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اسے یاد بھی اب ستانے لگی تھی۔ ک تو اپنے دور دراز کے رشتے داروں تہامی جو اسے زہر سے بھی بتا لگتا تھا تین صدیوں کی دوری پر وہ بھی دور کے ڈھول سہانے کی طرح خوبصورت لگ رہا تھا۔ نیناں بار بار دعا سے پوچھ رہی تھی کہ آج رات سونے سے وہ واپس تو پہنچ جائیں گے نا۔ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوگی۔ اور دعا اسے تسلیاں دے رہی تھی۔ وہ سفید فراق میں ملبوس شادی انجوائے کر رہی تھی۔ ہلکا پھلکا ساز یور بھی اس کی گردن اور کانوں میں موجود تھا۔ مردوں اور خواتین کا

انتظام الگ الگ کیا گیا تھا سو اس کا سامنا پھر سلطان سے نہیں ہو سکا تھا۔ شادی کی تقریب رات تک جاری رہی تھی۔ پھر رخصتی کا وقت آیا تو سلطان حیان مصطفیٰ نے بہت سے تحفے اپنی بہن کو دے کر سردار ار ترضیٰ کے ساتھ رخصت کیا تھا۔ اپنے بھائی کیلئے اس نے لبوں پر مسکراہٹ سجالی تھی۔ اس کی زندگی کے دواہم مقصد تھے۔ اپنی ماں کا بے تھے۔ وہ حک بد لہ لینا اور اپنی پہچان منوانا۔ یہ دونوں کام ہو مطمئن تھی۔ سردار ار ترضیٰ کو تو وہ دیکھ لے گی۔ اس نے سوچ لیا تھا۔ وہ اب اس کی قیدی نہیں تھی۔ شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اب وہ اپنی مردانہ انا کیلئے اس کے وقار کو مجروح کرنے کی کوشش بھی کرتا تو اسے برابر کا جواب دے سکتی تھی۔ لیکن ایک بات اسے بے چین کر رہی تھی۔ سردار کی ضد تھی اسے اپنے نکاح میں لانا اور وہ یہ ضد ہوتی کر چکا تھا۔ اب وہ اسے جتائے گا اور وہ چاہ کر بھی کبھی اس کے نکاح کی قید سے نہیں نکل سکے گی۔ وہ انہی سوچوں میں گم بھگی

میں سوار ہوئی تھی۔ سردار ار تضحیٰ البتہ گھوڑے پر ہی تھا اور اس کا گھوڑا بھگی کی کھڑکی کے قریب تھا جس کے پردے کے پیچھے اس کی جنگجو بیوی بیٹھی تھی۔ وہ اب اس کی تھی۔ یہ سوچ کر ہی اس کے دل میں ٹھنڈ پڑ جاتی تھی۔ اسے یہ جتنا کتنا مزے کا ہوگا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔

باب پنجم: جنگ

رات گہری ہو چکی تھی لیکن شہزادی نیلو فرا بھی اپنی منزل سے کچھ دور تھی۔ اس کے ساتھ صرف دو محافظ اور حرم تھی۔ وہ سب گھوڑوں پر سوار تھے اور قصبے کی طرف جانے والی سنسان پگڈنڈی پر سفر کر رہے تھے جس کے ارد گرد کھیت موجود تھے۔ قصبے کی آبادی مشعلوں کی روشنی میں دور سے ہلکی سی نظر آرہی تھی۔ اچانک کچھ گڑھ سوار دائیں طرف سے درختوں کے جھنڈ سے نکل کر ان کے

سامنے آگئے۔ شہزادی نیلو فر کے قافلے نے گھبرا کر گھوڑے روک لیے۔ سامنے موجود لوگوں کی تعداد ساتھ تھی۔ شہزادی کے دو محافظ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے قافلے کو پوری طرح گھیر لیا۔

جو بھی ہے نکالو۔ "ایک غرایا تھا۔ کچھ سوار غور سے شہزادی اور "حرم کو دیکھ رہے تھے وہ پہچان گئے تھے کہ وہ لڑکیاں تھیں حالانکہ انہوں نے ہڈیز پہن رکھی تھیں اور چہرے پر نقاب تھے لیکن ان کی جسامت اور آنکھوں کی بناوٹ نے ان کا راز کھل گیا تھا۔ شہزادی کے محافظ کسی حملے سے بچنے کیلئے اپنے ساتھ لایا جانے والا سامان ان کے حوالے کر دیے تھے۔ وہ بھی جانتے تھے کہ ان کے ساتھ مقابلہ مشکل ہوگا۔

ان کے ساتھ لڑکیاں ہے۔ مال کو چھوڑو۔ لڑکیوں کو قابو کرو۔ "ڈاکوؤں کے سردار نے چلا کر کہا۔ ساتھ ہی کئی تلواریں نیاموں سے

خونناک آواز پیدا کرتی باہر نکلی تھی۔ شہزادی کے محافظ بھی تلواریں نکال چکے تھے۔ اب مقابلے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ انہوں نے بہت تیزی سے دشمنوں پر وار کیے لیکن صرف ایک شخص کے ہلاک ہونے کے بعد وہ مارے گئے۔ اس دوران خوف سے کانپتی لڑکیوں نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن ڈاکوؤں کے دوسا تھی انہیں پکڑ چکے تھے۔ ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر وہ اب انہیں اپنے ساتھ لیے جا رہے تھے۔

ان لڑکیوں کی کتنی قیمت لگ جائے گی؟ "وہ سفر کے دوران باتیں" بھی کر رہے تھے۔

ہماری سوچ سے بھی زیادہ۔ دونوں ہی خوبصورت ہیں۔ "حرم نے" انہیں شہزادی نیلوفر کے بارے میں بتانا چاہا لیکن اسے آکٹوپس کی طرح جکڑنے والے شخص نے اس کے منہ پر بھی ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ شہزادی نیلوفر دہشت سے بیہوش ہو چکی تھی۔

دعا اور نیناں شہزادی نیلو فر کے کمرے میں موجود تھیں اور وہیں
سونے والی تھیں جب ایک کنیز دعا کو بلانے آگئی۔

سلطان آپ کو بلارہے ہیں۔" دعا نے آنکھیں پھیلانیں اور نیناں کو
ایک نظر دیکھا۔ وہ شرارت سے مسکراتی کندھے اچکا گئی۔ دعا کا دل
کیا انکار کر دے لیکن پھر رک گئی۔ اس نے دعا کی بات مانی تھی۔ وہ
کیسے انکار کرتی۔ ناچار اٹھ کر وہ حیان کے کمرے میں آئی۔ حیان
بالکونی میں موجود تھا۔ دعا کو بھی وہاں آنا پڑا۔ وہ اس کے دائیں طرف
جنگلے کے قریب آکھڑی ہوئی تھی۔ حیان اب اس کی طرف رخ موڑ
چکا تھا۔ آسمان پر چمکتا چاند ان پر اپنی چاندنی نچھاور کر رہا تھا۔ حیان
چاندنی میں چمکتے اس حسین مجسمے کو کچھ پل مبہوت سا دیکھتا رہا تھا
سنا ہے رات اسے چاند تکتا رہتا ہے
ستارے بام فلک سے اتر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے دن کو اسے تتلیاں ستاتی ہیں
سنا ہے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں
سنا ہے حشر ہیں اس کی غزال سی آنکھیں
سنا ہے اس کو ہرن دشت بھر کے دیکھتے ہیں
معذرت آپ کو تکلیف دی "وہ نرمی سے بولا۔"
کیوں تکلیف دی؟ "دعا نے بھنویں اچکائیں۔ وہ ایک پل کو ہنسا۔"
زیادہ تکلیف تو نہیں دے دی؟ "اس نے شرارت سے پوچھا۔ دعا"
نے مسکرا کر سر جھٹکا۔
کس لیے بلایا تھا؟ "اس کے انداز سے لگ رہا تھا اسے یوں بلایا جانا"
پسند نہیں آیا تھا۔ حیان نے خود کو دل میں کو سا۔
سوچا آپ کہیں پھر سے چلی نہ جائیں ایک دفعہ مل لوں "اس نے"
معصومیت سے وجہ بتائی۔

ایک سلطان کو دل کی ماننازیب نہیں دیتا۔ "دعا نے ناصحانہ انداز میں" کہا۔

"سلطان بھی تو انسان ہوتا ہے"

لیکن وہ دوسرے انسانوں سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ وہ... سلطان ہوتا ہے۔ "دعا نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اس کا سحر پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ حیان کو گھیرنے لگا۔ اس نے بمشکل سانس کھینچ کر جنگل کی طرف رخ پھیرا۔

زندگی اتنی مشکل کیوں ہوتی ہے۔ ایک بادشاہ بھی کبھی کبھار جو چاہتا ہے وہ نہیں کر پاتا۔ "وہ بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔

ایسا تب ہوتا ہے جب ہم دوسروں سے توقعات وابستہ کرتے ہیں۔ "دعا نے درپردہ اسے سمجھا دیا تھا وہ اس سے توقعات وابستہ نہ کرے۔ ان کا تعلق بھی عجیب تھا۔ وہ سامنے کی بات بھی کھل کر نہیں کہہ پاتے تھے۔ دعا جانتی تھی وہ اس سے محبت کرتا ہے لیکن ایسے نظر

انداز کر رہی تھی جیسے کو عام معاملہ ہو اور حیان بھی محبت کرنے کے باوجود زبان سے کچھ ظاہر نہیں کر پارہا تھا۔

آپ کہاں رہتی ہیں؟ "حیان نے بات بدل کر ایک اہم سوال کیا۔"

کیوں بتاؤں؟ "دعا نے منہ بنایا۔ وہ مبہوت سا اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔"

مجھے چلنا چاہیے۔ "وہ جانے لگی کہ بے ساختہ حیان نے اس کی کلائی"

تھام لی۔ دعا نے ایک جھٹکے سے اس کے چہرے کو تیز نگاہوں سے گھورا تھا۔ ایک لمحہ اس کی چمکتی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد حیان نے مسکراہٹ روکتے اس کی کلائی چھوڑ دی تھی۔ وہ جب ایسے تیز نگاہوں سے گھورتی تھی تو حیان کو اس کی نظروں کی تپش روح کی گہرائیوں تک محسوس ہوتی تھی۔

سوری۔ "اس نے معصومیت سے کہا۔ دعا کا غصہ جھاگ کی طرح"

بیٹھا۔ وہ کیوں معصوم ہیروئن کی طرح ری ایکٹ کرتا تھا۔ اس کا دل کیا اسے بتائے کہ وہ کبھی کبھی کتنا معصوم اور پیارا لگتا ہے۔

شہزادے! باز آ جاؤ تم۔" وہ دانت پیس کر کہتی چلی گئی تھی۔ حیان " کھل کر ہنسا تھا۔ اس کا ذرا سا ساتھ ہی اسے خوش کر دیا کرتا تھا۔ اس سے زیادہ خوشی وہ برداشت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے سوچ کر خود کو تسلی دی تھی۔

سردار ار ترضی اور شہزادی حنہ شیر شاہ اپنی حویلی پہنچ چکے تھے۔ وہاں ان کا شاندار استقبال کیا گیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا سارا قبیلہ حویلی کے گرد جمع ہو گیا تھا۔ لوگ خوشی سے نعرے لگا رہے تھے۔ حویلی کے وسیع احاطے میں دلہاد لہن کو کچھ دیر بٹھا کر ان کے سامنے روایتی رقص پیش کیے تھے۔ رقص مرد ہی کر رہے تھے لیکن عورتوں نے گانا گا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا۔ حنہ کو وہ سارا ہنگامہ اچھا لگ رہا تھا لیکن سردار ار ترضی کو کچھ خاص پسند نہیں آ رہا تھا۔ وہ تو صرف حنہ کو اپنے ساتھ چاہتا تھا۔ اس کا بس چلتا تو چٹکی بجا کر سب کو غائب کر دیتا۔ لیکن

اسے صبر کرنا پڑا تھا۔ خدا خدا کر کے وہ کمرے میں پہنچے تھے۔ تنہائی ملتے ہی اس نے گہری سانس لی۔

سر درد کر کے رکھ دیا "اس نے بڑبڑا کر پگڑھی کو ایک صوفے پر" اچھالا تھا۔ حنہ نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ارتضیٰ اس کی طرف متوجہ ہوا تو فاتحانہ مسکرایا۔

کہا تھا نا ایک دن تم ضرور میری دسترس میں آؤ گی۔ "وہ مزے سے" کہتا اس کے قریب آیا تھا۔

اس میں آپ کا کوئی کمال نہیں۔ آپ تو شہزادی نیلو فر سے شادی کرنے والے تھے۔ "حنہ نے استہزائیہ کہا۔ وہ تلملا کر رہ گیا۔ "تو تمہیں برا لگا تھا؟ اسی لیے طعنہ دے رہی ہو؟"

نہیں بس جتا رہی ہوں۔ زیادہ غرور اچھا نہیں ہوتا۔ "وہ کہہ کر اس نے قریب سر گزرنے لگی۔ ارتضیٰ نے اس کا بازو تھام کر اپنے سامنے کیا تھا۔

پرانی باتیں بھول جاؤ۔ چلو نئی زندگی شروع کرتے ہیں۔ تم میری "فرمانبردار بن جاؤ۔ میں اپنی اکڑ چھوڑ دیتا ہوں۔" وہ بہت نرمی سے بولا تھا۔ وہ استہزاء سے مسکرائی۔

آپ کو کیا لگا قید کی تکلیف آسانی سے بھول جاؤں گی میں؟ "اس" نے سلگ کر پوچھا تھا۔ اس نے گہری سانس لی تھی۔ کاش وہ اس کے ساتھ زبردستی نہ کرتا۔ شادی تو ہو ہی جانی تھی۔
حنہ نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوا اور آگے بڑھ گئی۔ اور سردار کی انا کیسے گوارا کرتی کہ وہ اس کی منتیں کرتا۔ اس نے بھی منہ بنا لیا اور نتھنے پھلا لیے۔

ساری خوشی ہوا کر دی۔ کیا فائدہ اتنے جتن کرنے کا۔ تمہیں خود "سے محبت نہ کروائی تو میرا نام بھی ارتضیٰ نہیں۔" وہ شیروانی اتار کر زور سے زمین پر مارتا خود کلامی میں مصروف تھا۔

دعا اور نیناں کی آنکھ تقریباً ایک ساتھ ہی کھلی تھی۔ نیناں نے ارد گرد دیکھ کر سینے پر ہاتھ رکھا۔ گہرا سانس لیا۔

شکر ہم واپس آ گئے۔ "وہ اٹھ بیٹھی۔ دعا نے اپنے بستر کی طرف" دیکھا جہاں آبرو بڑے مزے سے سو رہی تھی۔

یہ سب اس موٹی کی وجہ سے ہوا ہے۔ نہ یہ یہاں آتی۔ نہ میں" تمہیں اپنے پاس سلاتی اور نہ میں تمہارے ساتھ کہانی میں جا پھنستی" نیناں نے آبرو کو گھورتے ہوئے کہا۔ دعا ہنسی۔
تو تمہیں یقین آ گیا کہ میں کہانی کی دنیا میں چلی جاتی ہوں۔ "دعا بھی" اٹھ کر بیٹھی گئی۔

واقعی یار۔ یہ آخر کیسے ہو سکتا ہے۔ "نیناں علامہ اقبال کی طرح ہاتھ" پر ٹھوڑی ٹکا کر غور و حوض کرنے لگی۔

اٹس فیہ منٹیسسی۔ "دعا بستر سے اتری اور جوتے پہنے"

خوفناک فیہ منٹیسسی "نیناں نے جھر جھری لی۔"

" اتنی مزے کی تو تھی۔ "

ہاں لیکن میں خوف کے مارے ڈھنگ سے انجوائے ہی نہیں کر " پائی۔ اس سے بہتر ہے میں کہانی سے باہر رہ کر ہی اسے پڑھ لیا کروں "نیناں نے کہا تو وہ سر جھٹکتی آبرو کو جگانے آگے بڑھ گئی۔

مسٹر مار تھیو آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں " قیصر نے سلطان " حیان مصطفیٰ کو اطلاع دی۔

آنے دو کچھ پل کے توقف کے بعد وہ بولا تو قیصر سر ہلا کر دیوان " خانے سے باہر چلا گیا۔ اگلے منظر میں ایک ادھیڑ عمر انگریز حیان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں شاطر لگتی تھیں۔ لبوں پر منافقانہ مسکراہٹ تھی۔

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے انگلستان سے تعلیم " حاصل کی ہے۔ مجھے امید ہے آپ ہماری بات کو دوسروں سے زیادہ

اچھے طریقے سے سمجھ سکیں گے "مار تھیو میٹھے لہجے میں کہہ رہا تھا۔
حیان استہزائیہ مسکرایا۔

"بالکل۔ کیا بات کرنا چاہتے ہیں آپ؟"

آپ جانتے ہیں کہ مغلوں کی حکومت کو ہم نے کیسے دلی تک محدود
کر دیا ہے۔ ہماری وجہ سے ہندوستان کو مغلوں سے آزادی ملی ہے اور
جو بھی ریاستیں اس قید سے نکلی ہیں انہیں ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے۔
"مار تھیو نے غرور ظاہر کیے بنا بڑے عام سے لہجے میں کہا تھا۔ حیان
خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

اور وہ شکر گزار ہیں بھی۔ کئی ریاستیں ہم سے معاونت چاہتی ہیں۔"
ہم کسی شرط کے بغیر ان کے علاقوں میں تجارت کرتے ہیں اور
بدلے میں اپنی پرائیویٹ فوج سے ان کا تحفظ کرتے ہیں۔" وہ کچھ
مزید بھی کہنا چاہتا تھا کہ حیان بول پڑا۔

اور اگر کوئی آپ کی معاونت لینے سے انکار کر دیں تو آپ اتنے اچھے ہیں کہ زبردستی اپنی مدد دینے کیلئے اس راجا کو بدل دیتے ہیں "حیان کے طنز نے مار تھیو پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ کم عمر ضرور تھا لیکن بیوقوف نہیں۔

نہیں۔ ہم ایسا کچھ نہیں کرتے۔ ہم تو بس ایک پیشکش کرتے ہیں۔ " جو نہ لینا چاہے ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں لیکن اس کے دشمن ایسے حالات بنا دیتے ہیں کہ انہیں ہماری مدد لینا پڑتی ہے۔ اور مجھے نظر آ رہا ہے آپ کو بھی فوج کی ضرورت ہے۔ راجا دیو سے آپ کی ایک بڑی جنگ ہونے جا رہی ہے " مار تھیو تحمل سے بولا تھا میرے پاس فوج کی تعداد کافی ہے۔ مجھے آپ کی ضرورت نہیں " ہے

ایک دفعہ پھر سوچ لیں۔ ایسا موقع پھر نہیں آئے گا۔ اگر آپ نے " ہمیں انکار کر دیا تو ہم راجا دیو کے مدد مانگنے پر ان کا ساتھ دیں گے۔

"مار تھیو کے لبوں پر شاطرانہ مسکراہٹ آئی اور حیان کے ماتھے پر بل آئے تھے۔ یہ واقعی تشویش کی بات تھی۔ وہ تیز نظروں سے مار تھیو کو گھورنے لگا تھا۔ وہ منافق بوڑھا بیت چالاک تھا۔ حیان اس کی فوج کو ایک بار ہرا چکا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ اس کی مدد کیلئے بچھا چلا جا رہا تھا۔ آپ جو چاہیں کریں۔ لیکن اپنی ریاست میں میں آپ کی ذرہ برابر" بھی دخل اندازی برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ جاسکتے ہیں۔" حیان نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تھا۔ مار تھیو مایوس ہو کر اٹھ کھڑا ہوا لیکن جاتے جاتے بھی سلطان کو ایک دفعہ پھر سوچنے کے مشورے سے نواز گیا۔

اب ہم کیا کریں گے؟" قیصر نے پریشانی سے پوچھا۔ حیان نے "آگے کو ہو کر کمنیاں گھٹنوں پر رکھیں۔"

ہمیں انہیں کسی بھی طرح راجاد یو کا ساتھ دینے سے روکنا ہو گا۔" فرش پر بچنے قالین پر نظریں جمائے وہ پر سوچ انداز میں بولا تھا۔

ساحل سمندر کے قریب ایک بڑا بحری جہاز کھڑا تھا۔ چھوٹی کشتیوں کے ذریعے لوگ اس تک جا رہے تھے اور سامان بھی لے جایا جا رہا تھا۔ ایک کشتی میں ملاح کے ساتھ دو خطرناک چہروں والے لوگ ہنٹر جڑے کھڑے تھے۔ بارہ لڑکیاں خوف سے اپنی کشتی کی سطح پر بیٹھیں تھیں۔ ان کی حالت بری تھی۔ پیروں میں جوتے نہیں تھے۔ بال الجھے ہوئے تھے۔ چہرے میلے اور زرد تھے۔ آنکھوں کی جوت بجھی ہوئی تھی۔ ان سب کے ہاتھ ایک ہی رسی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ وہ نہ تو اپنی مرضی سے بیٹھ سکتی تھیں نہ لیٹ سکتی تھیں۔ کچھ لڑکیوں کے چہروں پر تکلیف کے اثرات تھے۔ لیکن ان کی سر پر کھڑے جلادوں کو ان کی حالت کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ بلکہ وہ ہنٹر آزمانے کا موقع ڈھونڈنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان بے بس لڑکیوں میں ایک شہزادی نیلو فر بھی تھی۔ اس کے ساتھ حرم بھی

بیٹھی تھی۔ اسی کی وجہ سے شہزادی کو ابھی تک حوصلہ تھا۔ لیکن
س کے سفید جلد کو تاریک کر رکھا تھا۔ کشتی آہستہ سے اماؤسی نے
تیرتی بحری جہاز سے آگئی۔ جلا دوں نے چلا چلا کر لڑکیوں کو کھڑا کیا
اور ان کی رسیاں کھول کر باری باری سیڑھیوں سے اوپر چڑھانے
لگے۔ سیڑھی کے قریب کشتی میں کھڑا شخص لڑکوں کو کسی بے جان
چیز کی طرح اٹھا کر اوپر کرتا۔ سیڑھیوں کے درمیان کھڑا شخص ایک
ہاتھ سے لڑکی کو مزید اوپر کرتا اور جہاز پر کھڑے شخص انہیں اوپر کھینچ
لیتے۔ دو لوگوں انہیں پھر سے ایک لمبی رسی میں جکڑ رہے تھے۔ کچھ
دیر بعد بارہ لڑکیاں ایک ہی رسی میں بندھی جہاز کے ایک حصے کی
طرف جارہی تھیں۔ سب جانتے تھے کہ وہ زبردستی غلام بنا کر
انگلستان لے جائی جارہی ہیں لیکن یہ ان کیلئے معمولی بات تھی۔ کسی کو
اس پر اعتراض نہیں تھا۔ کوئی ان کا پرسان حال نہیں تھا۔ اس جہاز
کے دوسرے کنارے پر جاسم کچھ لوگوں کے ساتھ سامان جہاز میں

کا تھا۔ شہزادی کی غلامی بچ رہا تھا۔ وہ جہاز کے عملے میں شامل ہو
وہ چھوڑ چکا تھا لیکن پیسے کمانے کیلئے اسے کچھ تو کرنا ہی تھا۔ آخری
کارٹن اٹھائے جب وہ اگلے حصے کی طرف آ رہا تھا تو بے بسی سے روتی
شہزادی کی نظر اس پر پڑ گئی تھی۔ اس کے آنسو ٹھٹھر گئے۔ وہ ساکت
ہو گئی۔ اس سے اگلی لڑکی بھی جھٹکا لگنے سے رک گئی اور مڑ کر اسے
گھورا۔ حرم نے شہزادی کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ اس کی
بھی آنکھیں چمکیں۔ اسے امید بندھ گئی کہ وہ ضرور ان کی مدد کرے
گا۔ لڑکیوں کی ساری لائن رکی تو جلا دوں نے غصے سے انہیں ڈانٹتے
آگے کو کھینچا۔ شہزادی لڑکھڑا کر سنبھلی۔ اس کی نظریں جاسم پر ہی
تھیں۔ وہ اسے چیخ چیخ کر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی تھی لیکن اس
کے منہ پر بھی پٹی بندھی تھی۔ کیسی بے بسی تھی۔ اس کا محافظ سامنے
تھا لیکن وہ اس سے بے خبر تھا۔ جیسے جیسے وہ آگے بڑھتی گئی اس کی
ی ک امید دم توڑتی گئی۔ وہ دانتوں سے منہ پر بندھی پٹی کو کاٹنے

کوشش کرنے لگی۔ بے بسی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بھل بھل
ابھرنے لگے تھے۔ اس نے رکنے کی کوشش کی لیکن اسے آگے کی
طرف کھینچ لیا گیا۔ اور وہی لمحہ تھا جب جاسم نے اس کی طرف نگاہ کی
تھی۔ وہ ایک لمحے سے بھی کم وقفے کیلئے اسے دیکھ سکا تھا لیکن اسے
پہچان گیا تھا۔ پہلے اسے یہ اپنا وہم لگا تھا لیکن پھر اسے حرم کی بھی ہلکی
سی جھک نظر آئی تھی۔ وہ ساکت سا وہیں کھڑا رہ گیا تھا۔

دعا اور نیناں ایک کلاس روم کی طرف بڑھ رہے تھے جب پیچھے سے
تہامی نمودار ہوا اور ان کے ہم قدم ہو گیا۔ دعا نے معنی خیز نگاہوں
سے نیناں کو دیکھا جو کہانی میں تہامی کو یاد کر رہی تھی۔ نیناں نے گھور
کر اسے باور کروایا تہامی کے سامنے کچھ پھوٹ نہ دے

دعا اپنی دوست سے کہو مجھ سے سوری کرے "وہ سامنے دیکھتے"
ہوئے منہ پھلائے بولا تھا۔ دعا نے مسکراہٹ روکی۔ نیناں نے
آنکھیں گھمائیں۔

وہ تمہاری بھی کچھ لگتی ہے "دعا نے کہا۔"

دور دراز کی رشتہ دار۔ "نیناں نے بتایا۔ تہامی نے ٹھنڈی آہ"
بھری۔ وہ اسے کیسے بتاتا وہ اس کی بہت قریب سے بھی کچھ لگتی تھی۔
چلو انسان ہونے کے ناتے ہیں سوری کر لو۔ یا پھر مانو کہ تم انسان"
نہیں ہو۔ "تہامی نے اسے چند پل کیلئے لا جواب کیا۔ دعا نے سوچا اب
وہ کیا جواب دے گی۔

تم بھی تو انسان ہو کہ نہیں؟ پہلے تم کرو پھر میں کروں گی "نیناں"
نے اس کی بات اسی پر الٹ دی۔ دعا کھل کر مسکرائی۔
بڑی تیز ہوں۔ ویل سوری حالانکہ میری کوئی غلطی نہیں تھی۔ تم"
نے ہی مجھے ڈھیروں باتیں سنائیں۔ میری شرٹ بھی پھاڑی "وہ کب

سے ظاہر کر رہا تھا کہ وہ نیناں سے ناراض ہے لیکن نیناں کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔

ٹھیک ہے سوری "نیناں نے نخوت سے کہا اور قدم تیزی سے آگے بڑھا دیے۔

واٹ این ایر و گینٹ گرل "تہامی نے افسوس سے تبصرہ کیا۔ دعا" کچھ یاد آنے پر اس کی طرف مڑی۔

تہامی مجھے ثانی گل سے ملنا ہے "وہ تیزی سے بولی تو تہامی نے تعجب سے اسے دیکھا

"میں نے بتایا تو تھا وہ کسی سے نہیں ملتی"

"لیکن مجھے اس سے ملنا ہے۔ تم کچھ نہیں۔ کر سکتے اس سلسلے میں؟"

نہیں۔ "تہامی نے بے بسی سے ہاتھ اٹھائے۔ دعا نے مایوسی سے منہ بنایا۔

تمہیں اس سے آخر ملنا کیوں ہے؟" اس نے تجسس سے پوچھا۔ دعا
نے کچھ پل کیلئے سوچا۔

"میں پر سنلی اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔"

"اوکے ایک دفعہ پھر کہہ کر دیکھتا ہوں"

ملکہ مہرماہ کے نام ایک پیغام آیا تھا جو نواب حویلی کا قاصد لایا تھا۔ اس
پیغام کر پڑھ کر ملکہ مہرماہ کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔ خط میں اس
کی ماں کی موت کی خبر دی گئی تھی۔ سارے گلے شکوے آنسوؤں
کے ساتھ بہہ نکلے تھے۔ کنیزیں اس کے رونے پر پریشان ہو گئیں۔
ملکہ نے بمشکل خود کو سنبھالا اور نواب حویلی جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔
غلام تیاریاں کرنے لگے۔ ملکہ نے سدرہ کو سلطان کے پاس جانے کی
اجازت لینے بھیجا۔ حیان کو جیسے ہی پتہ چلا وہ خود ملکہ کے پاس آیا تھا۔
سالوں پہلے جس نے اسے اس کی ماں کے مرنے پر تسلی دی تھی آج

اسے خود تسلی کی ضرورت تھی۔ حیان نے دیکھا وہ مسلسل رو رہی تھیں۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

ملکہ! حوصلہ رکھیں۔ آپ کو ایک لمبا سفر کرنا ہے "وہ ان کے" قریب بیٹھتا ہاتھ تھام کر بولا تھا۔ ملکہ مہرماہ نے سر ذرا اثبات میں ہلادیا۔

ہمت مت ہاریں۔ آپ ایک مضبوط عورت ہیں ملکہ۔ یہ غم بہت بڑا ہے لیکن آپ کو اس غم کا ہمت سے سامنا کرنا ہوگا۔ "وہ نرمی سے بول رہا تھا۔ ملکہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کے الفاظ حقیقت پسند تھے لیکن اسے تسلی دے رہے تھے۔

اللہ آپ کی والدہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ "اس کی دعا پر" ملکہ نے آمین کہا تھا۔

بحری جہاز کا سفر شروع ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ جاسم کو اسی وقت میں کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔ اس نے تیزی سے دماغ لڑایا۔ وہ اس حصے کو دیکھ چکا تھا جہاں شہزادی کو لے جایا گیا تھا۔ جاسم سامان والے حصے کی طرف بڑھا۔ کمرے میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے تیل کے بڑے بڑے کیسز کو چاقو مار دیے۔ تیل سطح پر بہتا ہر طرف پھیلنے لگا۔ وہ تیزی سے باہر آگیا۔ کچھ دیر بعد کسی نے شور مچا کر سب کو اس کمرے کی طرف متوجہ کیا تھا جس میں سے تیل بہہ رہا تھا۔ تقریباً سب لوگ اس مسئلے کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اب جہاز کی روانگی میں مزید تاخیر ہو گئی تھی۔ جاسم جانتا تھا اس نے برا کیا تھا لیکن شہزادی کو بچانے کیلئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ وہ مطلوبہ حصے کی طرف آیا۔ کمرے کے باہر دو لوگ تھے۔ باقی اندر تھے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ تیل والے مسئلے کی وجہ سے اور کوئی وہاں موجود نہیں تھا۔ جاسم آسانی سے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ وہ ٹہلنے والے انداز میں چل رہا تھا۔ ایسا

لگ رہا تھا کہ وہ آگے گزر جائے گا لیکن ان کے قریب آکر وہ ایک دم سے حرکت میں آیا اور دونوں شخص کچھ ہی لمحوں میں زخمی ہو کر نیچے گر پڑے۔ جاسم نے ان کو زیادہ آواز بھی نکالنے نہیں دی تھی۔ پھر وہ اندر داخل ہوا۔ وہاں تین لوگ موجود تھے جو ایک طرف بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ لڑکیاں ایک دیوار کے ساتھ بیٹھیں حسرت سے کھانے کو دیکھ رہی تھیں۔ اسے دیکھ کر شہزادی کی آنکھیں چمکیں۔ اس سے پہلے کی جلاد اپنے ہتھیار نکالتے اس نے ایک پرچا تو پھینکا دوسروں پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ انہیں ڈھیر کرنے کے بعد وہ شہزادی کی طرف مڑا اور جھک کر اس کے منہ سے پیٹی ہٹائی۔ پھر چاقو سے اس کی رسیاں کاٹنے لگا۔ شہزادی سر جھکا کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔ جاسم نے حرم کی بھی رسیاں کاٹیں۔ اس نے ایک نظر باقی لڑکیوں پر دوڑائی تو اسے معلوم ہوا وہ اسی کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ اس نے گہرا سانس لیا اور سب کو آزاد کر دیا۔

ابھی آپ یہیں بیٹھیں۔ میں ایک کشتی پانی میں ڈال کر واپس آتا" ہوں۔ کوئی شور کیے بنا آپ کو باری باری یہاں سے نکلنا ہوگا۔ "جاسم نے سب سے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ شہزادی نے سکھ کا سانس لیتے سردیوار سے ٹکالیا۔

وہ کتنا پیارا ہے نا۔ "ثمرہ جاسم سے بہت متاثر ہو چکی تھی۔ شہزادی نے اسے گھورا۔

اپنی آنکھوں کو نکلوانا چاہتی ہو کیا؟ "ثمرہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔ شہزادی غصے سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

وہ ہمارا ہے سمجھی۔ سو خود کو قابو میں رکھنا۔ "شہزادی کا جلال پھر لوٹ آیا تھا۔ حرم مسکرا دی تھی۔

تم ہو کون؟ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے دھمکی دینے کی۔ "وہ" شہزادی پر پل پڑنے کو تیار تھی جب جاسم کمرے میں داخل ہوا۔

آئیں شہزادی "حرم اس لڑکی کو جواب دینا چاہتی تھی لیکن جاسم" نے اس لڑکی کو پہلے ہی بتا دیا تھا۔ شہزادی نے جتنی نظروں سے اسے دیکھا پھر جاسم کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ حرم شہزادی کے پیچھے تھی۔ باقی لڑکیوں کو جاسم نے بعد میں آنے کا کہا تھا۔ کچھ دیر بعد سب لڑکیاں چھوٹی کشتی میں منتقل ہو چکی تھیں۔ اور کشتی ساحل کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جاسم کشتی چلا رہا تھا۔ کنارے پر آنے کے بعد جب سب لڑکیاں کشتی سے اتریں تو جاسم نے شہزادی کو بھی تھام کر باہر نکالا

آپ لوگ کچھ دن کیلئے میرے ایک جاننے والے کے ہاں رہ سکتی ہیں۔ وہاں پہنچ کر ہی فیصلہ کیجیے گا کہ آگے آپ کو کہاں جانا ہے۔" وہ کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے ارد گرد کا جائزہ لیتا بولا تھا۔

میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ "ثمرہ نے بے باکی سے کہا"
تھا۔ شہزادی غصے سے اس کی طرف بڑھی لیکن جاسم نے اسے تھام
کر روکا تھا۔

چھوڑو ہمیں۔ ہم اسے ایسا سبق سکھائیں گے کہ اپنی اوقات یاد آ
جائے گی اسے۔ "وہ جاسم کے بازوؤں میں مچلتی غصے سے غرار ہی
تھی۔ جاسم کیلئے یہ صورت حال بہت عجیب تھی۔
شہزادی۔ ہمیں یہاں سے جلد نکلنا ہے۔ "اس نے شہزادی کو روکنا"
چاہا

تم اسے کچھ کہہ کیوں نہیں رہے؟ "شہزادی کو اس پر غصہ آیا۔"
بعد میں کہہ لوں گا۔ ابھی چلیں "وہ بے چارگی سے بولا تھا"
نہیں تم اسے ابھی کہو کہ تم اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے اور"
"تمہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔"

ٹھیک ہے میں کہہ رہا ہوں "جاسم کو ہی ہارمانی پڑی۔ اس نے ثمرہ" کی طرف دیکھا۔

مجھے آپ کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کیلئے بس اتنا کر سکتا ہوں کہ "اگر آپ کا کوئی گھر نہیں ہے تو کسی اچھے گھر میں آپ کو ملازمت دلوا دوں۔" جاسم نے دو ٹوک لہجے میں کہہ کر ثمرہ کا دل توڑ دیا۔ شہزادی کے دل میں ٹھنڈ پڑی تھی۔

ملکہ شائلہ اپنے کمرے میں موجود ایک گلدان میں رکھے پھولوں کو چھو رہی تھی جب اس کی خاص کنیز دستک دے کر اندر داخل ہوئی۔ شائلہ نے مڑ کر کنیز کو دیکھا۔

ہالو آیا ہے۔ آپ سے فوری ملنا چاہتا ہے "کنیز نے جواب دیا۔ "اجازت ہے" وہ کہہ کر مسہری پر بیٹھ گئی۔ کچھ لمحوں بعد ایک پینتیس سالہ کمزور سا شخص کمرے میں داخل ہوا تھا۔

"کوئی اہم خبر لائے ہو؟"

جی ملکہ۔ شہزادی نیلو فر محل سے غائب ہو گئی ہے۔ سلطان حیان "مصطفیٰ نے اسے ڈھونڈنے کیلئے سپاہی بھیج دیے ہیں لیکن ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا وہ کہاں ہے۔ اور ملکہ مہرماہ کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔ وہ نواب حویلی روانہ ہو گئی ہیں۔ کچھ دن وہیں رکنے کے بعد " واپس آئیں گی۔

ہمم۔ "شائلہ نے پر سوچ انداز میں ہنکارا بھرا تھا۔ پھر اسے جانے کا " اشارہ کیا۔ کچھ دیر بعد اس کا خاص ملازم لارا اس کے سامنے کھڑا تھا۔ ملکہ مہرماہ کے واپسی کے سفر کو موت کا سفر بنادو " اس کے لب " سفاکی سے ہل رہے تھے۔

یار مجھ سے نہیں لیا جاتا اگلا لیکچر۔ میں ہاسٹل جا رہی ہوں۔ "نیناں " کہہ کر ہاسٹل کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ دعا آخری لیکچر لینے۔ چھٹی

ہونے پر دعا ہاسٹل آئی تو نیناں کمرے میں نہیں تھی۔ اس نے سوچا ہاسٹل کی کسی لڑکی سے ملنے گئی ہوگی۔ وہ ریسٹ کرنے کیلئے بیڈ پر لیٹ گئی۔ کافی دیر گزرنے کے بعد بھی نیناں واپس نہ آئی تو اس نے نیناں کو کال ملائی۔ اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔ دعا کی بھنویں سکڑ گئیں۔ ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہ نیناں کو ڈھونڈنے کیلئے اٹھنے ہی والی تھی کہ اسے واٹس ایپ پر ایک میسج موصول ہوا۔ ایک ناخوشگوار احساس نے اس کے گرد احاطہ کیا۔ اس نے ناچاہتے ہوئے بھی وہ میسج اوپن کیا۔ سکرین پر نظر آتی تصویر دیکھ کر اس کی آنکھیں پتھر اگئیں۔ وہ نیناں تھی۔ جو ایک نیم اندھیرے کمرے میں زمین پر بے ہوش پڑی تھی۔ دعا کے دل میں شدید خوف ابھرا۔ ہاتھ کانپنے لگے اور چہرہ زرد پڑ گیا۔ فون کی گھنٹی بجی تو اس نے لمبے لمبے سانس لے کر خود کو سنبھالا اور کل پک کی۔

اپنی دوست کو اس حالت میں دیکھ کر یقیناً تم خوف سے کانپ رہی ہو گی " دوسری طرف طلال تھا۔ دعائے بے بسی سے آنکھیں بند کیں۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ وہ اس کا بدلہ اس کی دوست سے لے گا تو وہ کبھی اس سے بدلہ نہ لیتی۔

طلال! اگر اسے کچھ بھی ہوا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی " وہ غرائی تھی۔ طلال ہنسا۔

واقعی؟ اگر اسے کچھ ہو گیا تو تم کچھ کرنے کے قابل ہو گی کیا؟ " وہ "تمسخر سے پوچھ رہا تھا "کیا چاہتے ہو تم؟"

تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ " وہ سرد لہجے میں بولا تھا۔ "کیا؟" دعا کی آواز حیرت سے بلند ہوئی۔

میرا پوزل تمہاری فیملی تک پہنچ چکا ہے۔ اب تم سے رضامندی لینے کیلئے رابطہ کیا جائے گا۔ اگر تم اس رشتے سے انکار نہیں کرو گی تو

تمہاری دوست صحیح سلامت تمہارے پاس پہنچ جائے گی" وہ مغرور لہجے میں بولا تھا۔ دعا کو اپنے ارد گرد آکسیجن کی کمی کا احساس ہونے لگا۔ طلال جیسے فلرٹی شخص سے تو وہ مر کر بھی شادی نہ کرتی لیکن یہاں اس کی دوست کی جان اور عزت کو خطرہ تھا۔ اسے طلال کی بات ماننی ہی تھی۔ وہ بعد میں اسے پوچھ لے گی۔

ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کروں گی۔ لیکن اگر اسے کچھ ہوا تو یاد رکھنا" پہلے سے زیادہ بھیانک بدلہ لوں گی۔ اور تم جانتے ہو میں ایسا کر سکتی ہوں" وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔ طلال اس کی حالت پر محظوظ ہو رہا تھا۔

اس کی کال بند ہونے کے کچھ دیر بعد ہی دعا کو بابا کی کال آگئی تھی۔ اس نے بمشکل کال پک کی تھی۔

اسلام علیکم بیٹا کیسی ہو؟" یحییٰ بابر کا لہجہ ہمیشہ کی طرح نرم تھا۔ اس کے گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکا۔ اس نے تھوک نگلا۔

ٹھیک ہوں۔" وہ صرف اتنا ہی کہہ سکی "

ابدال بھائی کی کال آئی تھی مجھے۔ وہ بتا رہے تھے تمہارے لیے " " وہ پروپوزل آیا ہے۔ لڑکا اچھا ہے اور تم بھی اسے پسند کرتی ہو۔ " وہ تصدیق کرنا چاہتے تھے کہ کیا واقعی ایسا تھا۔ ان کی خاموشی سوالیہ تھی۔ دعا کا دل کیا چیخ چیخ کر انہیں بتائے کہ یہ جھوٹ ہے۔ وہ بالکل بھی اچھا نہیں۔ وہ اسے پسند نہیں کرتی لیکن جب وہ بولی تو اس کی آواز بہت مدھم تھی۔

" جی۔ "

ٹھیک ہے بیٹا۔ میں تم پر کوئی زبردستی نہیں کروں گا۔ ابدال بھائی " " نے معلومات کر کے ہی مجھ سے بات کی ہوگی۔ پھر میں اوکے کہہ دیتا ہوں۔ " وہ اس کی حالت سے بے خبر کہہ رہے تھے۔ اور دعا کے آنسو بہہ رہے تھے۔ اس کے ذہن میں آج سے پہلے یہ سوچ کبھی نہیں آئی تھی کہ ماں باپ کو بچوں کے ساتھ ہونا چاہیے تاکہ کسی بھی مشکل

میں بروقت ان کی مدد کر سکیں لیکن آج اسے شدت سے ان کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ بابا سے کہنا چاہتی تھی اسے ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے لیکن نیناں کیلئے وہ خود کو روک گئی تھی

باب پنجم: جنگ

نیناں کی آنکھ کھلی تو وہ اپنے ہو سٹل کے پچھلی طرف دیوار کے ساتھ زمین پر پڑی تھی۔ شام گہری ہو چکی تھی۔ وہ خوف سے اٹھ بیٹھی۔ وہ یہاں کیا کر رہی تھی۔ پھر اسے بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر یاد آیا۔ وہ ہاسٹل سے کچھ ہی دور تھی کہ کسی نے اسے پیچھے سے جکڑ لیا تھا اور اس کے منہ پر رومال رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ اس نے گھومتا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ کس نے اس کے ساتھ ایسا کیا تھا اور کیوں۔ کہیں اس کے ساتھ کچھ برا تو نہیں ہو گیا تھا۔ اس کا

دل ڈوب کر ابھرا لیکن اس نے اس وہم کو جھٹکا اور ارد گرد دیکھا۔
قریب ہی اس کا بیگ اور کتابیں پڑی تھیں۔ اس نے اٹھتے ہوئے
انہیں اٹھایا اور لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ ہو سٹل کے گیٹ کے
طرف بڑھی۔ وہ بمشکل اپنے کمرے تک آئی تھی۔

میں نے وہ کر دیا جو تم نے کہا تھا اب اسے چھوڑ دو "دعا فون کان سے"
لگائے دبی دبی آواز میں کہہ رہی تھی۔ اندر داخل ہوتی نیناں نے یہ
بات تعجب سے سنی تھی۔

وہ ہو سٹل پہنچ چکی ہو گی۔ "طلال کہہ رہا تھا جب دعا کی نظر نیناں پر"
گئی۔ وہ کال کاٹ کر تیزی سے اس کی طرف بھاگی

نیناں! نیناں تم ٹھیک ہو؟ "وہ اس کے گال تھپتھپا کر پریشانی سے"
پوچھ رہی تھی۔

میرا سر بہت گھوم رہا ہے "نیناں نے کہا تو دعا اسے بستر پر لے آئی۔"
"تم کس سے فون پر بات کر رہی تھی؟"

کسی سے نہیں۔ یہ پانی پیو۔ "دعا نے اس کی طرف گلاس بڑھایا۔"
مجھے بتاؤ دعا۔ مجھے کسی نے بے ہوش کر دیا تھا۔ نجانے میرے ساتھ "
"کیا کیا گیا ہے

کچھ نہیں ہوا۔ بس مجھے بلیک میل کرنے کیلئے تمہیں اغوا کیا گیا تھا۔"
"دعا نے جلدی سے کہا۔

بلیک میل؟ کس نے تمہیں بلیک میل کیا؟ "نیناں کو اس کی فکر "
ہونے لگی۔

چھوڑو اس بات کو۔ تمہیں ابھی آرام کی ضرورت ہے۔ "دعا نے "
اسے زبردستی بستر پر لٹایا۔

"نہیں دعا۔ مجھے سب کچھ بتاؤ۔"

بتاؤں گی۔ لیکن ابھی نہیں "دعا دو ٹوک لہجے میں بولی۔ نیناں نے "
تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور کچھ ہی دیر میں سو گئی۔ دعا اپنی ٹینشن
ختم کرنے کیلئے کہانی لکھنے لگی۔

کچھ لڑکیاں اپنے گھروں کو روانہ ہو گئی تھیں۔ کچھ کا اس دنیا میں کوئی نہیں تھا۔ جاسم کو اس کے دوست فیصل سے یہ یتیم خانے کے بارے میں پتہ چلا تو اس نے باقی لڑکیوں کو وہاں بھجوا دیا تھا۔ آخر پر شہزادی اور حرم رہ گئی تھیں جاسم اسے محل میں چھوڑنے کیلئے جانا چاہتا تھا لیکن شہزادی نے جب کہا کہ وہ محل میں واپس نہیں جائے گی تو وہ تعجب سے شہزادی کو دیکھنے لگا۔

پھر کہاں جانا ہے؟" جاسم نے پوچھا تو شہزادی کا دل کیا اسے کہہ " دے وہ اس کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ لیکن انا کا تقاضہ تھا کہ وہ پہل نہ کرتی۔

"یہیں رہ لیں گے۔ محل میں اب ہمارا کوئی نہیں۔"

یہ کیسی باتیں کر رہیں شہزادی آپ؟ یہ گھر میرے دوست کا ہے۔"

وہ مستقل آپ کو یہاں نہیں رکھ سکتا۔ اور محل سے باہر آپ محفوظ نہیں ہیں۔ سمجھنے کی کوشش کریں۔" جاسم نے تحمل سے کہا تھا۔

ہمیں سمجھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر تم جا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ ہم"

اکیلے رہ لیں گے" شہزادی نے کہا تو وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

ٹھیک ہے۔ میری جتنی ذمہ داری تھی میں نے نبھادی۔ اب آگے"

آپ کی مرضی۔ جو چاہیں کریں۔" وہ سخت لہجے میں کہہ کر کمرے سے چلا گیا تھا۔ شہزادی کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں

کل کی بات اور ہے میں اب سارہوں یا نہ رہوں

جتنا جی چاہے تر آج ستالے مجھ کو

حفر سے ایک ریاست چھوڑ کر کسی ریاست میں انگریز اپنے پنچے بری طرح جما چکے تھے۔ وہ وہاں بغیر محصولات دیے تجارت کرتے اور ہر

شاہی حکم میں ٹانگ اڑاتے۔ ریاست کا نواب ان کا کٹ پتلی تھا۔ انگریزوں نے اس ریاست میں اپنے کئی قلعے بھی تعمیر کر رکھے تھے۔ ایک قلعے میں فوج اور اسلحے کے ساتھ چند ہم فوجی افسران بھی تھے۔ رات کا کھانا انہوں نے اکٹھے کھایا تھا۔ پھر باقی سب تو وہاں سے چلے گئے لیکن سپہ سالار مسٹر میسن اپنی فوج کی نگرانی کیلئے وہیں رک گیا تھا۔ اس علاقے میں فوج کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا۔ انہی علاقوں میں سے فوج میں سپاہی بھرتی کرنا اور حفر کی طرف جانے والے علاقوں کو اپنے زیر تسلط لانے کیلئے فوج کشی کرنا اس کے فرائض میں شامل تھا۔ اس کی فوج کے ہر دستے کی کمان انگریز افسروں کے ہاتھوں میں تھی اور وہ آنکھیں بند کر کے اس کے حکم پر عمل کرنے کے پابند تھے۔

کھانے کے بعد اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے وہ حفر پر قبضہ کرنے کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ مسٹر مار تھیونے اسے بتا دیا تھا

کہ حفر کے سلطان نے ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا ہے۔
اس نے پھر راجادیو کے ساتھ ملاقات کر کے اس کی مدد کی حامی بھی
بھری تھی۔ دو تین دنوں میں راجادیو اپنی فوجیں حفر کی طرف روانہ
کرنے والا تھا۔ اسے بھی کل اپنی فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دینا تھا۔ وہ
کمرے میں داخل ہوا تو معمول کے ایک لڑکی پہلے ہی کمرے میں
موجود اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ مسکرا کر اس کی طرف بڑا۔ لڑکی
نے بھی مسکرا کر اس کا خیر مقدم کیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے
بازوؤں میں لیتا کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ میسن نے
ناگواری سے دروازے کو دیکھا اور اس کی طرف بڑھا۔
کیا مصیبت ہے؟ "دروازہ کھول کر وہ غلام پر غرایا۔"
آپ کیلئے آپ کی بیوی کا خط آیا ہے۔ "غلام نے تیزی سے لفافہ اس"
کے سامنے کر دیا۔ میسن نے بیزاریت سے خط پکڑا اور دروازہ بند کر
کے مڑا۔ وہ لفافہ چاک کر کے خط کھولنے لگا۔ جیسے جیسے اس کی

نظریں خط کی سطروں پر پھسلتی گئیں اس کا چہرہ سفید پڑتا گیا۔ اس کی بیوی نے خط میں بتایا تھا کہ ان کا اکلوتا بیٹا غائب ہو چکا تھا۔ اس نے کچھ عرصہ پہلے ہی اپنے بیوی اور بچے کو انگلستان سے ہندوستان بلوایا تھا اور راجا کے محل میں ٹھہرا رکھا تھا۔ راجا اس کا گہرا دوست تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے بیوی بچے راجا کے محل میں محفوظ ہوں گے۔ لیکن یہ کیسے ہو گیا تھا۔ وہ کئی پل ساکت سا کھڑا رہا تھا۔ کیا ہوا؟ "لڑکی نے غور اس سے کی اڑتی رنگت دیکھ کر کہا۔ وہ ہوش" میں آکر باہر بھاگا تھا۔ اگلے منظر میں اس کا گھوڑا قلعے سے نکل کر تیزی سے جنوب کی سمت دوڑنے لگا تھا۔ اس کے ساتھ چار سپاہی بھی تھے۔ ابھی انہوں نے ایک فرلانگ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ کچھ نقاب پوشوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا۔ وہ بھی تعداد میں پانچ تھے۔ لیکن وہ میسن اور اس کے سپاہیوں پر حاوی رہے۔ دو مارے گئے۔ باقیوں کو میسن کے ساتھ قیدی بنالیا گیا۔ انہیں ایک مکان میں

لایا گیا تھا۔ جس کا تہ خانہ کافی کھلا تھا۔ میسن کو ایک کرسی پر جکڑ دیا گیا۔ نقاب پوشوں میں سے ایک نے نقاب اتار دیا تھا۔ میسن اسے پہچان نہ سکا لیکن وہ جان گیا کہ وہ کوئی معمولی شخص نہیں تھا۔ کون ہو تم؟ "میسن نے غصے سے پوچھا۔ شہر رنگ آنکھوں والا" مسکرایا

حفر کا سلطان "اس کے الفاظ میسن پر بم بن کر گرے تھے۔ ایک" بادشاہ خود کیسے ایسی مہم میں حصہ لے سکتا تھا۔ اسے حیان کی زہنی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

تمہاری بیوی کا خط تو پہنچ گیا ہو گا تمہیں۔ "حیان اس کے سامنے" ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ میسن کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں "ت... تم نے میرے بچے کو اغوا کیا۔"

صحیح سمجھے۔ جانتا ہوں میں نے برا کیا لیکن میرے پاس اور کوئی چارہ" نہیں تھا۔ میری ریاست کے بہت سے بچے تم لوگوں کے رحم و کرم پر

چلے جاتے اگر میں ایسا نہ کرتا۔ خیر تمہارے پاس دو راستے ہیں۔
میری بات مان کر تم اپنے بیٹے کو بچا بھی سکتے ہو اور نہ مان کر اس کی
جان خطرے میں بھی ڈال سکتے ہو۔ "حیان سر دلہجے میں بول رہا تھا۔
م... میں کیسے مان لوں میرا بیٹا تمہارے پاس ہے۔" اس کے "
چہرے پر پسینہ آچکا تھا۔ حیان نے جواب دینے کی بجائے اپنے
ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ وہ سر کو خم دیتے باہر نکل گئے۔ کچھ لمحوں
بعد وہ ایک بچے کو اٹھائے وہاں آئے تھے۔ وہ دس سالہ خوبصورت سا
بچہ تھا اور بے ہوش تھا۔
میرا بچہ۔ "میسن تڑپ اٹھا۔ حیان نے انہیں بچہ واپس لے جانے کا "
حکم دیا۔

"میرے بچے کو چھوڑ دو۔ تم جو کہو گے میں کروں گا "
جب تک میری ریاست پر سے تمہاری فوج کا خطرہ ٹلے گا نہیں "
"تمہارا بچہ تمہیں نہیں ملے گا۔

میں وعدہ کرتا ہوں میری فوج تمہاری ریاست پر کبھی چڑھائی نہیں " کرے گی

وعدہ نہیں۔ معاہدہ کرو۔ اس معاہدے کی نقول تمہارے بڑوں " تک بھی جانی چاہیے اور ہندوستان کی ہر ریاست میں صرف یہی بات گردش کرنی چاہیے کہ تمہارے اور میرے درمیان دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے ہیں۔ بغیر کسی شرط اور مطالبے کے " حیان اسے پوری طرح بے بس کر چکا تھا۔ وہ کیسے انکار کرتا۔

ٹھیک ہے۔ جیسا تم چاہو گے ایسا ہی ہوگا " میسن نے گہرے گہرے " سانس لیتے ہوئے کہا تھا۔

جاسم شہزادی کو چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہ پہلے فیصل گھر رہتا تھا لیکن شہزادی سے دور جانے کیلئے اس نے رہائش تبدیل کر لی تھی اور ساحل سمندر کے قریب ہی ایک سرائے میں کمرہ لے لیا تھا۔ فیصل

جان گیا تھا کہ نیلو فرایک شہزادی تھی۔ وہ سو جان سے اسے اپنے گھر
ٹھہرانے پر تیار تھا۔ لیکن وہاں جاسم نہیں تھا تو شہزادی کیا کرتی
وہاں۔ کیا اسے جاسم کے پیچھے جانا چاہیے تھا۔ اس نے خود سے سوال
کیا۔ نہیں۔ مغرور شہزادی کی انانے کہا۔ اس دفعہ جاسم کو اس کے
پیچھے آنا ہوگا۔ چاہے اس کیلئے اسے موت کے منہ میں ہی کیوں نہ جانا
پڑے۔ اس نے تپائی کی طرف دیکھا جہاں ایک ٹرے میں پھلوں کے
ساتھ چھری رکھی ہوئی تھی۔ حرم وہ ٹرے لے کر اس کے کمرے
میں آئی تھی تاکہ شہزادی کو خود پھل کاٹ کر دے سکے لیکن شہزادی
نے اسے قہوہ لینے بھیج دیا تھا اور جاسم کو بلانے کیلئے ایک خطرناک
چال چلنے والی تھی۔ اس نے چھری اٹھا کر اپنی کلائی پر رکھی اور سرد
نگاہوں سے کلائی پر نظریں جمائے چھری پھیر دی۔ ایک سسکی اس
کے منہ سے نکلی۔ خون کی دھار لمحوں میں ہی اس کی کلائی کو سرخ
کرتی ٹپ ٹپ زمین پر گرنے لگی۔ وہ بے حسی سے اپنے خون کو نکلتا

دیکھ رہی تھی جب حرم قہوے کی پیالی لیے کمرے میں داخل ہوئی
تھی۔ سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے قدم زمین نے ایک پل کیلئے
جکڑے۔ پیالی ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری۔
شہزادی! "وہ چیختی شہزادی کی طرف بھاگی۔ شہزادی ہوش کھو کر"
اس کے بازوؤں میں جھول گئی تھی۔

اب بتاؤ مجھے طلال نے کیا کیا ہے؟ "اگلے دن نیناں دعا کو اپنے"
سامنے بٹھائے سختی سے پوچھ رہی تھی۔ دعا اسے بتانا نہیں چاہتی
تھی۔ وہ جانتی تھی وہ غصے ہو جائے گی۔ اور کچھ الٹا سیدھا کر دے گی
ضروری ہے کیا؟ "دعا کا انداز بجھا بجھا سا تھا"
دوست ہوں میں تمہاری۔ کیوں بار بار یاد کروانا پڑتا ہے تمہیں۔"
اب سیدھا طرح پھوٹو ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ "وہ غصے میں آگئی۔ دعا
نے گہری سانس لی۔

طلال نے میری فیملی کو پروپوزل بھیجا تھا میرا۔ اس نے تمہیں اغوا کر کے مجھے کہا کہ میں اس رشتے پر ہاں کہہ دوں ورنہ وہ تمہیں نقصان پہنچائے گا۔" اسے بتانا ہی پڑا۔ نیناں حیرت اور طیش سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

کمینہ انسان۔ میں چھوڑوں گی نہیں اسے۔ اس کی ہمت کیسے ہوئی " تمہارا پروپوزل بھیجنے کی۔ شکل دیکھی ہے اپنی۔ اور اس کے کرتوت۔ میں تو ہر گز تمہاری شادی اس سے نہیں ہونے دوں گی۔ " وہ اپنے اغوا کو بھول کر صرف اس کیلئے غصہ تھی۔

تم پریشان مت ہو۔ ابھی رشتہ پکا نہیں ہوا۔ صرف ہاں کی ہے۔ نہ " بھی کہہ سکتی ہوں۔ اس وقت میرے لیے صرف تم اہم تھی۔ " دعا کو وہ دھمکی دے چکا تھا کہ اگر اس نے مکر نے کی کوشش کی تو نیناں کو پھر اغوا کرنا اس کیلئے مشکل نہیں تھا۔ اور دعا جانتی اس کیلئے بالکل بھی مشکل نہیں تھا۔ نہ وہ اس کی حفاظت کر سکتی تھی۔ اسے بچانے کیلئے

اسے رشتہ بھی پکا ہونے دینا تھا۔ البتہ شادی کو رکوانے کی کوشش کی جاسکتی تھی۔ تب تک ان کی پڑھائی بھی ختم ہو جاتی اور نیناں اپنے گھر چلی جاتی جو اسلام آباد سے کافی دور تھا۔

بہت برا کیا ہے اس نے۔ بہت برا۔ اور وہ بھی اپنے ساتھ۔ میں " اسے چھوڑوں گی نہیں۔ "نیناں سانپ کی طرح بل کھا رہی تھی۔ اچھانا کام ڈاؤن۔ تمہیں لگتا ہے میں اس سے اس سب کا بدلہ نہیں " لوں گی "دعا نے اس کا بازو پکڑ کر بستر پر بٹھایا۔ دعا ایسے لوگ کبھی کبھی بہت خطرناک بھی ثابت ہوتے ہیں۔ مجھے " بہت خوف آرہا ہے۔ کاش تم اس سے بدلہ نہ لیتی۔ جانے دیتی۔ وہ معاملہ وہیں دب جاتا۔ اس نے تم سے بدلہ لینے کیلئے رشتہ بھیج دیا اور چالاکی سے ہاں بھی کروالی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ کتنا شاطر ہے۔ " اگر اس سے تمہاری شادی ہو گئی تو تمہاری زندگی جہنم بنادے گا وہ

اسی لیے تو پروپوزل بھیجا ہے۔ میں جانتی ہوں وہ مجھے بے بس دیکھنا " چاہتا ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ میں اس کے سامنے بے بس ہونے کی بجائے مرنا پسند کروں گی " دعا دانت پیس کر بولی تھی۔ نیناں اس سے کچھ کہنے ہی والی تھی کہ آبرو دھڑم سے دروازہ کھولتی ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ دعا کے قریب آتی اسی پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ دعا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا آبرو؟" تم طلال کو پسند کرتی ہو؟ " آبرو نے سر دلہجے میں پوچھا۔ دعا نے بھنویں سکیریں۔

بولو دعا۔ کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟ " وہ چیخی۔ اس کی آنکھیں نم " تھیں۔ دعا کیلئے انکشاف حیرت انگیز تھا کہ آبرو طلال کو پسند کرتی

تھی۔ اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ اب اپنی کزن کو بچانے کیلئے بھی اسے طلال سے رشتہ جوڑے رکھنا تھا۔

کیا طریقہ ہے یہ بات کرنے کا "نیناں آبرو پر غصہ ہوتی اٹھی۔" تم چپ رہو۔ اور تم "آبرو نے نیناں کو گھورا پھر دعا کو دیکھا۔" تم ابھی اور اسی وقت اس رشتے سے انکار کرو۔ طلال صرف میرا " ہے۔ سمجھی۔ "آبرو اسے حکمیہ لہجے میں کہتی بھول چکی تھی وہ اس کی کزن اور دوست تھی۔ لوگ ایسے بھی بدلتے ہیں۔ دعا نے استہزائیہ انداز میں نظریں پھیریں۔

اگر میں نہ کروں تو؟ "اس کی آواز بھی سرد ہو چکی تھی۔ نیناں نے " منہ کھول کر اسے دیکھا۔

تو میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔ "آبرو نے اس کے کندھوں پر " ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلا تھا۔ نیناں نے جلدی سے اسے تھاما۔

اس سے پہلے میں تمہیں ماردوں گی۔ "نیناں دعا کے سامنے آئی"
تھی۔ دعا نے تھکی سی سانس خارج کی اور نیناں کو ایک طرف ہٹا کر
آبرو کی قریب آئی جو شعلہ جوالہ بنی ہوئی تھی۔

تم ایک اجنبی کیلئے اپنی دوست کے ساتھ یہ سلوک کر رہی ہو۔"
بھول گئی ہماری دوستی؟" دعا دکھی لہجے میں پوچھ رہی تھی۔
"ہاں بھول گئی۔ طلال کیلئے میں کچھ بھی کر سکتی ہوں۔"
"کتنا جانتی ہو اسے؟"

خود سے بھی زیادہ۔" آبرو جزباتی ہوئی۔"
واقعی؟" دعا مسکرائی۔"

تو پھر تم یہ بھی جانتی ہو گی طلال کئی گرل فرینڈز بدل چکا ہے۔"
اس نے بتایا۔

جھوٹ ہے یہ۔ طلال صرف مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس کے گھر"
والے زبردستی تم سے اس کی شادی کروانا چاہ رہے ہیں۔ اگر وہ اتنا ہی

براہے تو تم نے ہاں کیوں کی؟" آبرو سلگ کر بولی تھی۔ نیناں نے اسے بتانا چاہا کہ دعا کو بلیک میل کیا گیا تھا لیکن وہ پھر بول پڑی تم نے میری پیٹھ میں خنجر گھونپا ہے۔ اب سے ہماری دوستی ختم۔"

"وہ اپنی بھڑاس دعا پر نکال کر جا چکی تھی۔ دعا بستر پر بیٹھ کر سر ہاتھوں میں گرا گئی۔

میں اسے بتاتی ہوں کہ طلال نے تمہیں کیسے بلیک میل کیا۔" نیناں اس کے پیچھے جانے لگی لیکن دعا نے اسے روک دیا وہ یقین نہیں کرے گی۔" وہ بے بسی سے بولی تھی۔"

تو اب تم کیا کرو گی؟ اپنی اس بد تمیز کزن کو طلال سے بچانے کیلئے خود کو پیش کر دو گی؟" نیناں نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

اتنی بھی اچھی نہیں ہوں۔ میں نہ اسے اندھے کنویں میں چھلانگ لگانے دوں گی نہ خود کو قربان کروں گی۔ کوئی ایسا راستہ نکالنا ہو گا کہ ہم دونوں اس سے بچ جائیں۔" دعا پر سوچ لہجے میں بولی تھی۔

سردار ار تفضیٰ اپنی فوج تیار کر چکا تھا۔ اسے سلطان کا پیغام مل چکا تھا کہ وہ فوج کو حفر میں سے گزار کر آگے لے جائے۔ ایک مقام پر اسے حیان کی فوج کے ساتھ ملنا تھا۔ وہ کچھ دیر میں نکلنے والا تھا لیکن جانے سے پہلے حنہ سے ملنے محل آگیا تھا۔ حنہ ایک سردارنی کی طرح بہت خوش اسلوبی سے ساری ذمہ داریاں سرانجام دے رہی تھی۔ صرف ایک بیوی ہونے کی ذمہ داری ہی اسے یاد نہیں تھی۔ اسے شہر کی عورتوں سے نرمی سے بات کرتے دیکھ کر سردار نے کلس کر سوچا تھا اور کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد حنہ اس کا پیغام ملنے پر کمرے میں آئی تو وہ غسل لے کر نکل رہا تھا۔

میں جنگ پر جا رہا ہوں۔ تمہیں اچھی بیوی کی طرح مجھے الوداع کرنا"

چاہیے۔" وہ اس کی قریب آ کر رکا۔

میں الوداع کرنے کی بجائے جنگ میں آپ کے ساتھ شریک ہونا"
پسند کروں گی" وہ اس کی بات پر ہنسا۔

اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں خطرے میں جانے دوں گا" بول کر"
اسے سوچ آئی وہ اس کیلئے فکر کا اظہار کر رہا تھا۔ حنہ کے دل میں ایک
عجیب سے احساس نے جنم لیا تھا۔ کوئی تھا جو اسے خطرے میں جانے
نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ ایک مضبوط لڑکی تھی لیکن تحفظ کا یہ احساس
بہت اچھوتا تھا۔

عورتوں کا کام نہیں جنگ پر جانا۔ آرام سے گھر بیٹھو۔ میں وہاں"
تمہیں سنبھالتا رہوں گا یا لڑائی کروں گا؟" وہ تمسخر سے بولا تھا۔ حنہ
اسے غصے سے گھور کر رہ گئی۔ وہ کبھی بدلنے والا نہیں تھا۔

ایسی بات نہ کریں کہ مجھے ثابت کرنا پڑے میں نازک نہیں ہوں۔"
"وہ لفظ چبا چبا کر بولی۔

نہیں۔ معافی چاہتا ہوں۔ مہربانی کر کے کچھ بھی مت کرنا "وہ ہاتھ"
اٹھا کر بولا تھا اور کچھ دیر آرام کیلئے بستر پر لیٹ گیا تھا۔ حنہ کمرے سے
جانے لگی لیکن اس نے روک لیا۔

میرا سرد بادو۔ درد کر رہا ہے "اس نے حنہ کو قریب بلانے کیلئے"
بہانہ کیا۔ زیادہ امکان یہی تھا کہ وہ انکار کر دے گی لیکن وہ اس کی
قریب چلی آئی۔ سردار نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ وہ بستر کے
کنارے ٹک کر اس کا سرد بانے لگی۔ ارتضیٰ کو اپنا دل کانوں میں
دھڑکتا محسوس ہوا۔ اسے پہلے کیوں پتہ نہیں چلا تھا کہ وہ اتنی
فرمانبردار بیوی تھی۔ اس نے خود ہی تو کہا تھا عورت صرف اپنے محرم
کی فرمانبردار ہونی چاہیے۔ وہ اس کی کلائی تھام گیا۔ حنہ نے چونک کر
اسے دیکھا۔ ارتضیٰ اٹھ کر سیدھا ہو بیٹھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا
گال چھوا۔ وہ جھجک کر پلکیں گراتی کچھ پیچھے ہوئی لیکن اس کا ہاتھ
نہیں جھٹکا۔ اس کا پلکیں جھکانا اور جھجک جانا ارتضیٰ کے دل کو جہاں

مسرور کر گیا وہیں دل میں ابھرتی طلب نے اسے جھنجھلا دیا۔ وہ منہ بناتا اس کا ہاتھ چھوڑ کر بستر سے اتر گیا۔ حنہ نے اسے باہر جاتا دیکھ کر ہری سانس بھری۔ گ

جنگ کیلئے دونوں طرف کی فوجیں ایک مقام کی طرف روانہ ہو رہی تھیں جہاں جنگ لڑی جانی تھی۔ حیان نے سپہ سالار کو فوج کی آگے بڑھنے کی رفتار تیز رکھنے کا کہا تھا۔ وہ چاہتا تھا جنگ حفر کی بجائے راج گڑھ میں لڑی جائے۔ اس کیلئے اس کی فوج کا پہلے سرحد عبور کر کے میدان جنگ چننا ضروری تھا۔ وہ بھی فوج کے پیچھے اپنے حفاظتی دستوں کے ساتھ روانہ ہو گیا تھا۔ ملکہ کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے محل واپس جانے کا فیصلہ کر لیا حالانکہ اس کی ماں کی وفات کو وہ پانچواں دن ہی تھا۔

وہ اس وقت ایک جنگل کے قریب سے گزر رہے تھے جب ان کے قافلے پر کچھ لوگوں نے اچانک ہی حملہ کر دیا۔ ملکہ کے محافظوں کی تعداد بیس تھی جبکہ وہ چالیس تھے۔ ان کے درمیان خونریز معرکہ ہوا تھا۔ ملکہ کے محافظ آہستہ آہستہ کمزور پڑنے لگے تھے۔ وہ بھگی سے نکل آئی تھی۔ عاسل اس کے سامنے دو لوگوں سے بیک وقت لڑ رہا تھا۔ اس نے اندازہ لگا لیا تھا وہ زیادہ دیر دشمنوں کے سامنے ٹک نہیں پائیں گے۔ عاسل نے اپنے سامنے دونوں لوگوں کو گہرے زخم لگا کر گرنے پر مجبور کر دیا اور ملکہ کی طرف ایک گھوڑا بڑھایا۔ پھر جھک کر اس کیلئے اپنا گھٹنا پیش کیا۔ ملکہ تیزی سے اس کے گٹھنے پر پاؤں رکھتی گھوڑے پر سوار ہوئی۔ عاسل دوسرے گھوڑے پر سوار ہوا اور دونوں گھوڑے گھنے جنگل میں داخل ہو گئے۔ جب تک وہ دشمنوں کی نظروں سے اوجھل نہ ہوئے ملکہ کے محافظوں نے انہیں روکے رکھا نہیں قربان کر دیں۔ جا اور ایک ایک کر کے اپنی ملکہ کیلئے اپنی

کوئی بات دل میں وہ ٹھان کے نہ الجھ پڑے تری شان سے
وہ نیاز مند جو سربہ خم کئی دن سے تیرے حضور ہے
شہزادی نیلو فرہوش میں آئی تو جاسم اس کے آس پاس ہی تھا۔ اس کی
آنکھیں کھولنے پر وہ چونکا اور آگے بڑھ کر پانی کا گلاس اس کے قریب
کیا۔ شہزادی اٹھنے کی بجایے اسے یک ٹک سی دیکھنے لگی۔
مجھے پتہ تھا تم آؤ گے "وہ فاتحانہ لہجے میں بولی تھی۔ جاسم نے چہرہ "
پھیر کر گہری سانس لی تھی۔ صاف ظاہر تھا شہزادی کی حرکت اسے
خاصی ناگوار گزری تھی۔
آپ کا مسئلہ کیا ہے شہزادی! "اس کی گلاس واپس تپائی پر رکھ دیا اور "
کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے سرد نگاہوں سے گھورا۔ اس کی آواز تو نظروں
سے بھی سرد تھی۔
تم۔ "شہزادی بس سوچ ہی سکی۔ "

میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑ دیتیں آپ؟ سکون سے زندہ رہنے دیں۔"
گی مجھے یا نہیں۔" وہ پہلی بار شہزادی پر بھڑک رہا تھا۔ شہزادی کے
اندر کچھ ٹوٹا۔ آنکھوں میں نمی ابھری۔ اس نے پلکیں جھپکیں۔ جاسم
کیلیے اس نے محل چھوڑ دیا۔ ایک سردار کو ٹھکرا دیا۔ اپنی کلائی کاٹ
لی۔ وہ اب بھی نہیں سمجھا تھا اسے کیا مسئلہ تھا۔

یہ آخری بار تھا۔ اگلی بار میں ایسی کوئی حرکت برداشت نہیں کروں۔"
گا۔" وہ انگلی اٹھا کر کہتا کمرے سے نکل گیا تھا۔ آنکھوں میں ٹھہرے
آنسو یکدم ہی بہنے لگے تھے۔

ٹھیک ہے۔ چھوڑ دیتے ہیں تمہارا پیچھا۔ اب ہم کبھی تمہارے پیچھے
نہیں آئیں گے۔ بلکہ تم آؤ گے" وہ دھیرے سے بولی تھی۔

آپ کو لینے آئے ہیں۔" وارڈن کی بات سن کر دعا نے سر ہلا دیا تھا۔"
اسے آج صبح تایا جان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ طلال کہ فیملی

کوہاں کہہ چکے ہیں اور وہ آج باقاعدہ رشتہ پکا کرنے گھر آرہے ہیں۔
اس کا بھی گھر آنا لازمی تھا۔ کچھ دیر بعد وہ ہو سٹل سے نکل کر پارکنگ
ایریا کی طرف جارہی تھی۔ وہ سیاہ لمبی فرائ میں ملبوس تھی۔ بال
سٹریٹ تھے اور پونی میں بندھے تھے۔ اس کے ساتھ صرف ایک
فون اور کلچ تھا۔ پارکنگ ایریا میں ایک گاڑی کے قریب ایک ڈرائیور
کھڑا دیکھ کر وہ اس طرف آگئی۔ ڈرائیور نے اس کیلئے پچھلا دروازہ
کھولا۔ وہ اندر بیٹھی تو ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ
سنبھال لی۔ گاڑی یونیورسٹی کی حدود سے نکل کر سڑک پر دوڑنے
لگی۔ وہ خالی خالی آنکھوں سے کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھ رہی
تھی۔ اس نے نیناں سے کہا تھا وہ آج یونی نہیں جائے گی۔ اس نے
بتایا تھا کہ وہ کچھ دیر کیلئے گھر جارہی تھی۔ ورنہ وہ ہیں نیناں کو یہ ن
اس کی وجہ پوچھتی اور پھر اسے جانے ہی نہ دیتی۔

ایک گھنٹے بعد گاڑی کئی ایکڑ پر پھیلے ایک عالیشان محل نما بنگلے میں داخل ہوئی تھی۔ دو منٹ بعد وہ پورچ میں آکر رکی۔ دعا نے گہری سانس لی اور دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر آگئی۔ داخلی دروازے سے اندرونی عمارت میں داخل ہوئی تو لاونج سے باتوں کی آواز آرہی تھی۔ تائی جان اسے لاونج سے باہر ہی مل گئیں۔ دعا کو لگا وہ اپنی بیٹی کی پسند جانتی ہوں گی اور اسے غاصب سمجھ کر برا بیہو کریں گی لیکن اس کی سوچ غلط نکلی۔ تائی جان اسے دیکھ کر تیزی سے اس کے قریب آئیں۔

طبیعت ٹھیک ہے دعا؟ اور سفر کیسا گزرا؟ "ان کا انداز مصروف سا" تھا۔

ٹھیک "دعا نے پلکیں جھپکیں۔"

مہمان آچکے ہیں۔ تمہیں تیار ہونے کی ضرورت تو نہیں ٹھیک ہی " لگ رہی ہو "تائی جان نے اسے تنقیدی نظروں سے دیکھا۔ پھر اسے

لیے لاونج میں داخل ہوئی۔ تایاجان کے مقابل جعفر اور ان کی بیوی
مبرہ بیٹھی تھیں۔ جعفر کی نسبت وہ کافی خوبصورت تھی۔ ان کے
ساتھ ایک جوان لڑکا بھی تھا جو ان کا بیٹا تھا اور طلال کا بھائی تھا۔ ایک
سنگل صوفے پر طلال بھی بیٹھا تھا۔ اسے دیکھ کر دعا کا حلق تک کڑوا
ہو گیا تھا۔ جبکہ طلال کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک آئی تھی۔ ابدال
بابر نے جب دعا کو دیکھا تو مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے
یہ ہے میری بھتیجی۔ دعائے فجر۔ میرے لیے بیٹیوں جیسی ہے۔"
میں اس کی کوئی بات نہیں ٹال سکتا۔" ابدال بابرنے اسے اپنے بازو
کے گھیرے میں لے کر بتایا تھا۔ دعا کو ان پر جو تھوڑا بہت شک تھا کہ
انہوں نے اپنی سیاست کی وجہ سے طلال کو بابا کے سامنے اچھا لڑکا بتایا تھا
تو وہ ختم ہو چکی تھی۔ اسے تایاجان کے انداز میں کبھی بھی منافقت
محسوس نہیں ہوئی تھی۔ شاید طلال نے یہاں بھی چالاکی سے کام لے
کر انہیں شیشے میں اتار لیا ہو۔ اور وہ اس کی حقیقت جانتے ہیں ناہوں۔

ہاں یہی ہو سکتا تھا۔ وہ سوچوں میں اتنی گم تھی کہ مہمانوں کے سامنے مسکرا بھی نہ سکی۔ وہ سب اس کی تعریف کر رہے تھے لیکن اس کا دماغ کہیں اور تھا۔ وہ سپاٹ چہرہ لیے خالی خالی نظروں سے سامنے دیکھ رہی تھی۔

لگتا ہے بچی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ "مبرہ اس کی غائب دماغی" محسوس کر کے بولی تھی۔

ہاں شاید۔ سفر کی وجہ سے ایسا ہو۔ جاؤ بیٹا تم ابھی آرام کرو۔ " مہمانوں سے دوپہر کے کھانے پر ٹھیک سے مل لینا۔ "تایا جان نے کہا تو وہ لاؤنج سے نکل گئی۔ اسے طلال کی چبھتی نگاہیں خود پر محسوس ہوئیں تو دل کیاسب کے سامنے اس کا منہ توڑ دے۔ وہ ایک خوبصورت سے کمرے میں آکر بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹ گئی۔ یہ کمرہ اسی کے زیر استعمال تھا۔ وہ جب بھی گھر آتی اسی کمرے

میں ٹھہرتی تھی۔ کچھ دیر گزری تو تائی جان وہاں آ گئیں۔ انہیں دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی۔

دعا تم خوش تو ہونا اس رشتے سے؟ "وہ اسے کریدتی نظروں سے" دیکھ رہی تھیں۔ دعا کچھ پل خاموش رہی۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا آبرو نے ان سے طلال کے حوالے سے بات نہ کی ہو لیکن یہ ان کی اچھائی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کی خواہش پوری کرنے کیلئے کوئی گھٹیا چال چلنے کی بجائے حقیقت پسندی سے کام لے رہی تھیں۔ لیکن اگر وہ کہہ دیتی کہ وہ اس رشتے سے خوش نہیں تو تائی جان آبرو کا طلال سے رشتہ کروانے کا سوچ لیتیں۔ اگر نہ بھی سوچتی طلال تو اسے بلیک میل کرنے کیلئے آبرو کو استعمال کر ہی سکتا تھا۔

جی میں خوش ہوں "اس نے بمشکل لبوں پر مسکراہٹ لاتے ہوئے" کہا تھا۔

چلو اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔ تم طلال کے ساتھ ہمیشہ " خوش رہو " وہ اس کے گال کو چھو کر بولیں اور چلی گئیں۔ دعا کی آنکھیں بھر آئیں۔ کوئی تو اسے سمجھے۔ کوئی تو اس کی مدد کرے۔ یا اللہ بس تو ہی سہارا ہے میرا۔ بس تو ہی۔ " وہ بڑبڑائی تھی۔ اسے " خود میں ایک توانائی بھرتی محسوس ہوئی تھی۔

طلال میں تمہیں بتاؤں گی کہ میں تمہارے لیے تر نوالہ نہیں " ہوں۔ تم مجھے اتنی آسانی سے نہیں ہرا سکتے " وہ چبا چبا کر بولی تھی۔ دوپہر کے کھانے کے دوران بھی طلال کی نظریں اسی پر رہیں اور وہ دل ہی دل میں اسے صلواتیں سناتی رہی۔ دعا کو اس کا بڑا بھائی صائم بھی اسی کی طرح کا فلرٹی لگ رہا تھا۔ اس نے ایک دو بار دعا سے بات کرنے کی کوشش بھی کی لیکن کامیابی نہ پا کر مایوس ہو گیا۔ طلال تو خود ہی اس سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا کہ کہیں اس کے رد عمل سے بن بنایا کھیل نہ بگڑ جائے۔ لیکن کھانے کے بعد اس نے

ابدال بابر کی طرف دیکھ کر دعا سے اکیلے میں بات کرنے کی اجازت منگ لی تھی۔ ابدال بابر لبرل سوچ کے مالک تھے سو جب انہوں نے اجازت دی تو دعا کو حیرت نہیں ہوئی تھی۔ لیکن طلال پر اتنا غصہ آیا تھا کہ حد نہیں۔ طلال نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ دعا کو اس کے ساتھ چلنا ہی پڑا۔ کچھ دیر بعد وہ بیک گارڈن میں آچکے تھے۔ وہاں ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

نائس شاٹ۔ "دعا نے تالیاں بجا کر اسے اس کھیل کی اتنی کامیابی سے کھیلے جانے پر داد دی تھی۔ داد دینا واقعی بنتا بھی تھا۔ اس نے نہ صرف بدلہ لیا تھا بلکہ دعا کو پوری طرح بے بس بھی کر دیا تھا۔ طلال کچھ پل اسے منہ کھولے دیکھتا رہا پھر مسکرا دیا۔ اسے لگا تھا وہ اکیلے میں ملنے پر اس سے گھبرائے گی اور وہ اس کی گھبراہٹ سے فائدہ اٹھا کر اس پر مزید حاوی ہو گا لیکن وہ بہت کانفیڈینٹ لگ رہی تھی۔

مان گئی تمہیں۔ شیطان ہو تو تم جیسا۔ "اس کے طنز پر طلال کی"
مسکراہٹ سمٹی۔

شیطانی دماغ تو تمہارا بھی ہے۔ یاد نہیں کیسے مجھے ساری یونی میں "
" بدنام کیا تم نے

میں نے بدلہ لیا تھا اور اگر تمہارے کرتوت اچھے ہوتے تو تمہیں "
سبکی نہ اٹھانی پڑتی۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ "دعا نے کندھے
آچکائے۔

تمہیں شاید صورتحال کا ٹھیک سے اندازہ نہیں۔ اسی لیے اتنی "
پر سکون ہو۔ تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے لیے میں مر اجا رہا ہوں جو یہ
"رشتہ بھیجا۔

تم جیسے بندے کی چوائس اتنی اچھی نہیں ہو سکتی۔ وہ تو کوئی اور ہی ہو "
گا جس سے میری شادی ہوگی۔ جلد ہی میں کوئی ایسا طریقہ ضرور
نکال لوں گی کہ تمہارا سر کچل سکوں اور میری لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے

گی۔ "وہ سرد لہجے میں بولی تھی۔ طلال اس لڑکی کو تعجب سے بس دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔ کیا وہ واقعی اتنی سٹرانگ تھی یا بن رہی تھی۔ وہ چہرہ پھیر کر استہزائیہ مسکرایا

تمہاری شادی مجھ سے ہی ہوگی دعا۔ یہ بات زہن میں بٹھالو اور میں " تمہاری زندگی جہنم بنادوں گا۔ تمہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے اور میرے سامنے گڑ گڑانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے مجھے تم پر رحم آجائے " طلال نے جیب میں سے ایک ڈبی نکال کر اس میں سے ایک خوبصورت سی انگوٹھی نکالتے ہوئے کہا تھا۔ دعا نے ایک نظر بھی انگوٹھی کو نہیں دیکھا تھا۔ طلال نے اس کی انگلی میں انگوٹھی ڈالنے کیلئے ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن دعا نے ہاتھ پیچھے ہٹا کر اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ اس نے طیش سے دعا کو دیکھا۔ جبکہ دعا اس کے غصے کی پرواہ کیے منہ بناتی کپڑوں سے ہاتھ صاف کرنے میں مصروف تھی۔

پھر پوری طرح اپنے کام سے فارغ ہو کر اسے دیکھا۔ وہ ابھی تک منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا

تم میرے آئیڈیل کے بالکل الٹ ہو طلال۔ ایک بات بھی تم میں " ایسی نہیں کہ میں تم سے شادی کر لوں۔ تمہارا یہ خواب خواب ہی رہے گا " وہ ایک دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بولتی اندر چلی گئی تھی۔ طلال نے گہری سانس لے کر خود کو کنٹرول کیا تھا۔
تمہاری اکڑ توڑنے کا تو الگ ہی مزہ آئے گا " وہ مسکرا کر دل میں چھائی " کثافت دور کرنے کی کوشش کرتا اندر آ گیا۔

یہی دو ماہ سے پہلے نہیں آ سکتا۔ سو اس سے پہلے شادی نہیں ہو " سکتی۔ " ابدال بابر جعفر سے کہہ رہا تھا۔ وہ سب پھر سے لاونج میں آ چکے تھے اور کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

تو پھر کوئی منگنی کا فنکشن رکھ لیتے ہیں۔ " مبرہ شائستگی سے بولی۔ "

نومام۔ میں انگوٹھی ساتھ لایا ہوں۔ جو ابھی ہی دعا کو پہنانا چاہتا " ہوں۔ ہم نے یہ اکٹھے ہی پسند کی تھی۔ میں تو چاہتا تھا دعا اسی وقت پہن لے لیکن اس نے کہا وہ اپنی فیملی کی اجازت کے بغیر نہیں پہنے گی " طلال بہت آرام سے اتنا بڑا جھوٹ بول گیا تھا۔ دعا نے بمشکل اپنے غصے پر قابو پایا تھا۔

اجازت کی کیا ضرورت تھی بیٹا۔ تم اپنے فیصلوں میں آزاد ہو " ابدال بابر نے خوشدلی سے کہا تھا۔ اس نے گہری سانس کھینچی۔ طلال اس کے قریب آیا۔ وہ نہیں اٹھی تو تائی جان نے اسے اشارہ کیا۔ وہ آنکھیں ایک پل کو بند کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ طلال نے تمسخرانہ مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور انگوٹھی ایک انگلی میں ڈال دی۔ سب نے خوشی کا اظہار کیا۔ وہ پھر بھی نہیں مسکرائی۔

اگلے منظر میں وہ گاڑی میں بیٹھی واپس ہو سٹل جا رہی تھی۔ اس نے انگوٹھی انگلی سے اتاری اور بڑے آرام سے کھڑکی سے باہر سڑک پر پھینک دی۔

وہ ہو سٹل پہنچی تو اسے شامیر بھائی کی کال آگئی۔ وہ جانتی تھی بھائی کیا کہیں گے۔ اس نے گہری سانس لے کال پک کر لی۔

اسلام علیکم "اس نے لہجے میں بشارت بھرتے ہوئے کہا۔"
وعلیکم السلام۔ یہ میں کیا سن رہا ہوں دعا۔ تم کسی کو پسند کرتی ہو؟"
شاہ میر کے لہجے میں تشویش تھی۔

کیوں میں نہیں کر سکتی۔ انسان نہیں ہوں کیا "دعا کے پاس اس"
بات کا جواب نہیں تھا سوال کا سوال کر دیا۔ شاہ میر اس کی بات پر اداسی سے مسکرایا۔

نہیں تمہاری جو مرضی کرو۔ لیکن مجھے لگا تھا ہم چاہیں دور سہی "
تمہارے لیے اہم ہوں گے۔ خیر میں تم پر زبردستی نہیں کروں گا

لیکن تم تب تک اس لڑکے سے شادی نہیں کر سکو گی جب تک میں اسے کلیئر نہ کر دوں۔ کچھ دنوں تک پاکستان آنے کی کوشش کرتا ہوں۔ پھر دیکھتا ہوں کس تیس مار خان کو پسند کیا ہے تم نے۔ "شاہ میر بھائی دو ٹوک لہجے میں کہتے فون بند کر گئے۔ وہ مسکرا دی تھی۔ جو بھی ہوتا اس کی شادی طلال سے توہر گز نہیں ہونے والی تھی۔ اس کا بھائی اس کے ساتھ تھا۔

باب ششم: وفا

کم عمر نواب زادی مہر ماہ کی شادی ظہیر اشہد سے ہونے والی تھی۔ وہ بہت ادا اس تھی۔ اس کی دوستیں اس کے چہرے پر مسکراہٹ لانا چاہتی تھیں۔ وہ اسے حویلی سے باہر ایک خوبصورت مقام پر لے آئی تھیں۔ اس کا مرکز ایک پرانا کنواں کے ارد گرد درختوں کا جھنڈ تھا۔ اس سے آگے کھیتوں کو سلسلہ بہت دور تک جاتا تھا اور آخر پر چھوٹی

چھوٹی پہاڑی خوبصورت سامنظر پیش کرتی تھیں۔ ان ہستیوں کے پیچھے غروب ہوتا سورج اپنی نارنجی شعاعیں افق پر بکھیر رہا تھا۔ مہرماہ کنویں کے قریب کھڑی وہ منظر مبہوت سی دیکھ رہی تھی جب اسے ایک طرف سے گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی تھی۔ مہرماہ کے ساتھ اس کی دوستوں نے بھی چونک کر دائیں طرف دیکھا۔ ایک گھڑسوار تیزی سے ان کی طرف آ رہا تھا۔ ڈور سے ہی وہ جان گئی تھیں کہ اس کی حالت بری تھی۔ اس کے چہرے پر خون کی لکیریں تھیں۔ وہ گہ بھیج بمشکل گھڑسواری کر رہا تھا۔ شاید اس کے جسم میں کسی اور زخم تھے۔ گھوڑا ان کے قریب آ کر رک گیا۔ وہ نیچے اترتا تو مہرماہ کو لگا گر جائے گا لیکن وہ سنبھل گیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کے لب ہل رہے تھے لیکن آواز نہیں نکل رہی تھی۔ سب لڑکیاں دم بخود اسے دیکھ رہی تھیں۔ مہرماہ تیزی سے اس کی طرف بڑھی اور جھک کر اس کی حالت کا جائزہ لیا۔

کون ہو تم؟ کیا ہوا ہے تمہارے ساتھ؟ "اس کے انداز میں فکر" تھی۔

پانی "عاسل آنکھیں بند کیے ہی بولا تھا۔ مہرماہ نے اپنی دوستوں کی" طرف دیکھا۔ کچھ پل بعد وہ اپنے ہاتھوں سے پیالہ پکڑے اسے پانی پلا رہی تھی۔ دو گھونٹ پی کر عاسل نے نظریں اٹھائیں تو وہیں ساکت ہو گیا۔ نقاب سے جھانکتی دو آنکھیں اسے ایک پل میں ہی چاروں شانے چت کر گئی تھیں۔ وہ تو تب ہی مہرماہ کا غلام بن گیا تھا۔ اس نے اسی وقت ہی اسے اپنے دل کی ملکہ کا رتبہ دے دیا تھا۔ اس پر محبت نے بہت زور سے وار کیا تھا لیکن اس محبت میں احترام بھی تھا۔ اس سے پہلے کہ مہرماہ اس کی حالت جان جاتی وہ نظریں جھکا گیا تھا۔ مہرماہ نے اپنے غلاموں سے کہہ کر اسے حویلی کے خاص طبیب کی رہائش پر پہنچا دیا تھا جہاں اس کا علاج ہونے لگا۔ اسی دوران اسے پتہ چلا وہ نواب زادی مہرماہ تھی جو اس کی محبت کی حقدار ٹھہری تھی اور کچھ دنوں میں

اس کی شادی ہونے والی تھی۔ قسمت کے اس ستم پر اس کا دل ایک دفعہ پھر خالی سا ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ پہلے اس کی ماں کی وفات ہوئی تھی۔ وہ اکیلا ہی اپنے چھوٹی بہن کی کفالت کرنے والا رہ گیا تھا۔ لیکن وہ اس کی حفاظت نہ کر سکا۔ اس کی غیر موجودگی میں کسی درندے نے اس کی بہن کی عزت سے کھیل کر اسے جان سے مار دیا تھا۔ اس کی تلاش میں عاسل بہت خوار ہوا تھا۔ لیکن اسے پکڑ کر بہت درد ناک موت دی تھی۔ اس کا تعلق طاقتور لوگوں سے تھا۔ وہ عاسل کے جان کے دشمن ہو گئے تھے۔ ان کے اور عاسل کے درمیان بہت سی جھڑپیں ہوئیں لیکن عاسل کے ساتھ بھی سردار رضی کا ساتھ تھا۔ وہ ہر بار ناکام ہوئے لیکن اس بار وہ اکیلا ان لوگوں کے گھیرے میں آ گیا تھا۔ وہ جب تک لڑ سکتا تھا لڑا پھر اسے اپنے بچاؤ کیلئے بھاگنا پڑا لیکن اسے پیچھے سے دو تیر لگ گئے تھے۔ سفر کے دوران بہت سا خون بہہ گیا تھا جس سے وہ بہت کمزور ہو گیا تھا۔ مہرماہ کی محبت نے

لیکن وہ اس کی قسمت میں نہیں تھی ل اسے سارے غم بھلا دیے تھے
یہ غم بہت بڑا تھا۔ وہ شیر شاہ واپس آ گیا لیکن مہر ماہ کو نہ بھلا سکا۔ اس
نے سردار ار ترضی کو بتایا کہ وہ کسی پل اس کے بغیر سکون نہیں پارہا۔
ار ترضی نے اسے بہت سمجھایا کہ اسے محبت کے سامنے یوں گٹھنے نہیں
ٹیکنے چاہیں لیکن وہ نہیں سمجھا اور حفر آ گیا۔ اسے معلوم ہوا مہر ماہ
شہزادہ ظہیر سے بیاہ کر محل آچکی ہے۔ اس نے محل کے محافظ کے
طور پر کسی نہ کسی طرح ملازمت حاصل کر لی۔ مہر ماہ نے اسے دیکھ کر
پہچان لیا۔ اور اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ دل کی خوشی کو بمشکل چھپاتا اس
تک آیا۔ اسے ایک نظر دیکھ کر آنکھیں جھکالی۔ وہ اس وقت بھی
نقاب میں تھی۔ مہر ماہ نے اس سے اس کی طبیعت کے بارے میں
پوچھا اور یہ بھی کہ وہ محل کیسے پہنچا۔ اس نے بتایا وہ محل کے محافظوں
میں شامل ہو چکا ہے۔ پھر اس نے ایک دفعہ ملکہ کی جان بچا کر اس کا
ہ اس کا خاص محافظ بن گیا۔ و اعتماد حاصل کر لیا اور یوں

ہم اہل وفا حسن کو رسوا نہیں کرتے
پردہ بھی اٹھے رخ سے تو دیکھا نہیں کرتے
ملکہ مہرماہ اور عاسل کا بہت دیر تک تعاقب کیا جاتا رہا تھا لیکن وہ جنگل
کی بھل بھلیوں کا فائدہ اٹھاتے دشمنوں سے بہت دور نکل آئے تھے۔
اب محل جانے کا راستہ کہاں تھا یہ وہ دونوں ہی نہیں جانتے تھے۔
جنگل ہر طرف سے گہرا تھا۔ عاسل نے ایک اونچی چٹان پر گھوڑے
روک دیے۔ ملکہ کی حالت بری ہو رہی تھی۔ ابھی اس کی ماں کی
موت کا صدمہ ختم نہیں ہوا تھا کہ اپنے سب محافظوں کو کھودینا اس
کے مضبوط دل کو چیر کر رکھ گیا تھا۔ عاسل نے سہارا دے کر اسے
گھوڑے سے اتارا تھا۔ وہ گرنے کے سے انداز میں نیچے بیٹھ گئی تھی۔
خود کو سنبھالیں ملکہ۔ ہمت مت ہاریں۔ "عاسل اس کی حالت دیکھ"
کر پریشان ہو گیا تھا۔

مجھے لگ رہا ہے بہت جلد میری ہمت ختم ہو جائے گی۔ میں ہار جاؤں گی موت سے۔" وہ غیر موئی نقطے کی طرف دیکھتی کہہ رہی تھی۔
ملکہ! "عاسل نے اسے تڑپ کر پکارا تھا۔ ملکہ نے چمکتی نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ نظریں جھکا گیا۔

آپ کو سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے۔ آپ نقاب اتار دیں۔" میں دوسری طرف رخ کر لیتا ہوں "وہ سر جھکائے بولا تھا۔
نہیں۔ رہنے دو "ملکہ نے نقاب اتار دیا لیکن وہ اسے نہیں دیکھ سکا۔" رات ہوتی ہے تو ستاروں کے حساب سے محل کا رخ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں پھر اگر شروع کریں گی۔ آپ کو بھوک تو نہیں لگی؟ "عاسل نے مصروف سے انداز میں کہا۔

نہیں۔ تم آرام کرو۔" ملکہ نے چٹان سے دوسری طرف دیکھا ایک گہری کھائی تھی۔ جس کے ساتھ ندی بہہ رہی تھی۔ عاسل اس کے منع کرنے کے باوجود گھوڑے کی زین سے کھانا نکال لایا۔

تھوڑا سا کھالیں ملکہ۔ آپ مشکل وقت سے گزر رہی ہیں۔ آپ کو " طاقت کی ضرورت ہے۔ " وہ ملکہ کے سامنے کھانا رکھتے بولا تھا۔
تم بھی کھاؤ۔ " ملکہ نے آلو والی روٹی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے " کہا تھا۔

میں؟ " اس نے بے اختیار ملکہ کے چہرے کی طرف دیکھا کچھ پل " کیلئے وہ نظریں نہ ہٹا سکا۔
تمہیں بھی تو طاقت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ " ملکہ نے بھنویں " اچکائیں۔
" میں بعد میں کھالوں گا۔ "

ابھی کھاؤ عاقل۔ " ملکہ نے حکمیہ لہجے میں کہا تو وہ جھجھک کر کھانے " لگا تھا۔ ملکہ بے اختیار اسے دیکھنے لگی تھی۔ اچانک اسے دعا کی بات یاد آئی تھی۔ اس کے دل نے کہا وہ عاقل ہی تھا جو اس سے محبت کرتا

تھا۔ لیکن وہ بد قسمت ملکہ اس مخلص محبت کو قبول نہیں کر سکتی تھی۔
اس نے گہری سانس لیتے چہرہ پھیر لیا تھا۔

راجادیو اور سلطان حیان مصطفیٰ کی فوجوں کے درمیان جنگ شروع ہو چکی تھی۔ راجادیو کی فوج سلطان کی فوج سے دو گنا تھی۔ ابھی حیان نے مسٹر میسن کو راجادیو کی مدد نہ کرنے پر مجبور کر دیا تھا ورنہ اس کی ریاست کو بہت زیادہ نقصان پہنچ سکتا تھا۔ ابھی شروعات تھی تو دونوں فوجیں جوش و خروش سے لڑ رہی تھیں۔ حیان نے پہلے کچھ لوگوں کے ساتھ اپنی فوج کے درمیان گھوڑا بھگاتے ان کی ہمت بندھائی تھی پھر جنگ کے شروع ہوتے ہی چھاپہ مار دستوں کے ساتھ مل کر دشمن کی صفیں توڑنے لگا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی ہاتھ میں نیزے پکڑے دور سے گھوڑے تیزی سے بھگاتے دشمن کی طرف آتے اور بغیر رکے جھک کے انہیں نیزوں پر پروتے آگے بڑھ

جاتے۔ کچھ زخمی ہو کر اچھلتے دور جا گرتے اور کچھ دور تک تڑپتے
گھسیٹتے چلے جاتے۔ گھوڑے ایک فاصلے تک جا کر پھر مڑتے اور وہی
سے لڑائی ارخونی کھیل کھیلا جاتا۔ پھر حیان گھوڑے سے اتر کر تلو
کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اپنی فوج کی پھر سے ہمت بندھائی اور لڑائی
شروع کر دی۔ سارا دن جنگ ہوتی رہی۔ راجاد یو کی فوج کو بہت
نقصان پہنچ چکا تھا۔ لیکن ابھی ہار کسی نے بھی نہیں مانی تھی۔ اسے
یقین تھا تعداد کی برتری پر وہ جیت جائے گا۔ پھر میسن کی فوج بھی تو
اس کی مدد کیلئے آرہی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا میسن سلطان حیان کے
ہتھے چڑھ چکا تھا۔ بہر حال اس کے آنے کی امید اس کی ہمت بڑھا رہی
تھی۔ حفر اور راج گڑھ دونوں ریاستوں میں لٹیرے جنگ کا فائدہ اٹھا
کر لوٹ مار کرنے لگے تھے اور عام اعوام کا جینا محال کر دیا تھا۔ ایسے
میں شہزادی نیلو فرجو کسی کو بتائے بغیر جاسم کے گھر سے نکل گئی تھی
ان لٹیروں کے ہاتھ آگئی تھی۔ عزت جانے کا خوف ایک دفعہ پھر اس

پر حاوی ہو گیا تھا لیکن اس دفعہ وہ چیخی نہیں۔ اس پر عجیب سی بے بس
ف لی حسی طاری تھی جیسے وہ جاسم کی بے رخی کا بدلہ خود کو تک
دے کر لینا چاہتی تھی۔ لٹیرے اسے باندھ کر ایک گھوڑے پر ڈالے
جار ہے تھے لیکن چند نقاب پوشوں نے ان لٹیروں پر حملہ کر دیا اور
شہزادی کو ان سے چھین لیا۔ شہزادی نے تب بھی مزاحمت نہیں کی
تھی۔ ظالم کوئی بھی ہوتا اسے تو ظلم ہی سہنا تھا۔

سین مکمل کر کے وہ کچھ پل اپنے لکھے گئے الفاظ کو دیکھتی رہی پھر
ڈائری بند کر کے پین اس پر رکھتی اپنے بستر پر آگئی۔ اس کے ذہن
میں ابھی بھی کہانی کی سوچیں گھوم رہی تھیں۔ وہ طلال کے بارے
میں بالکل بھول چکی تھی۔

مجھے کچھ مشکوک سا لگ رہا ہے "اپنے بستر پر بیٹھی نیناں نے کتاب"
سے نظریں اٹھائے بغیر کہا تھا۔ دعا کے دل کی ایک بیٹ مس ہوئی۔

"کیا؟"

تم آج کہیں گئی تھی؟ "نیناں نے کتاب بند کرتے ہوئے اسے"
دیکھا۔ دعا گڑ بڑا کر رہ گئی تھی۔ نیناں نے گہری سانس لی
لگتا ہے میں تمہاری دوستی کے دائرے سے باہر نکلتی جا رہی ہوں"
۔ "اس کی آواز میں خفگی تھی۔

"ایسا نہیں ہے۔ میں بس نہیں چاہتی کہ تم پریشان ہو۔"
نہیں تم مجھے جذباتی سمجھتی ہو اور خود کو عقل کل۔ تم سوچتی ہو کہ "
کہیں میں غصے میں آ کر کوئی گڑ بڑ نہ کر دوں۔ تم خود اچھی طرح سوچ
بچار کر کے کوئی نہ کوئی حل نکال لو گی۔" نیناں نے درست تجزیہ کیا
تھا۔

یہ تو تم واقعی درست کہا۔ "دعا ڈھیٹوں کی طرح مسکرائی۔"
دفع ہو جاؤ۔ اب مجھ سے کوئی مدد مانگنا۔ "نیناں نے جل کر کہا۔"
اچھا بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ "دعا نے کہا"

خود ہی سوچو اب "نیناں نے کہا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی۔ اور چراغ کو جلا " کر لیٹ گئی۔ نیند میں جانے کے بعد وہ جب اٹھی تو وہ محل میں تھی۔ اس بار اس نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔ کچھ پل لیٹی رہی پھر اٹھ گئی۔ وہ ایلسا کی طرح کی ایک اور خوبصورت فراک میں ملبوس تھی۔ تپائی پر چراغ پڑا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے سے نکلی تو ارد گرد موجود کنیزیں اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

" دعا آپ شہزادی نیلو فر کے کمرے میں کب آئیں؟ "

آپ کو پتہ ہے شہزادی نیلو فر محل سے غائب ہو گئی ہیں۔ " اس کے " ارد گرد سے سوال ابھرنے لگے۔ وہ نظر انداز کرتی آگے بڑھنے لگی۔

مہر منزل پر پہنچ کر اس نے سدرہ کو ڈھونڈا۔ سدرہ بھی اسے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ وہ اس دفعہ ملکہ کے ساتھ سفر پر جا نہیں سکی تھی۔

اسے سخت بخار نے آگھیرا تھا

ملکہ خطرے میں ہیں۔ ان کے قافلے پر حملہ ہوا ہے۔ عاسل کے " علاوہ باقی محافظ مارے گئے ہیں۔ وہ راستے کے قریبی جنگل میں موجود ہیں۔ ان کی مدد کیلئے فوراً سپاہی روانہ کرو۔ "دعا نے تیزی سے کہا تو سدرہ کو یہ پوچھنا بھی بھول گیا وہ کیسے یہ سب جانتی ہے۔ وہ محافظوں کے کمروں کی طرف بھاگی تھی۔

دعا محل کے منتظم اعلیٰ کے پاس گئی اور اسے بتایا کہ وہ جنگ کے میدان میں جانا چاہتی ہے۔ نگران اعلیٰ نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن انکار نہیں کر سکا اور کچھ دیر بعد وہ بھگی میں بیٹھی میدان جنگ کی طرف جارہی تھی۔ اسے حیان کی فکر تھی۔ پچھلی جنگ کا منظر وہ ابھی بھولی نہیں تھی۔

اسے مطلوبہ مقام پر پہنچنے تک آدھا دن لگ گیا تھا۔ میدان جنگ دور سے دھول میں لیٹا محسوس ہو رہا تھا۔ ایک طرف بڑے بڑے تین خیمے لگے تھے۔ درمیان والا خیمہ سلطان حیان مصطفیٰ کا تھا۔ دعا بھگی

سے اتر کر بھاگتی پہلے ان خیموں کی طرف گئی تھی۔ لیکن حیان خیموں میں نہیں تھا حالانکہ وہ سلطان تھا۔ وہ پیچھے رہ کر صرف حکم دے سکتا تھا جیسے راجاد یو کر رہا تھا لیکن وہ صبح سے آرام کیلئے نہیں آیا تھا۔ وہ میدان جنگ کو ٹھیک سے دیکھنے کیلئے ایک اونچی چٹان کی طرف بھاگی تھی۔ محل سے اس کے ساتھ چلنے والے محافظ اس کے ساتھ ہی تھے۔ ایک جگہ پہنچ کر وہ رک گئی۔ اس کی نظر میں حیان آگیا تھا۔ وہ تین لوگوں میں گھرا تھا۔ دعا کو ایک پل کیلئے اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔ اس نے جھپٹ کر پاس کھڑی سپاہی سے تیر اور کمان لی اور اسے سیدھا کر کے تیر کو کھینچا۔ سپاہی پریشانی سے اسے روکنے کی کوشش سے اثر نہیں لیا اور تیر چھوڑ دیا۔ تیر سنسناتا ہوا ان کرنے لگے۔ اس ایک شخص کی کمر پر لگا جو حیان کے ساتھ مد مقابل تھا۔ وہ گرا تو حیان نے حیرت سے چٹان کی طرف دیکھا جہاں سے تیر آیا تھا۔ وہاں کھڑی لڑکی اسے ارد گرد سے بیگانہ کر گئی تھی۔ اس کے سفید کپڑے

اور لہروں والے بال ہو اسے ایک طرف کواڑ رہے تھے۔ اس ایک تلوار اس کی طرف بڑھی لیکن تیر سیدھا اس ہاتھ پر لگا تھا جس میں تلوار تھی۔ حیان اسے گرتے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ پھر وہ تیزی سے گھوم کر خود پر حملہ کرنے والے شخص سے لڑنے لگا۔ دعا نے ایک اور تیر کمان پر لگالیا اور انتظار کرنے لگی۔ دو لوگ مزید حیان کے سامنے آئے۔ ایک کو تو حیان نے دیکھ لیا لیکن دوسرے کو اس نے تیر دے مارا۔

محترمہ! ہمیں یہ کرنے دیں۔ آپ تھک جائیں گی۔ "سپاہی نے" مؤدب لہجے میں کہا۔ وہ واقعی تھک گئی تھی۔
"تم تیر اندازی میں ماہر ہو؟"

جی ہر سپاہی ماہر ہوتا ہے "اس نے کہا تو دعا نے تیر کمان اس کی طرف بڑھا دیے۔

دشمنوں کو سلطان سے قریب پہنچنے سے پہلے ہی روکو۔ انہیں "نقصان نہیں پہنچنا چاہیے" اس نے حکمیہ لہجے میں کہا تو وہ سر ہلا گیا۔ اپنے پسندیدہ سلطان کو وہ بھلا کیسے نقصان پہنچا سکتا تھا۔ سلطان کو اس مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن دعا ایسا چاہتی تھی سوا سے اعتراض نہیں تھا۔ اب وہ پہلے سے بھی تیزی سے دشمنوں کا صفایا کرنے لگا تھا۔

ملکہ مہرماہ کا سر گھوم رہا تھا اور کندھوں میں بھی درد ہو رہا تھا۔ گھوڑے پر مزید سفر کرنا بہت محال تھا لیکن وہ کسی نا کسی طرح خود کو سنبھالے ہوئے تھی۔ گھوڑے درمیانہ رفتار سے آگے بڑھ رہے تھے۔ عاسل بار بار ملکہ کو دیکھ رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا ملکہ تکلیف میں ہے۔ ملکہ؟ آپ ٹھیک ہیں؟" اس نے پریشانی سے پوچھا۔ ملکہ نے سر "اثبات میں ہلایا لیکن لبوں سے کچھ کہہ نہ سکی۔

ملکہ! "عاسل نے گھوڑا روک لیا اور تیزی سے اتر کر اس کے " قریب آتا اس کا گھوڑا بھی روک دیا۔
"ملکہ!"

میں ٹھیک ہوں "ملکہ بمشکل بولی اور اگر ہی پل بے ہوش ہو کر " عاسل کی طرف گری۔ عاسل نے پھرتی سے اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔ ملکہ کو فوراً طبیب کو دکھانے کی ضرورت تھی لیکن یہاں تو کچھ کھانے کو بھی ڈھنگ سے موجود نہیں تھا۔ وہ ملکہ کو لیے اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور اسے تیز رفتاری سے آگے بڑھا دیا۔ جنگل آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا۔ عاسل کو کچھ دور کچھ گھڑ سوار نظر آئے۔ وہ تھوڑا مزید قریب آئے تو ان کے ہاتھوں میں محل کا محسوس جھنڈا دیکھ کر عاسل کی بے چینی میں کچھ حد تک کمی آئی۔ اس نے گھوڑے کی رفتار مزید تیز کر دی کچھ دیر بعد وہ محل کے محافظوں کے قریب پہنچ چکا تھا

ان کے ساتھ ایک بھگی بھی تھی جس میں سدرہ اور ایک دوسری کنیز موجود تھی۔

ملکہ کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ ہمیں انہیں جلد از جلد طبیب کو دکھانا ہے۔" عاسل نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔

طبیب ساتھ لائے ہیں۔ انہیں جلدی میں بھگی میں لے جاؤ "سدرہ" بھگی سے نکل کر بولی تھی۔ اس نے احتیاطاً ہی طبیب اور کچھ ضروری چیزیں ملکہ کیلئے رکھ لی تھیں۔ عاسل نے ملکہ کو بھگی کی سیٹ پر لٹا دیا اور طبیب اس کا معائنہ کرنے لگا۔ بھگی کا کوچوان اور محافظوں نے گھوڑے آگے بڑھا دیے تھے۔

دعا اور حیان خیمے میں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ دشمن کے پاؤں اکھڑ چکے تھے۔ وہ بھاگ گئے تھے۔ کچھ دیر تک ان کا پیچھا کیا جانا تھا لیکن حیان کے سپاہی بھی تھکے ہوئے تھے۔ آج کیلئے جنگ

بندی ہو گئی تھی لیکن حیان جانتا تھا بھاگنے والے سپاہی پھر کسی جگہ اکٹھے ہو کر ان کا مقابلہ کریں گے۔ تب تک انہیں بھی آرام چاہیے تھا۔ وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا اور زخمی بھی۔ اس کے رخسار پر رگڑ کا ایک نشان تھا۔ گردن پر خون کے چھینٹے تھے۔ دعا فکر مندی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ "حیان نے کہا" مجھے جنگ دیکھنے کا شوق ہے اس لیے آئی تھی یہاں۔ "دعا نے اس" کیلئے اپنی فکر مندی چھپانے کی غرض سے بہانہ بنایا۔ حیان اس کی بات پر مسکرا کر سر جھٹک گیا۔

دیکھ لی اب واپس محل چلی جائیں۔ یہاں خطرہ ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا" ہے "حیان اسے کسی بھی صورت یہاں سے بھیجنا چاہتا تھا۔

تم بھی چلو۔ ایک کامیابی تو تمہیں مل ہی چکی ہے۔ دشمن کو بہت " زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ وہ اب جم کر مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ "دعا

نے کہا تو وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ وہ اس کیلئے پریشان ہو رہی تھی۔ یہ اس کی خوش فہمی تھی یا واقعی ایسا تھا۔

دشمن کو کبھی بھی ہلکا نہیں لینا چاہیے اور سلطان کی موجودگی میں "فوج اچھی کارکردگی دکھاتی ہے" اس نے نرمی سے دعا کو سمجھایا۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن اتنی احتیاط کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ "دعا" بھی اسے جنگ میں مزید حصہ لینے سے روکنا چاہتی تھی۔ جب تک وہ جنگ کی حالت میں رہتا اس کی سانس سینے میں ہی اٹکی رہنی تھی۔ اس کی کہانی دعا کی مرضی سے نہیں چل رہی تھی۔ قسمت کوئی بھی پانسہ پلٹ سکتی تھی۔

"ضرورت ہے۔ آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔"

ٹھیک ہے۔ پھر مجھے بھی واپس جانے کا مت کہنا۔ "وہ چڑ کر بولی تھی۔"

کیا آپ پھر تیر اندازی سے میری مدد کرنا چاہتی ہیں؟ "اس کی"
آنکھوں میں شرارت تھی۔ دعائے اسے گھورا۔
نہیں۔ اگلی بار تم پر تیر اندازی کروں گی۔ "وہ دانت پیس کر بولی۔"
حیان ہنس دیا۔

منظور ہے۔ لیکن یہ کام محل میں بھی ہو سکتا ہے۔ آپ واپس چلی"
جائیں "پھر وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔
نہیں جاننا۔ بس کہہ دینا ایک دفعہ "وہ غصے میں آئی۔ حیان کو"
خاموش ہونا پڑا۔ اس کے ساتھ والے خیمے میں دعا کیلئے رہائش کا
بندوبست کر دیا گیا تھا۔ اسے خیال آیا اگر وہ یہیں سو کر اپنی دنیا میں
واپس لوٹ گئی تو جب دوبارہ آئے گی تو یہیں ہوگی۔ اگر تب تک
سب لوگ یہاں سے جا چکے ہوئے تو۔ اسے پھر دردِ در کی ٹھوکریں
کھانے پڑیں گی۔ خیر ایڈوینچر ہی سہی۔ وہ کھالے گی ٹھوکریں بھی۔
وہ خیمے کی چھت کو دیکھتی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی کہ اچانک اسے

محسوس ہوا کوئی اس کے خیمے میں موجود ہے۔ اس نے تیزی سے نگاہ چاروں طرف گھمائی۔ کوئی نہیں تھا۔ ایک طرف مشعل پڑی تھی جس سے خیمے کا اندرونی منظر روشن تھا۔ خیمے کا دروازہ ہوا کیلئے کھلا تھا اور دو سپاہی کچھ دور دوسری طرف رخ کیے کھڑے تھے۔ کچھ پل کی اضطرابی کیفیت سے نکل کر وہ دوبارہ لیٹی تو اسے لگا کسی نے اس کے پیچھے بیٹھی۔ ایک دفعہ پھر ارد گرد بال کھینچے ہیں۔ وہ ہلکی سی چیخ م دیکھا۔ خیمے کی ایک دیوار پر اسے ایک خوفناک صورت نظر آئی۔ صرف ایک پل کیلئے اور پھر غائب ہو گئی۔ لیکن اتنے میں ہی اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور کانپتے قدموں کے ساتھ خیمے سے باہر نکلی تھی۔ سپاہی اس کی طرف مڑے اور پریشانی سے اس کی طرف بڑھے لیکن وہ کسی کی طرف بھی دھیان دیے بنا حیان کے خیمے میں جا گھسی۔ اس وقت خوف سے دماغ ماؤف تھا۔ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بالکل ختم ہو کر رہ گئی تھی۔

حیان غسل کے بعد اب زخموں کی مرہم پٹی کروا رہا تھا۔ وہ بستر پر نیم دراز بیٹھا تھا۔ ایک طبیب اس کے کندھے سے کپڑا ہٹائے زخم کو صاف کر رہا تھا۔ دعا کو اچانک سے اپنے سامنے دیکھ کر بوکھلاتے ہوئے وہ سیدھا ہو بیٹھا اور کندھے پر کپڑا درست کیا۔ دعا نے ہوش میں آ کر خود کو ڈھیروں ملامت کرتے چہرہ پھیرا اور منہ کے زاویے بگاڑ کر خود کو کوسنے لگی۔

دعا کیا ہوا؟ "وہ بستر سے اٹھ کر اس کے قریب آیا۔" میرے خیمے میں کوئی ہے۔ "اس نے خوفزدہ لہجے میں بتایا۔ حیان" کو سخت حیرت ہوئی۔ اتنے سخت پہرے سے گزر کر کون وہاں آسکتا تھا۔ وہ دیکھنے کیلئے خیمے سے باہر جانے لگا۔

وہ... وہاں کوئی جن ہے۔ "اس نے کہا تو حیان نے تعجب سے رک کر اسے دیکھا۔

میں سچ کہہ رہی ہوں۔ "وہ جو کہنے والا تھا اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو"
گی خاموش رہ گیا۔ وہ کیسے اس پر شک کر سکتا تھا کہ وہ جھوٹ بھول
رہی تھی۔ اس نے گہری سانس لی اور سر ہلایا۔

آپ پھر یہاں رک جائیں۔ میں باہر ہی موجود ہوں "وہ بولا تو دعا"
نے نفی میں سر ہلایا۔

میں بھی باہر آؤں گی "وہاں کوئی اور لڑکی بھی نہیں تھی جسے وہ اس"
کے پاس ٹھہرنے کا کہہ دیتا۔

ٹھیک ہے۔ آئیں۔ "اس نے ہاتھ دعا کی طرف بڑھایا۔ دعا نے"
ٹھنڈے ہوتے ہاتھ کو اس کے ہاتھ میں رکھا۔ حیان محسوس کر گیا وہ
کچھ زیادہ ہی ڈری ہوئی تھی۔ وہ دونوں خیمے سے باہر آئے اور ایک
طرف بڑھے۔ وہ خیموں سے ہٹ کر زرا اونچی چٹان تھی۔ آسمان پر
پورا چاند چمک رہا تھا اور زمین پر ہر طرف اس کی چاندنی بکھری ہوئی
تھی۔ حیان کھلے سے ٹراؤز اور بٹنز والی شرٹ میں ملبوس تھا۔ بال

ابھی تک گیلے تھے اور ماتھے پر چپکے تھے۔ جبکہ دعا پہلے والے ہی لباس میں تھی۔ وہ دونوں چٹان کی بلندی پر جا کر رک گئے۔ دعا کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کافی حد تک نارمل ہو چکی تھی۔

میں اب ٹھیک ہوں "خوف کم ہوا تو اس نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔" حیان نے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا اور اسی سے مسکرایا۔

محبت کرنے والوں کی تجارت بھی انوکھی ہے
منافع چھوڑ دیتے ہیں خسارے بانٹ لیتے ہیں۔

نہ جانے کسی لیے امید وار بیٹھا ہوں

ایک ایسی راہ پہ جو تیری راہ گزر بھی نہیں

اس کی وہ مسکراہٹ دعا کے دل کو تیر کی طرح لگی۔ وہ پھر خود غرضی کی انتہا کر رہی تھی۔ لیکن وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔ اس نے تھکی سی سانس خارجی کی اور زمین پر بیٹھ گئی۔ حیان بھی اس سے کچھ فاصلے پر

بیٹھ گیا۔ وہ دونوں گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے ہاتھ باہم ملائے چاند کو دیکھ رہے تھے۔

کیا آپ ہمیشہ ایسے ہی آتی رہیں گی "حیاں نے اس کی طرف دیکھا" اور پھر دیکھتا ہی رہا۔ چاند کو دیکھتی وہ لڑکی اس پل بہت سحر انگیز لگ رہی تھی۔

پتہ نہیں۔ جب کہانی ختم ہوئی تو شاید نہ آسکوں۔ "وہ چاند سے" نظریں ہٹائے بغیر بڑبڑائی۔

کیا مطلب؟ "حیاں چونکا۔ وہ بھی چونکی اور تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں۔"

کیا میں آپ کی دنیا میں نہیں جاسکتا جیسے آپ یہاں آتی ہیں؟ "حیاں نے کچھ پل توقف کے بعد ایک اور سوال کیا۔ دعائے اسے دیکھا۔

نہیں۔ "کاش ایسا ہو جاتا۔ دونوں نے سوچا تھا۔"
آپ کی فیملی میں کون کون ہے؟ "وہ بہت معصومیت سے پوچھ رہا"
تھا۔

ماما بابا۔ تین بھائی۔ تایا تائی اور آبرو۔ "وہ بول رہی تھی جب طلال"
کے یاد آنے پر اس کا منہ بگڑا۔
"کیا ہوا؟"

کچھ نہیں "وہ دانت پیس کر بولی۔"
اور آپ کار ہن سہن کیسا ہے؟ "وہ کرید کرید کر پوچھ رہا تھا۔ شاید"
کسی طرح اس کی دنیا میں جانے کا راستہ مل جائے۔
اس زمانے کی نسبت ایڈوانس ہے لیکن.... "دعا بولتے بولتے یکدم"
رکی اور اسے گھورا۔

یہ تم مجھ سے تفتیش کیوں کر رہے ہو؟ "وہ آنکھیں چھوٹی کیے"
گھورتی اسے مسکرا نے پر مجبور کر گئی تھی۔

"آپ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننا چاہتا ہوں۔"

"اور تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟"

انسان ہوں۔ تجسس تو ہوتا ہے "اس نے یہاں وہاں دیکھا۔"

تم ایک بادشاہ بھی ہو حیان! بہتر ہو گا اپنی بادشاہت پر توجہ دو "وہ" سمجھانے والے انداز میں بولی تھی۔

مجھے بادشاہت میں دلچسپی نہیں ہے۔ اپنے والد کا بدلہ لینے کیلئے مجھے "شاہ ظہیر کو مارنا پڑا اور اپنی اعوام کیلئے بادشاہت نبھانی پڑ رہی ہے "وہ" کچھ بیزار دکھائی دیتا تھا۔

ہاں تو بس اسی اعوام کا سوچ کر اچھے طریقے سے بادشاہ کا کردار "نبھاؤ۔"

میری اپنی بھی کوئی زندگی ہے۔ "اس نے احتجاج کیا۔"

تو کون روک رہا ہے اپنی زندگی بھی جیو "دعا نے کندھے اچکائے۔"

حیان کا دل کیا اسے کہے وہ روک رہی ہے۔ وہ کیوں اس کی محبت کو

قبول نہیں کر لیتی۔ وہ کیوں اس کی کیفیت سے انجان بنتی ہے۔ اس نے گہری سانس لی چہرہ سامنے پھیر لیا۔ دعا نے بازو باندھ کر گھٹنوں پر رکھے اور ان پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے بل دار بال بازو اور کمر سے نیچے گرتے چہرے کو چھپا رہے تھے۔ حیان نے نظریں اس پر جمادیں۔ اسے محسوس ہوا وہ سو گئی ہے۔ اس نے دعا کیلئے کوئی گرم چادر لانی چاہی۔ وہ اٹھا اور کچھ فاصلے پر کھڑے سپاہی کو ایک گرم چادر لانے کا کہا۔ لیکن جب وہ مڑا تو دعا وہاں نہیں تھی۔ اس کا دل ڈوبا۔ اس نے تیزی سے نظریں ارد گرد دوڑائیں۔ وہ کہیں بھی نہیں تھی۔

وہ جو بے نیاز سا ہو گیا وہ جو ایک راز سا ہو گیا
جسے کچھ غرض ہی نہیں رہی اسے دست حرف سوال کیا

جاسم کو فیصل نے جب بتایا کہ شہزادی بغیر بتائے گھر سے نکل گئی تھی اور اب نہیں مل رہی تو جاسم کو اپنے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی تھی۔ جنگ کی وجہ سے آج کل کے حالات بہت اتنے برے ہو چکے تھے۔ گھر کی چار دیواری بھی محفوظ نہیں رہی تھی۔ وہ کیسے باہر محفوظ رہی ہوگی۔ جاسم شہزادی کیلئے سخت پریشان ہو گیا تھا۔ اسے نہیں پتہ تھا وہ شہزادی کی اتنی فکر کیوں کرتا ہے۔ کیوں اسے اس کے حال پر نہیں چھوڑ دیتا۔ یہ سوچنے کیلئے اس کے پاس وقت بھی نہیں تھا۔ وہ دوست کے ساتھ اس کے گھر آیا تو حرم نے اس کا گریبان پکڑ کر اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

تمہاری وجہ سے یہ سب ہوا ہے۔ تمہاری بے رخی نے شہزادی کو "خطرے میں ڈال دیا۔ تمہارے لیے انہوں نے اپنی کلائی کاٹی تھی۔ تم اتنے بے عقل ہو کہ اتنا بھی نہ سمجھ سکے شہزادی کیا چاہتی ہیں۔ میں بتا رہی ہوں جاسم اگر وہ مجھے صحیح سلامت نہ ملیں تو میں تمہیں مار

ڈالوں گی "حرم غصے اور دکھ میں جاسم کے سامنے شہزادی کے سارے راز عیاں کر گئی تھی اور وہ ساکت سا کھڑا رہ گیا تھا۔ اسے اپنا دل کسی گہری کھائی میں ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ شہزادی جو بہت مغرور تھی اس سے محبت کرتی تھی۔ اس کیلئے محل سے باہر خوار ہو رہی تھی۔ وہ چاہے اس کی محبت قبول نہ کرتا لیکن اس محبت کا احترام تو کرتا۔ لیکن وہ تو بہت کچھ جان کر بھی انجام بنا رہا اور اب ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اپنا سب کچھ لٹا چکا ہے۔ اسے لگ رہا تھا وہ کب سے شہزادی کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہے۔ اگر وہ نہ ملی تو وہ بھی نہیں جی پائے گا۔ جاؤ۔ شہزادی کو لاؤ۔ جاسم۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔ انہیں لے کر " آؤ۔ "حرم نے اسے پیچھے کی طرف دھکا دیتے چیخ کر کہا تھا۔

باب ششم: وفا

اگلے دن سلطان حیان مصطفیٰ نے راج گڑھ کے مرکزی شہر کی طرف پیش قدمی کی تو بہت سی جگہوں پر راجادیو کی فوج نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ مجبوراً راجادیو کو بھاگنا پڑا۔ اور حیان نے راج گڑھ پر قبضہ کرنے کے ساتھ ساتھ راج محل کا بھی دورہ کیا۔ راجادیو کی بیویاں بہت خوفزدہ تھیں لیکن ملکہ شائلہ جانتی تھی وہ عورتوں کو کچھ نہیں کہے گا۔ توقع کے مطابق حیان نے کسی بھی عورت کو محل سے نکلنے سے منع کر دیا لیکن محل کا انتظام اپنے ایک وزیر کے حوالے کر کے حفر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے راجادیو کو پکڑنے کیلئے سپاہی راج گڑھ کے سرحدی علاقوں میں بھیج دیے تھے اور خود اس جگہ جلد از جلد پہنچنا چاہتا تھا جہاں دعا غائب ہوئی تھی۔ وہ جگہ محل کے راستے میں ہی آتی تھی۔ حیان وہاں کچھ سپاہی چھوڑ بھی آیا تھا۔ اگر وہ اس کے پہنچنے سے پہلے واپس آ جاتی تو پھر مشکل میں پڑی۔ سردار ارتضیٰ بھی اپنی فوج کے ساتھ اس کے ہم قدم تھا۔ اتنا

سلطان کی جیت میں اس کا بہت بڑا ہاتھ تھا ایک مقام پر پہنچ کر سردار
ار تفضیٰ کو اس سے راستہ الگ کرنا تھا۔ وہ مقام آیا تو حیان نے گھوڑا اس
کے گھوڑے کے قریب روکا اور نیچے اتر ا۔ سردار ار تفضیٰ نے اسے
بھنویں اچکا کر دیکھا لیکن گھوڑے سے نہیں اتر ا۔

لگتا ہے سلطان جھک کر ایک سردار کا شکریہ ادا کرنے والا ہے۔ ""
سردار نے مغرور انداز میں نظریں پھیرتے کہا تو وہ غصے میں آنے کی
بجائے مسکرا دیا۔

میں اس مدد کیلئے قیمت ادا کر رہا ہوں۔ " حیان نے جتایا۔ سردار نے "
لا جواب ہو کر نیچے اتر آیا۔ اب وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے
کھڑے تھے۔

" لیکن میں اپنے بھائی کا شکریہ ادا ضرور کرنا چاہوں گا "
میں تمہارا بھائی نہیں ہوں۔ مت بھولو تم میرے دوست کے قاتل "
" ہو۔

تو پھر ہر ملاقات میں ہماری تلواریں آپس میں ٹکرائی جاہیں تھیں۔"

"حیان اسے ہرب بھیار لا جواب کر رہا تھا۔ وہ ہنس پڑا۔ حیان نے اسے

"گلے لگایا۔"

تمہارے شیر شاہ پہنچنے سے پہلے رقم وہاں پہنچ چکی ہوگی۔ مجھے یقین"

ہے تم اپنے قبیلے کیلئے مجھے درگزر کر دو گے حالانکہ میرا قصور نہیں

تھا۔" حیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔ سردار ادا سی سے

سر ہلا گیا۔

اور میری بہن کا خیال رکھنا۔ میں حفر اور راج گڑھ کے معاملات"

نمٹانے کے بعد شیر شاہ آؤں گا۔" اس نے آخر پر ارتضیٰ سے مصافحہ

کیا اور دونوں گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ ان کی فوجیں آہستہ آہستہ ایک

دوسرے سے الگ ہو کر الگ سمتوں میں حرکت کرنے لگی تھیں

دعائیناں کے ساتھ کلاس میں داخل ہوئی تو کئی لوگوں نے مڑ کر اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا۔ دعا نے تعجب سے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ لوگ کھسر پھسر کرتے اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ دعا نے کرسی پر بیٹھ کر فون نکالا اور فیس بک اوپن کی۔ یونی کے فیسبک گروپ میں ایک پوسٹ دیکھ کر اس کی آنکھیں جل اٹھیں۔ طلال نے ایک پکچر پوسٹ کی تھی جس میں وہ اسے انگوٹھی پہنا رہا تھا۔ فائنلی ہماری محبت کامیاب ہوئی۔ جلد ہی ہم شادی کرنے والے ہیں " "کیپشن میں لکھے الفاظ تصویر سے بھی زیادہ زہر لگے تھے اسے۔ اس نے کمیونٹی سیکشن کھولا۔ کئی لوگوں کے کمیونٹس شوہونے لگے۔ دعا تو وہی لڑکی تھی جس نے تمہارے منہ پر گلاس مارا تھا۔ اگر تم " دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے تو وہ ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی " ایک نے سوال پوچھا تو جواب میں طلال نے کہا دعا اس سے ناراض تھی۔ اسے منانے کیلئے طلال نے سب کے سامنے

محبت کا اظہار کیا لیکن وہ مزید غصے میں آگئی۔ کسی لڑکی نے پوچھا کہ دعا ایک فلرٹی شخص کو کیسے پسند کر سکتی ہے جبکہ کچھ دن پہلے اس کی مختلف لڑکیوں کے ساتھ ویڈیو بھی وائرل ہو چکی تھی۔ زیادہ تر لوگوں کی نظر میں دعا بیوقوف تھی لیکن طلال کہ بے عزتی زیادہ ہو رہی تھی۔ لیکن جس مقصد کیلئے اس نے ایسا کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ وہ دعا کو پوری طرح بے بس کرنا چاہتا تھا اور وہ بے بس سی فون کی سکرین کو دیکھ رہی تھی نیناں کی نظر فون پر پڑی تو اس نے فون کھینچ کر پوسٹ دیکھی۔ حسب توقع غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ یہ واقعی سچ ہے؟ "اس نے دعا کو گھورا۔ دعا نے نم آنکھوں کے ساتھ سر اثبات میں ہلادیا۔

تمہیں تو میں بعد میں پوچھوں گی۔ پہلے اس طرم خان کو دیکھ لوں "" وہ غصے سے کہتی کر سی سے اٹھنے لگی۔ دعا نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اسے واپس بٹھالیا۔

اسی لیے تمہیں میں نہیں بتاتی۔ تم جانتی ہو میں اپنا بدلہ خود لے سکتی " ہوں۔

تو کب لوگی بدلہ۔ فی الحال تو تم اسے ان حرکتوں سے روکنے بھی " قابل نہیں۔ " وہ تلخی سے بولی۔ دعا پر اسرا سا مسکرائی۔ نیناں نے تعجب سے اسے دیکھا۔

" لگتا ہے صدمے سے پاگل ہو گئی ہو تم۔ " نہیں نیناں۔ پاگل کوئی اور ہوگا " دعا نے اسی مسکراہٹ کے ساتھ " نیناں کو دیکھا۔ وہ سمجھ گئی دعا کچھ سوچ چکی تھی۔ کیا تم اسے اپنی محبت میں پاگل کرنے کا پلان بنا رہی ہو؟ " نیناں کی بات پر وہ ہنسی۔

اصلی والا پاگل کرنے کا سوچ رہی ہوں۔ " وہ رازداری سے بولی۔ " اس پل وہ نیناں کو بہت خطرناک لگی تھی۔

شہزادی نیلو فر کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک پر تعیش کمرے میں مسہری پر لیٹے پایا۔ اس کے پاس دو کنیزیں بھی موجود تھیں۔ اسے جاگتا دیکھ کر ایک کنیز اٹھ کر باہر چلی گئی۔ دوسری اس کے قریب آکر اس کا حال پوچھنے لگی۔

پانی۔ "اس نے بے آواز لب ہلائے۔ کنیز سمجھ گئی اور ساتھ رکھی" تپائی سے پانی کا گلاس اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے پانی کے چند گھونٹ پینے کے بعد گلاس ہٹا دیا۔ وہ اس لڑکی سے پوچھنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں تھی لیکن اس سے پہلے ہی دروازہ کھلا اور ملکہ شائلہ غرور سے گردن اکڑائے کنیزوں کے جھرمٹ میں چلتی کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ حیرت سے ملکہ شائلہ کو دیکھنے لگی۔

کیسی ہیں آپ شہزادی! "وہ نرم مسکراہٹ لبوں پر سجا کر دائیں" طرف رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔ شہزادی نے گہری سانس لی۔ تو وہ مظلوم بننے سے بچ گئی تھی۔ ملکہ شائلہ اس کے باپ کی کچھ عرصے

تک بیوی رہی تھی۔ اسے امید تھی کہ وہ اس کے ساتھ براسلوک نہیں کرے گی۔ اس کے انداز سے بھی کوئی خطرہ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

میں یہاں کیسے پہنچی؟ "وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔"

ہمارے خاص غلاموں نے آپ کو کسی بازار میں بکتے دیکھ لیا تھا۔ "ہمیں پتہ چلا تو ہم نے آپ کو خرید لیا۔" ملکہ نے جھوٹ بول کر غور سے شہزادی کا چہرہ دیکھا۔ اس کا چہرہ متغیر ہوا تھا۔

معافی چاہتی ہوں ایسا کرنا پڑا۔ لیکن ہم آپ کو کنیز نہیں سمجھ سکتے۔" آپ تو شہزادی ہیں۔ ہمارے مرحوم شوہر کی نشانی۔ "اس نے کمال مہارت سے بات بدلی۔ شہزادی اپنے باپ کا ذکر سن کر افسردہ ہو گئی۔

آپ جانتی ہیں وہ اپنے بچوں میں سب سے زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے "ملکہ شائلہ نے کہا تو شہزادی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

واقعی؟ کیا انہوں نے آپ کو خود بتایا تھا؟ "وہ شہزادی تھی لیکن"
اسے باپ کی محبت پوری طرح نہیں ملی تھی۔ ملکہ کو اس کے انداز
میں حسرت دکھی تھی۔

ہمم اور اپنی بیویوں میں سے سب سے زیادہ آپ کی ماں سے محبت "
کرتے تھے وہ "ملکہ نے تاک کر نشانہ لگایا۔ ماں کی محبت تو شہزادی کو
باپ سے بھی کم ملی تھی
وہ کہتے تھے کہ وہ حیات کا بدلہ ضرور لیں گے لیکن زندگی نے انہیں "
مہلت نہ دی "ملکہ آہستہ آہستہ منصوبے پر عمل کر رہی تھی۔
شہزادی نے چونک کر اسے دیکھا۔

ہم جب شاہ محل میں تھی تو ایک دفعہ ان کیلئے حیات کا بدلہ لینے کی "
کوشش کی تھی لیکن ملکہ مہرماہ بہت چالاک ہے۔ ہم کامیاب نہیں ہو
سکے۔ اب تو ہم اس محل میں بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہم پھر
بھی ہمت نہیں ہاریں گی۔ ہم نے شاہ ظہیر سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ

حیات کا بدلہ ہم لیں گے اور آپ دیکھیں گی ایک نہ ایک دن ہم ایسا ضرور کریں "ملکہ شائلہ نے شہزادی کی طرف دیکھا۔ وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ملکہ سمجھ کی تیر نشانے پر لگا ہے۔

اور ہم بھی آپ سے وعدہ کرتے ہیں آپ کہ ہر ممکن مدد کریں گے "شہزادی بے اختیار بولی تھی۔ ملکہ نرمی سے مسکرائی۔

ہمیں آپ سے یہی امید تھی۔ آپ کی مدد سے ملکہ مہرماہ کو مارنا بہت "آسان ہو جائے گا۔ "ملکہ شائلہ کہہ کر کنیزوں کی طرف متوجہ ہوئی اور انہیں شہزادی کیلئے کھانے کیلئے کچھ اچھا سالانے کا حکم دیا۔ پھر وہ شہزادی کی طرف متوجہ ہوئی اور اسے اپنا منصوبہ سمجھانے لگی۔

ملکہ مہرماہ محل پہنچ چکی تھی۔ اس وقت وہ اپنے کمرے میں مسہری پر لیٹی تھی۔ اسے ہوش آچکا تھا لیکن ابھی اسے کچھ کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ کمرے میں دو کنیزیں موجود تھیں۔ ثانی گل ملکہ کا معائنہ

کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ سدرہ کو ملکہ کی غذا کے بارے میں ہدایات دے کر چلی گئی تو ملکہ نے عاسل کو بلوایا۔
بہت شکریہ عاسل۔ تم نے مشکل وقت میں ہماری مدد کی۔ "وہ"
مسکرا کر عاسل کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر نقاب نہیں تھا
لیکن عاسل کی نگاہیں زمین پر تھیں۔

شرمندہ مت کریں ملکہ۔ یہ میرا فرض تھا۔ "وہ بولا تو ملکہ مسکرائی۔"
تم ہمارے سب سے پسندیدہ محافظ ہو "ملکہ نے بے اختیار کہہ دیا"
تھا۔ عاسل کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ ملکہ کو بھی احساس ہوا وہ کیا کہہ
چکی تھی۔

میری خوش قسمتی ہے ملکہ۔ "وہ بمشکل اپنے دل کی حالت پر قابو پا"
سکا تھا۔

تم شادی کب کر رہے ہو؟ "ملکہ نے اچانک پوچھا۔ عاسل نے بے"
ساختم اسے دیکھا۔

"شادی؟"

"!ہمم"

"میں شادی نہیں کرنا چاہتا"

کیوں؟" ملکہ نے پوچھا لیکن وہ جواب نہ دے سکا۔"

اگر ہم کہیں تب بھی نہیں کرو گے؟" ملکہ نے پوچھا تو اس کا دل

بے چین ہوا۔

"میں آپ کی کوئی بات نہیں ٹال سکتا۔"

پھر شادی کرلو۔" ملکہ نے حکم جاری کیا۔"

"جو آپ کا حکم۔"

سدرہ کیسی لگتی ہے تمہیں؟" ملکہ کی بات پر عاسل کا دل ڈوب کر

ابھرا۔ وہیں سدرہ کا دل تیزی سے دھڑکا۔ عاسل نے ایک نظر اسے

دیکھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔ آپ جس سے شادی کرنے کا کہیں گے کرلوں گا"

تو پھر ٹھیک ہے۔ شہزادی عصفہ کے شادی والے دن تمہارا اور "سدرہ کا نکاح ہوگا۔" ملکہ نے کہہ کر سدرہ کو دیکھا جو حیرت سے بت بنی کھڑی تھی۔

لو۔ اب عاقل اور ملکہ کی قسمت آپس میں کیسے ملے گی؟ "نیناں" نے بد مزہ ہو کر دعا کو دیکھا جو اپنے بالوں کو سٹریٹ کرنے میں مصروف تھی۔

پتہ نہیں۔ ابھی سوچا نہیں۔ "دعا سکون سے بولی۔ نیناں کی بے چینی بڑھی۔

"ابھی سوچو اور بتاؤ کیا ہوگا ان کا"

میں خود زبردستی نہیں سوچ سکتی۔ جب لکھنے لگی زہن میں خود بخود "خیال آجائے گا" اس کا انداز ہنوز وہی تھا۔

اتنا تو بتا دو کہ ان کی شادی تو ہو جائے گی نا۔ "وہ روہا نسی ہوئی۔"

نہ بھی ہو تمہیں کیا مسئلہ ہے۔ تمہیں اس میں نقصان تھوڑی ہوگا۔"

دعا بال سٹریٹ کر چکی تھی۔ اس نے سٹریٹرز ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر
برش اٹھالیا۔ نیناں دانت پس کر رہ گئی تھی۔

بھاڑ میں جاؤ تم۔" وہ منہ بنا کر کہتی کمرے سے چلی گئی۔ دعا بھاڑ میں "
تو نہیں گئی البتہ پھر اپنی کہانی میں جا پہنچی۔ اس نے خود کو وہیں پایا
جہاں سے وہ غائب ہوئی تھی۔ اس وقت وہاں رات کا اندھیرا ہی پھیلا
تھا۔ وہ خوفزدہ ہوتی اٹھ بیٹھی۔ کچھ دور اسے دو ہیولے نظر آئے۔ وہ
ان کی طرف جانے کی بجائے دوسری طرف بھاگی۔ یہ جانے بغیر کہ
وہ لوگ حیان کے آدمی تھے۔ اچانک اسے ٹھوکر لگی۔ وہ منہ کے بل
گری۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا سا منے تائی آلفہ کھڑی شیطانی انداز میں
مسکرا رہی تھی۔ وہ بے اختیار چیخ کر پیچھے کھسکی۔ دور کھڑے سپاہی
اس چیخ کی طرف متوجہ ہوئے لیکن دوپٹے کٹے لوگ دعا کے منہ پر

ہاتھ رکھ کر اسے گھسیٹتے چٹان کی اوٹ میں لے گئے۔ تائی آلفہ بھی ان کے ساتھ تھی۔

جلدی کرو۔ اس کی گردن کاٹو۔ اس دفعہ میں ناکامی بالکل بھی نہیں " چاہتی۔ "وہ بے صبری سے بولی تھی۔ دعا کا دل تو جیسے پنجرے میں قید پنچھی کی طرح پھڑپھڑا کر رہ گیا تھا۔ اس نے موت سے بچنے کیلئے مزاحمت تیز کر دی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ایک شخص نے لمبی سی چھری نکال لی اور اس کی گردن کے قریب کی۔ اسی پل بھاگتے قدموں کی آواز سنائی دی۔ تائی آلفہ نے اپنے موکل جنوں کے ذریعے انہیں وہاں آنے سے روک دیا۔ دعا کو تھوڑی سی امید لگی تھی کہ وہ بچ جائے گی لیکن قدموں کی آواز دور ہونے لگی۔ وہ بے بسی سے تائی آلفہ کو دیکھ کر رہ گئی۔ تائی آلفہ نے مکر وہ قہقہہ لگایا۔

تمہیں اب مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا لڑکی۔ بس بہت بھاگ لیا۔ " اب تمہارا اس دنیا سے جانے کا وقت ہو گیا ہے۔ " وہ فاتحانہ لہجے میں

کہتی اسے زہر لگی تھی۔ تائی آلفہ کے اشارہ پر چھری ایک دفعہ پھر اس کی گردن کے قریب آئی۔ اس نے پوری طاقت لگا کر بھاری ہاتھ اپنے منہ سے ہٹایا اور زور سے چیخا۔ اس سے کچھ دور دونوں سپاہیوں کے سامنے کھڑا حیان اس آواز کو لمحے کے ہزار ویں حصے میں پہچان کر اس طرف بھاگا تھا۔ سپاہیوں نے اسے بتایا تھا کہ انہوں نے کسی لڑکی کے چیخنے کی آواز سنی تھی لیکن ڈھونڈنے پر انہیں کوئی بھی نہیں ملا۔ تائی آلفہ نے کوشش کی حیان کی نظروں کو بھی دھوکہ دے سکے لیکن وہ کامیاب نہ ہوئی۔ وہ چٹان کے پیچھے پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ کر ایک دفعہ تو حیان کے قدم ڈگمگائے۔ لیکن وہ کوئی بھی لمحہ ضائع کیے بنا آگے بڑھا اور سب سے پہلے اس شخص پر جھپٹا جس کے پاس واس کے ساتھیوں نے جکڑ لیا۔ حیان کچھ ک چھری تھی۔ باقی دونوں ہی پل میں گردن موڑ کر اسے مار چکا تھا پھر تائی آلفہ کی طرف بڑھا۔ اس کی آنکھوں میں اترا خون دیکھ کر تائی آلفہ کو اپنے مؤکل بلانے کا

بھی ہوش نہ رہا۔ حیان نے چھری سے اس کی گردن پر گہرا وار کیا۔ وہ کٹے درخت کی طرح نیچے جا گری۔ باقی رہ جانے والے شخص کو حیان کے ساتھی موت رہے تھے۔ وہ دعا کی طرف متوجہ ہوا تھا جو خوف کی وجہ سے ابھی تک کانپ رہی تھی لیکن رو نہیں رہی تھی۔ آنسوؤں کی ایک ہی لکیر تھی جو اس کے گال پر بہہ چکی تھی البتہ آنکھیں نم تھیں۔ وہ چٹان کے ساتھ ہاتھ رکھ کر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ حیان اس کی طرف بڑھا۔ بازو سے پکڑ کر اسے سیدھا کھڑا کیا اور بے اختیار ہی اسے سینے سے لگا کر اس کے گرد بازو جمائل کر دیے۔

سرِ بام بھی پکارا لبِ دار بھی صدا دی
میں کہاں کہاں نہ پہنچا تری دید کی لگن میں

خوف کا غلبہ ایک دم سے ہی چھٹ گیا اور وہ ساکت سی اس کے حصار میں کھڑی رہ گئی تھی۔ دل می بے اختیار خواہش کی کہ وہ تحفظ اسے ہمیشہ کیلئے مل جائے لیکن اس نے سختی سے دل کو ڈپٹا اور ایک جھٹکے

سے اس سے الگ ہوئی۔ حیان نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ دعا کو اس کی آنکھوں میں خوف نظر آیا تھا۔ وہ نظریں پھیر گئی۔
میں ٹھیک ہوں۔ پریشان مت ہو "اس نے رخ موڑا۔ حیان نے"
گہری سانس لی۔

چلیں یہاں سے "وہ اسے لیے وہ بازو سے پکڑ کر دوسری طرف"
سے چٹان کے پیچھے سے نکلا تھا تاکہ وہ لاشوں کو مزید نہ دیکھ سکے۔
اسے محسوس ہو رہا تھا دعا کے قدم چلتے ہوئے ڈگمگا رہے تھے۔ شکر تھا
وہ بچ گئی تھی۔ اس نے دل ہی دل میں خدا کا ڈھیروں شکر ادا کیا تھا۔

سردار ار ترضی لوگوں کے بڑے سے ہجوم سے گزر کر حویلی پہنچا تھا۔
دل دیدارِ یار چاہتا تھا لیکن کام ختم نہیں ہو رہے تھے۔ رات کا کھانا
بھی اس نے اعلیٰ عہد داروں کے ساتھ کھایا۔ اس دوران اسے ایک
بار بھی حسہ نظر نہیں آئی تھی۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا اس کے

حویلی آتے ہی حنہ اس کا استقبال کرنے شروع ہو جاتی اور کرتی ہی رہتی۔ لیکن شہزادی حنہ سے یہ توقع رکھنا عبث تھا۔ وہ جلدی جلدی کھانا ختم کر کے کمرے میں پہنچا۔ نظر بستر پر گئی۔ تو دل کو قرار آیا۔ وہ بے خبر سی سو رہی تھی۔ وہ کئی پل مبہوت رہا۔ نظریں ہٹانی چاہیں۔ لیکن نہ ہٹا سکا۔ اس نے گہری سانس لی۔ دل کو ڈپٹا اور ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔

کچھ دیر وہ آرام دہ لباس میں چلتا بستر پر آیا۔ وہ اسی طرح لیٹی تھی۔ کمرے میں گھومنا تھا۔ سوتے ہوئے وہ کتنی معصوم لگتی تھی۔ ایک چھوٹی سی بچی۔ جو تھوڑی سی محبت پر خوش ہو جاتی ہو لیکن وہ ایسی نہیں تھی۔ وہ بستر کے دوسرے کنارے پر لیٹا اسے دیکھ کر سوچ رہا تھا۔ اچانک اس کے سامنے بجلی سی چمکی۔ ایک خنجر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔ مشعل کہ روشنیوں میں اس کا پھل چمکا۔ وہ اچھل کر بستر سے اتر نہ جاتا تو وہ خنجر اس کی گردن کے آر پار ہوتا۔

زمین پر جھکے اس نے بستر پر دیکھا۔ حنہ ہاتھ میں خنجر لیے خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر سفاک تاثرات تھے۔ اسے لگا وہ خواب تھا۔ حنہ اسے کیوں مارے گی بھلا۔ وہ اتنی سفاک تو نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کی یہ سوچ اگلے پل ہی غلط ثابت ہوئی۔ وہ واقعی سفاک تھی یا اس وقت ہو چکی تھی۔ اس بار خود آگے ار تفضیٰ بروقت اپنی جگہ سے۔ بڑھنے کی بجائے اس نے خنجر پھینکا تھا ہل نہ سکا لیکن خنجر کو ہاتھ پر ضرور روک لیا۔ خون کی لکیر ہاتھ سے پھوٹی اور زمین کی طرف سفر کیا۔ ار تفضیٰ نے اس کی پروا نہیں کی اور خنجر ہاتھ سے نکالتا حنہ کی طرف بڑھاتا کہ اسے اس دہشت گردی سے روک سکے لیکن وہ پیچھے ہٹی۔ بستر سے اتری اور قریب پڑی تپائی اٹھا کر اس کی طرف اچھا دی۔ وہ بال بال بچا۔ پھر اس پر جھپٹا۔ لیکن وہ مچھلی کی طرح پھسل کر اس کی پہنچ سے دور ہوئی۔ گھوم کر اسے ٹانگ ماری۔ پاؤں اس کے سینے پر لگا۔ ار تفضیٰ نے اس کا پاؤں جکڑ لیا اور

اسے اپنی جانب کھینچا وہ اس کے سینے سے آ لگی۔ اس نے ار تضيٰ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے منہ کھولا اور دانت اس کی گردن پر گاڑھنے چاہے۔ ار تضيٰ نے بوکھلا کر تیزی سے اس کی گردن پر وار کیا۔ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔ وہ ساکت سا کھڑا رہ گیا۔ اس کی حیران نگاہیں حنہ پر جمی تھیں۔ کیا ہو گیا تھا اسے۔ ابھی جو کچھ ہوا تھا اس کی سوچ سے باہر تھا۔ اس نے ار تضيٰ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ جبکہ اس نے کہا تھا وہ محرم کی فرمانبردار ہے۔ اور جنگ پر جانے سے پہلے تو وہ بالکل ٹھیک تھی۔ اس کا سر بھی دبایا تھا۔ تب اسے مارنے کا خیال کیوں نہیں آیا۔ اس نے حنہ کو بستر پر لٹایا۔ اور دروازے کی طرف بڑھا۔

میری غیر حاضری میں حنہ سے کوئی ملا تھا؟ "اگلے منظر میں وہ کچھ " ملازموں سے پوچھ رہا تھا۔

جی سردار۔ بہت سے لوگ ملے تھے۔ "ایک نے جواب دیا۔ وہ سر"
ہلا کر کمرے میں آگیا۔ دھیرے سے چلتا اس کے قریب آیا۔
آج تو مارنے ہی والی تھی تم مجھے۔ "وہ بستر کے کنارے اس کے"
سامنے بیٹھا۔

خیر تمہیں تو میرا قتل بھی معاف۔ "وہ اس کے چہرے کو غور سے"
دیکھ رہا تھا اور حنہ کے اس جارحانہ عمل کی وجہ ڈھونڈنے کی کوشش
کر رہا تھا

سلطان حیان مصطفیٰ شاہ محل واپس آچکا تھا۔ دعا اس کے ساتھ تھی۔
محل کے وسیع احاطے سے ایک ساتھ گزرتے وہ بہت سے لوگوں کی
نظروں کا مرکز تھے۔ ایسا لگتا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کیلئے ہی بنے
ہوں۔ کوئی بھی بتا سکتا تھا وہ ایک ساتھ کتنے جب رہے تھے۔ لیکن
نہیں جانتے تھے تو وہ دونوں ہی۔ ایک محبت کے اظہار سے جھجھکتا تھا

اور دوسری محبت قبول کرنے سے انکاری تھی۔ لیکن پھر بھی وہ اکثر ایک ساتھ دیکھے جاتے تھے۔ اب تو یہ خبر محل سے بھی باہر پھیل چکی تھی کہ سلطان کی محبت کی حقدار دعا ٹھہری ہے۔ کچھ لوگوں کو انتظار تھا کہ کب اس محبت میں کوئی اور شامل ہوگا۔ کیونکہ بادشاہ ایک لڑکی پر اکتفا کرے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ محل کی خوبصورت کنیزوں کو تو اس بات کا شدت سے انتظار تھا۔

ملکہ مہرماہ اور کنیزیں سلطان منزل پر حیان کے استقبال کیلئے موجود تھیں۔ وہ ایک بڑی فتح حاصل کر کے آیا تھا۔ لاکھوں لوگ محل کے باہر جمع تھے۔ لیکن دعا کی وجہ سے وہ ان کے درمیان بغیر کے محل میں آگیا تھا۔ یہاں بھی محافظ اور ملازم اس کے نام کے نعرے لگا رہے تھے۔ جب وہ قطاروں میں کھڑی کنیزوں کے درمیان سے گزرا تو اس پر پھول پھینکے گئے۔ کچھ پھول دعا کے حصے میں بھی آئے۔ اس کا دل کیا یہاں سے غائب ہو جائے۔ اس کے قدم سست ہوئے تو

حیان نے بھی رفتار کم کر لی۔ اس نے گہری سانس لی۔ یہ تو طے تھا اسے اس کے ہم قدم ہی سفر کرنا تھا۔ حیان ملکہ مہرماہ کے سامنے آکر رکا جو مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے دائیں طرف شہزادی عصفہ اور ملکہ حسن آراء کھڑی تھیں۔ اور بائیں جانب شہزادی نیلو فر کھڑی تھی۔ تو وہ ملکہ کو قتل کرنے محل پہنچ چکی تھی۔ دعا سے دیکھ کر سوچنے لگی کیسے ملکہ کو بچائے۔ حیان نے بھی اسے دیکھا تو حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ لیکن اس سے بعد میں بات کرنے کا سوچا۔

مبارک ہو سلطان! آپ فاتح بن کر لوٹے۔ "ملکہ مہرماہ نے خوشی" سے مسکراتے کہا۔ حیان بھی مسکرا دیا۔

"بس اللہ کی مہربانی ہے۔"

بے شک۔ "وہ کہہ کر دعا کی طرف متوجہ ہوئی۔"

"تم ٹھیک نہیں لگ رہی دعا؟"

آپ جا کر آرام کریں دعا "حیان نے اسے تفکر سے دیکھتے کہا تو وہ"
تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ ملکہ نے سوالیہ نظروں سے حیان کو دیکھا۔
اس پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ آپ اس کا خیال رکھیے گا۔ "حیان نے"
کہا تو ملکہ بھی اس کیلئے پریشان ہو گئی اور سر ہلا کر مہر منزل کی طرف
چل پڑی۔ اور سلطان حیان مصطفیٰ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

حنہ کو ہوش آ گیا تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں وہ وحشیانہ چمک نہیں
تھی جو ارتضیٰ پر حملہ کرتے وقت تھی۔ شاید اس پر جو بھوت سوار تھا
اتر چکا تھا۔ ارتضیٰ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ حنہ کی نظر اس پر پڑی تو
ایک پل کو رکی پھر اسے نظر انداز کرتی بستر سے اتری۔ پیروں میں
جوتے پہنے اور چہرے پر الجھے تاثرات لیے باہر کو جانے لگی۔
کوئی الجھن ہے تو مجھ سے پوچھ لو۔ "ارتضیٰ کی پیشکش پر وہ رکی اور"
اسے دیکھا۔

"کوئی الجھن نہیں۔"

کل تم سے کون کون ملا تھا؟" ار ترضی اس کے قریب آیا۔"

"بہت سے لوگ۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"کون کون ملا تھا تفصیل سے بتاؤ۔"

آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں "اس کی آنکھوں میں جلال ابھرا۔"

شک؟" وہ استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ ہلکی سی سانس خارج کرتے بولا۔

تم نے کل مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ مجھے شک نہیں یقین ہے تم سے " کوئی ایسا شخص ملا ہو گا جو مجھے مارنا چاہتا ہے "حنہ کو اس کی بات سو فیصد جھوٹ لگی تھی۔

اور میں نے اس شخص کی بات مان کر آپ پر حملہ کر دیا۔ یہ کہنا " چاہتے ہیں آپ؟ "اس نے تعجب سے پوچھا۔

کیا تم کسی بوڑھی عورت سے ملی ہو؟" ار تضحیٰ نے جواب دینے کی " بجائے سوال کیا۔

ہاں۔ "اس نے نا سمجھی سے سر ہلایا۔"

اس کا حلیہ کیسا تھا؟" ار تضحیٰ کے پوچھنے پر جو حلیہ حنہ نے اسے بتایا وہ " تائی آلفہ سے ملتا جلتا تھا۔ ار تضحیٰ جانتا تھا وہ جادو گر نی تھی۔ حنہ پر جادو کر کے اسے کسی کو بھی قتل کرنے کا کہہ دینا اس کیلئے مشکل نہیں تھا۔ وہ سارا معاملہ سمجھ گیا۔ "وہ جادو گر نی تھی۔"

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟ سر پر کوئی چوٹ تو نہیں لگ گئی؟ یا " میری توجہ حاصل کرنے کیلئے ایسی عجیب حرکتیں کر رہے ہیں؟ "حنہ کا طنز ار تضحیٰ کے سر پر لگا تلوں پر بجھا۔

تمہیں مجھ پر یقین نہیں آرہا کیا؟ یہ دیکھو۔" ار ترضیٰ نے اسے اپنا "ہاتھ دکھایا جس پر پٹی بندھی تھی۔ ار ترضیٰ نے پٹی کھولی۔ ہتھیلی پر ایک گہرا زخم دکھائی دیا۔ حنہ پریشان ہوئی۔

اگر یہ ہاتھ تمہارے پھینکے ہوئے خنجر کو نہ لگتا تو میری گردن میں گھس جاتا۔" وہ جتا کر بولا۔

کیا ثبوت ہے کہ یہ زخم میں نے آپ کو لگایا ہے "حنہ کچھ پل حیران ہوئی پھر اسے دیکھا۔ ار ترضیٰ کو خود پر ہنسی آئی۔ کیسی قسمت پائی تھی اس نے۔ بیوی ہی اس کا یقین نہیں کرتی۔ کوئی اور کیسے کرتا۔ وہ دونوں اس وقت کمرے میں اکیلے تھے۔ وہ ثبوت کہاں سے لاتا۔ حنہ اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھ کر کمرے سے چلی گئی۔

دعا کمرے میں آہستہ سے ٹہل رہی تھی جب ملکہ کچھ کنیزوں کے ہمراہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ رک کر انہیں دیکھنے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ ایک لمبے صوفے پر ایک دوسرے کی طرف رخ کیے بیٹھی تھیں۔

"حیان نے مجھے بتایا تم پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے۔ کس نے کیا یہ؟"
تھی کوئی۔ آپ میری فکر چھوڑیں اور اپنی کریں۔ آپ کو قتل کرنے کوئی محل میں آچکا ہے۔" دعانے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ ملکہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔
"کون؟"

"شہزادی نیلو فر۔"
وہ بہت بزدل ہے۔ ہمارا نہیں خیال وہ کسی کو قتل کرنے کا سوچ بھی سکتی ہے" ملکہ نے لا پرواہی سے کہا۔

وہ ملکہ شائلہ سے مل چکی ہے۔" اب کی بار ملکہ کو یقین کرنا پڑا۔"
اسے اب ہمارے ہاتھوں سے کوئی نہیں بچائے گا۔" ملکہ نے دانت پیسے

شہزادی نیلو فر کا قصور نہیں ہے۔ وہ ایک جذباتی لڑکی ہے۔ اور آپ " نے خود ہی کہا وہ کسی کو قتل کرنے کا نہیں سوچ سکتی۔

ہم جانتے ہیں۔ لیکن ملکہ شائلہ کا زندہ رہنا ہمارے لیے نقصان دہ ہو گا۔ سفر کے دوران بھی ہم پر حملہ ہوا۔ حفر کے لوگ یہ جرات نہیں کر سکتے۔ یہ ضرور شائلہ کا ہی کام ہے۔ " وہ سنجیدگی سے بولی۔ دعا نے سر ہلادیا۔

تم نے بتایا کہ تمہارے پاس جو کتاب ہے اس میں اس محل سے " جڑے لوگوں کی کہانی ہے۔ تو کیا تم مجھے بتا سکتی ہو میرے ساتھ کیا ہو گا آگے " ملکہ تجسس سے پوچھ رہی تھی۔ وہ مسکرائی۔

آپ کی شادی ہو جائے گی۔ " دعا بولی تو ملکہ کا منہ کھلا۔

کس سے؟ " ملکہ کے بے اختیار پوچھا۔

آپ کے زہن میں یہ سوال پوچھتے کوئی نام ابھرا؟ " دعا نے پوچھا تو " ملکہ کے دل کی دھڑکن بڑھی۔ اس کے زہن میں عاسل کا نام ابھرا

تھا۔ ملکہ اگر عام سی لڑکی ہوتی تو عاسل کی محبت کو خوشی خوشی قبول کرتی۔ لیکن ملکہ ہوتے ہوئے بھی اسے اپنے معیار کے مطابق آج تک جو مرد نظر آیا تھا وہ عاسل ہی تھا۔ اس کا نام زہن میں ابھرنا اتنا حیران کن بھی نہیں تھا۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔ "ملکہ نے سر جھٹکا۔"
"ہو سکتا ہے۔"

ہم ملکہ ہیں دعا۔ ہمیں اپنے ساتھ اس محل اور اپنے خاندان کے وقار کا بھی خیال رکھنا ہے۔ "ملکہ نے دو ٹوک لہجے میں کہا تو وہ گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

تم ہماری فکر چھوڑو اپنی کرو۔ "ملکہ نے اسے اس کی بات لوٹائی۔ دعا" نے بھنویں اچکائیں۔

کیا تم جانتی ہو سلطان کے ساتھ تم کتنی بچ رہی تھی؟ "ملکہ نے" مسکرا کر کہا۔ اس دفعہ دعا کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔

نہیں اور نہ مجھے جاننا ہے "وہ نظریں پھیر کر بولی تھی اور ملکہ نے " دل ہی دل میں سوچ لیا تھا اسے سلطان سے محبت کروا کر رہے گی۔

باب ششم: وفا

شہزادی نیلو فر کسی سوچ میں گم کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی جب اچانک اسے کمرے کے باہر کئی قدموں کی آواز سنائی دی۔ شہزادی کا دل تیزی سے دھڑکا۔ باہر اس کے محافظوں نے آنے والے سپاہیوں کو روکنا چاہا لیکن نگران نے انہیں ملکہ کا حکم سنایا اور انہیں ایک طرف ہٹاتے کمرے میں گھس گئے۔ ان کے ساتھ دو خواجہ سرا بھی تھے جو شہزادی کی طرف بڑھے۔

کیا ہو رہا ہے یہ؟ تم لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی.... "شہزادی غصے سے چلائی۔ خواجہ سراؤں نے اس کے غصے کی پروا کیے بغیر اسے دونوں بازوؤں سے تھاما اور باہر کی جانب بڑھ گئے۔ باقی لوگ اس

کے کمرے کی تلاشی لینے لگے۔ اگلے منظر میں شہزادی ملکہ مہرماہ کے سامنے کھڑی تھی۔ ملکہ کھلے ہال میں صوفے پر بیٹھی قہوہ پینے میں مصروف تھی۔

سنا ہے ملکہ شائلہ سے ملاقات ہوئی آپ کی؟ "ملکہ نے کپ تپائی پر" رکھا۔ شہزادی کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔ چہرے کا رنگ اڑا۔ ملکہ نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ نے کچھ ایسا کیا ہے جو آپ کو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ "ملکہ کا لہجہ بہت پر سکون تھا اور شہزادی کی سانسیں بے چینی سے اکھڑ رہی تھیں۔ تبھی دو غلام وہاں حاضر ہوئے۔

یہ ملا ہے ان کے کمرے سے۔ "ایک نے آگے بڑھ کر ملکہ کے سامنے زہر سے بھری شیشی کی۔ ملکہ نے شیشی کو پکڑا اور غور سے دیکھا پھر شہزادی کی طرف دیکھا۔

ہ... ہم نہیں جانتے یہ ہمارے کمرے میں کیسے پہنچی۔ "شہزادی نے"
مکرنا چاہا۔

شہزادی کو ایک دن کیلیے زندان میں ڈال دو۔ "ملکہ نے غلاموں کو"
اشارہ کیا۔

نہیں۔ ہم نہیں جائیں گے۔ ہم شہزادی ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ "
ایسا کیسے کر سکتی ہیں۔ "شہزادی نے چیخ کر کہا۔ ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور
اس کے قریب آئی۔
اس وقت آپ مجرم ہیں اور مجرم کو سزا ضرور ملتی ہے۔ "ملکہ نے "
ابرواچکا کر کہا اور آگے بڑھ گئی۔

اگلے دن دعا کا زہن بیدار ہوا تو اس نے شکر کیا اب وہ اپنی دنیا میں آگئی
ہے لیکن جب آنکھیں پوری طرح کھلیں تو وہ ابھی محل میں تھی۔
اس نے روہانسی سی سانس خارج کی۔

پتہ نہیں کب تک یہاں رول نبھانا پڑے گا۔ "وہ بڑبڑا کر اٹھی"

تھی۔ اگلے منظر میں وہ صوفے پر بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی جو کنیزیں اس کیلئے لائی تھیں۔ ایک تو چلی گئی تھی لیکن دوسری اس کے پاس ہی رک گئی تھی۔ اسے دعا اچھی لگتی تھی۔ اس نے زبان سے تو نہیں کیا تھا لیکن اس کی آنکھیں کہہ رہی تھی۔ وہ مہر منزل پر نہیں ہوتی تھی ورنہ اب تک اس کی دوست بن چکی ہوتی

یہاں یہ موج تو ہے ہر چیز سامنے آ جاتی ہے۔ "دعا نے دل ہی دل"

میں سوچا اور مسکرائی۔ مسکان نے دلچسپی سے اس کی خوبصورت مسکراہٹ کو دیکھا۔ کھاتے کھاتے دعا کی نظر اس پر پڑی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہو؟ کھانا کھانا ہے؟ "دعا نے پوچھا تو وہ ہنس کر نفی میں"

سر ہلا گئی۔

یہاں موجود کنیزوں میں سے صرف ایک تم ہی ہو جو میرے ساتھ " ہنس کر بات کر رہی ہو ورنہ تو سب ہی مجھے دیکھ کر ایسے منہ بناتی ہیں جیسے کڑوا بادام کھا لیا ہو۔ " مسکان اس کی مثال پر مزید ہنسی۔

" پاگل ہیں۔ تم چھوڑوا نہیں۔ "

شکر کوئی تو یہاں میری دوست بنی۔ میں نے ثانی گل سے دوستی " کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بہت ہی کوئی کھڑوس بندی ہے۔ ہوں " ہاں کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں کرتی۔

" نہیں تو۔ وہ تو بہت باتونی ہے " مسکان کو حیرت ہوئی۔ "

واقعی؟ پھر مجھ سے کیوں نہیں بات کی؟ " دعا کو حیرت ہوئی۔ اس " نے ناشتے کے بعد ثانی گل سے ملنے کا ارادہ کیا۔ کچھ دیر بعد وہ ثانی گل کے شفاخانے کی طرف جارہی تھی۔ مسکان بھی اس کے ساتھ تھی۔ وہ شفاخانے پہنچیں تو پتہ چلا طبیبہ صاحبہ کہیں گئی ہوئی ہیں۔ وہ واپس آ گئیں۔

تمہیں پتہ چلا ملکہ نے شہزادی نیلو فر کو ایک دن کیلئے زندان میں " ڈال دیا ہے۔ " ایک راہداری سے گزرتے ہوئے دعا کے کانوں میں یہ بات پڑی۔ اس نے رک کر دائیں طرف دیکھا۔ کچھ کنیزیں ایک گروپ بنائے کھڑی تھیں۔

ہاں۔ شہزادی کے کمرے سے زہر کی شیشی برآمد ہوئی ہے۔ وہ ملکہ " کو مارنا چاہتی تھی۔ " کسی نے جواب میں کہا۔ دعا گہری سانس لیتی آگے بڑھ گئی۔ غلطی تو شہزادی نے کی تھی۔ اور ملکہ اپنا بدلہ نہیں چھوڑتی تھی۔ وہ مہر منزل کے کھلے چھت کی طرف جارہی تھی جب اس کا سامنا ماریہ سے ہو گیا۔ وہ اسے دیکھ کر رکی اور نظریں جھکا کر دوسری طرف مڑنے لگی۔ اب وہ دعا سے پزنگالینے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی۔

ر کو ماریہ! " دعا ماریہ کے قریب آئی۔ "

کیا ہو رہا ہے آجکل۔ "دعا نے اس کے کندھے پر کہنی ٹکا کر اسے "مسکراتی آنکھوں سے دیکھا۔

کہیں پھر کسی نئی آنے والی کنیز کو ملکہ بنانے کے چکر میں تو نہیں؟""
اس کا لہجہ صاف مزاق اڑاتا ہوا تھا۔ ماریہ یہاں وہاں دیکھنے کے علاوہ
بھلا کیا کر سکتی تھی۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے اس سے وہ جس کو بھی ملکہ بنانے کے چکر میں "ہو۔"
"نساء کی آواز پر اس نے کہنی ماریہ کے کندھے سے ہٹاتے نساء کو
دیکھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح بازو باندھے اسے گھور رہی تھی۔ اس کے
ساتھ دو تین اور کنیزیں بھی کھڑی تھیں۔

مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ "اس نے کندھے اچکائے۔ ماریہ جان خلاصی "
ہونے پر دل ہی دل میں نساء کا شکریہ ادا کرتی وہاں سے کھسک گئی۔

بہت غرور میں ہو آج کل۔ لیکن میں تمہیں بتانا چاہوں گی کہ یہ " غرور بہت جلد ٹوٹنے والا ہے۔ پھر تمہیں تکلیف ہوگی " نساء دو قدم چل کر اس کے قریب آئی۔

کیا کہہ رہی ہو؟ "دعا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ نساء پر اسرار سا " مسکرائی۔

تمہیں لگتا ہے نا کہ سلطان تمہارے علاوہ کسی اور کی طرف دیکھیں " گے بھی نہیں

مجھے لگتا نہیں ایسا ہے۔ "دعا نے حقیقت بتائی۔ نساء استہزائیہ " مسکرائی۔

یہی غرور ٹوٹے گا تمہارا۔ "وہ کہہ کر اس کے سامنے سے ہٹ گئی " تھی۔ اس کی ساتھی کنیزیں بھی اس کے ساتھ ہو لیں۔ مسکان غصے سے نساء کو جاتا دیکھ رہی تھی۔

اسے مسئلہ کیا ہے آخر۔ "دعا نے دانت پیسے۔ پھر اس کی بات پر غور" کرنے لگی۔

فکر مت کرو دعا۔ حسد کی وجہ سے ایسا کہہ رہی ہے۔ ورنہ سلطان تمہارے علاوہ اور کسی سے محبت نہیں کر سکتے۔ "مسکان نے اسے تسلی دینی چاہی۔

ہو کئیرز۔ "وہ بڑبڑا کر آگے بڑھ گئی۔ مسکان نے نا سمجھی سے پلکیں جھپکی تھیں۔

سردار ارتضیٰ کے والد کے چچا زاد بھائی اظہار کا خاندان حویلی آیا ہوا تھا۔ ان کا بیٹا دلاور خان، ان کی بیوی روشہ خاتون، دو بیٹے محسن اور احسن اور ایک بیٹی افشاں تھی۔ حنہ نے سردار کی بیوی ہونے کے ناتے ان کی بھرپور آؤ بھگت کی تھی۔ افشاں شادی کے دوسرے دن بھی حنہ سے ملی تھی۔ وہ ایک سیدھی سادی لڑکی تھی لیکن اس کی ماں چالاک

لگتی تھی حنہ محسوس کر گئی تھی وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی اور بہانے بہانے سے اپنی بیٹی کو ار ترضیٰ کے سامنے کرتی تھی۔ لیکن حنہ نے اس بات کی ذرا برابر بھی پروا نہیں کی تھی۔ لیکن اس دفعہ وہ جس خاص مقصد کیلئے یہاں آئے تھے اس نے حنہ کو چونکا دیا تھا۔ اسے ایک کنیز نے بتایا تھا کہ وہ لوگ افشاں اور سردار ار ترضیٰ کی شادی کی بات کرنے آئے ہیں۔ اس کے ماتھے پر شکنیں پڑی تھیں۔ سردار ار ترضیٰ کی کچھ دن پہلے ہی اس سے شادی ہوئی تھی۔ وہ کیسے کچھ ہی دنوں بعد آکر سردار ار ترضیٰ کو افشاں سے شادی کرنے کا کہہ سکتے تھے۔ اسے یہ بات ایک دفعہ چبھی تو ضرور لیکن اس نے سر جھٹک دیا۔ جو بھی تھا وہ ار ترضیٰ کی منت تو بالکل نہیں کرنے والی تھی کہ وہ دوسری شادی نہ کرے۔ عرصہ ہوا اس نے دوسروں کے اعمال کا اثر لینا چھوڑ دیا تھا۔

وہ دیکھو وہ لڑکی کتنی پیاری ہے۔ "دعا نے ایک لڑکی کو دیکھ کر"

مسکان سے کہا۔ مسکان نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ وہ نیلی آنکھوں اور سفید بالوں والی بہت پرکشش سی لڑکی تھی۔ وہ ماریہ کے ساتھ چل رہی تھی۔ اسے دیکھ کر مسکان کو کچھ کھٹکا سا محسوس ہوا تھا۔

تم یہیں رکو۔ میں کچھ دیر تک آتی ہوں۔ "وہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔"

اور دعا ثانی گل کے شفا خانے کی طرف چلی آئی۔ ثانی شفا خانے کے ساتھ ایک چھوٹے سے باغیچے میں کسی پودے کی طرف متوجہ تھی۔ سر پر ہیٹ نے سایہ کر رکھا تھا۔ وہ سادہ سی دعا کو شفا خانے کی کھڑکی سے وہ نظر آئی تو قدم باغیچے کی طرف بڑھا دیے۔

میں نے سنا ہے تم بہت باتونی ہو۔ "دعا اس کے ساتھ آکر رکی۔ ثانی"

گل کے چلتے ہاتھ ایک پل کو رکے۔

تو پھر تمہیں سمجھ جانا چاہیے میں تم سے بات ہی نہیں کرنا چاہتی۔"

وہ پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ دعا نے منہ بنایا۔

یہ سارے پودے تم نے لگائے ہیں؟" اس نے ثانی کی بات کو

سرے سے نظر انداز کر دیا۔ ثانی نے گہری سانس لی اور پانی کا برتن

اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ دعا نے اسے غور سے دیکھا۔

نہیں۔" ثانی نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔ دعا بھی اس کی پیچھے آئی

تم کہاں سے ہو؟ تمہاری فیملی میں کون کون ہے۔" شفا خانے میں

داخل ہوتے دعا نے پوچھا۔

ایک بھائی ہے۔" اس نے برتن ایک شلف پر رکھا۔ دعا نے کوئی اور

سوال پوچھنے کیلئے منہ کھولا لیکن ثانی نے اسے موقع نہیں دیا۔

تم بتاؤ یہ اچانک سے بار بار کیسے محل میں آ جاتی ہو؟" اس کے سوال

پر دعا نے ادھر ادھر دیکھتے کچھ سوچا۔

میں بتا دوں لیکن تم یقین نہیں کرو گی۔ "دعا نے کہا۔ ثانی نے "مزید کچھ نہیں پوچھا۔ اور اپنے کسی کام میں مصروف ہو گئی۔ اب دعا چاہتی تھی وہ کوئی بات شروع کرے۔ وہی ڈھیٹوں کی طرح باتیں کیے جا رہی تھی۔

لوگ کہتے ہیں دعا بورنگ ہے۔ تم تو مجھ سے بھی بورنگ ہو "جب" کتنی ہی دیر ثانی کچھ نہ بولی تو وہ پیر پٹختی شفا خانے سے چلی گئی۔ ثانی مسکرا دی تھی۔

سردار ارتضیٰ پر سوچ انداز میں آنکھیں سکوڑے اپنے کمرے کی طرف آ رہا تھا۔ چچا دلاور نے اسے بتایا تھا وہ شروع سے ہی اسے اپنا داماد بنانا چاہتے تھے اور اس سے اس بارے میں بات کرنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ اس نے اچانک سے شادی کر لی۔ لیکن انہیں برا نہیں لگا۔ وہ ان کی بیٹی سے دوسری شادی بھی کر لیتا تو انہیں مسئلہ نہیں تھا۔

وہ ار تضحیٰ کے والد کے بہت قریب تھے۔ ار تضحیٰ دو ٹوک انکار نہیں کر پایا تھا لیکن اس ک دل دوسری شادی کرنے پر راضی نہیں ہوا تھا۔ اس سے تو ایک بیوی سنبھالی نہیں جارہی تھی دوسری کیسے سنبھالتا۔ وہ مخمضے میں پڑا کمرے میں داخل ہوا۔ حنہ کمرے کی صفائی کر رہی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا۔

میرے مہمانوں کی مہمان نوازی کرنے کا شکریہ۔ "اکیلے میں وہ" جیسی بھی تھی دنیا کے سامنے اس کی عزت رکھ لیتی تھی۔ ار تضحیٰ کو اس کی یہ بات بہت اچھی لگتی تھی۔ اس بات پر شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی تھا۔

یہ میرا فرض ہے۔ "حنہ نے سادگی سے کہا اور باہر کی طرف بڑھنے" لگی۔ ار تضحیٰ نے اس کی کلائی تھام کر روکا۔

کچھ اور فرائض بھی ہیں تمہارے۔ کبھی ان کو بھی پورا کر لیا کرو۔""
اس کی آنکھوں میں جھانکتے متبسم لہجے میں کہا۔ حنہ نے نظریں
پھیریں۔

"آپ جو کہتے ہیں کرتی تو ہوں۔"

اچھا پھر محبت کرو مجھ سے "وہ اسے اپنے قریب کرتے بولا تھا۔ حنہ"
جیسی لڑکی کیلئے محبت کو محسوس کرنا ہی مشکل تھا کجا کہ محبت کرنا۔
یہ میرے بس میں نہیں۔ "اس نے حقیقت بیان کی۔"

ٹھیک ہے۔ رہو تم اپنی ضد میں۔ میں افشاں سے شادی کر لیتا ہوں"
پھر۔ محبت تو دے گی مجھے "وہ جل کر بولتا پیچھے ہٹ گیا۔ اسے لگا اب
تو حنہ ضرور ہی اس سے محبت کا اقرار کرے گی لیکن وہ ڈھٹائی سے
دانت پر دانت جمائے کھڑی رہی۔ وہ نہیں جانتی تھی محبت کیسے کی
جاتی ہے۔ وہ نہیں جانتی تھی شوہر پر حق کیسے جمایا جاتا ہے۔ اس نے
اکثر مردوں کو دوسری شادی کرتے دیکھا تھا۔ یہ اس کیلئے زیادہ خاص

بات نہیں تھی لیکن دل کے کسی کونے میں بے چینی ابھری تھی۔ کیا دوسری شادی کی بعد بھی وہ اس سے ایسا ہی رویہ رکھے گا۔ اسے ایسے ہی توجہ دے گا یا اسے نظر انداز کر دے گا۔ پھر افشاں الگ اس کا دل جلانے کی کوشش کرے گی۔ سوچوں میں بہتے بہتے وہ اچانک چونکی۔ وہ کیا سوچے جا رہی تھی۔ اس نے سر جھٹکا۔ وہ اپنے لیے خود ہی کافی تھی۔ کوئی دوسرا کیا کرتا ہے یہ اس کا درد سر نہیں تھا۔ آپ کی مرضی ہے۔ جس سے چاہیں شادی کریں۔ میں کون ہوتی ہوں آپ کو روکنے والی "وہ ار ترضیٰ کی طرف دیکھتے اعتماد سے دیکھتی بولی اور کمرے سے نکل گئی۔ ار ترضیٰ منہ کھولے اسے جاتا دیکھتا رہا۔ کیا اسے واقعی کوئی پروا نہیں تھی کہ اس کا شوہر کسی اور کی طرف متوجہ ہو رہا تھا۔

تم کس مٹی سے بنی ہو۔ تمہیں بدلانہ تو میرا نام بدل دینا۔ "وہ دانت "پیس کر بولا۔ حنہ کو خود سے محبت کروانے کیلئے اسے دوسری شادی

کرنی ہی تھی۔ جب تک کوئی چیز مفت میں میسر ہو تب تک اس کی قدر نہیں ہوتی۔ جب چھن جائے تو تب ہی قدر ہوتی ہے۔

تم کہاں چلی گئی تھی؟" دعا کو دیکھتے ہی مسکان اس کی طرف بڑھتے "روہان سے لہجے میں بولی۔

میں ثانی کے پاس تھی۔ کیا ہوا؟" دعا اس کے چہرے کے تاثرات کو "دیکھ کر چونکی۔ مسکان اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے گئی۔ کیا ہو گیا ہے مسکان! "دعا نے بے چینی سے پوچھا۔"

وہ انگریز لڑکی جو ہم نے دیکھی تھی ملکہ آمنہ نے اسے سلطان کیلئے خاص طور پر منگوایا ہے۔ اب اسے سلطان کے کمرے میں بھیجنے کیلئے

تیار کیا جا رہا ہے۔ "مسکان نے پریشانی سے بتایا۔ دعا کے چہرے پر غصے کے تاثرات آئے۔ لب بھینچ گئے اور بھنویں سکڑیں۔

ملکہ آمنہ کو آرام نہیں آئے گا۔ "وہ دانت پیس کر بولتی مسکان کے " سامنے سے ہٹ گئی۔ مسکان نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ کمرے سے نکل چکی تھی۔ اس کا رخ ملکہ مہرماہ کے کمرے کی طرف تھا۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کتنی غصے میں تھی اور کیوں تھی۔

مجھے ملکہ مہرماہ سے ملنا ہے " اس نے ملکہ کی کمرے کے باہر کھڑے " دربانوں سے کہا۔ ایک نے اندر جا کر اجازت لی۔ وہ کمرے میں داخل ہوئی تو ملکہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔ وہ مسہری پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی تھی۔ خوبصورت فراک کا دامن مسہری اور فرش پر پھیلا ہوا تھا۔ ریشمی بالوں کی ڈھیلی سی چٹیا کیے ایک کندھے سے آگے تھی۔ اور سر پر چھوٹا سا تاج چمکتا ملکہ کی حسن کو دو آتشہ کر رہا تھا۔

آؤ دعا " ملکہ نے اسے اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کیا لیکن وہ اس کے " سامنے آرکی۔

میں نے سنا ہے سلطان کیلئے پھر کوئی کنیز منگوائی گئی ہے "دعا نے"
غصے کو بہت حد تک دبا لیا تھا۔

ملکہ آمنہ نے منگوائی ہے۔ میرا اس میں کوئی ہاتھ نہیں۔ "ملکہ نے"
محفوظ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

جو بھی ہے لیکن یہ غلط ہے۔ کسی کو حیان کے کمرے میں بھیجنے کی"
بجائے انہیں آمنے سامنے بٹھا کر پہلے نکاح پڑھوا لیں تو زیادہ بہتر ہو
گا۔ "وہ جتا کر بولی۔ ملکہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

یہ بات تم ہمیں کیوں بتا رہی ہو۔ ملکہ آمنہ کو بتاؤ نہ جا کر۔ "ملکہ کی"
بات پر دعا سر جھٹک کر رہ گئی۔

"آپ چاہیں تو انہیں روک سکتی ہیں۔ اور آپ کو روکنا چاہیے"
تمہیں مسئلہ کس بات پر ہے دعا؟ "ملکہ نے کہنی گٹھنے پر ٹکا کر زرا سا"
آگے ہوتے پوچھا۔ دعا کڑ بڑا گئی۔

میں بس چاہتی ہوں حیان کو پریشان نہ کیا جائے۔ وہ کبھی بھی کسی " لڑکی سے ناجائز تعلق نہیں رکھے گا۔ یہ سب اسے ناگوار گزرے گا۔ " اس نے یہاں وہاں دیکھتے کہا۔

اور اگر تمہارا یہ یقین غلط نکلا پھر؟ " ملکہ نے غور سے اسے دیکھا۔ دعا " کا دل ڈوب کر ابھرا۔ اس کا پسندیدہ کردار برا نہیں ہو سکتا۔ حیان تو بالکل نہیں۔ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ اور یہ محبت اسے کسی اور کے طرف دیکھنے سے بھی روک دے گی۔ دعا چاہے اس سے محبت نہیں کرتی تھی لیکن وہ اس بات کو مانتی تھی کہ وہ واقعی اس سے محبت کرتا تھا۔ اگر اس کا یہ یقین ٹوٹا تو اسے بہت دکھ ہوتا۔

پھر کیا؟ کچھ بھی نہیں۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ " اس نے " کندھے اچکا دیے۔ ملکہ اسے یک ٹک دیکھے گئی۔ " تو پھر وہ گناہ کرے یا نکاح تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ "

وہ میرا پسندیدہ کردار ہے "دعا یکدم بول اٹھی۔ ملکہ نے بھنویں " اچکائیں۔

آپ جانتی ہیں میں اس محل سے جڑے کرداروں کی کہانی پڑھ رہی " ہوں میں۔ مجھے ان کرداروں میں سے حیان سب سے زیادہ پسند ہے۔ لیکن صرف ایک تصوراتی کردار کی طرح۔ اور جو کردار مجھے پسند ہوتا ہے میں اس میں کوئی برائی نہیں دیکھنا چاہتی۔ "اس نے کہا تو ملکہ نے سر ہلایا۔

لیکن حیان صرف ایک تصوراتی کردار نہیں ہے۔ وہ حقیقت میں " ایک انسان ہے۔ اور تم جانتی ہو کوئی بھی انسان برائی سے پاک نہیں ہوتا۔ "ملکہ نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔

ہم تمہیں پھر نصیحت کریں گے کہ آگے بڑھو اور سلطان کی محبت کو " قبول کر لو۔ ان پر ایسا سحر طاری کرو کہ وہ تمہارے علاوہ اور کسی کی طرف نہ دیکھیں۔ "ملکہ نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ اکتا کر چہرہ پھیر گئی۔

اگر اس کی ہمت نہیں تو پیچھے ہٹ جاؤ اور سلطان کو اپنا پابند نہ " سمجھو۔ وہ جو چاہیں کریں تمہیں اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے " ملکہ کا لہجہ نرم تھا لیکن دعا کو الفاظ بہت سخت لگے تھے۔ کیا وہ واقعی حیان کو اپنا پابند سمجھ رہی تھی تبھی اسے زیادہ غصہ آ رہا تھا۔ نہیں۔ اسے کوئی پروا نہیں حیان جو بھی کرے۔ اس نے خود کو سمجھایا اور ملکہ کے کمرے سے نکل گئی۔

حرم محل میں پہنچ چکی تھی۔ وہ سلطان کو بتانا چاہتی تھی کہ شہزادی نیلو فر محل سے نکل کر کہاں گئی تھی اور وہاں سے کیسے غائب ہوئی۔ لیکن سلطان سے ملنے سے پہلے ہی اسے خبر مل گئی کہ شہزادی نیلو فر تو کچھ دن پہلے محل میں آچکی ہے۔ وہ بھاگتی ہوئی شہزادی کے کمرے میں آئی تھی۔ شہزادی کسی اداس پنچھی کی طرح کھڑکی میں بیٹھی تھی۔

شہزادی! "حرم بھاگتی ہوئی اس کے گلے آگئی اور رونے لگی۔"

شہزادی کچھ پل ساکت رہی پھر زخمی سا مسکرا دی۔

میں ٹھیک ہوں حرم۔ روؤ مت۔ "اس نے کہا تو حرم میں پیچھے ہٹ کر معذرت کی۔

"معاف کر دیں شہزادی۔ جذبات میں آکر اپنی حیثیت بھول گئی۔"

ایسا مت کہو۔ تم تو میری دوست ہو۔ "شہزادی نے کہتے اسے خود"

گلے لگا لیا۔ حرم کا دل خوشی سے پھولے نہ سما۔ وہ کتنی ہی دیر ایک دوسرے کے گلے لگی رہیں۔ پھر حرم کو کچھ یاد آیا۔

شہزادی! جاسم آپ کو ڈھونڈ رہا ہے۔ میں اس کے دوست کو خط لکھ

"دیتی ہوں کہ وہ اسے آپ کے محل پہنچنے کے بارے میں بتادے۔

نہیں۔ رہنے دو۔ "شہزادی یکدم بولی۔"

"لیکن شہزادی! وہ بہت پریشان تھا۔"

Click On The Link Above To Read More Novels www.zubinovelszone.com/

ٹوٹنے کا عمل اسے بہت درد دے رہا تھا۔ اسے حیان کی عقیدت اور محبت سے بھری آنکھیں یاد آ رہی تھیں جو اسے دیکھتے ہی چمک اٹھتی تھیں۔ اس کا رویہ جو پل پل کہتا تھا وہ اس کیلئے اہم ہے۔ حیان کا اس کیلئے کسی سے بھی لڑ جانا، اس کے دفاع میں بولنا، کسی غلام کی طرح اس کی ہر بات کو پورا کرنا کیا تھا؟ کیا وہ سب دھوکہ تھا۔ اگر نہیں تو کیا سب مردوں کی محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔ وہ محبت تو کرتے ہیں لیکن خود کو کسی کا پابند نہیں کرتے۔ دعا کا محبت لفظ سے ہی اعتبار اٹھنے لگا تھا۔

کیا ہو گیا ہے دعا۔ سنبھالو خود کو۔ اس نے کبھی زبان سے محبت کا " اقرار نہیں کیا۔ نہ تم اس کی محبت قبول کرنے کو تیار ہو۔ پھر تم کیسے اسے اپنا پابند سمجھ سکتی ہو۔ " اس نے خود کو گھر کا اور بستر پر جا لیٹی۔ اب اس کا دل کر رہا تھا اسے جلدی سے نیند آ جائے اور وہ اپنی دنیا میں

چلی جائے۔ اس کا دل یہاں سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ لیکن رات گزر گئی
اسے نیند نہیں آئی۔

افسوس کیا مسئلہ ہے میرے ساتھ۔ نیند کیوں نہیں آرہی۔ "وہ جھنجھلا
کراٹھ بیٹھی۔ کہیں وہ سچ میں تو حیان سے محبت نہیں کرنے لگی تھی۔
دماغ نے سوال اٹھایا۔ دل ڈوب کر ابھرا۔

نہیں۔ بالکل بھی نہیں۔ اب جبکہ وہ محبت کے امتحان میں فیل ہو چکا"
ہے تو میں کیسے اس کی محبت میں پھنس سکتی ہوں۔ "اس نے نفی میں
سر ہلا کر سوچا۔ پھر دل پر ہاتھ رکھا۔ دھڑکن معمول سے زیادہ مدھم
تھی۔ بے چینی میں اس کے ساتھ یہی ہوتا تھا۔ ہاتھ ٹھنڈے پڑ جاتے
تھے اور نبض مدھم ہو جاتی تھی۔ اس نے غسل خانے میں جا کر

تالاب پر جھکتے چہرے پر چھینٹے مارے اور جب وہ باہر آئی تو مسکان اس
کیلیے ناشتہ کاچکی تھی۔ دعا نے نظروں ہی نظروں میں اس سے سوال
کیا تھا اور مسکان کے نظریں چرانے پر وہ سمجھ گئی کہ اساری رات

سلطان کے کمرے میں رہی تھی۔ دل بھاری سا ہونے لگا۔ یقین پوری طرح ٹوٹ گیا۔ محبت سے اعتبار اٹھ گیا۔ حیان کا رویہ ایک فریب لگنے لگا اور اس پر غصہ بھی آیا۔ رات بھر کی جگہ سرخ آنکھوں میں نمی ابھری لیکن وہ خود کو سنبھالتی ناشتہ کرنے بیٹھ گئی۔ دوپہر تک وہ اپنے کمرے میں رہی۔ وہ کسی کی بھی مذاق اڑاتی نظروں کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن پھر اسے خیال آیا سب اسے بزدل سمجھیں گے۔ اسے بہادری سے سب کا سامنا کرنا چاہیے اور انہیں باور کروانا چاہیے کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑا۔ اس نے لہروں والے بالوں میں کنگھی پھیری۔ آئینے میں اپنا جائزہ لیا اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ وہ سادہ سی سفید فراق میں ملبوس تھی جس کا دامن گھٹنوں تک پہنچتا تھا۔ چوڑی دار پاجامے کے ساتھ سفید کھسے اسے بہت نیچ رہے تھے۔ ملکہ مہرماہ کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے اسے کئی مذاق اڑاتی نظروں کا سامنا کرنا پڑا۔

غرور کا نشہ اتر اچھ؟ "نساء کی آواز پر لب بھینچ کر اس نے قدم " روکے۔ بمشکل اپنے غصے پر قابو پایا اور اس کی طرف مڑی۔ وہ سینے پر بازو باندھے تمسخرانہ مسکراتے اسے دیکھ رہی تھی۔

تھا ہی نہیں تو اترتا کیسے۔ "وہ بہت خوبصورتی سے مسکرائی تھی۔ نساء" کی حیرت سے بھنویں اوپر ہوئیں۔ کیا اسے واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا؟ نساء کی ساتھی لڑکیوں نے ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھا تھا اور تم کس بات پر اتر رہی ہو۔ تمہارا ملکہ بننے کا خواب تو وہیں رہ گیا۔" تمہیں خوش ہونے کی بجائے میرے خیال سے تو دکھی ہونا چاہیے تھا۔ "دعا نے اسے بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا۔ اسی پل کو را کچھ کنیزوں کے ہمراہ دعا کے سامنے آٹھری تھی۔ وہ بھی سفید لباس میں ملبوس تھی لیکن اس کے سر پر تاج سجا تھا جو یہ ظاہر کر رہا تھا وہ بہت جلد ملکہ بن جائے گی۔ دعا کچھ پل تو اس کے حسین چہرے کو

مبہوت ہو کر دیکھتی رہی پھر اس کی طنزیہ مسکراہٹ دیکھ کر وہ ہوش میں آئی۔

تو تم ہو وہ لڑکی جو ایک رات سلطان کے کمرے میں گزارنے کے " باوجود ان کی قربت سے محروم رہی۔ " وہ استہزائیہ لہجے میں پوچھتی اسے زہر سے بھی بری لگی تھی۔ وہ صاف اردو بول رہی تھی۔ اس کی بات پر لڑکیاں دبی دبی ہنسی تھیں۔

ہاں کیونکہ میں کوئی زر خرید غلام نہیں ہوں۔ میں مر جاؤں گی " اپنی عزت نفس مجروح نہیں ہونے دے سکتی۔ چاہے مقابل کوئی بادشاہ ہی کیوں نہ آجائے۔ " وہ دانت پیس کر بولی اور آگے بڑھ گئی۔ کورا کا خوشی سے مسکراتا چہرہ بتا رہا تھا کہ حیان نے اسے رد نہیں کیا تھا۔ وہ ایک دفعہ پھر سے تکلیف کے بھنور میں پھنسنے لگی تھی۔ کیا وہ محبت تھی جو اسے تکلیف دے رہی تھی یا صرف انا۔

سردار ار تضيٰ نے افشاں سے شادی کیلئے ہاں کہہ دی تھی۔ اور اب وہ
حنہ کا سامنا کرنے سے کترار ہاتھا۔ کہیں وہ دکھی نہ ہو گئی ہو۔ لگتا تو
نہیں تھا وہ دکھی ہو گی لیکن پھر بھی اسے بے چینی ہو رہی تھی۔
مرد بنوار تضيٰ۔ کونسا گناہ کر رہے ہو۔ "ار تضيٰ نے خود کو گھر کا اور"
کمرے میں آیا۔ حنہ نماز پڑھ رہی تھی۔ وہ بستر پر لیٹ کر اسے دیکھنے
لگا۔ حنہ نے سلام پھیرا اور دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیے۔ ار تضيٰ کو وہ جنت
سے اتری کوئی پاکیزہ حور لگ رہی تھی۔ وہ شدت سے اس کے دل
میں اتر رہی تھی۔ دعا ختم کر کے وہ اٹھی اور جائے نماز تہ کرنے لگی۔
اس کی نظر ار تضيٰ پر پڑی تو چونکی۔ آنکھوں میں ایک پل کو شکوہ ابھرا
لیکن لبوں سے کچھ نہ کہا اور رخ پھیر لیا۔

میں افشاں سے شادی کر رہا ہوں "وہ بستر سے اٹھ کے اس کے
قریب آیا۔

جانتی ہوں۔ "وہ بغیر مڑے بولی۔"

"تمہیں اعتراض نہیں؟"

نہیں۔ "الہجہ سخت ہوا۔ وہ اب بھی مڑی نہیں تھی۔ ار ترضیٰ نے"
اسے کندھوں سے تھام کر اپنی طرف موڑا۔ حنہ نے ستاروں کی سی
چمکتی آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

واقعی؟ "وہ کسی بھی طرح اسے اپنے لیے پاگل دیکھنا چاہتا تھا۔ حنہ"
نے نظریں پھیر کر نفی میں سر ہلایا۔

کیوں حنہ؟ تم کیوں میرے لیے حساس نہیں ہو؟ "کندھوں پر اس"
کی گرفت سخت ہوئی۔ حنہ می بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔ خود جو
مرضی کر رہا تھا اور چاہتا تھا وہ اس کے فیصلے سے دکھی بھی ہو۔

کیونکہ میں کسی سے بھی امیدیں نہیں لگاتی۔ انسانوں کی محبت جھوٹی"
ہوتی ہے۔ مجھے اللہ کی محبت ہی کافی ہے "وہ کہہ کر اپنے کندھے اس
کی گرفت سے چھڑوا گئی۔ اور ایک طرف سے نکل گئی۔ ار ترضیٰ لب
بھینچ کر رہ گیا تھا۔

تمہاری آنکھیں سرخ ہیں۔ رات کو سوئی نہیں کیا؟ "ملکہ مہرماہ نے"

فکر مندی سے پوچھا تھا لیکن دعا کو لگا وہ اس کا مذاق اڑا رہی ہے۔

نہیں گرمی کی وجہ سے سرخ ہو گئی ہیں۔ "اس نے جھوٹ بولا۔"

"تم مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتی۔"

آپ میرا مذاق اڑانا چاہتی ہیں؟ "دعا نے اسے شاکی نظروں سے"

دیکھا۔

نہیں۔ جتنا رہے ہیں۔ اگر تم ہماری بات مان لیتی تو تمہیں ساری"

رات جاگنا نہ پڑتا۔ "وہ حقیقت پسندی سے بولی تھی۔

میں نہیں جاگی۔ نہ ہی مجھے کوئی پرواہ ہے۔ "وہ منہ بنا کر بولی۔"

بہت ضدی ہو تم۔ "ملکہ نے تبصرہ کیا۔"

مجھے چلنا چاہیے "وہ اٹھ گئی۔"

اب بھی وقت ہے۔ فیصلہ بدل لو۔ "ملکہ نے کہا لیکن وہ جواب " دیے بنا کمرے سے نکل آئی۔ وہ اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی جب اسے بانو اپنی طرف آتی دکھائی دی۔ وہ رک گئی۔

سلطان تم سے ملنا چاہتے ہیں " بانو نے اسے حیان کا پیغام دیا۔ دعا کے چہرے کے زاویے بگڑے۔ ایک دم سے ہی بہت سارا غصہ لاوا بن کر اس کے دل و دماغ کو جلا گیا۔

نوکر نہیں ہوں میں اس کی۔ بھاڑ میں جائے وہ۔ " وہ منہ پھٹ انداز " میں کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ بانو کو اس کے سلطان کیلئے یہ الفاظ ذرا بھی پسند نہیں آئے تھے۔ وہ ناک بھوں چڑھاتی مڑ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ دعا کے پیغام کو مہذب لفظوں میں تبدیل کر کے حیان کے سامنے بیان کر رہی تھی۔ حیان نے پر سوچ انداز میں آنکھیں سکڑی تھیں۔

حنہ ایک کنیز سے کڑھائی سیکھ رہی تھی جب افشاں ایک دم سے اس کے سامنے آئی تھی۔ حنہ نے سراٹھا کر اسے دیکھا۔ دل میں اس کے خلاف کوئی جذبہ نہ ابھرا۔

مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے "وہ بے چین لگتی تھی۔ حنہ" نے کنیز کو وہاں سے جانے کا کہا۔

جی بولیں۔ "وہ اٹھ کر کھڑی ہوتی اس کے روبرو ہوئی۔"

تم کیسی بیوی ہو۔ تمہارا شوہر دوسری شادی کر رہا ہے اور تم ایسے " سکون سے بیٹھی ہو جیسے کچھ ہو ہی نہیں رہا " افشاں اس پر پھٹ پڑی۔ حنہ حیرت سے آنکھیں پھیلانے سے دیکھنے لگی تھی۔

کچھ کرو حنہ۔ آپ کو شوہر کو کسی بھی طرح اس شادی سے روکو۔ " افشاں نے حنہ کے ہاتھ پکڑے۔

کیوں؟ "حنہ نے تذبذب سے پوچھا۔"

کیا؟ تم پاگل تو نہیں۔ تم بیوی ہو اس کی۔ زبردستی کچھ بھی کروا سکتی " ہو۔

تم اس سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتی؟ "حنہ نے سنجیدگی سے " پوچھا۔

میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ کسی اور کے بارے " میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ میری مدد کرو۔ خدا کیلئے۔

تو تم اپنے والدین سے کہو نا وہ تمہاری پسند سے شادی کریں تمہاری "۔ "حنہ نے اپنی طرف سے آسان حل بتایا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ کچھ بھی ہو جائے وہ ار ترضیٰ کو شادی سے روک کر اپنی انا مجروح نہیں کرے گی۔ اب اس لڑکی نے اسے عجیب الجھن میں ڈال دیا تھا۔

اگر یہ اتنا ہی آسان ہوتا تو میں تمہاری منتیں نہ کرتی۔ ہمارے ہاں " لڑکیوں کی رائے نہیں پوچھی جاتی۔ بس بھیڑ بکری کی طرح کسی بھی کھونٹے سے باندھ دیا جاتا ہے اور اگر کوئی انکار کر دے تو عزت بچانے

کیلے اسے مار دیا جاتا ہے۔ "وہ دکھ اور پریشانی سے بولی تھی۔ حنہ نے لب چبائے۔

سوچ کیا رہی ہو۔ یہ تمہارے فائدے کی بات بھی ہے۔ یاد رکھنا اگر "میری شادی سردار ار ترضیٰ سے ہو گئی تو تمہیں اس کی زندگی سے نکال باہر پھینکوں گی" آخر پر افشاں کی آواز غراہٹ مین بدل گئی۔ حنہ نے تعجب سے اسے دیکھا تھا۔

باب ششم: وفا

اس رات سلطان نے خود کورا کو بلوایا تھا۔ یہ خبر دعائیک پہنچی تو اسے اپنا دل جلتا محسوس ہوا تھا۔ وہ رات بھی اس کی آنکھوں میں کٹی تھی اور سوچتی رہی تھی کہ کیا وہ ایک تصوراتی کردار سے محبت کرنے جیسا پاگل پن تو نہیں کر بیٹھی۔ بار بار خود ہی نفی میں سر ہلا کے تردید کر دیتی از تکلیف کو انا کو ٹھیس پہنچنے سے جوڑ دیتی۔ شاید یہی سچ بھی تھا۔

فجر سے کچھ دیر پہلے اس کی آنکھ لگی لیکن۔ جب وہ جاگی تو تب بھی وہ محل میں ہی تھی۔ اس نے گہری سانس لی اور بوریت سے دن گزارنے لگی۔ سہ پہر کے وقت وہ مسکان کے ساتھ محل کے ایک باغ کی طرف چلی آئی تاکہ موڈ کچھ اچھا ہو سکے۔ اس باغ کے ارد گرد درختوں کی قطاریں تھیں جو چار دیواری کی طرح تھیں۔ دور سے باغ کا اندرونی منظر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ چہرہ موڑے محل کے سامنے پھیلے وسیع احاطوں کو دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ باغ کے قریب آنے پر اسے باغ کے دروازے کے سامنے کھڑے سلطان کے محافظ نظر آئے۔ دوسری نظر حیان پر پڑی جو دو درختوں کے درمیان سے اسے نظر آ رہا تھا۔ کورا اس نے بہت قریب کھڑی تھی۔ اس منظر نے دعا کو ساکت کر دیا تھا۔ دل پر ایک گھونسا پڑا تھا۔ چہرے پر غصے کی سرخی ابھی تھی۔ دانت پر دانت جمائے وہ سلگتی نگاہوں سے حیان کو دیکھتی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

حیان کا رخ اس کی طرف نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ اس کی موجودگی محسوس کر گیا تھا۔ وہ تیزی سے دعا کی طرف مڑا تھا۔ ایک پل کو گڑ بڑایا پھر لمبے لمبے ڈنگ بھرتا سے اس کی طرف بڑھا۔ دعا غصہ دہاتی پلٹی اور دوڑنے لگی۔ وہ پھر بھی اس تک پہنچ گیا۔

دعا! "کتنی بے تابی سے پکارا تھا اس نے۔ کتنا فریبی تھا وہ۔ دعا نہیں" رکی۔

دعا۔ رکیں میری بات سنیں۔ "حیان اس کے سامنے آیا تو اسے" رکنہ ہی پڑا۔ دعا کا دل کیا مار مار کر اس کا حشر بگاڑ دے۔ وہ کتنا معصوم سمجھتی تھی اسے۔ لیکن وہ سراب تھا۔ اس نے شرر بار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ حیان کو اپنا دل تھمتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ تو کیا وہ اس کیلئے حساس ہو رہی تھی۔ یہ محبت کی نشانی تھی۔ اسے اپنی محبت پر یقین تھا ایک نہ ایک دن دعا کو اپنی لپٹ میں لے لے گی۔ اس کا یقین پورا ہوا تھا۔ دعا کا یقین توڑ کر۔

آپ.... "وہ اتنا ہی بول پایا تھا۔ دعا ہوش میں آئی۔ یہ وہ کیا کر رہی" تھیں۔ غصے کا اظہار کر کے وہ صاف اپنی کیفیت بتا رہی تھی۔ وہ تو ضرور کسی غلط فہمی کا شکار ہو جاتا۔

سوری۔ میں نے تمہیں ڈسٹرب کر دیا۔ مجھے نہیں پتہ تھا تم وہاں ہو" "اس نے جتنا چاہا کہ وہ اس کی پرائیویسی پر مداخلت کرنے پر شرمندہ ہے۔ اور وہ اسی لیے جانے لگی تھی۔ حیان کچھ پل اسے غور سے دیکھتا رہا پھر مسکرا دیا۔ دعا اس کی خوبصورت مسکراہٹ دیکھ کر رہ گئی۔ اسے ہرٹ کر کے وہ کیسے مسکرا سکتا تھا۔

"آپ کی موجودگی سے میں کبھی ڈسٹرب نہیں ہو سکتا" اچھا وہ کیوں؟ "دعا نے سینے پر بازو باندھے۔ حیان کو اس کا انداز سلگتا ہوا محسوس ہوا۔

کیونکہ.... آپ دعا ہیں "کیا معصومیت تھی۔ وہ چہرہ پھیرتی" استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ ہلکی سی سانس خارج کر گئی۔

آپ نے ابھی جو کچھ دیکھا وہ حقیقت نہیں ہے۔ "اس نے کورا کے"

حوالے سے صفائی دینی چاہی

تمہیں لگتا ہے میں تمہاری باتوں پر یقین کر لوں گی؟ "وہ استہزائیہ"

بولی۔ حیان نے بھنویں اچکائیں۔ وہ کچھ زیادہ غصے میں لگ رہی تھی۔

ساری دنیا کی نظر میں ہے مرا عہد وفا

اک ترے کہنے سے کیا میں بے وفا ہو جاؤں گا

آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ "وہ کیوں ایسا رد عمل دے رہا تھا جیسے کچھ"

ہوا ہی نہ ہو۔

نہیں۔ میں کیوں ناراض ہونے لگی تم سے۔ ہم میں کوئی تعلق"

نہیں۔ "اس نے بتایا۔

کوئی ان دیکھا سا تعلق تو ہے نا "حیان نے کہنا چاہا لیکن نہیں کہہ"

سکا۔ دعا سے سخت نگاہوں سے دیکھتی آگے بڑھ گئی تھی۔ حیان اس

کے رویے کو سوچتا اسے جاتا دیکھتا رہا تھا۔ کوئی وجہ ضرور تھی اس کے

اس رویے کی۔ کہیں وہ کسی بڑی غلط فہمی کا شکار نہ ہو گئی ہو۔ وہ فوراً اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ کچھ دیر بعد بانو اس کے سامنے مؤدب سی کھڑی تھی۔

دعا مجھ سے ناراض ہے۔ پتہ کرو ایسا کیوں ہے؟ کہیں اسے پتہ تو" نہیں چل گیا اس کو را کے بارے میں؟" حیان نے تشویش سے کہا تھا۔ بانو نے تھوک نگلا اور اسے سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ دراصل جان بوجھ کر انہیں غلط فہمی میں مبتلا کیا گیا ہے "بانو نے" لب کشائی کی۔ کیا مطلب؟" وہ چونکا۔ بانو اسے تفصیل سے سب کچھ بتانے لگی۔"

(فلش بیک)

کورالملکہ مہرماہ اورملکہ آمنہ کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اسے سلطان حیان مصطفیٰ کیلئے منگوا یا گیا تھا۔ اس نے سنا تھا وہ بہت

خوبصورت تھا۔ وہ بغیر دیکھے ہی اس کیلئے دل میں بہت کچھ محسوس کرنے لگی تھی اور اب وہ بہت مسرور لگ رہی تھی۔ اس کی منزل قریب تھی۔ بانو بھی اس کے قریب کھڑی تھی۔ وہ ملکہ مہرماہ کے بلاوے پر وہاں آئی تھی۔

تم جان چکی ہو گی کہ تمہیں سلطان کیلئے خاص طور پر بلوایا گیا ہے۔" ملکہ آمنہ نے اس سے پوچھا۔ وہ سر کو خم کر گئی۔ وہ کسی اور کو پسند کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں ان کے سر سے محبت کا" بھوت اتر جائے اور جلد از جلد ان کا وارث اس دنیا میں آجائے۔ اگر تم اس میں کامیاب ہو گئی تو ہم خود تمہیں ملکہ کا تاج پہنائیں گے۔ اور اگر تم ناکام ہوئی تو... "ملکہ کچھ پل کور کی۔ کوراکا سانس بھی تھما تھا۔ ناکامی کا لفظ اس کی زندگی میں کبھی آیا ہی نہیں تھا۔ اب ناکامی اس کیلئے موت کا دوسرا نام بن چکی تھی۔

تو تب بھی تمہیں یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ تم سلطان کی قربت حاصل کر " چکی ہو۔ " ملکہ کی اس بات پر کورانے تعجب سے انہیں دیکھا۔ کسی کو بھنک بھی نہیں پڑھنی چاہیے کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ " تمہارا چہرہ سب کے سامنے خوشی سے مسکرا نا چاہیے " ملکہ نے حکمیہ لہجے میں کہا۔ وہ سر ہلا گئی۔

اس سب میں یہ تمہاری مدد کرے گی " ملکہ نے بانو کی طرف دیکھ کر کہا۔ کورانے بھی اسے ایک نظر دیکھا۔ پھر وہ دونوں کمرے سے نکل گئی تھیں۔

آپ کو کیا لگتا ہے یہ کامیاب ہو پائے گی؟ " ملکہ مہرماہ نے پوچھا۔ " پچاس فیصد امکان ہے کامیاب جائے گی۔ اس کا حسن نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں لیکن دوسری طرف دعا کا سلطان پر چھایا سحر بھی کمزور نہیں۔ دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ اگر کورا کا کامیاب نہ بھی ہوئی

تو دعا اس کی وجہ سے سلطان کی محبت قبول کرنے پر ضرور مجبور ہو جائے گی۔ "ملکہ آمنہ پر سکون سی بول رہی تھی۔

ہم بھی یہی چاہتے ہی سلطان کو دعال مل جائے۔ کیونکہ وہی ان کی " سب سے بڑی خوشی ہے۔ لیکن اگر کوراکامیاب ہو جاتی ہے تو بھی پتہ چل جائے گا کہ سلطان آگے بڑھ چکے ہیں۔ "ملکہ مہرماہ نے جواباً تجزیہ کیا۔

اگلے منظر میں کوراقیامت خیز حسن لیے سلطان حیان مصطفیٰ کے سامنے اس کے کمرے میں کھڑی تھی۔ ایک پل کو وہ الجھا۔ لیکن اگلے ہی پل اس کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے۔ وہ نا سمجھ نہیں تھا کہ اس کا اس وقت یہاں ہونے کا مطلب نہ سمجھ سکتا۔

آپ میری اجازت کے بغیر کمرے میں کیسے آئیں؟ "اس نے سرد "لہجے میں پوچھا۔ کوراکاسارااعتماد ہواہو گیا۔ وہ گڑ بڑا گئی۔ لیکن جلد ہی سنبھل گئی۔

م...مجھے ملکہ نے بھیجا ہے۔ آپ کی خدمت کیلئے "وہ تیزی سے"
اس کے قریب ہوئی۔ وہ ایک قدم پیچھے ہٹا۔
مجھے نہیں چاہیے کوئی خدمت۔ جاؤ یہاں سے "اس نے ہاتھ اٹھا کر"
کہا۔

ایسا مت کہیں سلطان۔ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو معافی چاہتی "
ہوں "گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گئی۔ حیان نے کوفت سے اسے دیکھا۔
تمہیں ایک بار میں سمجھ نہیں آتی۔ میں کیا کہہ رہا ہوں "وہ غصہ "
ضبط کرتے ہوئے بولا۔

آپ مجھے مار دیں لیکن دھتکاریں مت۔ "وہ آنکھوں میں آنسو لے"
آئی تھی۔ حیان نے گہری سانس لے کر چہرہ پھیرا۔
اٹھو "اس نے سختی سے حکم دیا۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔"

آخری دفعہ کہہ رہا ہوں اگر اپنی زندگی پیاری ہے تو چلی جاؤ یہاں "
سے۔ "اب کی بار اس میں بادشاہ کا سا جاہ و جلال تھا۔ کورا بری طرح

سہم گئی تھی۔ وہ مزید کوشش کرنا چاہتی تھی لیکن اس کے تیور دیکھ کر اسے جانا پڑا۔ باقی کی رات اس نے بانو کے کمرے میں اپنی شکست پر ناگن کی طرح بل کھاتے گزاری تھی۔

حیان نے اگلی صبح بانو کو بلا کر ملکہ مہرماہ کو پیغام بھیجوا دیا تھا کہ آئیندہ اس کی خواب گاہ میں کوئی لڑکی نہ بھیجی جائے۔ ملکہ مہرماہ اور ملکہ آمنہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

اب اس کے ذریعے دعا کو حیان کیلئے حساس کروانا ہی آخری حربہ " ہے ہمارے پاس۔ " ملکہ آمنہ نے کہا اور کورا کو ایک دفعہ پھر تاکید کر دی گئی کہ وہ سب کنیزوں کے سامنے یہی کہے سلطان نے اسے قبول کر لیا تھا۔ اگلی رات بھی وہ بانو کے کمرے میں رہی تھی۔ لیکن اپنے کمرے کی طرف جاتے حیان کے ساتھ ایک دفعہ ضرور ٹکرائی تھی کہ شاید ایسے کوئی بات بن جائے۔ لیکن حیان کو اس کا ٹکراؤ ناگوار لگا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو گی " اسے پیچھے کی طرف جھٹک کر حیان نے " پوچھا۔

وہ... وہ مجھے بانو کے ساتھ کام کرنے کیلئے بھیجا گیا ہے " اس نے سر " جھکاتے کہا۔ وہ غصے سے اسے گھورتا اپنے کمرے میں آیا اور بانو کو طلب کیا۔

مجھے وہ لڑکی سلطان منزل پر نظر نہیں آنی چاہیے " اس نے حکم " صادر کر دیا۔ بانو نے اپنے کمرے میں آکر اس کا حکم کورا کو سنایا۔ کورا نے اس سے صبح تک اسے وہاں رکھنے کی درخواست کی تھی۔ بانو نے اصرار تو بہت کیا وہ چلی جائے لیکن وہ نہیں گئی۔ اگلے دن بھی اس نے سب کے سامنے منافقت سے مسکراتے بتایا کہ سلطان حیان مصطفیٰ اسے کتنا چاہتے ہیں۔ سہ پہر کو اسے سلطان ایک باغ کی طرف جاتے دکھائی دیے تو وہ تیزی سے اسی باغ میں کسی اور راستے سے گھس گئی۔ جب حیان نے اسے وہاں دیکھا تو اس نے فیصلہ کر لیا اس لڑکی کو محل

سے ہی نکلوا دے گا۔ کوراسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتی اس کے قریب آگئی۔ دوسری طرف ملکہ مہرماہ نے مسکان کو بھی حکم جاری کر دیا تھا کہ وہ دعا کو لے کر اسی باغ میں پہنچے۔ اسے سدرہ نے خبر دے دی تھی کہ کوراباغ میں سلطان کے ساتھ تھی۔ ملکہ دعا پر ایک گہرا جذباتی وار کرنا چاہتی تھی۔ اور وہ اپنے مقصد میں بہت حد تک کامیاب بھی رہی تھی۔ ملکہ جان گئی تھی دعا منگی نہیں تھی لیکن اس کیلئے حساس تھی۔ اس کا غصہ ہی سب کچھ ظاہر کر رہا تھا۔ ملکہ کو امید تھی بہت جلد وہ سب کچھ بھول کر حیان کی محبت کو قبول کر لے گی۔

حیان ساکت سا بانو کی بات سن رہا تھا۔ بانو نے بات مکمل کرنے کے بعد اسے ڈرتے ڈرتے دیکھا۔

افسوس! یہ کیا کر دیا؟ تم نے بھی مجھے نہیں بتایا "وہ پریشان سا" اٹھ کھڑا ہوا۔

ملکہ نے منع کیا تھا۔ "بانو نے سر جھکاتے کہا۔ حیان نے سر پر ہاتھ " پھیرا۔

تمہیں ملکہ سے نہیں مجھ سے وفاداری نبھانی چاہیے۔ "وہ غرایا۔ بانو" سہم کر رہ گئی۔

مجھے فوراً دعا سے ملنا ہے۔ تم بھی چلو اور اس کے سامنے میرے حق " میں گواہی دو۔ "وہ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھا لیکن دروازے پر ملکہ مہرماہ نمودار ہوئی۔ حیان نے اسے شاکی نظروں سے دیکھا۔ ابھی دعا سے کچھ مت کہیں سلطان۔ یہ میں آپ کیلئے ہی کر رہی " ہوں۔ آپ نے زبان سے تو محبت کا اظہار نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ دعا کو آپ کی محبت کا احساس دلانے کیلئے یہ ضروری تھا۔ "ملکہ نے کہا تو اس نے سر جھٹکا۔

نہیں ملکہ۔ میں اپنے فائدے کیلئے دعا کو ذرا سا بھی دکھ نہیں دے " سکتا۔ "وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔

جذبائی پن سے مت سوچیں۔ بس تھوڑا سا انتظار کر لیں۔ وہ غصے " میں ہے۔ مجھے یقین ہے جلد ہی یہ غصہ محبت بن کر ابھرے گا " ملکہ نے اسے سمجھانا چاہا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

میری محبت اتنی طاقتور ہے کہ بغیر کہے اور کوئی چال چلے اس پر ایک " دن اثر کرے گی۔ لیکن میں اسے خود سے بدگمان نہیں کر سکتا۔ " وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا تھا۔ ملکہ نے گہرا سانس لیا تھا۔

سردار! "حنہ کی آواز پر وہ حیرت سے مڑا۔ ہلکے گلابی رنگ کی قبائلی " فراک میں ملبوس وہ اپنی معصوم خوبصورتی کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ یہ مردان خانے کا ایک حصہ تھا جہاں سردار کیلئے ایک حصہ رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

کیا ہوا؟ " وہ فکر مندی سے اس کی طرف بڑھا ضرور کوئی خاص وجہ " تھی کہ وہ رات کا انتظار کیے بنا اسی وقت مردان خانے چلی آئی تھی۔

آپ شادی مت کریں "اس نے ایک پل توقف کے بعد گہری"
سانس بھرتے تیزی سے کہہ دیا۔
کیا؟ "وہ حیران ہی تو رہ گیا تھا۔ کیا وہ واقعی اس کی محبت میں گرفتار"
ہو چکی تھی۔

آپ افشاں سے شادی مت کریں "وہ نظریں چراتے ہوئے بولی"
تھی۔ یہ خواہش تو اس کے دل کی بھی تھی۔
کیوں؟ "ار تضحیٰ نے غور سے اسے دیکھا۔ حنہ اسے یہ بھی نہیں بتا"
سکتی تھی افشاں کی وجہ سے وہ اپنی انا کو پس پشت ڈال کر اس کے
سامنے سوالی بن کر آگئی تھی۔
"پتہ نہیں۔"

تو اس کا مطلب تمہیں میری قدر ہو ہی گئی لیکن افسوس تم نے دیر"
کر دی۔ میں چچا کو زبان دے چکا ہوں۔ اب وہ اس رشتے سے انکار
کریں تب ہی پیچھے ہٹ سکتا ہوں۔ "وہ سنجیدگی سے بولا۔ محبت تو کرتا

تھا لیکن محبت کرنے کا ڈھنگ نہیں جانتا تھا۔ محبت کی خاطر اپنی انا اور جان حتیٰ کے سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔ اس کیلئے محبت سے زیادہ شاید انا اہم تھی۔

حنہ کا دل تکلیف کی ایک تیز لہر سے گزرا تھا۔ ار ترضیٰ نے اس کے ساتھ کتنا برا کیا تھا اور کفارے کیلئے تیار بھی تھا لیکن اب جب وہ پہل کر رہی تھی وہ پھر بھی اپنی انا کو مقدم رکھے ہوئے تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی ابھری لیکن وہ ار ترضیٰ سے یہ نمی چھپا گئی اور نظریں جھکا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

اب آپ کو آپ کے چچا ہی انکار کریں گے "وہ اسے سخت نگاہوں سے دیکھتی پلٹ گئی۔ ار ترضیٰ کا دل پچھتاؤں میں گھرنے لگا۔ کیا تھا اگر وہ اس کا ہاتھ تھام لیتا اور کہتا میرے لیے تم سے اہم کچھ نہیں لیکن وہ محبت کے اس امتحان میں ناکام ٹھہرا تھا اور اب ناکامی پر افسوس کر رہا تھا۔

سر بزم ہیں یہی تذکرے کہ براہوں میں
مرا جرم ہے کہ میں بے وفا نہیں ہو سکا
دعا کھڑکی میں کھڑی باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔ ایک کندھا کھڑکی کے
فریم سے ٹکا ہوا تھا اور بازو سینے پر بندھے تھے۔ چہرے پر سنجیدگی
تھی۔ دفعتاً کسی نے اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ سلطان حیان
مصطفیٰ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ بے چین لگتا تھا لیکن دعا نے غور
نہیں کیا۔ اور چہرہ موڑ کر واپس کھڑکی کی طرف دیکھنے لگی۔
تم جانتے ہو نا تمہارا بار بار مجھ سے ملنا لوگوں کی نظروں میں مجھے "
مشکوک ٹھہرا رہا ہے" وہ اس کی طرف رخ موڑ کر بہت نارمل لہجے
میں کہہ رہی تھی۔

دعا! "وہ اس کے قریب آیا۔ دعا نے اسے سر دمہری سے دیکھا۔"
حیان کو سمجھ نہ آئی اسے کیسے اپنے صفائی دے۔

آپ نے میرے بارے میں جو اندازہ لگایا ہے وہ غلط ہے۔ ایسا بالکل " بھی نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہی ہیں " وہ بے بسی سے بولا تھا۔ دعا نے الجھ کر اسے دیکھا۔ کیا وہ کورا کے ساتھ ساتھ اسے بھی ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھا اسی لیے جھوٹی صفائیاں دینے آیا تھا۔ وہ واقعی بہت بدگمان ہو چکی تھی۔

میں کیا سوچ رہی ہوں تم کیسے جان سکتے ہو۔ "دعا نے اسے " لا جواب کیا۔

آپ کو لگتا ہے کہ میں نے کورا.... "محبت نے اس سلطان کو ایک " لڑکی کے سامنے جھجھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

لگتا کیا مطلب۔ ایسا ہے۔ اور تم پریشان کیوں ہو رہے ہو۔ تم تو " بادشاہ ہونا۔ ہر لڑکی کو اپنی جاگیر سمجھنا تم پر فرض ہے " اس کا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی طنزیہ ہو گیا۔ حیان نے دکھی دل کے ساتھ اسے دیکھا۔

آپ مجھ سے اتنی بدگمان کیسے ہو سکتی ہیں؟ کیا آپ مجھے جانتی نہیں؟
"اس نے شاکی انداز میں پوچھا۔

کوئی کسی کو پوری طرح نہیں جان سکتا۔ یہ میں اچھی طرح جان چکی
ہوں۔" اس نے بے زاریت سے کہا

"کیا آپ مجھے اپنی صفائی پیش کرنے ایک موقع دیں گی؟"

تم مجھے کیوں صفائی دے رہے ہو؟" اس نے تڑخ کر پوچھا۔ حیان کا
دل کیا اس پر اپنے دل کا سارا حال عیاں کر دے لیکن زبان اس کے
سامنے دل کا ساتھ ہی نہیں دیتی تھی۔

میں تمہاری سرپرست نہیں ہوں جو تم میرے جوابدہ بن رہے ہو۔
جاؤ جو دل چاہے کرو۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں "وہ کہہ کر اس کے سامنے
سے ہٹنے لگی۔ حیان نے اس کی کلائی تھامی۔

دعا! "اس نے التجائیہ انداز میں اسے پکارا۔ دعا نے غصے سے اس کا
ہاتھ پیچھے جھٹکا۔

جسٹ گوٹو ہیل۔ "وہ غصے سے غرائی۔ حیان کا اپنا دل کسی گہری"
کھائی میں ڈوبتا محسوس ہوا۔ وہ ساکت نگاہوں سے کچھ پل اسے دیکھتا
رہا اور پھر خاموشی سے پلٹ گیا۔ دعا کو افسوس ہوا اسے اتنا غصہ نہیں
کرنا چاہیے تھا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ گہری سانس لے کر اپنے
بستر پر جا لیٹی۔

جب آنکھ کھلی تو وہ اپنے ہو سٹل کے کمرے میں موجود تھی۔ وہ آزر دہ
نیم وا آنکھوں سے کئی پل چھت کو دیکھتی رہی۔ پھر بستر سے اٹھ گئی۔
ناشتہ کرنے سے پہلے اس کی نظر ڈائری پر پڑی تو اس کے قدم بے
اختیار ہی اس کی طرف اٹھ گئے۔ وہ کرسی پر بیٹھ کر ڈائری کے صفحے
پلٹنے لگی۔ پھر ایک سین پر نظر پڑتے ہی چونکی۔ وہ منظر جب حیان کو را
کو اپنے کمرے سے جانے کا کہہ رہا تھا۔ وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہو
بیٹھی۔ جیسے جیسے وہ آگے پڑھتی گئی شرمندگی، پچھتاوے اور ایک
عجیب سی کیفیت کے ملے جلے احساسات میں گھرتی گئی۔

وہ واقعی بہت معصوم ہے۔ میں غلط تھی۔ "وہ حیان کے بارے"
میں۔ سوچنے لگی۔

کیا تم اس پر دل ہار رہی ہو؟ "دماغ نے سوال اٹھایا۔ وہ تیزی سے"
نفی میں سر ہلا گئی۔

وہ کہانی کا ایک کردار ہے۔ بس ایک کردار۔ "اس نے خود کو سمجھایا"
اور صفحے پر دو آہ نظر میں جمائیں۔

ملکہ مہرماہ۔ آپ نے یہ اچھا نہیں کیا۔ "وہ دانت پیس کر بولی تھی۔"

حسہ چچا دلاور کی بیوی روشہ خاتون کے سامنے بیٹھی تھی۔ اس کے ہاتھ
میں ایک خنجر تھا۔ روشہ خاتون کی سہمی ہوئی نگاہیں اسی خنجر پر تھیں
آپ میرے ہی گھر میں بیٹھ کر میرے شوہر کو اپنی بیٹی رشتہ دے"
رہی ہیں۔ آپ کو کیا لگا تھا میں آرام سے یہ دیکھتی رہوں گی؟ "وہ
سلگتی نگاہیں ان پر ٹکائے بولی۔

تمیز سے بات کرو لڑکی۔ یہ تمہارا گھر نہیں ہے۔ میرے میاں کے " بھتیجے کا گھر ہے۔

سگے بھتیجے کا نہیں۔ آپ لوگوں سے تو گہرا رشتہ ہے میرا سردار " سے۔ اور مت بھولیں میں ایک شہزادی ہوں۔ اگر یہ شادی ہو گئی تو میں افشاں کو قتل کر دوں گی۔ مجھے کوئی کچھ کہہ بھی نہیں سکے گا۔ اگر اپنی بیٹی کی جان بچانا چاہتیں ہیں تو اسے لے کر یہاں سے چلی جائیں۔ ورنہ اگلی بار میں تنبیہ کرنے کی بجائے سیدھا عمل کروں گی۔ " وہ بہت اچھی طرح روشہ خاتون کو ڈرا چکی تھی۔ اس نے مزید کچھ نہیں کہا اور اٹھ کر چلی گئی۔ پھر روشہ خاتون نے اپنے شوہر کو اس رشتے سے ہٹا کر ہی دم لیا تھا۔

نیناں نے یونی جانے سے پہلے سارے سینر پڑھ ڈالے تھے۔ ڈائری بند کرتے ہوئے اس نے غور سے دعا کو دیکھا جو کھلی سی کالر شرٹ اور

سکرٹ میں ملبوس بالوں کو سٹریٹ کیے یونی جانے کیلئے بالکل تیار تھی۔

کیا تم واقعی ایک تصوراتی کردار کی محبت میں گرفتار ہو رہی ہو؟""
نینا نے پوچھا تو وہ جو بیگ کندھے پر ڈال رہی تھی ایک پل کور کی۔
نہیں۔ "اس نے یک لفظی جواب دیا۔ لہجہ پختہ تھا۔"

تو پھر یہ سب کیا تھا؟ "نینا اٹھ کھڑی ہوئی"

"صرف اعتبار ٹوٹنے کا دکھ"

تم اس کی محبت کو صرف اپنا حق سمجھنے لگی تھی "نینا نے بیگ اور"
کتابیں اٹھاتے ہوئے مزے سے تبصرہ کیا۔

"ہاں شاید لیکن میں نے اس کی محبت تو قبول نہیں کی۔"

ہو سکتا ہے تمہیں اس سے محبت ہو گئی ہو لیکن تمہیں پتہ نہ ہو۔ "وہ"
دونوں اب کمرے نکل رہی تھیں۔

نہیں اگر محبت ہوتی تو اس پر یقین کرتی۔ بد گمان نہ ہوتی۔ تم نے سنا"
نہیں جہاں محبت ہوتی ہے وہاں یقین بھی ہوتا ہے" دعا نے نیناں کو
لا جواب کر دیا۔ دعا نظر آبرو پر پڑی جو اپنے کمرے سے نکل کے آگے
کی جانب مڑ گئی تھی۔ اس نے دعا کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ فون کان سے
لگائے کوئی بات کر رہی تھی۔

تم نے کہا تھا تم اپنے گھر والوں کی زبردستی کی وجہ سے دعا سے شادی
کر رہے ہو پھر وہ پوسٹ کرنے کا کیا مقصد تھا؟" آبرو کی خفگی سے
بھری آواز دعا کے کانوں میں پڑی تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی اس کی
طرف متوجہ ہو گئی۔

وہ پوسٹ بھی ڈیڈ نے زبردستی کروائی۔ ورنہ میں کتنا خوش ہوں"
اس شادی سے تم جانتی ہو۔" طلال نے چالاکی سے کہا تھا۔ اس کی یہ
بات دعا نے بھی سنی تھی۔ وہ آبرو سے فون کھینچ کر اپنے کان سے لگا
چکی تھی۔ آبرو نے حیرت سے مڑتے منہ کھول کر اسے دیکھا تھا۔

برگرہوائے۔ تم نے کل جو مجھے لپچ کر وایا تھا وہ بھی ڈیڈ کی زبردستی " کی وجہ سے کروایا تھا۔ اور ہم نے شادی کی جو شاپنگ کی تھی وہ بھی تمہارے ڈیڈ کا حکم تھا۔ اور تم نے جو اتنے لمبے لمبے فلمی ڈائلاگ مارے تھے وہ بھی تمہارے ڈیڈ نے لکھ کر رہے تھے تمہیں " آبرو کو گھورتے ہوئے وہ تیز تیز بول رہی تھی۔ آبرو کا منہ مزید کھل گیا تھا۔ کیا وہ واقعی سچ کہہ رہی تھی۔ اسے اب طلال پر شک ہونے لگا تھا اور دعا یہی تو چاہتی تھی۔ اسی لیے اس نے وہ سب کہا تھا۔ نیناں بھی ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی دوسری جانب طلال بھی گنگ کھڑا تھا۔ اب بولتی کیوں بند ہو گئی؟ ٹھہرکیں ہی مار سکتے ہو تم۔ "دعا نے" اسے اچھی طرح لتاڑا اور کال کاٹ دی۔ یہ کیا بے ہودہ حرکت تھی؟ "آبرو غصے سے چیخی۔"

کسی اور کے فیانسی کے ساتھ بات کرنا بیہودہ نہیں ہے کیا۔ "دعا نے"
فون اس کی طرف بڑھاتے ہوئے سکون سے پوچھا۔ وہ تلملا کر رہ
گئی۔

"وہ میرا ہے۔ اور میرا ہی رہے گا۔ تم ہو جو ہمارے بیچ آئی ہو"
تم دونوں کے بیچ بہت سی لڑکیاں آچکی ہیں۔ ذرا آنکھیں کھولو اور"
حقیقت کو پہچانو۔ "دعا کہہ کر آگے بڑھ گئی تھی۔ وہ لب بھینچے وہیں
کھڑی رہ گئی۔ نیناں نے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے اسے
ناک چڑھا کر گھورا تھا۔ اس کی وجہ سے دعا کو طلال سے رشتہ نبھانا پڑ
رہا تھا۔ کاش وہ جان جائے کہ دعا اس کیلئے کیا کر رہی ہے۔ وہ سوچتی
آگے بڑھ گئی۔

راجادیو کو پکڑ لیا گیا تھا اور اب وہ سلطان حیان مصطفیٰ کے سامنے
گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ سپاہی تلواریں لیے اس کے سر پر کھڑے

تھے۔ دربار میں سب وزیر موجود تھے اور شہر کے اہم لوگ بھی تھے۔ حیان اپنے تخت سے اٹھا اور تلوار نکالتا راجادیو کی طرف بڑھا تھا۔ راجادیو نے مچلتے ہوئے موت سے بچنا چاہا لیکن موت کا وقت آ پہنچا تھا۔

میں نے تمہارے باپ کو جنگ میں مارا تھا۔ اگر تم میں ہمت ہے تو مجھے لڑنے کا موقع دے کر قتل کرو۔" راجادیو نے آخری حربہ آزمایا جو کامیاب بھی ہو گیا۔ حیان نے سپاہیوں کی طرف دیکھا۔ وہ پیچھے ہٹ گئے۔ راجادیو اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ کھول دیے گئے۔ ایک تلوار اسے دے دی گئی۔ درباری پر جوش سے ان دونوں پر نظریں ٹکائے لڑائی شروع ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ اپنے سلطان کی بہادری وہ جنگ میں دیکھ چکے تھے اس لیے مطمئن تھے۔ کچھ پل کے وقفے کے بعد فضا میں تلواروں کی جھنکار سنائی دینے لگی۔ لڑائی ہو چکی تھی۔ راجادیو کے حملے جارحانہ تھے۔ اس کیلئے یہ زندگی اور موت کا

مسئلہ تھا۔ جبکہ حیان کا انداز پر سکون تھا۔ وہ بڑی مہارت سے اس کے وار روک رہا تھا۔ پھر اس کا ایک وار چلا۔ راجادیو کے سینے پر تلوار کا گھاؤ بہت گہرا تھا۔ حاضرین دربار کے لبوں سے بے ساختہ آوازیں می تلوار راجادیو کی گردن کے آر پار ک نکلیں۔ اگلے ہی پل سلطان ہو چکی تھی۔ اس نے ایک پل رک کر راجا کو گرتے دیکھا اور گہری سانس بھرتا تلوار ایک سپاہی کی طرف پھینکتے دربار سے نکل گیا تھا۔ اپنے کمرے کی طرف آتے ہوئے اسے ایک بار پھر کورا نظر آئی تو چہرے تاثرات مزید سخت ہو گئے۔ اس کی وجہ سے دعا اس سے بدگمان ہو کر چلی گئی تھی۔

میں نے اسے محل سے نکالنے کا حکم دیا تھا۔ ابھی تک پورا کیوں " نہیں کیا گیا؟ " حیان نے بانو سے پوچھا جو اسی کی طرف آرہی تھی۔ بانو نے گھبرا کر اسے دیکھا۔

مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے سلطان۔ "کور اتیزی" سے اس کے قریب آئی۔ حیان نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔ ایک لفظ بھی مزید نہیں۔ "وہ سخت لہجے میں کہتا آگے بڑھ گیا۔" میں دعا کی غلط فہمی دور کر دوں گی۔ "وہ تیزی سے بولی تھی۔ حیان" کے قدم رکے۔

لیکن اس کیلئے آپ کو مجھے محل سے نکالنے کا فیصلہ واپس لینا ہو گا۔ "وہ اس کے سامنے آئی۔ حیان تذبذب میں پڑ گیا۔ اگر وہ اس کے حق میں گواہی دیتی تو ہی دعا مان سکتی تھی ورنہ وہ جتنی غصے میں تھی بانو کی بات بھی نہ سنتی۔ اس نے گہری سانس لی اور کچھ کہے بغیر آگے بڑھ گیا۔ کورا مسکرا دی۔

دعا کی آنکھ کھلی تو وہ ایک بار پھر محل میں تھی۔ اس نے کراہ کر سر تھاما۔ انہی چکروں میں اس کا سر چکرا گیا تھا۔ نجانے یہ سلسلہ کب

رکنے والا تھا۔ کچھ دیر بستر پر سستی سے پڑے رہنے کے بعد وہ اٹھی اور منہ ہاتھ دھونے کے بعد آئینے میں اپنا عکس دیکھ کر باہر کی طرف بڑھی۔ پیروں تک آتی سیاہ فراک ایلسا کی فراک سے ملتی جلتی تھی۔ ہلکی لہروں والے بال اس کے چہرے کے گہالہ کیے خوبصورتی سے نیچے گر رہے تھے۔ وہ ملکہ مہرماہ کے کمرے کی طرف آئی تو اسے ملکہ ایک چبوترے پر کھڑی نظر آئی۔ وہ غصے سے ملکہ کی طرف بڑھی۔ کچھ لمحوں بعد اس کے سامنے تھی۔

آپ نے ایسا کیوں کیا میرے ساتھ ملکہ؟ "وہ ناراضگی سے پوچھ " رہی تھی۔ تو وہ سچ جان ہی گئی تھی۔ ملکہ نے اس کی ناراضگی کا اثر لیے بنا کنیزوں کو دور جانے کا حکم دیا۔

وہ محبت باہر لانے کیلئے جو تمہارے دل کے کسی کونے میں چھپی " ہوئی تھی

فار گاڈ سیک۔ مجھے نہیں ہے اس سے محبت۔ "وہ جھنجھلا کر بولی۔ ملکہ" مسکرائی۔

یہ تو میں تمہارا غصہ دیکھ کر اچھی طرح جان گئی تھی "ملکہ کے" پر سکون انداز پر وہ لب بھینچ کر رہ گئی تھی۔ آپ نے اچھا نہیں کیا یہ۔ میں اس کا بدلہ لے کر رہوں گی۔ اور "آپ جانتی ہیں میں اپنا بدلہ چھوڑتی نہیں" وہ غصے سے کہتی پلٹ گئی تھی۔ ملکہ نے حیرت سے آبرو اچکاتے اس کی جرات ملاحظہ کی تھی۔

وہ ملے اگر تو اسے کہوں اے گلاب شخص

کوئی تجھ سا کیا تری خاک پا نہیں ہو سکا

جاسم شہزادی کو ہر جگہ تلاش کر رہا تھا۔ اسے بس شہزادی کو ڈھونڈنا تھا۔ کسی بھی طرح۔ اگر شہزادی کو کوئی نقصان پہنچتا تو وہ خود کو قصور وار سمجھتا اور پچھتاوا اسے جینے نہ دیتا۔ ان چند دنوں میں شہزادی کو

ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ خود کو ہی کھو بیٹھا تھا۔ اسے اپنا کوئی ہوش نہیں تھا۔ اس کا دل اس سے بغاوت کر چکا تھا۔ محبت اس پر نازل ہو چکی تھی۔ اور اس نے محبت کے معنی جان لیے تھے۔ کسی کیلئے خود کو فنا کر دینا محبت تھی۔ کسی کی خوشی میں خوش ہو جانا کسی کے غم پر تڑپ اٹھنا اور کسی کیلئے ہر وقت پریشان رہنا محبت تھی۔ محبوب سامنے نہ ہو تو کسی پل قرار نہ آنا عشق تھا اور یہ حال جاسم کا ہو رہا تھا۔ اسے وہ لمحات یاد آتے جب وہ شہزادی کے ساتھ تھا تو وہ ٹھندی آہ بھر کر رہ جاتا تھا۔ بس ایک بار مل جائیں شہزادی۔ پھر کبھی ناراض نہیں کروں گا۔ آپ کو "وہ تھکن زدہ سا بولا تھا۔ دوسری طرف شہزادی بھی سکون میں نہیں تھی۔ وہ محل میں تو تھی لیکن اسے اب اس آسائش بھری زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کا دل پر چیز سے اٹھ گیا تھا۔ اسے بار بار رونا آتا تھا اور اب بھی وہ رو رہی تھی۔ اس ستمگر کو یاد کر رہی تھی جس کو آئندہ کبھی نہ دیکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

باب ششم: وفا

جب ہے یہ خانہ دل آپ کی خلوت کیلئے
پھر کوئی آئے یہاں کیسے گوارا کیسے کرتے
دعا کا کمرہ سنہری پردوں سے گزر کر آتی روشنی سے سنہرا سا منظر پیش
کر رہا تھا۔ وہ دونوں اس سنہری منظر میں ایک دوسرے کے سامنے
کھڑے تھے۔ دعا شرمندگی سے یہاں وہاں دیکھنے میں مصروف تھی
جب کہ وہ اسی پر شہد رنگ آنکھیں ٹکائے ہوئے تھا۔
دعا! میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں کہ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔ وہ "
سب ایک غلط فہمی تھی۔ اگر آپ کو مجھ پر یقین نہیں تو کورا سے پوچھ
لیں...." وہ بے چین سا کہہ رہا تھا۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے پتہ چل چکا ہے یہ ایک غلط فہمی " تھی۔ "وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولی۔ حیان نے سکھ کا سانس لیا۔ دے مانے اسے دیکھا پھر سر جھٹک گئی۔

تو پھر اب آپ مجھ سے ناراض نہیں؟ "اس کی آنکھیں مسکرائیں " میں پہلے بھی نہیں تھی۔ "اس نے منہ بنا کر کہا۔ وہ مسکراہٹ دبا گیا "۔ وہ کتنی ناراض ہوئی تھی یہ تو وہ اچھی طرح جانتا تھا لیکن یہ بات اسے بتا کر پھر سے ناراض کرنے کا خطرہ نہیں لے سکتا تھا۔ وہ کچھ پل اسے دیکھتا رہا تو وہ جزبہ ہوئی۔ حیان نے گہری سانس لیتے چہرہ موڑا۔ میں چلتا ہوں اب۔ پھر ملاقات ہوگی "وہ کہہ کر پلٹنے لگا۔ " رکو۔ "وہ بے اختیار بولی۔ حیان نے تیزی سے چہرہ پھیر کر اسے " دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک تھی۔ وہ ایک پل کو گڑبڑا گئی۔

وہ مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔ "اس نے جلدی سے کہا۔ وہ"

پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں کہیں۔ "اس نے نرمی سے پوچھا۔ دعا نے کچھ کہنے کیلئے لب"

کھولے پھر نفی میں سر ہلا دیا۔

کچھ نہیں جاؤ "وہ بولی تو حیان تعجب سے اسے دیکھتا چلا گیا۔ دراصل"

دعا اس سے ملکہ مہرماہ اور عاسل کی شادی کے بارے میں بات کرنا

چاہتی تھی لیکن اسے یاد آیا ملکہ کی عدت ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ وہ

وقت سے پہلے بات کر کے منصوبہ بگاڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اور اس کا

بدلہ ملکہ کی شادی کروانا ہی تھا

ارتضیٰ تیزی سے چلتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔ حنہ بال کھولے

کنگھی کرنے میں مصروف تھی۔

کیا کیا ہے تم نے ہاں؟ "ار ترضیٰ تیزی سے اس کے قریب آیا اور " بازو سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا۔ اس نے معصوم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"کیا؟"

تم نے چچا دلا اور کو اس شادی سے منع کیا ہے؟ "وہ سنجیدگی سے " پوچھ رہا تھا۔

میں کیسے انہیں منع کر سکتی ہوں اور اگر کرنا چاہوں بھی تو وہ میری " بات کیوں مانیں گے؟ "حنہ کی معصومیت میں فرق نہ آیا۔ مجھے بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو حنہ۔ میں جانتا ہوں یہ " تمہارا ہی کام ہے۔ "ار ترضیٰ سخت لہجے میں کہا۔

بہت غصہ چڑھ رہا ہے آپ کو دوسری شادی رک جانے پر۔ "وہ " جواب دینے کی بجائے طنزیہ انداز میں بڑبڑاتی آئینے کی طرف مڑی۔ ار ترضیٰ نے اسے ایک دفعہ پھر اپنی طرف موڑا اور دوسرے ہی پل

اسے خود سے قریب کر لیا۔ حنہ نے سانس روک کر اسے دیکھا۔
ار تفضیٰ نے بھی اس کی آنکھوں میں جھانکا۔
تمہیں واقعی میری قدر ہو گئی ہے؟ "وہ دلچسپی سے پوچھا ہاتھ۔"
حنہ نے جواب نہیں دیا۔ بس پلکیں جھکا گئی۔
سچ بتاؤ کیوں کیا تم نے ایسا؟ "وہ خوش تھا۔ اسے دوسری شادی کے "
رکنے کا دکھ نہیں تھا۔ حنہ اس کی قدر جان گئی تھی یہی اس کیلئے کافی
تھا۔ اب وہ حنہ کے لبوں سے سننا چاہتا تھا کہ وہ اس کی کتنی قدر کرتی
ہے۔ لیکن یہ تو ابھی ناممکن ہی تھا۔ اس کی خاموشی پر ار تفضیٰ نے
گہری سانس بھری۔ پھر اس کی ٹھوڑی کو چھوتے چہرہ اوپر کیا۔
لگتا ہے تمہیں محبت خود سکھانی پڑے گی۔ "وہ آنکھوں میں "
شرارت لیے بولا تھا۔ حنہ نے پلکیں جھپکیں۔ ار تفضیٰ نے نرمی سے
اس کی آنکھوں کو بوسہ دیا۔ حنہ کی دھڑکنیں تھمیں۔ اور پھر جہاں
حسن اور عشق مل جائیں وہاں بہکنا تو لازم ہے۔

دعائانی گل سے ملنے جارہی تھی۔ سرخ رنگ کی گھٹنوں تک آتی
فراک پہنے مگن سے انداز میں چلتے وہ ارد گرد کا جائزہ بھی لیتی جارہی
تھی راہداری میں کئی کنیزیں آ جارہی تھیں۔

دعا "مسکان پیچھے سے بھاگتی ہوئی آئی اور اس کی ہم قدم ہوئی۔ دعا"
نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

تمہیں پتہ ہے دعا۔ کورا نے جھوٹ بولا تھا... "مسکان پر جوش سی"
اسے بتانے لگی

ہاں میں جانتی ہوں "دعا نے کہا۔"

کتنی محبت کرتے ہیں نا سلطان تم سے۔ "مسکان رشک سے بولی۔"
دعا نے منہ بنایا۔

چلو نا اس کورا سے ملنے چلتے ہیں۔ دیکھیں تو سہی کیا حال ہے بیچاری"
"کا؟"

چھوڑو۔ میں تو ثانی کے پاس جا رہی ہوں۔ "وہ بولی تو مسکان نے"

تعب سے اسے دیکھا۔ وہ رہداری کے موڑ پر پہنچی تو سامنے کورا نظر آ گئی۔ کچھ اور کنیزیں بھی اس کے ساتھ تھیں۔ اس کی نظر دعا سے ملی تو دعا نے ایک دل جلانے والی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔ کورا دانت پیستی تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔ سب کنیزیں ان کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

تم جادو کرنی ہونا۔ تم نے سلطان پر جادو کر رکھا ہے۔ اسی لیے وہ "تمہارے علاوہ کسی اور کی طرف دیکھتے ہی نہیں۔" وہ دعا کے سامنے ایک قدم کے فاصلے پر رک کر اپنی بھڑاس نکالنے لگی۔ دعا سکون سے بالوں کو لٹ کو انگلی پر گھمار ہی تھی۔ لبوں پر دل جلانے والی مسکراہٹ ہنوز قائم تھی۔

اگر تم ایسا سمجھتی ہو تو اتنی بد تمیزی سے بات مت کرو مجھ سے۔ یہ نہ "ہو میں جادو سے تمہیں جنات کے گاؤں میں پھنکوا دوں" وہ سرد لہجے

میں بولی۔ سب لڑکیاں ایک دفعہ سہم کر رہ گئیں۔ لیکن کورانے جلد ہی خود کو سنبھال لی۔

تم جتنا بھی کالا جادو کر لو میں سلطان کو تم سے چھین کر رہوں گی۔"

کوشش کر لو۔ میں روک نہیں رہی۔ حالانکہ میں چاہوں تو تمہیں محل سے نکلوا سکتی ہوں لیکن تم میری ہی وجہ سے یہی رکی ہوئی ہو۔ یاد ہے نا تم نے سلطان سے کیا وعدہ کیا تھا؟" دعا کے کہنے پر کورا کی آنکھیں پھیلیں۔ اب اسے اس کے جادو گرنی ہونے پر کوئی شک نہیں رہا تھا۔

تم نہ خود سلطان کی ملکہ بننا چاہتی ہو نہ کسی اور کو بننے دے رہی ہو؟" آخر چاہتی کیا ہو تم؟" نساء نے ایک قدم آگے آتے سلگتے ہوئے سوال کیا۔ دعا نے اسے دیکھا پھر ایک مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔

بتادوں؟" اس نے کہا۔ نساء نے بھنویں سکڑیں۔ کوراں نک غور " سے اسے دیکھ رہی تھی۔

میں ملکہ بنوں نہ بنوں تم میں سے تو کسی کو نہیں بننے دوں گی " وہ " کتنے استحقاق سے کہہ رہی تھی یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ کورا کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتے ہوئے اسے احساس ہوا تھا اس نے یہ کیا کہہ دیا تھا۔ وہ الفاظ بے ساختہ تھے لیکن وہ خود کو جھوٹی تسلی دینے لگی کہ اس نے جان بوجھ کر نساء کو جلانے کیلئے ایسا کہا تھا۔

جاسم تھکا ہارا شکست خوردہ سا اپنے دوست کے گھر واپس آیا تو فیصل ایک خط دیا۔

یہ حرم نے تمہارے لیے بھیجا ہے۔ " جاسم نے خط کھول کر دیکھا۔ " نظریں خط کے سطروں پر پھسلتی۔ آنکھیں میں یکدم ہی چمک

اٹھیں۔ چہرے پر حیرت در آئی۔ حرم نے خط میں بتایا تھا کہ شہزادی محل میں ہے۔ دل کو جیسے صدیوں بعد قرار آیا تھا۔

افسوس خدایا۔ تیرا شکر۔ "وہ بڑبڑایا اور تیزی سے باہر کی جانب"

بھاگا۔ اپنی تھکاوٹ کی پرواہ کیے بنا وہ گھوڑے پر سوار محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

دعا اور مسکان ثانی گل کے پاس موجود تھیں۔ ثانی حتی المقدور انہیں نظر انداز کرتی اپنے کام میں مصروف تھی۔ دعا نے مسکان کو ایسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو میں نے کہا نہیں تھا وہ بہت کم گو ہے لیکن مسکان نہیں مانی تھی۔

حیرت ہے۔ یہ تو بہت بول رہی تھی کل۔ "مسکان نے تعجب سے"

اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

کہیں میری وجہ سے توچپ کاروزہ نہیں رکھ لیتی یہ "وہ بھی دھیمی"
آواز میں بولی۔

ایسا کرو تم باہر جاؤ۔ میں اس سے بات کرتی ہوں "مسکان نے کہا تو"
وہ شفاخانے سے باہر آگئی لیکن دروازے کے قریب ہی دیوار کی اوٹ
میں کھڑی ہو گئی۔

ویسے ثانی گل۔ میں تو تمہاری ہمت پر حیران ہوں۔ کیسے اتنا کام کر
لیتی ہو۔ مطلب کیسے؟ شفاخانہ بھی سنبھالتی ہو۔ اور باغیچہ بھی"
مسکان نے ثانی کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا جو کوئی چیز پیس رہی تھی۔
بواٹمینہ بھی تو کرتی ہے کام۔ میں اکیلی تو نہیں کرتی۔ "ثانی نے"
جواب دیا۔ بواٹمینہ بھی ایک حکیمہ تھیں۔ اس کے علاوہ ان کی مدد
کیلئے دو ملازم بھی تھے لیکن ثانی پھر بھی کام میں مصروف نظر آتی
تھی۔

لیکن میں تو جب بھی دیکھوں تم ہی کام کرتی نظر آتی ہو۔ "مسکان" نے کہا۔ ثانی نے جواب نہیں دیا۔

"تمہیں کوئی پریشانی تو نہیں۔ آج اتنی چپ چپ کیوں ہو؟" میرا سر درد کر رہا ہے۔ کیا تم یہاں سے جانا پسند کرو گی؟ "ثانی نے" اس کی طرف دیکھتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں پوچھا۔ مسکان کھسیا کر مسکرائی۔

تم طبیبہ ہو۔ علاج کرونا اپنا اور یہ ٹھک ٹھک تو بند کرو۔ اسی سے درد" ہو رہا ہو گا۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی اور شفا خانے سے نکلی۔ یکدم ہی اس کے قدم تھمے۔ دعا کے سامنے سلطان حیان مصطفیٰ کھڑا تھا۔ وہ شاید ابھی ابھی وہاں آیا تھا۔ اگلے منظر میں دعا اور حیان باغ صیاد کی طرف چل قدمی کر رہے تھے۔

کچھ ضروری بات کرنی تھی تم نے؟" دے اے دیکھا۔ حیان نے "منہ بنایا۔ اس سے ملنے کیلئے ہر بار کسی کام کو سوچ کر ہی آنا پڑتا تھا حیان کو جبکہ وہ ہر پل اسے اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔

ہمم۔ "اس نے سر ہلایا۔ دے اے بھنویں اچکائیں۔"

حفر کی سیر کرنا چاہیں گی آپ؟" اسے اپنے ساتھ رکھنے کا ہی یہ ایک "بہانہ تھا

ہاں لیکن... "دعا کی یہ خواہش تھی لیکن محل سے کہیں باہر اسے "نیند آ جاتی اور وہ اپنی دنیا میں جا کر واپس آتی تو پھر اس کے ساتھ کیا ہوتا یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا۔ ایک دفعہ اسے بیچا گیا تھا اور پچھلی دفعہ اسے کسی جانور کی طرح زنج کیے جانے والا تھا۔

بس طے ہو گیا۔ آپ میرے ساتھ حفر کے دورے پر چل رہی ہیں۔ فکر مت کریں۔ آپ جہاں بھی غائب ہوئیں وہیں رک کر آپ

کا انتظار کروں گا۔" وہ جلدی سے بولا تھا۔ دعا نے اسے آنکھیں چھوٹی کیے گھورا۔

"اگر میں پھر کبھی واپس ہی نہ آئی تو"

آپ آئیں گی۔ مجھے یقین ہے۔" وہ مسکرایا۔

لیکن میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔" دعا نے کچھ سوچ کر

کہا۔ حیان مایوس ہوا۔

اچھا جیسے آپ کی مرضی۔ ویسے بھی آپ کو اعوام کے مسائل سننے

میں دلچسپی نہیں ہوگی۔" حیان نے عام سے لہجے میں کہا تھا

میں جاؤں گی" دعا نے یکدم کہا تو وہ زیر لب مسکرا دیا تھا۔ دعا

الوداعی انداز میں سر کو خم دیتی جانے لگی۔ حیان کا دل کیا اسے روک

لے۔ وہ کچھ دیر مزید اس کے پاس رہے لیکن وہ تو جیسے ہوا کے

گھوڑے پر سوار رہتی تھی۔ اب بھی تیزی میں قدم آگے کی طرف

اٹھائے تھے کہ اینٹوں کی بنی روش کی ایک اینٹ سے پاؤں اٹکا اور وہ

زمین کو سلامی دینے کو گرنے لگی۔ حیان نے بوکھلا کر پھرتی سے آگے بڑھتے اسے تھام لیا۔ دعائے گہری سانس لی اور دھیرے سے سیدھی کھڑی ہوئی۔

سوری۔ "وہ ایک شرمندہ سی نظر اس پر ڈال کر اندرونی عمارت کی" طرف بھاگ گئی۔ حیان نے اسے آپستہ چلنے کی تلقین کرنی چاہی لیکن وہ سنتی تو تب نا۔ حیان بے چینی سے سر پر ہاتھ پھیر کر گہری سانس لی تھی

سردار ار ترضی دوپہر کے کھانے کیلئے گھر آیا تھا۔ حنہ کو خود سے محبت کروانے کیلئے اسے زیادہ سے زیادہ وقت دینے کی ضرورت تھی۔ یہ بات اسے سمجھ آچکی تھی۔ جب وہ کھانا کھانے کیلئے بعام خانے میں بیٹھے تو ار ترضی اسی سوچ میں گم تھا کہ وہ حنہ کو خود سے جلدی محبت کروانے کیلئے اور کیا کر سکتا ہے۔ تبھی اس کے زہن میں ایک خیال

آیا۔ وہ حنہ نے سامنے سے اٹھ کر اس کے قریب آ بیٹھا۔ حنہ نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔ ار ترضیٰ نے ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالی اور اس کی پلیٹ اپنی طرف کھسکالی۔ حنہ نے تعجب سے اس کے اس فعل کو دیکھا۔

میں نے سنا ہے ایک برتن میں کھانے سے محبت بڑھتی ہے۔ چلو " محبت بڑھاتے ہیں۔ " وہ کہہ کر اس پلیٹ میں سے کھانے لگا۔ حنہ تذبذب میں اسے دیکھتی رہ گئی۔ کھاؤ " ار ترضیٰ نے منہ میں نوالا ڈالتے کہا۔ حنہ نے کیس جھپکائیں۔ " اب یہ مت سوچنا کہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے نوالا بنا کر کھلاؤں " گا۔ اتنا زن مرید میں نہیں بن سکتا " وہ جتا کر بولتا کھانا جاری رکھے ہوئے تھا۔

میں ایسا کچھ نہیں سوچ رہی۔ " حنہ نے کہہ کر کھانا شروع کر دیا۔ " آج کہیں باہر چلیں " ار ترضیٰ نے کچھ دیر توقف کے بعد کہا۔ "

"کہاں؟"

شکار پر؟" ار تضحیٰ نے بھنویں اچکا کر اسے سوالیہ نظروں دیکھا۔"

ٹھیک ہے۔" حنہ نے سر ہلایا۔ ار تضحیٰ مسکرایا۔"

آج تمہارا بھی امتحان ہو جائے گا کہ شکار کی کیسی تربیت ہے تمہاری"

"

میں نے کبھی شکار نہیں کیا۔" اس نے بتانا ضروری سمجھا۔"

اچھا؟ تربیت کہاں سے حاصل کی؟" ار تضحیٰ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ حنہ کو جاسم یاد آیا۔

ایک دوست سے "وہ مختصر ابولی۔"

اوہ تبھی تم مجھ سے مات کھا جاتی ہو لیکن بری لڑاکا بھی نہیں۔" وہ تبصرہ کرنے لگا۔ حنہ تلملا کر رہ گئی۔

اسی لیے آپ کو مجھ پر قابو پانے کیلئے سخت کوشش کرنی پڑتی تھی"" وہ بھی طنز کیے بغیر نہ رہ سکی۔ ار تضحیٰ ہنس پڑا۔

میں تو مذاق کر رہا تھا۔ تم تو سنجیدہ ہی لے گئی "اس نے محفوظ"
نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ لب دبا کر رہ گئی۔

میں نے سنا ہے آپ دعا کو دورے پر ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ ""
ملکہ نے حیان سے پوچھا۔ وہ دونوں ملکہ کے کمرے میں آمنے سامنے
بیٹھے قہوہ پی رہے تھے۔

ہمم۔ "حیان نے یہاں وہاں دیکھا۔"
تو پھر آپ نے یہ بھی سوچا ہو گا کہ لوگ اسے آپ کے ساتھ دیکھ کر
"کیا سوچیں گے"

جی۔ میں اسے سب کے سامنے ایک مشیر کی حیثیت سے متعارف
کرواؤں گا۔ "حیان نے کہا تو ملکہ نے سر ہلایا۔
کیا اسے ساتھ لے کر جانا ضروری ہے؟ "ملکہ نے سے غور سے"
دیکھا۔

آپ تو جانتی ہیں وہ ایک دم سے ہی کہیں غائب ہو جاتی ہے۔ میں " زیادہ سے زیادہ اسے اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں۔ " ملکہ اس کیلئے ایک ابھی دوست بھی تھی۔ تبھی اس کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کر دیا تھا۔

تو پھر اس سے شادی کر لیں " ملکہ نے سیدھا سا حل بتایا۔ " وہ نہیں مانے گی۔ " وہ بے بسی سے بولا۔ دعا کی بے رخی صاف بتاتی " تھی وہ فی الحال تو اس سے شادی پر بالکل بھی تیار نہیں ہو گی۔ لیکن اسے امید تھی کہ کبھی نہ کبھی وہ مان جائے گی۔ " تو آپ کو کیا لگتا ہے آپ کے کچھ کہے بغیر وہ مان جائے گی؟ " امید تو ہے کہ میرے رویے سے کبھی نہ کبھی تو وہ میرے جذبات " سمجھ جائے گی لیکن اگر میں نے جلد بازی کی تو مجھے ڈر ہے وہ مجھ سے ہمیشہ کیلئے ہی دور نہ ہو جائے۔ " حیان نے کسی بچے کی طرح اسے اپنا خوف بتایا۔ ملکہ مسکرائی۔

سلطان آپ کو نہیں لگتا آپ دعا کے معاملے میں تھوڑا بچکانہ پن"

سے کام لے رہے ہیں؟ خوف تو بچوں میں ہوتا ہے۔ آپ ایک مضبوط مرد ہیں۔ تھوڑا اہمت سے کام لیں اور بتادیں اسے کہ نہیں رہ سکتے اس کے بغیر۔ فوری رد عمل کے طور پر وہ انکار کرے گی لیکن کورا کی وجہ سے اس نے جس غصے کا اظہار کیا وہ بتاتا ہے کہ اس کے دل میں بھی آپ کیلئے کچھ ہے۔ "ملکہ نے اسے رسائیت سے سمجھایا۔ حیان کے دل میں ہل چل مچی۔ کیا وہ واقعی بزدلی سے کام لے رہا تھا۔ کیا اسے کھل کر اپنے جذباتوں کا اظہار کر دینا چاہیے۔

لیکن دعا عام لڑکی نہیں ہے۔ وہ جانتی ہے کہ میں اس سے محبت کرتا" ہوں لیکن وہ میری محبت کو قبول نہیں کر رہی اور اس کے رویے سے صاف ظاہر ہے کہ وہ فی الحال مجھ سے شادی کرنے کیلئے راضی نہیں ہوگی۔ اس کی مرضی کے بغیر میں کیسے اس پر زور زبردستی کر سکتا ہوں۔"

تویوں کہیں نامحبت کے ساتھ عقیدت بھی رکھتے ہیں اس سے۔ اس" کی مرضی کے خلاف ایک بات بھی نہیں کر سکتے "ملکہ نے محظوظ لہجے میں کہا۔ وہ جھینپ کر مسکرا دیا تھا۔

حنہ اور ار ترضی گھوڑوں پر سوار جنگل کی طرف جا رہے تھے۔ ان کے پاس شکار کا سامان موجود تھا۔ کوئی محافظ ساتھ نہیں تھا کیونکہ وہ دونوں خود کیلئے خود ہی کافی تھے۔ جنگل کی داخل ہوتے ہی انہیں ایک ہرن نظر آ گیا تھا۔ ار ترضی نے حنہ کی طرف دیکھا۔ وہ تیر کمان سیدھا کر چکی تھی۔ ار ترضی کے اندر مقابلے کا کیڑا جاگا۔ اس نے بھی تیزی سے تیر کمان نکالا لیکن ہرن چو کنا ہو کر بھاگ گیا۔ حنہ نے گھوڑا اس کے پیچھے ڈال دیا۔ ار ترضی نے بھی گھوڑے کو ایڑھ لگائی۔ ساتھ تیر کمان بھی ہرن کی طرف تان لیا۔ ایک ہی وقت میں دونوں کے تیر چلے۔ ار ترضی کا تیر ہرن کے پیچھے سے گزر گیا لیکن حنہ کا تیر

ہرن کی گردن پر جا کر لگا تھا۔ ار ترضیٰ کا منہ بن گیا۔ پھر مسکرا کر اسے دیکھا جو جتنی نظر اس پر ڈال کر آگے بڑھ گئی۔ ار ترضیٰ نے بھی اس کی تقلید کی۔ کچھ دیر بعد وہ ہرن کو زخ کر چکا تھا۔ حنہ نے لکڑیاں اکٹھی ے آگ لگائی۔ اگلے منظر میں گوشت لکڑیوں کے اوپر ٹنگا تھا کہ اور آگ اسے بھون رہی تھی۔ حنہ اور ار ترضیٰ اس کے ارد گرد بیٹھے تھے۔

تمہارا محبت کے بارے میں کیا خیال ہے؟" ار ترضیٰ نے آگ کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

پتہ نہیں۔ میں نے کبھی اس بارے میں نہیں سوچا" وہ معصومیت سے بولی۔ ار ترضیٰ نے سر جھٹکا۔

میرا پتہ ہے کیا خیال ہے۔" اس نے ایک لکڑی کو پکڑ کر سیدھا کیا۔" حنہ نے نہیں پوچھا کیا۔ وہ خود ہی بولنے لگا۔

کسی کا احساس کرنا محبت ہے "اس نے حنہ کو دیکھا۔ حنہ نے سر ہلایا۔"
وہ اس کی بات سے متفق ہوئی تھی۔

کسی کیلئے حساس ہونا محبت ہے "وہ بے اختیار بولی تھی۔ اچانک ہی"
اس کے دل میں یہ بات آئی جسے اس نے لفظوں میں بیان کر دیا۔
ار تضيٰ نے اسے متاثر ہوتے دیکھا تھا۔

میں نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا حنہ۔ لیکن تم نے پھر بھی مجھے "
قبول کر لیا۔ تم شکوہ بھی نہیں کرتی۔ مجھے مدد ادا کرنے کا کوئی موقع تو
" دو۔

میں نے آپ کو معاف کیا۔ "وہ بولی تو حنہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔"
بہت چالاک ہو تم۔ چاہتی ہو ساری زندگی تمہارا احسان مند "
رہوں۔ اسی لیے معاف کر رہی ہو؟ "وہ آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھور
رہا تھا۔ وہ دھیرے سے ہنس پڑی۔

یہی سمجھ لیں۔ "اس نے کندھے اچکا دیے۔"

سلطان حیان مصطفیٰ اپنے خاص مشیر قیصر، چند وزیروں اور محافظوں کے ساتھ محل سے نکالا تھا۔ دعا بھی اس کے ساتھ ایک گھوڑے پر سوار تھی۔ سر پر سیاہ ہڈی پہنے وہ پراسرار لگ رہی تھی۔ حیان بھی سیاہ لباس میں تھا جو سپاہیوں کی طرح کا تھا۔ وہ لوگ محل بازار سے گزر کر سب سے پہلے ایک بڑے شفا خانے میں پہنچے تھے۔ وہاں موجود طبیعوں کے ساتھ انہیں نے مریضوں کو دیکھا۔ دعا اس دوران اس کے ہمقدم ہو گئی تھی۔ طبیب حیان کو شفا خانے کے نظام کے بارے میں بتا رہے تھے جسے وہ بخوبی سمجھ رہا تھا۔ البتہ دعا کا دھیان زیادہ تر مریضوں کی طرف تھا۔ پھر وہ اگلے شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے شفا خانوں اور بازاروں کا دورہ کرتے انہیں دوپہر ہو گئی تھی۔ دوپہر کا کھانا انہوں نے ایک سرائے میں کھایا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک اور شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں بھی وہ عام لوگوں سے ملے اور

وہ ایک طرح کا سروے تھا۔ زیادہ نے حیان نے ان کے مائل سے زیادہ لوگوں کے مسئلے سن کر یہ سمجھنا کہ مین مسئلہ لوگوں کا کہا تھا۔ رات تک وہ سمجھ گیا تھا کہ اصل مسئلہ غربت اور تعلیم کی کمی تھی۔

یہ دونوں چیزیں ہی اخلاق کی پستی کا سبب بھی بن رہی تھیں اور معاشرے میں مجرم پیدا کر رہی تھیں۔ ایک اور مسئلہ بھی اس کے سامنے آیا تھا۔ عام لوگوں پر اونچے طبقے کے لوگ ظلم کرتے تھے لیکن ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ قاضی اپنی اپنی زندگیوں میں مصروف تھے۔ یہ سارے حالات جان کر حیان کو سخت غصہ آیا تھا لیکن اس نے ظاہر نہیں کیا البتہ ان برے کاموں کو روکنے کیلئے

اقدامات کرنے کا سوچ لیا تھا۔ رات کو وہ ایک شہر کے گورنر کی بڑے سی حویلی میں ٹھہرے تھے۔ ان کی بہت شوہر تواضع کی گئی تھی لیکن حیان نے بغیر کوئی لگی لپٹی رکھے گورنر کو اس کی کوتاہیوں کا احساس امنے س دلا یا تھا۔ وہ گورنر جوہر وقت فرعون بنا پھرتا تھا سلطان کے

بھگی بلی بنا ہوا تھا۔ اس نے پوری کوشش کی تھی کہ سلطان اسے گورنر کے عہدے پر سے نہ ہٹا دیں لیکن حیان نے اسے ہٹانے کا سوچ لیا تھا۔

اگلے دن وہ سب سے پہلے ایک قصبے میں آئے تھے۔ لوگوں کو جب پتہ چلا کہ سلطان ان کے گاؤں میں آئے ہیں تو وہ سب چوہدری کے ڈیرے کی طرف بھاگے تھے جہاں حیان موجود تھا۔ لوگ ایک سیلاب کی طرح وہاں نازل ہوئے تو سپاہیوں کو انہیں حیان سے دور رکھنا مشکل ہو گیا۔ اس نے سپاہیوں کو انہیں ہٹانے سے منع کر دیا۔ لوگ حیان سے ہاتھ ملانے پر جوش سے آگے بڑھنے لگے۔ کچھ لوگوں نے حیان کو تحفے میں اپنے ہنر سے بنائی گئی چھوٹی چھوٹی چیزیں پیش کیں جو اس نے شکریہ کے ساتھ قبول کیں۔ ایک بوڑھی عورت پھولوں کی ایک چھوٹی سی مالالے کر حیان کے سامنے آئی۔ دعا بھی اس وقت حیان نے ساتھ کھڑی تھی۔ عورت نے حیان کو وہ

مالا دیتے ہوئے بتایا کہ یہ لڑکیاں سر پر تاج کی طرح پہنتی ہیں۔ وہ تو ظاہر تھا پہن نہیں سکتا تھا اس نے مالا دعا کے سر پر رکھ دی۔ اس وقت اس کی ہڈی پیچھے کی طرف گری ہوئی تھی۔ ماتھے پر پھولوں کی لڑی ورا اس کے نیچے سے گالوں کے ارد گرد گرتے لہروں والے بال اس کا حسن دو آتشہ کر گئے تھے اور حیان کا دل بری طرح دھڑکا گئے تھے۔ وہ کچھ پل مبہوت سا اسے دیکھے گیا۔ دعا اس مالا کو اتار بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ عورت وہیں موجود تھی ابھی۔ اسے حیان پر غصہ آیا۔ اس نے دانت پیسے تو وہ ہوش میں آیا تھا۔ پھر مسکرا کر دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ دعا کو اس کی مسکراہٹ نے جہاں تلملایا تھا وہیں مبہوت بھی کیا تھا

حرم نے جاسم کو جب محل میں دیکھا تو اسے بازو سے پکڑ کر ایک کونے میں لے گئی۔

شہزادی بہت غصے میں ہیں۔ انہوں نے مجھے تمہیں یہ اطلاع دینے " سے منع کر دیا تھا کہ وہ محل میں ہیں۔ میں نے ان سے چھپ کر تمہارے لیے خط بھیجا تھا۔ اب خدا کیلئے ان کے سامنے میرا راز نہ کھول دینا اور بہتر یہی ہے ابھی ان کے سامنے نہ جاؤ۔ " وہ سنجیدگی سے بولتی جا رہی تھی۔

مجھے ابھی ہی ان سے ملنا ہے اور معافی مانگنی ہے۔ فکر مت کرو میں " انہیں تمہارے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ " جاسم کے لہجے میں ایک تڑپ تھی۔

کہیں تم ان سے محبت... " حرم نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔ " ہاں۔ لیکن ایسی محبت نہیں جو ایک مرد عام طور پر عورت کیلئے " محسوس کرتا ہے۔ میں اپنی حیثیت جانتا ہوں۔ اور شہزادی کا احترام بھی کرتا ہوں۔ اگر انہیں چاہنے کی خواہش کے بھی تو میں زبان پر کبھی نہیں لاؤں گا " وہ نظریں چراتے ہوئے بولا۔ حرم مسکرائی۔

چلو پھر "وہ اسے ایک بارہ دری میں لائی جہاں شہزادی اس وقت " موجود تھی۔ خود وہ پیچھے ہٹ گئی تھی کیونکہ وہ شہزادی کے غصے کا شکار نہیں ہونا چاہتی تھی۔ جاسم شہزادی کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ شہزادی دوسری طرف رخ کیے ہوئے تھی۔ جاسم دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔

شہزادی! "جاسم نے کچھ پل رک کر اسے پکارا۔ شہزادی نے جھکی " پلکیں حیرت سے اٹھائیں۔ اسے لگا اس کا وہم تھا لیکن وہ جب مڑی تو پتہ چلا وہ مجسم حقیقت بنا اس کے سامنے کھڑا تھا۔ دل خوشی سے دھڑکا تھا۔ وہ کچھ پل عجیب سی کیفیت میں گرفتار اسے دیکھتی رہی۔ پھر یکایک اس کے چہرے پر غصہ آیا۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہماری اجازت کے بغیر ہمارے سامنے آنے " کی؟ "وہ شدید غصے کے عالم میں غرائی تھی۔ جاسم کچھ پل کیلیے حق دق سا کھڑا رہ گیا تھا۔

شہزادی! "اس نے کچھ کہنا چاہا۔"

ہمیں پکارنا بھی مت۔ چلے جاؤ ہماری نظروں کے سامنے سے ورنہ "ہم تمہیں جان سے مار دیں گے۔" وہ اب کے چیخنی۔

میں معافی چاہتا ہوں شہزادی۔ میں نے بہت غلط کیا۔ میں بہت "شرمندہ ہوں" وہ بے قراری سے بولا تھا۔ شہزادی حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

مجھے سزا دینا چاہیں دے لیں لیکن معاف کر دیں "اس کی آنکھوں" میں نمی آئی۔

نہیں کریں گے۔ یہی تمہاری سزا ہے۔ "وہ کہہ کر مڑ گئی۔"

شہزادی۔ "وہ ایک قدم آگے بڑھا۔"

محافظوں۔ "شہزادی نے کچھ دور کھڑے محافظوں کو دیکھا۔ وہ "بھاگتے ہوئے آئے اور جاسم کو جکڑ لیا۔"

آپ بہت ظالم ہے شہزادی۔ "اس سے دور جاتے ہوئے جاسم نے"
اونچی آواز میں کہا تھا۔ شہزادی کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ آئی۔
ساتھ ہی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر بہہ گیا۔

حیاء اسی دن کو عصر کے بعد محل واپس آگیا تھا۔ چارپانچ شہروں کا
دورہ کر کے ہی اسے ساری صورتحال معلوم ہو گئی تھی۔ اس نے محل
آتے ہی ایک ساتھ تین لوگوں کو ان کے عہدوں سے ہٹا کر نئے
لوگ ان کی جگہ بھیجے تھے۔ اور بھی کچھ نااہل لوگ تھے لیکن ان کے
عہدوں کیلئے اس کی نظر میں ابھی کوئی نہیں تھا تو انہیں کچھ مہلت
دے دی لیکن جب انہیں یہ خبر ملی کہ حفر کے کچھ علاقوں کے
دورے کے بعد سلطان نے تین نااہل لوگوں کو ان کے عہدوں سے
ہٹا دیا ہے تو انہیں اپنی اپنی فکرستانے لگی۔ وہ جانتے تھے کہ وہ کام چور
تھے۔ آج یا کل میں ان کے گلے پر بھی چھری پھرے گی۔ ان سے

بغیر کوئی کام کیے پیسے کمانے کا ذریعہ چھین لیا جائے گا تو وہ سلطان کے خلاف ہو گئے۔ اگر وہ بغاوت کر کے سلطان کو تخت سے نہ ہٹاتے تو خود مرتے۔ حیان کو راستے سے ہٹانا ان کیلئے ضروری ہو چکا تھا۔

میں نے تمہیں بہت یاد کیا۔ "مسکان نے دعا سے کہا تو وہ مسکرائی۔"

میں نے بھی۔ "حالانکہ یہ جھوٹ تھا لیکن دل تو رکھنا ہی تھا۔"

چلو ثانی سے ملنے چلیں۔ "دعا کہہ کر آگے بڑھی۔"

مطلب مجھے یاد نہیں کیا۔ "مسکان نے منہ بسورا۔ پھر اس کے پیچھے"

لپکی۔ کچھ دیر بعد وہ ثانی گل کے پاس تھیں۔

یہ آخر میری جان کیوں نہیں چھوڑ دیتیں "ثانی نے دانت پیس کر"

سوچا اور کام میں مزید زور و شور سے مصروف ہو گئی۔ وہ اس وقت باغیچے میں تھی۔ اور پودوں کو پانی دے رہی تھی۔

لگتا ہے اسے ہماری آمد کچھ خاص پسند نہیں آئی چلو واپس چلتے ہیں۔"

"مسکان نے دعا کے کان میں کہا۔

رکو۔ مجھے اس لڑکی سے کچھ عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔" دعا

آنکھیں چھوٹی کیے بڑبڑائی تھی۔

کیا؟" مسکان نے منہ کھول کر اسے دیکھا۔"

یہ تو مجھے نہیں پتہ۔" دعا نے کندھے اچکائے۔ مسکان نے واپس

نظریں ثانی گل پر مرکوز کیں۔

ویسے جو بھی ہے۔ محنتی بہت ہے۔ یہ سارا باغیچہ اس نے خود بنایا"

ہے۔" مسکان نے متاثر انداز میں کہا۔ دعا نے حیرت سے اسے

دیکھا۔

واقعی؟" دعا کی آواز اونچی ہوئی اور ثانی کے چلتے ہاتھ رکے۔ دعا نے

ایک نظر اس پر ڈالی۔

ہاں۔ تمہیں اتنی حیرت کیوں ہو رہی ہے؟ "مسکان نے تعجب سے" کہا۔

لیکن اس نے کہا یہ سارے پودے اس نے نہیں لگائے "اس کی" آواز اتنی اونچی تھی کہ ثانی گل بخوبی سن سکتی تھی۔ اس نے آنکھیں میچیں۔

اوہ۔ اسے مذاق میں جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ ایسے ہی کہہ دیا ہو "گا" مسکان نے لاپرواہی سے کہا۔

وہ جھوٹ نہیں بولتی۔ میں جانتی ہوں۔ "دعا نے نفی میں سر ہلایا۔" لو تم کل ابھی آئی ہو اس محل میں۔ تم اسے جانتی ہو اور میں نہیں "جانتی جو شروع سے اس محل میں ہوں۔" مسکان نے کہا تو وہ پر سوچ

نظروں سے ثانی کو دیکھنے لگی۔ دونوں کی ایک پل کو نظریں ملیں۔ پھر ثانی بغیر کوئی بات کیے ان کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ گئی۔

ویسے یہ بات تو حیران کن ہے کہ یہ اچانک سے اتنی چپ کیوں ہو"
گئی۔ پہلے تو بہت بولتی تھی "مسکان نے کہا۔ دعا کو وہ مزید پر اسرار
لگنے لگی تھی۔

دعا اپنی دنیا میں واپس آچکی تھی۔ طلال کو سبق سکھانے کا پلان آج
سے اس نے شروع کر دیا تھا۔ اس میں نیناں اور تہامی کی مدد بھی اسے
شامل تھی۔ اس وقت وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی دوسری منزل پر رینگ
کے ساتھ کھڑی نیچے دیکھ رہی تھی۔ اس کی نظریں طلال پر تھیں جو
ایک سیڑھیوں پر اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہنسی مذاق کر رہا تھا۔
تہامی اس سے کچھ دور کھڑا تھا۔ کچھ پل بعد وہ چلتا اس کے قریب آیا
اور ایک دم سے لہجہ خوشگوار بنا کر واٹس اپ گائز کہتا طلال کے ساتھ
بیٹھ گیا طلال اور اس کے ساتھیوں نے اسے تعجب سے دیکھا تھا لیکن
وہ طلال کے کندھے کر گرد بازو رکھتا کوئی بات شروع کر چکا تھا۔

طلال نے رعونت سے اس کا ہاتھ کندھے سے جھٹک کر وہاں سے جانے کا آرڈر دیا۔ لیکن وہ ڈھیٹوں کا سردار بنا پر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ گیا۔ تلال نے تحمل کا دامن چھوڑا اور چیخ کر اسے دفع ہونے کا کہا۔

جار ہا ہوں بھائی۔ تم تو غصہ ہی کر گئے۔ "وہ اٹھ کر چلا گیا۔ لیکن یہ" کیا۔ اس کا ہاتھ تو ابھی تک تلال کے کندھے پر تھا۔ اس کے دماغ نے جیسے ہی یہ بات پروس کی اس نے تیزی سے سر گھما کر ہاتھ کی طرف دیکھا۔ پھر دہل کر چیختے ہوئے اٹھا اور بے ڈھنگے سے انداز میں ناچ کر رہ گیا۔ نقلی ہاتھ بیچ کے پیچھے جا گرا تھا۔ ارد گرد کے لوگ اور اس کے دوست اسے خوف سے چپختا ناچتا دیکھ کر ہنسنے لگے اور وہ ٹکر ٹکر نقلی ہاتھ کو دیکھنے لگا تھا۔ اس بات سے بے خبر کہ اس کی ویڈیو بھی بنالی گئی تھی اور کچھ دیر بعد فیس بک پر شئیر بھی ہو چکی تھی۔

کام چور عہدے دار حیان کے خلاف اکٹھے ہو چکے تھے۔ ایک نیم
تاریک کمرے میں قالین پر بیٹھے وہ مختلف منصوبے بنا رہے تھے۔ ہرنا
کا گورنر شیخ ساجد ان سب میں نمایاں تھا

اگر خود نہیں مرنے تو سلطان کو مارنا پڑے گا۔ اور تم لوگ جانتے ہو ہم "
سے آسائشات والی زندگی چھین لی گئی تو ہم ایک دن بھی زندہ نہیں
رہیں گے۔" شیخ ساجد نے سب کی طرف نظر دوڑاتے ہوئے کہا تھا۔
سب نے تائید میں سر ہلائے۔

لیکن شاہ محل میں اسے نقصان پہنچانا ممکن ہے۔ "ایک نے کہا۔"
ہاں لیکن اسے راج محل میں بھی تو بلوا کر مروایا جاسکتا ہے۔ "شیخ"
ساجد بہت کچھ سوچ چکا تھا

ہاں لیکن کیسے؟ "شیخ ساجد کے سامنے بیٹھے شیخ سے نے پر جوش "
انداز میں پوچھا۔

راج محل کے نگران اعلیٰ کو پہلے قابو کرو۔ "شیخ ساجد نے حکمیہ لہجے میں کہا تھا۔

جاسم ایک دفعہ پھر شہزادی کے سامنے تھا۔ شہزادی کا غصہ کچھ حد تک اتر چکا تھا لیکن اس نے جاسم کو معاف نہ کرنے کا سوچ لیا تھا۔ اب کیا لینے آئے ہو؟ "شہزادی نے اس پر ایک ناراض سی نظر ڈالی اور چہرہ پھیر لیا۔

غلامی "اس نے یک لفظی جواب دیا۔ نیلو فرنے حیرت سے اسے دیکھا۔

کیا میں دوبارہ آپ کا غلام بن سکتا ہوں؟ "وہ پر امید نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نہیں۔ تم جاسکتے ہو۔ "اس نے ادائے بے نیازی سے ہاتھ اٹھا دیا۔ "شہزادی اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔"

تم گئے اپنی مرضی سے تھے لیکن آؤ گے ہماری مرضی سے۔ "وہ جتا"

کو بولی۔ جاسم سر جھکا کر ذرا سا مسکرایا۔ امکان تو بن گیا تھا۔

جو آپ کا حکم شہزادی۔ "وہ سر خم کرتا جانے لگا۔"

تم اتنے بدل کیسے گئے؟ "شہزادی کے سوال پر وہ رک گیا۔"

تم تو ہم سے چھٹکارا چاہتے تھے پھر اب خود کیوں ہماری غلامی میں آنا

چاہتے ہو؟ "وہ الجھ کر پوچھ رہی تھی۔ جاسم گڑ بڑا گیا۔ دل بری طرح

دھڑکا۔

م... مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ "اس نے یہاں وہاں"

دیکھتے کہا۔

ہمم۔ جاؤ۔ "شہزادی کو اس کا جواب پسند نہیں آیا تھا"

راج محل سے ایک جاسوس خبر لایا ہے۔ وہاں کوئی گڑ بڑ چل رہی ہے۔
ہے۔ شاید کوئی بغاوت کرنے کیلئے سازش کر رہا ہے۔ "قیصر نے
مؤدب لہجے میں سلطان کو بتایا۔ حیان نے گہری سانس لی۔
تم خود جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ اگر زیادہ گھمبیر مسئلہ ہوا تو پھر میں "
خود جا کر دیکھوں گا۔ "حیان نے اسے حکم دیا تو وہ سر ہلا گیا۔ اس کی
غیر حاضری میں اس کا نائب حیان کے ساتھ رہ سکتا تھا۔ وہ اسی وقت
راج محل کیلئے روانہ ہو گیا اور شام کے وقت وہاں پہنچا۔ نااہل عہدے
دار جو اس انتظار میں تھے کہ کب سلطان راج محل آئے اور انہیں
کھل کر کھیلنے کا موقع ملے۔ انہیں امید تھی کہ سلطان وہاں خود پہنچے گا
کیونکہ ایک بادشاہ کیلئے تخت سے زیادہ کوئی اہم چیز نہیں ہوتی لیکن
انہیں اب ادراک ہوا تھا وہ جذباتی بادشاہ نہیں عقل مند بادشاہ تھا۔
اب کیا کرنا ہوگا ہمیں؟ "شیخ ساجد کو اس کے ساتھی سوالیہ نظروں "
سے دیکھ رہے تھے اس نے نچلے لب را نگلی پھیرتے کچھ سوچا۔

قیصر پر حملہ کرواؤ۔ وہ مرے یا نہ مرے سلطان کو انداز ہو جائے گا۔"

معاملہ کتنا سنگین ہے۔ پھر وہ ضرور راج محل آئے گا۔" اس کے

شیطانی دماغ میں منصوبوں کی کونسا کمی تھی۔ اس کے ساتھی اس کی

چالاکی سے متاثر ہوئے بنا رہ نہیں سکے تھے۔

ٹھنڈ پڑ گئی دل میں۔ "نیناں نے ویڈیوز کے کمینٹس دیکھتے ہوئے"

خوشی سے کہا۔ طلال کی وجہ سے اس کی دوست کو جو پریشانیاں اٹھانی

پڑی تھیں یہ ان کے مقابلے میں کم تھا لیکن وہ مطمئن ہو گئی تھی۔

ابھی تو یہ کچھ بھی نہیں۔ بیچارہ۔" دعا نے مصنوعی ہمدردی سے کہا۔

یار تم یہیں بس کر جاؤ اب۔ بدلہ تو لے لیا ہے۔ اگر مزید کرو گی تو وہ"

کہیں تمہیں کوئی بڑا نقصان نہ پہنچا دے" نیناں نے اسے سمجھانا چاہا۔

اگر میں نے مزید کچھ نہ کیا تو میں شادی سے انکار کیسے کروں گی۔"

مجھے اسے لوگوں کے سامنے پاگل بنا کر پیش کرنا ہے تاکہ شادی سے

انکار کیلئے ٹھوس وجہ ہو۔" دعا نے کہا تو نیناں نے سر ہلا دیا۔ تبھی ایک لڑکی ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔

آپ سے کوئی ملنے آیا ہے " لڑکی دعا سے کہہ کر جانے لگی۔ " کون؟ " دعا نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔ لڑکی لا عملی سے شانے اچکا کر " چلی گئی۔ دعا گیسٹ روم میں آئی تو وہاں طلال کو بیٹھا دیکھ کر اس کے منہ کے زاویے بگڑے۔

بہت اونچا اڑ رہی ہو آجکل۔ تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری ان بچکانہ " حرکتوں سے میں تمہارا پیچھا چھوڑ دوں گا۔ " ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ مغرور سادعا کو دیکھ رہا تھا۔ وہ مسکرائی اور نفی میں سر ہلایا۔ اس کا منصوبہ کوئی اور تھا جو انہی بچکانہ حرکتوں سے شروع ہوتا تھا۔

نہیں میں جانتی ہو تم بہت ڈھیٹ ہو۔ مجھے کئی ضربیں لگانی پڑیں " گیس " اس نے سینے پر بازو باندھتے بظاہر سنجیدگی سے کہا۔ وہ تلملا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا کر لو گی تم ہوں۔ کہاں تک جاسکو گی۔"

جسٹ ویٹ اینڈ وایچ۔ یوول گیٹ دا آنسر آف ڈیٹ کو تسخین "

سون۔ "وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئی تھی۔ طلال کچھ پل وہاں کھڑا

غصہ کنٹرول کرتا رہا پھر ہو سٹل سے باہر آ کر اپنی گاڑی میں بیٹھا۔

دروازہ زور سے بند کیا تو ایک چیز اچانک سے اس کے سامنے آ گری۔

وہ ایک بڑا چھپکلا تھا۔ طلال کی دل خوش چیخ فضا میں گونجی تو ارد گرد

درختوں اور دیواروں پر بیٹھے پرندے اڑ گئے۔ وہ پاگلوں کی طرح

چھپکے کو پیچھے ہٹاتا گاڑی سے نکلا۔ تیزی سے نکلنے کے باعث وہ منہ کے

بل زمین پر گرا۔ پھر گھٹنوں کے بل گاڑی سے دور سرکا اور خوفزدہ

دل پر ہاتھ رکھتا مڑ کر گاڑی میں دیکھا۔ چھپکلا گاڑی کی سطح پر پڑا تھا۔ وہ

نقلی تھا۔ کچھ لمحے غور کرنے کے بعد اسے سمجھ آیا تو وہ گہرے گہرے

سانس لینے لگا۔ خوف اترتے ہی اسے دعا پر سخت غصہ آیا تھا۔ لیکن

افسوس وہ ابھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

رات کے کھانے کے بعد قیصر اپنے کمرے میں آکر سونے کیلئے لیٹ گیا۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اسے محسوس ہوا کمرے میں اس کے علاوہ کوئی اور بھی ہے۔ وہ تیزی سے بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور ایک طرف ہو گیا۔ اسی پل ایک برچھی بستر پر عین اسی جگہ آگئی جہاں وہ لیٹا ہوا تھا۔ قیصر نے تلوار نکال کر حملہ آوروں پر خود ہی حملہ کر دیا اور کچھ دیر بعد دو لوگ اس کے سامنے فرش پر خون میں لت پڑے تھے۔ قیصر نے مشعلوں کی روشنی بڑھائی ان کی تلاشی لیکن اسے کچھ ایسا نہ مل سکا جس سے ان کی شناخت ہو سکتی۔ اگلے دن وہ شاہ محل واپس آگیا اور سلطان کو بتایا کہ معاملہ سنگین ہے۔ اس نے خود پر ہونے والے حملے کی بارے میں بھی بتایا اور یہ بھی کہ وہ کوشش کے باوجود نہیں جان سکا کون یہ سب کر رہا تھا۔ دشمن چھپا ہوا تھا جسے اس کی بل سے باہر نکالنے کیلئے حیان کو راج محل جانا ہی تھا۔

عاسل "سدرہ نے عاسل کے سامنے آتے اسے پکارا۔ عاسل نے "ٹھٹک کر اسے دیکھا پھر نظریں چرا گیا۔

تم میرے ساتھ نکاح پر راضی نہیں ہونا "سدرہ کیلئے اس کے "روکھے رویے کو سمجھنا مشکل نہیں تھا۔

نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے "عاسل نے سنجیدگی سے کہا۔ "ایسی ہی بات ہے۔ تم نہ میری طرف دیکھتے ہو۔ نہ بات کرتے ہو۔" تمہارے رویے سے صاف ظاہر ہے تم مجبوراً اس نکاح پر راضی ہوئے ہو

میرے لیے ملکہ کے حکم۔ پر عمل کرنا مجبوری نہیں ہے۔ وہ جو "کہیں گیں میرے لیے سر آنکھوں پر ہوگا" وہ بولا تو سدرہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"تمہاری اپنی مرضی اس میں شامل ہے؟"

ہاں۔ "عاسل کو خود بھی نہیں پتہ تھا وہ جھوٹ بول رہا ہے یا سچ۔"
تم جھوٹ بول رہے ہو۔ "سدرہ اداسی سے مسکرائی۔"
فکر مت کرو۔ میں ملکہ سے کہہ دوں گی مجھے تم سے شادی نہیں
کرنی۔ وہ میری بات کبھی نہیں ٹالتیں "وہ کہہ کر اس کے سامنے سے
ہٹ گئی۔ وہ کئی پل تک وہیں کھڑا رہا تھا۔

حیان راج محل پہنچ چکا تھا۔ ملکہ شائلہ نے بہت گرجوشتی سے اس کا
استقبال کیا۔ حیان کیلئے یہ حیران کن تھا۔ وہ اس کے شوہر اور بھائی کا
قاتل تھا پھر بھی وہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے اس کا استقبال کر رہی
تھی۔ بہر حال اس نے حیرت ظاہر نہیں کی تھی۔ اسے وہاں ایک
پر تعیش خواب گاہ بھی دی گئی تھی۔ رات کے کھانے کے بعد اس نے
کچھ لوگوں کو اہم ہدایات دیں اور کھانے کے بعد جب کمرے میں آیا
تو اسے اپنا سر بھاری سا محسوس ہونے لگا۔ وہ سر پکڑتا صوفے پر بیٹھ

گیا۔ نظروں کے سامنے کمرہ دھیرے دھیرے گھومنے لگا۔ اس نے اٹھ کر بستر تک جانے کی کوشش کی لیکن اچانک ہی اس کے دماغ پر جیسے کوئی نشہ سوار ہو گیا تھا۔ مشعلوں کی روشنی بجھ گئی اور سامنے ایک منظر واضح ہوا۔ حیان نے سر بمشکل اٹھا کر دیکھا۔ چراغ پکڑے ایک لڑکی کھڑی تھی۔ صرف چراغ کی روشنی تھی جس سے لڑکی کا چہرہ تو خوابوں میں اسے ایسے کئی بار وہ روشن ہوا تھا۔ اسے دعا یاد آئی۔ دکھی تھی اور پہلی ملاقات بھی اس سے ایسے ہی ہوئی تھی۔ وہ لڑکی دعا نہیں تھی لیکن اسے دعا ہی لگ رہی تھی۔

دعا۔ "وہ بے آواز لبوں کو حرکت دیتا اٹھ کھڑا ہوا۔ لڑکی مسکرائی" اور آگے بڑھی۔ اس نے جھک کر دیاتپائی پر رکھا اور حیان کے بالکل نزدیک آگئی۔ حیان ایک طرف کو گرنے والا تھا لیکن اس نے اسے نرمی سے تھام لیا اور اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔ حیان کا دماغ اندھیرے میں ڈوب رہا تھا لیکن اس پل اسے یاد آیا تھا دعا ایسی نہیں تھی۔ وہ خود

کبھی ایسے اس کے قریب نہیں آسکتی تھی۔ اگر وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا تو تب بھی وہ اس کا احترام کرے گا۔ وہ اسے پیچھے ہٹاتا صوفے پر بیٹھ گیا۔ لڑکی بھی اس کی گود میں گری۔

دعا "وہ حیرت سے بڑبڑایا۔"

میں آپ کی دعا ہوں سلطان۔ آپ مجھے پانا چاہتے تھے نا۔ اب پالیں۔ دیکھیں میں آپ کے پاس ہوں "وہ لڑکی میٹھے سے لہجے میں بولی تھی۔ حیان کی زہن میں ایک جھماکا ہوا۔ وہ دعا کی آواز نہیں تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور ہٹایا۔ لڑکی زمین پر جا گری۔ اگلے ہی پل وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

میں نکل کے بھی ترے دام سے نہ گروں گا اپنے مقام سے
میں قاتلِ سبغِ جفا سہی مجھے تجھ سے عشق ضرور ہے
لڑکی نے مایوسی سے منہ بنایا اور کمرے سے باہر آگئی۔

تم نے تو کہا تھا تم نشے کے بغیر بھی سلطان کو اپنے قابو میں کر لو۔
گی؟" شائلہ نے اسے دیکھ کر غصے سے طنز کیا۔ لڑکی سر جھکا گئی۔
شائلہ نے حیان کو اپنے کنٹرول میں کرنے کیلئے یہ کیا تھا۔ نااہل
عہدے داروں نے راج محل کے نگران کے ساتھ جب رابطہ کیا تو وہ
جان گئی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ سلطان کو ان سے بچائے گی
اور نگران اعلیٰ کا سلطان کے سامنے پول بھی کھولے گی۔ اس طرح
سلطان کا کچھ تو اعتبار وہ حاصل کر سکے گی۔ پھر اس کے ساتھ ایک
مستقل جاسوس لگانا بھی ایک مقصد تھا۔ وہ کام ایک خوبصورت لڑکی
ہی کر سکتی تھی لیکن وہ اس میں ناکام ہو گئی تھی۔ اس نے سنا تھا سلطان
کسی لڑکی سے محبت کرتے ہیں اور اس لڑکی کے علاوہ کسی اور کو دیکھتے
تک نہیں۔ اسے یقین نہیں آیا تھا لیکن اب وہ نشے میں ہونے کے
باوجود دعا کے علاوہ کسی اور کا نہیں ہو سکا تھا تو وہ واقعی قابل رشک
تھی۔

دعا کو بھی تو سلطان کے خلاف استعمال کیا جاسکتا ہے۔ "اس نے"
سوچتے ہوئے لڑکی کو جانے کا دے دیا۔ لڑکی سر خم کرتی کمرے سے
چلی گئی۔

حنا چبوترے پر کھڑی آسمان دیکھ رہی تھی۔ رات کی تاریکی میں
مشعلوں کی روشنی جگہ جگہ پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں سے حویلی کے دائیں
طرف کا حصہ نظر آ رہا تھا۔ وہ قدموں کی آہٹ سن کر سمجھ گئی وہ
ار تضيٰ تھا۔ وہ پلٹنے ہی والی تھی کہ ار تضيٰ نے اسے پیچھے سے اپنے
حصار میں لیا تھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح سانس روک گئی۔
یہاں میرے لیے کچھ ہل چل ہوئی یا ابھی تک محبت نہیں سیکھ "
پائی۔ "ار تضيٰ نے اس کے دل پر ہاتھ رکھتے بے ترتیب ہوتی
دھڑکنوں کو محسوس کیا۔

مجھے نہیں پتہ۔ "وہ منہ بنا کر بولی اور تیزی سے الگ مڑی۔ ار تضحیٰ"

نے اسے اپنے بازوؤں سے نکلنے نہ دیا اور بے اختیار اس کے لبوں پر

جھکا۔ حنہ کے دل میں کچھ کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ ہونے لگا تھا۔ کئی

لمحے گزرے تو ار تضحیٰ ہوش میں آیا اور اس کے جھکے سر کو سینے سے لگا

لیا۔

میں ایک مہم پر جا رہا ہوں۔ "اس نے سنجیدگی سے اطلاع دی۔"

کس مہم پر؟ "حنہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا"

پہاڑوں کے پار ایک چینی قبیلہ ہے۔ وہ ہر سال ہمارے قبیلے پر بے

خبری میں حملہ کر کے قیمتی چیزیں لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ میں نے

ان میں اپنے منہ چھوڑ دیے تھے۔ ایک نے مجھے خبر دی کہ وہ کچھ

دنوں میں حملہ کرنے والے ہیں۔ اگر ہم درے میں انہیں گھیر لیں تو

ہمارا قبیلہ جنگ کی زد میں آنے سے بچ جائے گا۔ "وہ تفصیل بتانے

لگا۔

میں بھی اس مہم میں شریک ہونا چاہتی ہوں۔ "وہ انی فرت کے"
ہاتھوں مجبور تھی۔ ار ترضیٰ نے اسے گھورا۔
"جو کام تمہارا کرنے والا ہے وہ نہ کرنا۔"

میں اس دنیا میں صرف آپ سے محبت کرنے نہیں آئی۔ "اس"
نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ہاں اس کے علاوہ سب کچھ کرنے آئی۔ تو کرو۔ میرا کیا ہے۔ "اس"
نے ناراضگی دکھائی۔ حنہ کو اس کی ناراضگی کی تھوڑی سی پرواہ ہوئی
لیکن اسے راضی کیسے کرنا وہ یہ نہیں جانتی تھی۔

اگلے دن حیان جاگا تو اسے رات کا واقعہ بھول چکا تھا۔ اسے دوا ہی ایسی
دی گئی تھی کہ اگلے دن اسے یاد نہ آ سکے اصل میں اس کے ساتھ ہوا
کیا تھا۔ اسے کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کچھ ہوا ضرور
تھا لیکن کیا یہ یاد نہیں آ رہا تھا۔ وہ صوفے پر کیوں سویا تھا۔ اس بات کا

جواب بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ لیکن اسے اتنا ضرور سمجھ۔ آگیا تھا کہ کھانے میں کوئی گڑ بڑ تھی۔ وہ غسل کر کے ناشتہ کر رہا تھا جب قیصر نے اسے اطلاع دی کہ ایک مجرم پکڑا گیا ہے۔ اگلے منظر میں محل کا نگران اعلیٰ گھٹنوں کے بل حیان کے سامنے بیٹھا تھا۔ سپاہی اس کے دائیں بائیں تلواریں لیے کھڑے تھے۔ ملکہ شائلہ بھی وہاں موجود تھی۔ اسی نے قیصر کے سامنے نگران اعلیٰ پر شک ظاہر کیا تھا اور قیصر نے اس کی جاسوسی کر کے شک جو یقین میں بدل دیا تھا۔ بتاؤ کس کے کہنے پر تم سازشوں میں ملوث ہو؟ "قیصر نے اس کے " بال جکڑ کر پوچھا۔ نگران اعلیٰ نے ڈرتے ڈرتے ان نااہل عہدے داروں کے نام بتادیے جنہوں نے اسے اس کام کیلئے راضی کیا تھا۔ حیان غصے سے لب بھینچ گیا تھا۔

سردار ارتضیٰ اور اس کے ساتھیوں نے چینی قبیلے کو درے میں روک لیا تھا اور اب ان سے دو بدولڑائی جاری تھی لیکن دشمنوں کو ایک دستہ کسی اور راستے سے شیر شاہ میں داخل ہو چکا تھا۔ وہ دیکھنے میں بالکل جنگلی لگتے تھے اور اونچی اونچی آوازیں نکالتے شیر شاہ والوں کو ڈرا رہے تھے۔ اس وقت جنگ کے قابل زیادہ تر لوگ درے پر لڑنے گئے ہوئے تھے۔ عورتیں اور بچے بھی جنگی تربیت میں کچھ حد تک ماہر تھے لیکن وحشی لوگوں کو دیکھ کر وہ گھبرا گئے تھے۔ وہ لوگ جہاں سے گزر رہے تھے پر چیز تباہ کر رہے تھے۔ دو کھیت گھوڑوں تلے روند کر وہ ایک بستی میں داخل ہوئے تو بچے ڈر کر گھروں کو بھاگنے لگے۔ جو بچے ان کے ہاتھ چڑھے انہوں نے کسی مرغی کے بچے کی طرح اسے جکڑا اور اونٹوں پر ڈالنے لگے۔ وہ بچوں کو بھی مال غنیمت سمجھ کر ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔ ایک دو عورت بھی ان کے ہاتھ یہ خبر نہ تک پہنچی تو اس کے۔ آئی۔ مویشی اور غلہ بھی لوٹنے ل

نے پریشانی کے باوجود عقل مندی سے کام لیا اور حویلی کے تمام محافظوں کو اکٹھا کیا۔ ان کی تعداد پچاس تھی۔ جبکہ اطلاع کے مطابق وحشی قبیلہ دو سو تک تھا۔ حنہ نے ایک شخص کو ذمہ داری دی کہ وہ شیر شاہ کی زیادہ سے زیادہ بستیوں میں جائے اور لڑنے والے مردوں اور عورتوں دونوں کو اکٹھا کر کے حویلی لائے۔ خود وہ باقی لوگوں کے ساتھ اس مقام کی طرف بڑھ گئی جہاں وحشی قبیلے نے لوٹ مار مچائی ہوئی تھی۔ سیاہ لباس اور نقاب میں چھپی وہ لڑکی دیکھنے والوں کیلئے ایک نازک سی لڑکی تھی لیکن کچھ دیر بعد سب جاننے والے تھے وہ آہن تھی۔

دشمنوں کے دستے کا سردار ایک لڑکی کو پکڑ رہا تھا جب حنہ نے اس سے کچھ دور گھوڑا روکتے ہوئے تیر کمان سیدھا کیا اور تیر چھوڑ دیا۔ کچھ ہی لمحوں میں وہ تیر اس گردن میں پیوست ہو گیا تھا۔ لڑکی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ گھوڑے سے لڑھک کر نیچے جا گرا۔ اس

کے ساتھیوں نے حیرت سے منہ کھول کر پہلے اسے دیکھا پھر ان کی نظروں نے حنہ تک سفر کیا۔ ایک لڑکی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے مقابلے کیلئے آچکی تھی۔ یہ بات انہیں سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی۔ وہ غصے سے غراتے حنہ کہ طرف بڑھے۔ اس وقت ان کی تعداد پندرہ تھی۔ باقی لوگ مختلف بستیوں میں پھیل چکے تھے۔ حنہ کے ساتھیوں نے آن کی آن میں انہیں گھیرے میں لے لیا۔ حنہ نے بھی تلوار نکال لی۔ ایک ہاتھ سے گھوڑے کی لگام کو سنبھالے وہ دوسرے ہاتھ سے پیئترے بدل بدل کر وار کرنے لگی۔ اپنی سردارنی صبی کو اتنی بہادری سے لڑتا دیکھ کر محافظوں کے بازوؤں میں بجلیاں بھر گئیں اور انہوں نے لمحوں میں ہی دشمن کا صفایا کر دیا۔ اس طرف چلو "حنہ نے ایک دوسری بستی کی طرف جاتی پگڈنڈی" کہ طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔ اسے دشمنوں کی ایک جھلک وہاں بھی دکھی تھی۔ دو تین بستیوں سے دشمنوں کو ختم کرنے کے بعد حنہ کے

پاس بھی ساتھیوں کی کمی ہو گئی تھی۔ اس نے ایک شخص کو حویلی کی طرف دوڑا دیا۔ اسے امید تھی جو شخص لڑنے والوں کو اکٹھا کرنے گیا تھا وہ زیادہ نہیں تو کچھ لوگ وہاں بھیج ہی چکا ہو گا حنہ نے بھیجنے والے کو ان لوگوں کے ساتھ وہیں پہنچنے کا حکم دیا تھا جہاں وہ اس وقت موجود تھی لیکن وہ زیادہ دیر وہاں نہیں رہ سکتی تھی۔ اس نے وہاں ایک بوڑھے شخص کو سمجھا دیا کہ جب اس کے ساتھ پہنچیں تو وہ انہیں درست سمت میں بھیج دے۔ بوڑھے نے یہ ذمہ داری نبھانے کا عہد کر لیا۔ حنہ کسی گلی بستی کی طرف روانہ ہو گئی۔ اور پھر سارا دن وہ لڑتی رہی۔ ایک ایک کر کے اس کے ساتھ مرتے رہے۔ اس بھی ک پہنچتے رہے۔ اور ت کچھ زخم آئے۔ حویلی سے لڑنے والے اس وہ مکمل طور پر دشمنوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اگر وہ پھیل نہ چکے ہوتے تو اتنا وقت نہ لگتا لیکن ایک ساتھ دو سو لوگوں کا سچا پاس لوگوں کے ساتھ مقابلہ کرنا بھی مشکل تھا۔ ان کے پھیل جانے سے

نقصان تو ہوا تھا لیکن وہ ان پر غلبہ پانے میں کامیاب بھی ہو گئی تھی۔
حویلی واپس آتے ہوئے اسے ہر طرف سے سردارنی زندہ آباد کے
نعرے سنائی دیتے رہے تھے۔

باب ہفتم: شاہراہ

شاہ ظہیر نے مہرماہ کے ساتھ جتنا برا کیا تھا اس کا سخت رویہ بجا تھا۔
شادی سے پہلے اس نے ظہیر اشہد کو پیغام بھیجا تھا کہ وہ اس سے شادی
نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن ظہیر اشہد نے باظرف مرد کی طرح اس کی
بات مان کر پیچھے کیا ہٹنا تھا اس نے تو یہ بات مہرماہ کے باپ تک پہنچا
دی تھی۔ نواب آغا نے بیٹی کو سخت ڈانٹا تھا۔ صرف ہاتھ اٹھانے کی
قصت رہ گئی تھی۔ ملکہ کے دل میں اس کیلئے نفرت مزید بڑھ گئی۔
جب شادی ہوئی تو اس نے خود کو سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ جیسا
بھی تھا اب اس کا شوہر تھا لیکن جس شوہر صاحب نے شادی کی پہلی

رات اس کی بجائے ایک کنیز کے ساتھ گزاری اور اسے اس کی اوقات بتانی چاہی تو اس نے بھی خود کو ظہیر اشہد سے لا تعلق کر لیا۔ اسے ظہیر اشہد کیلئے کبھی کسی عورت سے جلن محسوس نہیں ہوئی تھی۔ پہلی رات جو دکھ بینچا تھا وہ انا کو ٹھیس پہنچنے کا تھا۔ اس کے بعد ی طرف نہیں آیا بلکہ اس کے سامنے دوسری ک وہ کئی دن تک اس عورتوں سے محبت جتا رہا۔ وہ چاہتا تھا مہر ماہ خود اس کے پاؤں میں پڑ کر اس کی قربت مانگے لیکن ملکہ اس کی امیدوں پر پوری نہیں اتری۔ پھر ایک رات وہ خود ہی اس کے کمرے میں آگیا لیکن مہر ماہ نے اس کی مرضی ماننے سے انکار کر دیا۔ ظہیر اشہد نے مردانہ زعم میں آکر زبردستی کرنے کی کوشش کی لیکن ملکہ اس کے سامنے ایسا پتہ پھینکا کہ وہ سن ہو کر رہ گیا۔ وہ جان گئی تھی کہ وہ مصطفیٰ کا بیٹا نہیں تھا۔ اس نے بوکھلا کر ملکہ کی گردن جکڑ لی۔ لیکن ملکہ نے اسے بتایا کہ اس کے مرنے کے فوراً بعد اس کا یہ راز فاش ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ اس کے

کاموں میں مداخلت نہیں کرے گا تو وہ اس کے راز کو راز رکھے گی۔
ایسے اس نے شاہ ظہیر کو اپنے بے بس میں کر لیا اور کبھی اس کی
مرضی خود پر نہیں چلنے دی۔ اگر وہ کچھ ایسا بھی کر دیتی جو شاہ ظہیر کی
تو تب بھی وہ کچھ نہ کر پاتا اور سانپ کی طرح تا برداشت سے بہرہو
بل کھا کر رہ جاتا۔ اس نے ملکہ آمنہ کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی
لیکن ناکام رہا۔ اس نے تنگ آ کر ملکہ مہرماہ سے صد چھوڑ دی لیکن ملکہ
نے اپنی ضد آخر تک نبھائی۔ شاہ ظہیر کی پہلی بیوی حیات نے ملکہ ماہ
نور کی جیسے جان لی تھی مہرماہ نے بھی ایسے ہی اس کی جان لی لیکن شاہ
ظہیر تب بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ حیات نے تو خفیہ سوزش کی تھی
لیکن ملکہ نے کھلم کھلا زہر دیا تھا۔ وہ اسی کی دعوت پر اس کے کمرے
میں گئی تھی۔ اس کی کنیزیں ملکہ مہرماہ کی وفادار تھیں۔ انہوں نے
ملکہ حیات کے کھانے میں زہر ملا دیا حالانکہ حیات نے انہیں مہرماہ
کے کھانے میں زہر ملانے کا حکم دیا تھا۔ کھانے کے دوران وہ اسی

انتظار میں تھی کہ کب وہ تڑپ تڑپ کر اس کے سامنے مرے گی
لیکن جب زہر نے مہرماہ کی بجائے اس پر اثر دکھانا شروع کیا تو حیرت
ں باہر کو آنے کو تھیں۔ ملکہ مہرماہ بھی اور خوف سے اس کی آنک
سکون سے مسکرائی اور پانی کا گلاس میز پر رکھا۔

ظالم کو بھی ایک دن اپنے انجام تک پہنچنا ہوتا ہے۔ اور تاریخ گواہ "
ہے ظالم کا انجام برا ہوتا ہے۔" وہ خود کلامی کے سے انداز میں بولتی
اسے تڑپتے دیکھ رہی تھی۔

مجھے... مجھے بچالو۔ مجھے مت مارو "حیات اس کے پیروں کے "
قریب آئی۔

میری دوست کی قاتل ہو تم۔ کیسے بچاؤں تمہیں۔ یاد ہے نا کیسے مارا "
تھا تم نے اسے؟ "وہ سرد مہری سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ حیات
کے منہ سے خون بہنے لگا اور آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں۔ وہ فریاد

کرنے کے بھی قابل نہ رہی۔ مہرماہ اسے تڑپتا چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی تھی۔

طلال نے دعا سے بدلہ لینے کے بہت سے منصوبے بنائے لیکن کوئی بھی اسے ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ اگر دعا ڈرپوک ہوتی اور دو بدو اس سے مقابلہ نہ کرتی تو وہ یونی میں اس کا تماشہ بنانے کیلئے بہت کچھ کر سکتا تھا۔ لوگوں کے سامنے اس سے جھوٹے پیار کا ناٹک کر کے اس کا دل جلا سکتا تھا لیکن وہ جانتا تھا ایسے کرنے پر اسے سب کے سامنے دعا سے تھپڑ بھی پڑ سکتا تھا۔ ایسا کرنے پر دعا کو کوئی کچھ نہ کہتا لیکن اگر وہ جوابی تھپڑ مارنے کا سوچتا بھی تو یونی کے سارے لڑکے دعا کے بھائی بن کر اس کی چھترول کرنے ضرور آجاتے۔ یہ منصوبہ تو بیکار تھا۔ لیکن اس کے پاس ایک شیطانی دماغ تھا۔ جس میں ایک سے بڑھ کر ایک شاطر چالوں کی ورائٹی پائی جاتی تھی۔ اس نے دعا کو ڈھونڈتے

ہوئے آبرو کو ایک میسج بھی کر دیا۔ کچھ دیر بعد ہی اسے کینیٹین میں
نیناں کے ساتھ دعا نظر آگئی۔ آبرو بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔ وہ آبرو کا
اتھ تھا مے دعا کے سامنے سے گزرا۔ آبرو نے بہت غرور سے دعا کو
دیکھا۔ دعا کی نظر ان دونوں پر پڑی تو دانت پیستے کوک کی بوتل میز پر
پڑی۔ نہ طلال نے سدھرنا تھا نہ آبرو نے۔ وہ کرتی تو کرتی کیا۔ وہ آبرو
کو بھاڑ میں بھیج کر اس سے لا تعلق بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ دعا سے اپنی
بہنوں کی طرح سمجھتی تھی وہ چاہے اس کے ساتھ جیسا بھی رویہ
رکھتی۔ دعا کو ہر حال میں اسے طلال سے بچانا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے
اٹھی اور طلال کی طرف بڑھی۔ وہ آبرو کے ساتھ ایک میز پر بیٹھ چکا
تھا۔ دعا کو اپنے قریب آتے دیکھ کر فاتحانہ مسکرایا۔
آبرو آج کہیں باہر ڈنر پر چلیں گے "دعا نے اس کی بات سن لی تھی"
۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا تھا آبرو انکار کر دیتی۔

تمہیں میرے ساتھ ڈنر پر جانا چاہیے۔ ڈیر فینسی "اس سے پہلے کہ"
آبروہاں کرتی دعا نے چبھتے ہوئے لہجے میں کہا۔ دونوں نے اس کی
طرف دیکھا۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھے زہر خند نظروں سے طلال کو
دیکھ رہی تھی۔

وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ "آبرو نے جتا کر کہا۔ اس کی آواز اونچی"
تھی۔ لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ طلال کیلئے مسکراہٹ چھپانا
مشکل ہو گیا۔

تو پھر اس سے کہونا منگنی بھی تم سے کرے۔ "وہ دبی دبی غرائی۔"
اتنی سیدھی بات آبرو کو سمجھ کیوں نہیں آتی۔

وہ مجبور ہے ورنہ.... "دعا نے استہزائیہ مسکراتے اس کی بات"
کاٹی۔

"مجبور؟"

کس بات کی مجبوری ہے اسے؟ اس کے پاس پیسہ ہے طاقت ہے۔"
کیوں تمہارے لیے سٹینڈ نہیں لیتا یہ؟" وہ آبرو کی آنکھیں کھولنے کا
عزم کر کے آئی تھی۔ طلال کو اپنا کام خراب ہوتا محسوس ہوا۔
میں اس کیلئے سب کچھ کر سکتا ہوں لیکن اپنے پیرنٹس کے خلاف"
نہیں جاسکتا۔" طلال نے خود کو بیباچہ ظاہر کیا دعانے اسے تمسخر سے
دیکھا۔

تو وہ جو آئے روز مختلف لڑکیوں کے ساتھ تمہارا افسیر چل رہا ہوتا"
ہے والدین کی مرضی سے وہ سب کچھ کرتے ہو؟" اس نے طلال کو
لا جواب کیا۔ وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔

یہ جھوٹ بول رہی ہے آبرو۔ تمہیں مجھ سے بدگمان کرنا چاہتی"
ہے۔" طلال نے آبرو سے کہا۔

جانتی ہوں میں۔ مجھ سے حسد کرتی ہے" آبرو اس کی طرف دیکھتے"
ایک تلخ مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

میں اس چھچھوند رکیلے تم سے حسد کروں گی؟" دعانے صدے"

سے اس سے پوچھا۔

شٹ اپ۔ "طلال کو اپنے لیے چھچھوند رلفظ بالکل بھی پسند نہیں"

آیا تھا۔

تو پھر اس سے شادی کیلے مری کیوں جارہی ہو؟" آبرو کے پاس"

بھی اسے لا جواب کرنے کا پتہ موجود تھا۔

تمہیں اس جیسے گھٹیا انسان سے بچانے کیلے "وہ کچھ پل اسے"

دیکھتی رہی پھر چبا چبا کر کہتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ نیناں بھی اس

کے پیچھے لپکی تھی۔

ار ترضی چینی قبیلے کو اچھی طرح سبق سکھانے کے بعد شیر شاہ آیا تھا۔

اسے جنگ کے دوران ہی یہ خبر مل گئی تھی کہ دشمنوں کے ایک دستے

نے کسی اور راستے سے شیر شاہ میں داخل ہو کر حملہ کر دیا ہے۔ وہ

پریشان ہوا لیکن ساتھ اسے یہ خبر ملی کہ حنہ نے حویلی کے محافظوں کے ساتھ مل کر انہیں ختم کر دیا ہے۔ وہ اطمینان اور فخر سے مسکرا دیا تھا۔ حنہ اس کیلئے ایک بہترین بیوی ثابت ہوئی تھی۔ جو نہ صرف حویلی کے انتظامات ٹھیک سے سنبھال رہی تھی بلکہ شیر شاہ کا دفاع بھی کر رہی تھی۔ رات تک جنگ ختم ہوئی تو ایک پہر بعد وہ حویلی پہنچ گیا۔ حنہ نے حویلی کے وسیع صحن میں ہی اس کا استقبال کیا تھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور بازو پھیلاتا اس کی طرف بڑھا۔ حنہ کا چہرہ تیزی سے سرخ ہوا۔ سب انہیں دیکھ رہے تھے لیکن وہ اسے نہیں روک سکی۔ وہ سب کے سامنے اسے گلے لگا گیا۔

یہ جنگ تمہاری وجہ سے کامیاب ہوئی ہے حنہ۔ اگر تم نہ ہوتی تو میں " یہ جنگ ہار چکا تھا۔ " وہ پیچھے ہٹ کر اس کے چہرے کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ سب منہ کھولے اس کا اتنا نرم رویہ ملاحظہ کر رہے تھے۔

میرا کوئی کمال نہیں۔ یہ وقت کا تقاضہ تھا۔ "وہ سادگی سے بولی۔"
تم میرے لیے رب کا تحفہ ہو۔ "وہ اسے پلکیں جھکا کر مسکراتے پر"
مجبور کر گیا تھا۔

شہزادی! وہ کبھی آپ کے جذبات نہیں سمجھے گا۔ آپ ایک غلط
انسان کیلئے خود کو برباد کر رہی ہیں۔ "حرم اداسی سے بولی تھی۔
شہزادی نیلو فرز خمی سا مسکرائی۔ وہ چھت کے جنگلے کے قریب کھڑی
نیچے دیکھ رہی تھی۔ حرم کا رخ بھی اسی جانب تھا۔
محبت اسی کا تو نام ہے "شہزادی کی آواز میں درد پنہاں تھا۔"
ایسی محبت کیلئے خود کو خوار کرنا عقلمندی تو نہیں۔ آپ کیلئے لیے "
نواب زادہ حیدر ہی بہتر ہے۔ جاسم خود کو غلام سمجھتا ہے۔ وہ کبھی
آپ کو پانے کیلئے کوشش نہیں کرے گا۔ وہ آپ کیلئے ان رسم و
رواجوں سے نہیں لڑ سکتا۔ "حرم نے اسے سمجھانا چاہا۔ شہزادی نیلو فر

کیلے بنگال کے نواب زادے کا رشتہ آیا تھا اور ملکہ مہرماہ نے شہزادی کو بلا کر بس اتنا بتایا تھا کہ وہ ہاں کہہ چکی ہے۔ اب شہزادی محبت کے درد میں جل رہی تھی۔ اور حرم اس کا درد اپنے دل میں بھی محسوس کر رہی تھی۔

ہمارے پاس صرف دو ہی راستے ہیں حرم۔ جاسم یا موت۔ "وہ بے" حسی سے بولتی حرم کو کانپنے پر مجبور کر گئی تھی۔

ایسا مت کہیں شہزادی۔ خدا آپ کو میری عمر بھی لگا دے۔ "حرم" نے تڑپ کر کہا۔

تمہاری اپنی بھی زندگی ہے حرم۔ تمہیں فیصل پسند ہے نا۔ جاؤ جا کر" اس سے شادی کر لو۔ "شہزادی نے کہا تو وہ گڑ بڑا کر رہ گئی تھی۔ اور

ان سے کچھ دور کھڑا جاسم ابھی تک ساکت تھا۔ شہزادی اس سے اتنی محبت کرتی ہو گی اسے اندازہ نہیں تھا۔ لیکن اب وہ جان گیا تھا اور اگر

اب وہ شہزادی کو پانے کیلئے کچھ نہ کرتا تو بزدل کہلاتا۔ وہ انہی خاموش قدموں کے ساتھ واپس پلٹ گیا تھا۔

حنہ اور ار تضحیٰ پائیں باغ میں ٹہل رہے تھے۔ کوئی محافظ ان کے قریب نہیں تھا۔ ار تضحیٰ نے چلتے چلتے حنہ کا ہاتھ تھام لیا۔ حنہ نے اس کے ہاتھ کو دیکھ پھر اسے دیکھا۔ وہ مسکرا کر اس کے چہرے پر جھکا اور لب چوم لیے۔ وہ ایک پل کو ساکت ہوئی لیکن اگلے ہی پل گلنار ہوتی ارد گرد دیکھا۔ شکر تھا وہاں کوئی نہیں تھا۔

ڈرتی کیوں ہو۔ ہم میاں بیوی ہیں۔ "ار تضحیٰ نے ڈھٹائی سے "مسکراتے کہا تھا۔ حنہ نے اس کی پسلی پر ایک دم سے مکا مارا۔ وہ پسلی پر ہاتھ رکھ کر نیچے جھکا۔ درد زیادہ نہیں تھا۔ اسے سہارنے میں ایک پل ہی لگا تھا۔ ار تضحیٰ نے سیدھا ہوتے ہوئے ارد گرد دیکھا۔ پھر اسے گھورا جو دلکش سا مسکرا رہی تھی۔

ڈرتے کیوں ہیں؟ ہم میاں بیوی ہیں "اس نے محظوظ ہوتے کہا تو وہ "دانت پیس کر رہ گیا۔ حنہ کے ساتھ مقابلہ لگانا بہت مشکل تھا۔ ہمارے ہاں کبھی بیویوں نے شوہروں کو نہیں مارا۔ "اس نے بتایا۔ "کیا پتہ مارتے ہوں۔ آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں؟ "حنہ "نے اسے پھر لا جواب کیا۔

بہت بولنا آگیا ہے تمہیں۔ لگتا ہے میری محبت اثر کر رہی ہے تم پر۔ "وہ اس کے گال پر جھولتی لٹ کو چھوتے ہوئے بولا تھا۔ وہ گڑ بڑائی۔ جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔

ہیں نا۔ جھوٹ مت بولنا۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ "وہ اس کی طرف "انگلی اٹھاتا پر جوش سا پوچھ رہا تھا جب اچانک حنہ کو ایک تیرار تضحیٰ کی طرف آماد کھائی دیا۔ اس کا دل ڈوبا۔ اس نے تیزی سے ار تضحیٰ کو دھکا دینا چاہا لیکن ایک لمحے کی دیر ہو گئی۔ وہ تیر جوار تضحیٰ کے دل میں لگنا تھا کندھے پر لگ گیا۔ ار تضحیٰ لڑکھڑایا۔ حنہ کی دبی دبی سی چیخ نکلی۔

ار ترضیٰ نے حیرت سے وہاں دیکھا جہاں سے تیر آیا تھا۔ ایک نقاب پوش بھاگ رہا تھا۔ ار ترضیٰ نے کھینچ کر تیر بازو سے باہر نکالا لیکن درد اس کے سارے جسم میں پھیل چکا تھا۔ اگلے ہی پل وہ بے ہوش ہو کر نیچے گرا تھا۔ حنہ نے اسے اپنے بازوؤں میں سنبھالنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔ کچھ غلام اس کی طرف دوڑے اور کچھ نقاب پوش کی طرف لپکے تھے۔ ار ترضیٰ کو ایک کمرے میں لے جایا گیا اور طبیب کو بلا گیا۔ نقاب پوش کو بھی پکڑ لیا گیا تھا۔ وہ چینی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ اس دفعہ سردار ار ترضیٰ نے اس کے ساتھیوں کو لوٹ مار کرنے میں ناکام کیا تھا اور بہت سے لوگ جنگ میں مار دیے تھے۔ وہ غصے میں آکر اکیلا ہی ار ترضیٰ کا کام تمام کرنے حویلی پہنچ گیا تھا اور اس میں کامیاب بھی رہا تھا۔ اب آگے ار ترضیٰ کی قسمت تھی۔ وہ اپنا کام کر چکا تھا۔

ساری رات جاسم کے زہن میں شہزادی کہ ایک ہی بات گونجتی رہی

-

ہمارے پاس صرف دو ہی راستے ہیں حرم۔ جاسم یا موت۔ "وہ"

بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا۔ صبح تک وہ فیصلہ کرچکا تھا وہ شہزادی کی محبت کو خود آگے بڑھ کر قبول کرے گا۔ وہ شہزادی کو مرنے نہیں دے گا۔ وہ شہزادی کیلئے رسم و رواجوں سے لڑ جائے گا۔ وہ بزدلی سے کام نہیں لے گا۔ لیکن اس سے پہلے اسے اپنی حیثیت تھوڑی اونچی کرنی تھی۔ اس نے فوج کا ایک اعلیٰ عہد دار بننے کا سوچ لیا تھا۔ ایسی صورت میں ہی وہ شہزادی کا رشتہ مانگنے کے قابل ہو سکتا تھا۔ فوج میں اعلیٰ عہدہ حاصل کرنا اس کیلئے مشکل بھی نہیں تھا۔ اس کے استاد جانتے تھے وہ ایک اچھا سپاہی تھا۔ اسے آسانی سے ایک دستے کی قیادت مل سکتی تھی۔ لیکن اسے ڈر تھا اونچے عہدے تک پہنچتے پہنچتے کہیں شہزادی اس سے دور نہ ہو جائے۔ کہیں وہ خود کو نقصان نہ پہنچا

لے۔ وہ بے چینی سے اٹھا اور نیلو فر منزل کی طرف بھاگا۔ شہزادی
ہی۔ جب وہ ہانپتا ہوا کمرے کے سامنے ت کمرے میں تیار ہو رہی
پہنچا۔ ایک غلام نے اندر اطلاع دی۔ شہزادی نے ملنے سے منع کر
دیا۔ غلام نے باہر آ کر نفی میں سر ہلا دیا۔ جاسم اسے ایک طرف ہٹاتا
کمرے میں آ گیا۔ شہزادی نے سے حیرت سے دیکھا۔ پھر اس کی
چہرے پر جلال آیا۔
شہزادی مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ "وہ بہت تھکا"
ہو الگ رہا تھا۔ اسے سنجیدگی سے دیکھتے شہزادی نے کنیزوں کو باہر
جانے کا اشارہ کیا۔
جلدی کہو۔ ہمارا وقت بہت قیمتی ہے "وہ بولی تو جاسم ادا سی سے"
مسکرا دیا۔ وہ مغرور سی ہی اچھی لگتی تھی۔

مجھے آپ سے محبت ہے۔ "وہ بے دھڑک بول گیا۔ شہزادی کے سر" پر تو جیسے دھماکا ہوا تھا۔ وہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ جاسم نظریں چرا گیا۔

تم مذاق کر رہے ہو ہم سے؟ "غصہ مزید بڑھا۔" نہیں شہزادی میں سچ بول رہا ہوں۔ میں اب سے نہیں بہت پہلے " سے محبت کرتا تھا آپ سے۔ لیکن ادراک نہیں تھا۔ جب آپ فیصل کے گھر سے چلی گئیں تھیں تب مجھے پتہ چلا آپ میرے لیے کیا تھیں۔ میں نے جھوٹ بولا تھا کہ میں صرف شرمندگی کی وجہ سے آپ کے پیچھے آیا۔ لیکن وہ محبت تھی۔ "وہ بے بسی سے بول رہا تھا۔ سچائی اس کے ہر لفظ سے عیاں تھی۔ لیکن شہزادی کو اس پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

محافظوں "اس نے اونچی آواز لگائی۔ اگلے ہی پل محافظ دوڑتے اندر" آئے۔

اسے لے جاؤ اور زندان میں ڈال دو۔ اس کی ہمت کیسے ہوئی ہم سے " گستاخی کرنے کی۔ " وہ سخت لہجے میں بولی تھی۔ جاسم نے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ جانتا تھا غصہ اترنے پر شہزادی اسے زندان سے نکال لے گی۔

طبیعوں نے اپنی پوری کوشش کر لی تھی۔ وہ وقتی طور پر ارتضیٰ کی جان بچانے میں کامیاب ہو سکے تھے لیکن زہر سارے جسم میں پھیل چکا تھا۔ ارتضیٰ کو ہوش نہیں آ رہا تھا۔ طبیعوں نے حنہ کو کہہ دیا تھا اس سے بڑھ کر وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ حنہ جو کل سے پریشان تھی اب رونے والی ہو گئی تھی۔ اسے یکدم ہی محسوس ہوا تھا کہ اگر وہ شخص اسے چھوڑ کر چلا گیا تو اس کا دل خوشیوں سے خالی ہو جائے گا۔ اب وہ مان گئی تھی کہ سردار ارتضیٰ اس کی خوشی تھا۔ وہ شخص جس نے اس پر زبردستی قابو پانے کی کوشش کی۔ اسے قید میں رکھا۔ جو اسے زہر سے برا لگتا تھا اب سارے جہان سے پیارا ہو گیا تھا۔ وہ موت کے منہ

میں جارہا تھا۔ اور حنہ کا دل محبت کی دلدل میں دھنستا ہی جارہا تھا۔
دعاؤں میں شدت بڑھتی جارہی تھی۔ جب کمرہ خالی ہوا تو وہ ار ترضیٰ
کے قریب آئی اور بستر کے کنارے پر ٹک گئی۔ ار ترضیٰ کے ساتھ
یک ایک کر کے اس کی نظروں کے سامنے سے ا گزارے کئی پل
گزر گئے۔ اس نے ار ترضیٰ کا ہاتھ تھام لیا۔ ایک آنسو گال سے لڑھک
کر ار ترضیٰ کے ہاتھ پر گرا۔

ار ترضیٰ! مجھے چھوڑ کر مت جائیے گا۔ ابھی ہی تو میں محبت کا مفہوم "
سمجھی تھی۔ محبت کرنا سیکھا تھا۔ ہاں میں محبت کرنے لگی ہوں آپ
سے۔" وہ بڑبڑائی اور سر اونچا کر کے گہری سانس لی۔

یا اللہ! ار ترضیٰ کو موت سے بچالے۔ "اس نے آنکھیں بند کرتے "
دعا کی۔ اسی پل اسے حیان کا خیال آیا۔ حیان نے اسے بتایا تھا اس نے
انگلستان میں طب پڑھی تھی۔ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر بھاگی۔ اور

کچھ دیر بعد ایک قاصد سلطان حیان مصطفیٰ کو سردار ار تضحیٰ کے بارے میں۔ خبر دینے حویلی سے نکل رہا تھا۔

شہزادی نیلو فر کو زندان کے سامنے دیکھ کر وہ مسکرایا اور سلاخوں کے قریب آیا۔ شہزادی نے ایک مغرور نظر اس پر ڈالی۔

محبت کا بھوت اتر؟ "شہزادی نے نظریں پھیرتے پوچھا۔"
نہیں۔ آپ جان سے بھی مار دیں نہیں اترے گا "وہ مدھم سی آواز"
میں بولا تھا۔ شہزادی کو لگا جیسے اسے سارے جہان کی خوشیاں مل گئی
ہوں۔ وہ شخص جسے اس نے بہت چاہا تھا اب وہ بھی اسے چاہنے لگا تھا
۔ اسے اور کچھ نہیں چاہیے تھا۔ وہ نہ بھی ملتا تو اس سے شکوہ نہیں تھا۔

اس اپنے پیچھے کھڑی حرم کو دیکھا اور خود آگے بڑھ گئی۔ حرم نے
سپاہیوں سے کہہ کر اسے زندان سے باہر نکلوا یا اور کچھ دیر بعد وہ
شہزادی کے کمرے میں اس کے سامنے کھڑا تھا۔

تو تم مجھے پانا چاہتے ہو؟ "شہزادی کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں لیکن "

چہرے کے تاثرات سنجیدہ اور مغرور تھے۔ جاسم نے سر ہلایا۔

کیسے کر سکو گے یہ؟ "شہزادی نے سینے پر ہاتھ باندھے۔"

آپ کو بتانا ضروری ہے؟ "جاسم نے نہایت مؤدب لہجے میں "

پوچھا۔ کہیں وہ پھر اسے زندان میں بند نہ کروادیتی۔

نہیں۔ میں بس حیران ہوں۔ تم ایک غلام ہوتے ہوئے کیسے ایک "

" شہزادی کو حاصل کر سکو گے

میں غلام ہوں لیکن مرد بھی ہوں۔ اگر مرد کسی لڑکی کو شدت سے "

چاہے تو وہ اسے پانے کیلئے کسی بھی حد تک جاسکتا ہے۔ پھر چاہے وہ

لڑکی کوئی شہزادی ہو یا رقاہ "جاسم نے سنجیدگی سے کہا۔ اس کی

بات سن کر وہ کئی پل خاموشی سے اسے دیکھتے رہی۔ وہ شہزادی تھی

لیکن نسوانی انا کی وجہ سے محبت کرتے ہوئے بھی اظہار نہیں کر پار ہی

تھی۔ اسے جاسم پر رشک آیا۔ کتنا بہادر تھا وہ ایک غلام ہو کر۔ اور وہ

کتنی بزدل تھی ایک شہزادی ہو کر۔ اس نے گہری سانس لے چہرہ پھیرا۔

ٹھیک ہے۔ دیکھتے ہیں تم کیا کرتے ہو۔ "اس نے سر ہلایا۔ جاسم نے" جانے سے پہلے سر خم کیا اور مڑنے لگا کہ وہ بول پڑی۔
اگر تم تمام مشکلات میں کامیاب ہو کر ہم تک پہنچ گئے اور ہم نے انکار کر دیا تو؟ "اس کے سوال پر وہ تھما اور اسے دیکھا۔
آپ اتنی ظالم نہیں ہو سکتیں۔ "وہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔"
شہزادی کھل کر مسکرائی تھی۔

باب ہفتم: شاہراہ

سلطان حیان مصطفیٰ اپنے غداروں کو عمر بھر قید کی سزا دے چکا تھا اور ریاست کے مختلف انتظامی امور میں مصروف تھا۔ دعا کی یاد بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ حنہ کا قاصد رات کو اس تک پہنچا تھا۔ حنہ کا خط

پڑھنے کے بعد وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا اور قیصر کو بلا کر اسے کچھ ہدایات دیں۔ پھر حام کو ساتھ لے کر شیر شاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ قاصد کو اس نے پہلے ہی بھیج دیا تھا۔ قیصر کو اس نے ضروری ادویات شیر شاہ پہنچانے کا حکم دیا تھا جو صرف انگریز تاجروں سے ہی مل سکتی تھیں۔ وہ شیر شاہ پہنچا تو حنہ کا غمگین چہرہ دیکھ کر مزید پریشان ہو گیا۔ حوصلے سے کام لیں شہزادی۔ اللہ بہتر کرے گا۔ "اس نے حنہ کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے تسلی دی اور ار ترضیٰ کا معائنہ کیا اور ان طبیبوں کے خیالات بھی جانے جو سب تک ار ترضیٰ کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ اس کا دل بند ہو رہا تھا۔ اس نے ار ترضیٰ کے سینے پر کچھ دیر ہاتھوں سے دباؤ دیا۔ ساتھ کچھ غلاموں کو اس کے ہاتھوں پیروں کو رگڑنے کا کہا۔ جو ادویات مہیا تھیں انہی سے فی الحال کام چلایا گیا۔ اگلے دن اس کی مطلوبہ ادویات پہنچ گئیں۔ ار ترضیٰ کو دوا دینے کے ایک پہر بعد ہی دوا کا اثر نظر آنا شروع ہو گیا۔ ار ترضیٰ کی حالت میں بہتری آنے لگی اور

اس رات اس نے آنکھیں کھول دی۔ سب نے شکر کا سانس بھرا۔
ار ترضیٰ کچھ پل اجنبی نگاہوں سے اپنے ارد گرد کھڑے لوگوں کو دیکھتا
رہا۔ پھر سب کو پہچان گیا۔ حنہ اس سے پوچھ رہی تھی وہ کیسا محسوس
کر رہا ہے۔ اس نے سر ہلا دیا۔ اس کی نظر حیان پر پڑی تو حیران ہوا۔
بھائی نے آپ کا اعلان کیا ہے۔ "حنہ نے بتایا تو اس نے مشکور"
نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ حیان نے اس کی حالت کے بارے میں
کچھ سوالات پوچھے حنہ کو کچھ ہدایات دیں اور اپنے کمرے میں آرام
کرنے چلا گیا۔ وہ کل سے بہت تھکا ہوا تھا۔ رات کو سویا بھی نہیں تھا۔
اتنا لمبا سفر کرنے کے بعد ایک پل بھی آرام نہیں کیا تھا۔ بار بار
ار ترضیٰ کا معائنہ کرتا رہا تھا۔
کچھ دیر بعد حنہ یخنی ایک پیالے میں لیے اس کے قریب آئی۔ ار ترضیٰ
نے اٹھنے کی کوشش کی۔

لیٹے رہیں۔ میں ایسے ہی پلا دیتی ہوں۔ "حنہ تیزی سے بولی اور بستر" کے کنارے پر بیٹھتی چیچ میں یجنی بھری۔

تم میرے لیے روئی تھی؟ "اس کی سرخ متورم آنکھوں کو دیکھتے" ار ترضیٰ نے پوچھا تو وہ گڑ بڑا گئی

نہیں تو۔ میں رونے دھونے والی لڑکی نہیں ہوں۔ "اس نے کہتے" ہوئے چیچ اس کے منہ میں ڈال دیتا کہ وہ مزید کچھ نہ کہے۔

تمہاری آنکھیں جھوٹ نہیں بولتیں۔ "وہ کچھ پل بعد بولا۔"

تو کیا میں جھوٹ بولتی ہوں؟ "حنہ نے اسے گھورا۔ اور چیچ اس کے" منہ کی طرف بڑھائی۔

کیا پتہ اب بولنے لگ پڑی ہو۔ "وہ محظوظ سا بولا۔ حنہ کا دل کیا پیالہ"

اس کے سر پر الٹ دے لیکن ہائے رے قسمت۔ وہ شوہر نامدار تھا۔

اسے اس کی عزت کرنی ہی تھی۔

جو مرضی سمجھیں "وہ ناراضگی سے کہتی اسے یحییٰ پلانے لگی۔"
ار ترضیٰ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

تم پہلے تو کبھی ناراضگی کا اظہار نہیں کرتی تھی۔ لگتا ہے ان تین دنوں میں بہت کچھ بدل گیا جس سے میں ناواقف ہوں۔ کیا تم کچھ بتانا پسند کرو گی "وہ سکون سے بولتا اس کی دھڑکنیں روک گیا تھا۔ وہ پلکیں جھپکیں یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

بولو "اس کا لہجہ حکمیہ ہوا۔ اور محرم کی فرمانبرداری کیسے نہ بولتی۔"
ہم۔ بہت کچھ ہوا ہے۔ مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ میرے لیے کیا ہیں "وہ نظریں جھکائے بولی۔ ار ترضیٰ فاتحانہ مسکرایا۔

دل کو کچھ کچھ ہوا؟ "وہ شرارت سے بولا۔"

بہت کچھ۔ "وہ ہنس پڑی۔ ار ترضیٰ کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔"

"مطلب تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے؟"

ہاں "جواب دیتے وقت اس کے لہجے میں ایک خوف در آیا۔ کہیں " ار ترضیٰ کی یہ صرف ضد نہ ہو۔ اسے خود سے محبت کروانا۔ اگر ایسا ہوا تو ضد پوری کرنے کے بعد وہ اسے چھوڑ دے گا۔ ار ترضیٰ نے بھی اس کی آنکھوں میں خوف پڑھ لیا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ تم میری ضد نہیں جنون تھی۔ اور جنون نشے کی طرح ہوتا ہے جو " کبھی ختم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہی جاتا ہے۔ " ار ترضیٰ نے اس کے وسوسوں کو دور کر دیا۔ وہ بے اختیار رب کا شکر ادا کرنے لگی۔

..... (ایک ماہ بعد)

شہزادی عصفہ کی شادی ہونے میں ایک دن باقی تھا۔ محل کو ایک دفعہ پھر پھولوں سے سجایا جا رہا تھا۔ مہمان خانوں کی تفصیلی صفائی کی جا رہی تھی۔ غلاموں اور کنیزوں کی یہاں وہاں دوڑیں لگی ہوئی تھیں۔ سردارہ ملکہ کی خدمت کے ساتھ ساتھ ان سب کی نگرانی بھی کر رہی

تھی۔ ملکہ حسن آراء اور شہزادی عصفہ بہت خوش تھیں۔ شہزادی عصفہ کو مایوں بٹھادیا گیا تھا کنیزیں اس کی خوب آؤ بھگت کر رہی تھیں۔ کوئی کنیز اس پر شوخ جملہ اچھالتی تو وہ پہلے اسے گھورتی پھر جھینپ کر مسکرا دیتی۔ وہ نواب زادہ جسے اس نے ایک بار ہی دور سے دیکھا تھا اس کے دل پر قبضہ کر بیٹھا تھا۔ اس سے شادی کرنا اسے ایک خوبصورت خواب لگ رہا تھا اور ساتھ یہ بھی ڈرتھا کہ کہیں وہ خواب ٹوٹ نہ جائے۔ سلطان حیان مصطفیٰ اس سے ملنے آئے تھے اور شادی کے متعلق اس کی رضامندی پوچھنے کے ساتھ ساتھ اسے بہترین ردار ترضی بھی شادی میں س زندگی کی دعا بھی دی تھی۔ حنہ اور شرکت کیلئے محل میں آچکے تھے۔ محل میں رہنے والے لوگوں سے جڑے کئی لوگ شادی کی تقریب میں آرہے تھے۔ لیکن ملکہ شائلہ کی محل آمد سب کیلئے حیران کن تھی۔ ملکہ مہرماہ کو پتہ چلا تو وہ پراسرار سا مسکرا دی۔ اسے تو وہ کب سے شکار کرنے کا سوچ رہی تھی لیکن

اسے موقع نہیں مل رہا تھا۔ اب شکار خود چل کر اس کے پاس آ گیا تھا۔ اس کی طرف ملکہ مہرماہ کے بڑے حساب نکلتے تھے۔ اسے تو وہ کسی صورت چھوڑنے والی نہیں تھی۔

لگتا ہے کہانی اختتام کی طرف جارہی ہے۔ "نیناں نے کہانی پڑھنے کے بعد اندازہ لگاتے ڈائری بند کی۔

ہمم۔ "دعا اداس ہوئی۔"

تم اداس ہو رہی ہو؟ "نیناں نے تجسس سے ہو چھا"

نہیں تو۔ "وہ گڑ بڑا کر بولی۔"

اچھا۔ مجھے لگا کہانی ختم ہونے کے بعد تم کبھی حیان سے نہیں مل سکو"

گی تو اس لیے تم اداس ہو گئی ہو "نیناں اٹھ کر اپنے بستر کی طرف آ

گئی۔ دعا خاموش رہی۔ ہاں وہ اسی لیے اداس تھی۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا مجھے حیان اس دنیا میں کہیں مل جائے "وہ کتاب" پر نظریں جمائے بڑ بڑائی۔

مان لو تمہیں حیان سے محبت ہو گئی ہے۔ "نیناں چہکی۔"

نہیں۔ محبت مجبوریاں نہیں دیکھتی۔ محبت خود غرض نہیں ہوتی۔"

محبت تو فنا کر دیتی ہے جبکہ میں حیان کیلئے اس دنیا کو چھوڑنے پر تیار نہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر وہ مجھے میری دنیا میں کہیں مل جائے تو اس کی محبت کو قبول کر لوں گی۔ محبت حساب کتاب رکھ کر تو نہیں کی جاتی "دعا سنجیدگی سے بولی تھی۔ نیناں بھی اس سے متفق ہوئی۔"

ہو سکتا ہے تمہیں محبت ہو اور محسوس نہ ہو رہی ہو۔ کہانی ختم ہونے کے بعد جب تمہیں پتہ ہو کہ تم کبھی حیان سے مل نہیں سکو گی تو تب تمہیں اس کی محبت کا احساس ہو جائے۔ "نیناں دور کی کوڑی لائی۔"

نہیں۔ ایسا تو بالکل بھی نہیں ہونا چاہیے "وہ بدک کر بولی تھی۔"

میری تو دعا ہے تمہیں حیان جیسا سا تھی اسی دنیا میں مل جائے"

چاہے شکل و صورت کہانی والے حیان سے مختلف ہو لیکن وہ تم سے ایسے ہی محبت کرے جیسے حیان کرتا ہے۔ اس کی احترام بھری محبت بہت خوبصورت ہے۔ "نیناں نے کہا تو دل نے خواہش کی نام اور شکل بھی وہی ملے۔ وہ چاہے حیان ڈے نخت نہیں کرتی تھی لیکن اس کی محبت اتنی پراثر تھی کہ وہ کسی اور کو سوچ بھی نہیں پارہی تھی۔ ویسے یہ کہانی بہت تیزی سے نہیں لکھی تم نے۔ مطلب دو ہفتے ہی"

"ہوئے ہیں اسے سٹارٹ کیے

ہاں کیوں کہ ساری کہانی میں نے نہیں لکھی۔" دعا نے جتایا۔ نیناں"

نے تھوک نگلا۔

پتہ نہیں کون تمہارا کوراٹر ہے۔ "نیناں کے خیال میں ایک"

خوفناک جن نمودار ہوا۔ دل سہم سا گیا تھا۔ دعا بھی اس بات کو سوچتے سوچتے سوئی تھی اور جب اٹھی تو محل کی چہل پل اس کے ارد

گرد موجود تھی۔ وہ کمرے سے باہر نکلی اوت مگن سے چلتی محل کی سجاوٹ کو ستائش سے دیکھتی آگے بڑھنے لگی۔ وہاں موجود کنیزوں نے اس سے اب کہ باریہ نہیں کہا تھا کہ تم پھر آگئی بلکہ انہ ۛں دعا کے اتنی دیر بعد آنے پر حیرت تھی۔

ایک مہینے بعد کیوں آئی؟" ایک نے قریب سے گزرتے پوچھا۔ "تو کیا اس سے بھی لیٹ آتی" وہ بھی الٹا جواب دے کر آگے بڑھ گئی۔ راستے میں اسے مسکان مل گئی۔ مسکان اسے دیکھ کر پہلے خوشی سے چلائی پھر اس کے گلے لگ کر لیٹ آنے کی وجہ دریافت کرنے لگی۔

بس ایسے ہی "وہ اب کیا کہتی۔"

چلو تمہیں سارا محل دکھاتی ہوں۔ بہت خوبصورت سجایا گیا ہے۔" وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر آگے بڑھ گئی۔ اس کی آمد کی خبر آہستہ آہستہ سب تک پہنچ گئی سوائے حیان مصطفیٰ کے۔ ملکہ شائلہ کو اس کی آمد

کی کچھ زیادہ ہی خوشی ہوئی تھی۔ شادی کا دن تھا جس کی وجہ سے ملکہ
مہر ماہ اور سلطان حیان مصطفیٰ دونوں مصروف تھے۔ سو ملکہ شائلہ
نے اسے اپنے پاس طلب کر لیا۔ وہ جانتی تھی ملکہ شائلہ اسے استعمال
کرنا چاہتی تھی۔ لیکن کہانی کیسار خ اختیار کرے گی وہ نہیں جانتی تھی
۔ وہ ملکہ شائلہ کے سامنے آئی تو ملکہ کو ادراک ہوا سلطان کیوں اس
کیلیے اتنا پاگل تھا کہ کسی اور لڑکی کی طرف دیکھتا ہی نہ تھا۔ وہ واقعی
چاہے جانے کے قابل تھی بلکہ ملکہ شائلہ کو تو کوئی ساحرہ ہی لگی تھی۔
اسے یرغمال بنا کر وہ سلطان سے کچھ بھی کروا سکتی تھی اسے یقین ہو
گیا تھا۔ وہ دعا سے نرم لہجے میں باتیں کرنے لگی۔ دعا نے بس ہوں
اں میں جواب دیا اور جلد ہی اس کے کمرے سے نکل آئی۔ ملکہ مہر ماہ
تک وہ بعد میں پہنچی پہلے ملکہ تک یہ خبر پہنچ گئی کہ وہ ملکہ شائلہ کے
پاس سے ہو کر آئی ہے۔ اس بات پر ملکہ نے اسے ڈانٹنے کے سے انداز

میں تنبیہ کی کہ وہ ملکہ شائلہ کے قریب آئندہ مت جائے۔ وہ بس سر ہلا کر رہ گئی۔

آجاکہ ابھی ضبط کا موسم نہیں گزرا
آجاکہ پہاڑوں پہ ابھی برف جمی ہے
خوشبو کے جزیروں سے ستاروں کی حدوں تک
اس شہر میں سب کچھ ہے بس اک تیری کمی ہے
ایک ماہ سے اوپر ہو چکا تھا وہ دعا سے نہیں ماتھا۔ یہ عرصہ اسے صدی
سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ ایسا نہ ہو وہ کبھی دوبارہ نہ آئے۔ یہ سوچ زہن
میں آتی تو دل ڈوب سا جاتا۔ وہ بے چینی سے سانس کھینچ کر رہ جاتا۔
اب بھی اس کا یہی حال تھا جب حام اجازت لے کر اس کے کمرے
میں آیا۔

سلطان! دعا واپس آچکی ہیں "اس خبر نے اس کی بو جھل طبیعت پر"
تیز دوا کی طرح اثر کیا۔ دل تیزی سے دھڑکا اور آنکھوں کی رونق
لوٹ آئی۔ چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ پھیلی۔ اب اسے جلد از
دعا سے ملنا تھا۔

شادی کا ہنگامہ اپنے عروج پر تھا۔ محل مہمانوں سے بھر چکا تھا۔ محل
کے وسیع و عریض احاطوں میں مرفوں کی محفل تھی جبکہ محل کا
اندرونی حصہ عورتوں کیلئے مختص کیا گیا تھا۔ نواب زادہ عفان اپنے
خاندان کے ساتھ بات لے کر آچکا تھا۔ سلطان حیان مصطفیٰ نے خود
اس کا استقبال کیا تھا۔ اب وہ ایک سٹیج پر اپنے دوستوں اور عزیزوں
کے جھرمٹ پر بیٹھا تھا جبکہ حیان کسی اہم کام کی وجہ سے وہاں سے جا
چکا تھا۔ اندرونی عمارت میں شہزادی عصفہ کر بھی دلہن بنا کر موتیے
سے سکے جھولے پر بٹھا دیا گیا تھا۔ کنیزیں اور غلام بھی نئے کپڑوں
میں ملبوس تھے۔ دعا کو بھی موقع کی مناسبت سے ایک خوبصورت

فراک دی گئی تھی جو اس پر ایسے جچی کہ لگتا تھا اسی کیلئے بنائی گئی ہو۔
سنہرے رنگ کی ریشمی فراک کی کئی تہیں اس کے ارد گرد لپیٹی تھیں
۔ اور فراک کا دامن دور تک فرش کو سلامی دے رہا تھا۔ درمیان سے
لکے ہلکے خم لیے بال گالوں کے ارد گرد سے ہ مانگ نکال کر بال
گزرتے آدھی کمر تک پہنچ رہے تھے۔ ماتھے پر جہاں سے بال شروع
ہوتے تھے ایک باریک سی موتیوں کی لڑی مانگ میں اٹکی تھی جو
دونوں کانوں کے پیچھے تک جاتی تھی۔ یہ ماتھا پیٹی مسکان نے اسے
لگائی تھی جو اسے بہت پسند آئی تھی۔ لبوں پر ہلکی سے لپ سٹک بھی
لگی تھی۔ وہ بیک وقت کسی کی حسد بھری اور کسی کی ستائش بھری
نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی لیکن اس بات سے انجان وہ شادی کو
انجوائے کر رہی تھی۔ ملکہ مہرماہ اور ملکہ حسن آراء جھولے کے پاس
صوفوں ہر بیٹھی تھیں۔ دوسری جانب شہزادی نیلو فر اور شہزادی حنہ
براجمان تھیں۔ ایک شہزادی کے چہرے پر ازیلی غرور تھا اور دوسری

کے چہرے پر معصومیت تھی۔ وہ دونوں آپس میں باتیں نہیں کر رہی تھیں لیکن ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنا ان کی مجبوری تھی کیونکہ نئے ملکہ مہرماہ کا یہی حکم تھا۔ البتہ دعا کہیں بھی ٹک کر بیٹھنے کی بجائے مسکان کے ساتھ محل کے اندرونی حصے میں موجود عورتوں کے درمیاں گھوم رہی تھی۔ نکاح کے وقت حیان قاضی اور دوسرے گواہان کے ساتھ اندر آیا تو نظر سب سے پہلے اسی پر اٹھی اور پھر پلٹنے سے انکاری ہو گئی۔ سب عورتوں کی نظریں اس پر تھیں اور اس کی نظریں دعا پر۔ سب نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دعا کو دیکھا۔ دعا جو اس کی نظروں کے حصار میں کچھ پل کیلئے فریز ہوئی تھی سب کہ نگاہیں خود پر پا کر دانت پیستی رخ پھیر گئی۔ حیان بھی ہوش میں آ کر خجالت سے سر کے پیچھے ہاتھ پھیرتے آگے بڑھا تھا۔ نکاح ہونے تک وہ وہیں رہا تھا اور اس کی بھٹکتی نظریں ارد گرد دعا کو ہی تلاش

کرتی رہیں لیکن وہ اس کی نظروں کے دائرے سے اوچھل ہو چکی تھی۔

ملکہ شائلہ شادی کی تقریب کے بعد اپنے کمرے میں آئی تو بہت تھکن محسوس کر رہی تھی۔ کھانا وہ کھا چکی تھی سو بستر پر بیٹھ کر پہلے تپائی سے گلاس اٹھا کر پانی پیا پھر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد ہی اس کا زہن تاریکی میں ڈوب گیا۔ اسے اپنا سانس گھٹتا محسوس ہوا تو ایک دم سے اٹھ بیٹھی۔ کچھ پل اسے سمجھ ہی نہ آئی اسے ہوا کیا تھا لیکن خود کو کسی اجنبی جگہ پر پایا اور اپنے ارد گرد موجود لوگوں کو دیکھا تو حیران و پریشان رہ گئی۔ وہ نیک اندھیرا کمرہ تھا۔ ایسا لگتا تھا کسی تہ خانے کا کمرہ ہو۔ دروازے کے قریب دو سپاہی تلواریں لیے کھڑے تھے۔ اس کے قریب ایک خواجہ سرا اور ایک کنیز موجود تھی۔ اس کنیز کو وہ کچھ ہی لمحوں میں پہچان گئی تھی۔ وہ ملکہ مہرماہ کی

کنیزوں میں سے ایک تھی۔ وہ یکدم خوفزدہ ہو گئی۔ ملکہ مہرماہ کے لتی چ قدموں کی آواز نے اس کا خوف مزید بڑھا دیا۔ ملکہ مغرور چال اس کے سامنے آئی۔

یہ... یہ کیا ہے ملکہ؟ مہمانوں کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرتا؟
ہے؟" وہ چہرے پر معصومیت لا کر بولی تو ملکہ تمسخر سے مسکرائی۔

"وہاں جان مہمانوں کے ساتھ ایسا ہی کیا جاتا ہے ملکہ۔"

"ک... کیا مطلب؟"

آپ اتنی نا سمجھ تو نہیں تھیں ملکہ۔ کب سے اتنی بھولی بن گئیں؟
تب سے جب آپ نے مجھ پر راستے کے دوران حملہ کر دیا۔ یا تب سے جب آپ نے شہزادی نیلوفر کو میرا قتل کرنے کا مشورہ دے کے محل بھیجا یا تب سے جب آپ نے سدرہ کے ذریعے مجھے مروانے کی کوشش کی۔" ملکہ طنزیہ انداز میں بولتی اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔ ملکہ شائلہ کا چہرہ سفید پڑنے لگا۔ اسے لگا تھا ملکہ مہرماہ نے ابھی

تک جوابی کاروائی نہیں کی تو اس کا مطلب وہ نہیں جانتی اس پر حملے کس نے کروائے۔ لیکن وہ سب جانتی تھی۔

یا پھر تب سے جب آپ نے محل میں آتے ہی ہم پر ایک تیر انداز " سے حملہ کر دیا۔ ملکہ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی۔ ملکہ شائلہ متوحش سی ہو گئی۔ اسے اپنی موت سامنے نظر آنے لگی تھی۔

"! ہمیں لگتا ہے آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ملکہ " ہم غلط فہمی کی بنا پر بھی سزا دے دیا کرتے ہیں اور یہاں تو پھر غلط " فہمیوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ "ملکہ سکون سے بولی۔ ہم معافی چاہتے ہیں۔ "ملکہ شائلہ کا سارا جسم کپکپانے لگا۔ " سزا بھگتو۔ پھر معافی مل جائے گی۔ "

ملکہ! خدا کیلئے ہم آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہیں۔ "وہ باقاعدہ " ہاتھ جوڑ گئی۔

کیسی اتفاق کی بات ہے نا۔ شاہ ظہیر کی پہلی بیوی بھی ہمارے " ہاتھوں انجام پائی اور آخری بھی "ملکہ خود کلامی کے سے انداز میں بولتی اٹھ کھڑی ہوئی اور سپاہیوں کی طرف دیکھا۔ ایک سپاہی تلوار سونت کر آگے بڑھا۔

نہیں ملکہ۔ رحم کریں۔ "اس نے اٹھ کر ملکہ کے پیچھے آنا چاہا لیکن" خواجہ سرانے اسے قابو کر لیا۔

ملکہ! ہم.... ہم ماں بننے والے ہیں "شائلہ یکدم چیخ پڑی۔ ملکہ مہر" ماہ کے قدم تھے۔ اس نے مڑ کر ملکہ شائلہ کو دیکھا۔

ہم شاہ ظہیر کے بچے کی ماں بننے والے ہیں۔ ہم جانتے ہیں معافی" کے قابل نہیں لیکن ہمارے بچے پر رحم کریں۔ اس کا کوئی قصور نہیں۔ "وہ رو پڑی۔ ملکہ مہر ماہ نے گہری سانس لی۔ وہ بچہ چاہے شاہ ظہیر کا تھا لیکن اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ وہ ایک ننھی جان کو اپنے بدلے کے بھینٹ نہیں چڑھا سکتی تھی۔

چھوڑ دواسے "وہ غلاموں سے کہہ کر کمرے سے نکل گئی۔ ملکہ " شائلہ نے شکر کا سانس بھرتے سر جھکا لیا۔ پھر خطرناک نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھا تھا جہاں سے ابھی ابھی ملکہ مہرماہ نکلی تھی۔

اگر ملنا نہیں ممکن تو لہروں پر قدم رکھ کر ابھی دریائے الفت کے کنارے بانٹ لیتے ہیں۔

دعا نے تقریب کے بعد بھاری کپڑے بدل لیے تھے اور اب وہ ایک سادہ سی گھٹنوں تک آتی سفید فراق میں ملبوس تھی۔ لیکن اس نے سر پر لگی ماتھا پیٹی نہیں اتاری تھی۔ وہ اسے کچھ زیادہ ہی پسند آگئی تھی اور وہ چاہتی تھی جب وہ اپنی دنیا میں واپس جائے تو وہ اس کے ساتھ ہو۔ وہ بستر پر جانے سے پہلے کچھ دیر کیلیے کھڑی کے سامنے آکھڑی ہوئی اور تاروں بھرا آسمان دیکھنے لگی۔ دروازہ پر دستک ہوئی تو اس نے

دروازے کی طرف دیکھا کچھ پل بعد حیان حیان کو دروازے سے داخل ہوتے دیکھ کر اس نے گہری سانس لی۔ وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر وہاں پہنچا تھا کیونکہ وہ دعا کو مزید شرمندہ نہیں کروانا چاہتا تھا۔ لیکن دعا سے بات کیے بنا اس سے رہنے نہیں ہو رہا تھا سودل کے ہاتھوں مجبور ہو کر چلا آیا۔

معذرت آپ کو پریشان کر رہا ہوں لیکن میں آپ سے بات کرنا "چاہتا تھا۔" وہ اس کی تیکھی گھورتی آنکھوں کو دیکھ کر مسکراہٹ دباتا بولا اور اس کے قریب آیا۔

ہمم کہو۔ "دعا نے کھڑکی کے فریم سے ایک کندھا اٹکا کر سینے پر بازو" باندھے۔ حیان کچھ پل اس کاموتیوں سے سجا متھا اور ان کی نیچے گہری سیاہ آنکھوں کو دیکھتا رہا۔ پھر ایک لمبی سانس اندر کھینچی۔ باغی ہوتے دل کو ڈپٹا اور لب کھولے۔

آپ اتنی دیر سے کیوں آئی اس دفعہ؟ "اس نے شکوہ کیا۔ وہ ایک ماہ" بعد واپس آئی تھی۔ دعا کیلئے تو وہ ایک ماہ نہیں تھا کیونکہ کہانی میں ایک ماہ گزرا تھا اس کیلئے نہیں۔

سب کو یہی اعتراض ہے۔ "وہ بات ٹالنے کو بولی۔"

اور آپ مجھ سے ملی بھی نہیں۔ "اس نے دوسرا شکوہ داغا۔"

ضروری تھا کیا؟ "اس نے بے تاثر لہجے میں پوچھا۔ حیان کی آنکھوں" میں شکوہ مزید بڑھا۔ دعا نے نظریں ہیریں۔

بے وفائی پہ تیری جی ہے فدا

قہر ہوتا جو با وفا ہوتے

مجھ سے شادی کریں گی؟ "وہ بے اختیار دل میں ابھرنے والی"

خواہش کو لبوں تک لے آیا۔ ملکہ مہرماہ کی نصیحتیں اس کے زہن میں گونج رہی تھیں۔ ان لمحوں میں وہ نصیحتیں اس پر بری طرح اثر انداز ہوئی تھیں۔ کبھی نہ کبھی تو اسے پہلی کرنی ہی تھی۔ سو اس نے بغیر

سوچے سمجھے کہہ دیا۔ دعا نے ایک جھٹکے سے اسے دیکھا۔ نہیں بلکہ گھورا تھا۔ وہ جب آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورتی تو اس کے دل کی تاریں چھڑ دیتی۔

کیا کہا؟ "دعا کو اس سے اتنی بہادری کی امید نہیں تھی۔ وہ تو اس کے سامنے آنے پر سوچ سوچ کر بولتا تھا۔ اسے ایسے ہی رہنا چاہیے تھا۔ دعا! اتنی انجان مت بنیں۔ آخر آپ کیوں میری محبت کو قبول نہیں کر لیتیں" وہ اس کے کندھوں کو تھام کر بے بسی سے بولا تھا۔ وہ پہلی دفعہ اس سے گھبرائی اور تیزی سے پیچھے ہٹی۔

نہیں کر سکتی۔ اور اب میں اس پر مزید بات نہیں کروں گی۔ یہاں سے جاؤ" وہ دل کے خلاف جا کر دماغ کی بات مانتی بے رخی سے بولی۔

حیاں اسے کئی پل دیکھے گیا۔

ٹھیک ہے میں آئندہ اس پر بات نہیں کروں گا لیکن ابھی نہیں" جاؤں گا" اس معصومیت پر کون نہ مرجاتا۔ دعا نے لب بھینچ کر اسے

دیکھا۔ اتنا معصوم ہونے کی بھی آخر کیا ضرورت تھی۔ خوا مخواہ اس کا دل باغی ہو رہا تھا۔

جاؤ شہزادے۔ تنگ مت کرو "وہ بڑی بوڑھیوں کی طرح بولی۔"
بس تھوڑی دیر۔ "اس نے کہا تو دعا نے سر ہلا دیا۔ وہ مسکرایا اور"
خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔

اپنی دہلیز پہ کچھ دیر پڑا رہنے دو
جیسے ہی ہوش میں آؤں گا چلا جاؤں گا
دعا کو اچانک ہی کوئی بات یاد آئی۔ وہ پر جوش سے انداز میں اس کی
طرف متوجہ ہوئی۔

ایک مشورہ مانو گے میرا۔ "اس نے پر امید نظروں سے اسے"
دیکھا۔ حیا نے بھنویں اچکائیں۔

ملکہ مہرماہ ابھی تیس اکتیس سال کی ہیں۔ تمہیں نہیں لگتا انہیں کسی " ایسے شخص سے شادی کر لینی چاہیے جو انہیں وہ خوشیاں دے جو شاہ ظہیر انہیں نہیں دے سکا۔ " وہ بولی تو حیان سے سر ہلایا۔
میں نے بھی اس بارے میں سوچا تھا لیکن ان کے قابل کوئی شخص " نہیں ملا۔

مجھے پتہ ہے ان کے قابل کون ہے۔ "دعا نے رازداری سے کہا۔
کون؟ " حیان نے بھی اسی رازداری سے پوچھا۔
عاسل۔ "دعا نے کہہ کر حیان کے چہرے کے تاثرات دیکھے۔ اس " کج بھنویں پر سوچ انداز میں سکڑیں۔
وہ ملکہ سے محبت کرتا ہے اور کئی دفعہ انہیں موت سے بچا چکا ہے۔ "
وہی ان کا بہترین ساتھی ہو سکتا ہے۔ رہی اس کے غلام ہونے کی بات
" تو مجھے نہیں لگتا تم ایسے باتوں کو اہمیت دیتے ہو گے

ہاں لیکن یہاں فیصلہ میں نے نہیں ملکہ نے کرنا ہے۔ "وہ متفق تو" تھا لیکن زبردستی کا قائل بھی نہیں تھا۔

اگر ملکہ کے فیصلے پر رہے تو وہ معاشرے کے رسم و رواج کی وجہ سے ساری عمر شادی نہیں کریں گی۔ لیکن ان کا بھی تو خوشیوں پر حق ہے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ میں ملکہ سے بات کروں گا۔"

صرف بات نہ کرنا۔ انہیں یہ بات منوانے کی پوری کوشش کرنا۔"

"دعائے پر زور لہجے میں کہا۔ وہ مسکرا دیا۔ اسے سارے جہاں کی فکر تھی سوائے حیان کے۔ ساتھ یہ خیال بھی آیا تو سر جھٹک گیا۔"

حنہ اور ارتضیٰ محل سے شیر شاہ روانہ ہونے والے تھے جب شہزادی نیلو فر سے حنہ کا سامنا ہو گیا۔ شہزادی کچھ سوچ کر اس کے قریب آئی۔

کیا ہم بات کر سکتے ہیں؟" وہ ایک پل سے زیادہ حنہ کو دیکھ نہ پائی "تھی۔ حنہ نے کندھے اچکا دیے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک بارہ دری میں کھڑی تھیں۔

ہم نے اس دن آپ سے غلط بیانی کی۔ آپ نے مدد بھی کہ لیکن ہم "نے خود غرضی سے کام لیا۔ ہم آپ سے شرمندہ ہیں اور معافی چاہتے ہیں " انگلیاں چٹختے شہزادی نے رک رک کر کہا۔ معاف کیا۔ "حنہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی۔ شہزادی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

ہمیں پہلے نہیں پتہ تھا کہ میری والدہ نے آپ کی والدہ کا قتل کیا تھا " وہ نظریں جھکائے کہہ رہی تھی اور حنہ کے چہرے پر ابھرتی تکلیف نہیں دیکھ سکی تھی۔

لیکن جاسم کے خط سے یہ پتہ چل گیا تھا۔ لیکن ہماری والدہ کا بھی "ملکہ مہرماہ نے قتل کیا تھا۔ ہم ان پر غصہ تھے۔ لیکن ان سے بدلہ نہیں

لے سکتے تھے۔ اس کام کیلئے ہم نے آپ کو استعمال کیا۔ "شہزادی کی آنکھیں نم تھیں۔ اگر حنہ کی والدہ مری تھی تو اس کی بھی مری تھی۔ ان کا آپس میں جو بھی اختلاف تھا اس میں شہزادی نیلو فر کا قصور تو نہیں تھا۔ ملکہ مہرماہ نے اسے قصور وار ٹھہرایا بھی نہیں تھا اور ایک ماں کی طرح اس کا خیال رکھا لیکن جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی حقیقت جان گئی اور اس سے نفرت کرنے لگی۔ اپنی ماں کیلئے ملکہ کے خلاف انتقامی جذبہ محسوس کرنا بھی اس کی فطرت کے مطابق تھا۔ اگر ساری باتوں کو سامنے رکھا جاتا تو شہزادی کا قصور نا سمجھ اور انتقامی جذبہ رکھنے والی لڑکی ہونے کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ ہم نے آپ کو زندان میں بھی ڈالا۔ ہم جانتے ہیں ہم برے ہیں۔" لیکن ہم نہیں جانتے ہم کیسے خود کو بدلیں۔ "شہزادی بے بسی سے کہہ رہی تھی جب حنہ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

آپ اچھی ہیں شہزادی۔ مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں۔ غلطیاں سب کرتے ہیں لیکن اس غلطی کو مان لینا ہی بڑائی ہے۔ "حنہ نے نرم لہجے میں کہا۔ شہزادی حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔

جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب ہمارے بیچ کچھ غلط نہیں ہوگا۔ آپ میرے لیے بہن کہ طرح ہیں۔ اگر کبھی کسی مدد کی ضرورت ہوئی تو مجھ سے رابطہ کر سکتی ہیں۔ مجھے آپ کی مدد کر کے ہمیشہ خوشی ہوگی "وہ محبت سے مسکراتی کہہ رہی تھی۔ اس کی مسکراہٹ بہت معصوم تھی۔ غرور سے پاک۔ شہزادی اسے کئی پل خاموشی سے دیکھتی رہی۔ قدموں کی آواز پر وہ دونوں چونکیں۔ ارتضیٰ ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ حنہ کو ڈھونڈتا وہاں آیا تھا۔

اور آپ کا شکریہ ادا کرنا مجھ پر ادھار تھا۔ آپ کی وجہ سے مجھے اتنا اچھا شوہر ملا۔ میری دعا ہے آپ کو بھی محبت کرنے والا شوہر ملے " شہزادی کے گلے لگ کر وہ مدھم سے لہجے میں بولی اور پیچھے ہٹ کر

ار ترضی کی طرف مڑ گئی۔ شہزادی نیلو فرنے مسکرا کر حنہ اور ار ترضی کو ایک ساتھ دیکھا تھا۔ ایک تو اچھا کام کیا اس نے۔ نادا نستگی میں ہی سہی۔

یہ ناممکن ہے۔ لوگ کیا سوچیں گے۔ ہم کوئی عام لڑکی نہیں ہیں جو " کچھ بھی کر لیں۔ ہم ملکہ ہیں لوگ ہمارے ہر عمل کو کٹھرے میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ " ملکہ مہرماہ حیان کی بات سن کر سختی سے بولی تھی۔ آپ لوگوں کی نہیں خدا کی جوابدہ ہیں اور اگر اپنے ساتھ بھی ظلم " کریں گی تو اس کا حساب بھی آپ سے لیا جائے گا " حیان نے نرم لہجے میں اسے سمجھایا۔

" ظلم کیسا۔ مجھے کسی مرد کی ضرورت نہیں۔ "

آپ ابھی جذباتی پن میں تو یہ بات کہہ رہی ہیں لیکن جب آپ کی " عمر بڑھے گی تو آپ کو ایک محبت کرنے والے ساتھی کی ضرورت " محسوس ہوگی۔

آپ ہمارے بجائے اپنا سوچیں۔ آپ بھی تو اپنے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔ ایک لڑکی کیلئے خود پر خوشیاں حرام کر رکھی ہیں۔ اگر دعا آپ سے شادی نہیں کرے گی تو کیا آپ ساری عمر کنوارے رہیں گے؟" ملکہ نے تڑخ کر کہا۔ وہ کسی بھی صورت بات کا رخ خود پر سے ہٹانا چاہتی تھی۔

میرا معاملہ الگ ہے ملکہ۔ مجھے مرض عشق لاحق ہے۔ اگر آپ " کے ساتھ یہ مسئلہ ہوتا تو میں آپ پر شادی کا دباؤ نہ ڈالتا کیوں کہ ایک انسان جیسے کسی بیماری میں بے بس ہوتا ہے ویسے ہی عشق کی بیماری بھی انسان کو بے بس کر دیتی ہے۔ میں دعا کے علاوہ کسی اور لڑکی کو وہ مقام دے ہی نہیں سکتا۔ اگر میں نے کسی اور لڑکی سے شادی کر لی تو

مجھے ڈر ہے میں اس کے ساتھ نا انصافی کروں گا۔ لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ میں نے شادی نہ کرنے کی قسم کھالی ہے جیسے آپ کر رہی ہیں۔ جیسے ہی دعاراضی ہوگی ہم شادی کر لیں گے۔ لیکن فی الحال مسئلہ آپ کا ہے۔ آپ کی ابھی کوئی بڑی عمر نہیں ہے۔ ایک اچھا شریک حیات آپ کا حق ہے۔ میں اس بات کو نظر انداز کر کے آپ کو محل سنبھالنے کی ذمہ داری دیے رکھوں گا تو میں آپ کے ساتھ ظلم کروں گا۔ "کنیاں گھٹنوں پر ٹکائے ملکہ کے سامنے بیٹھا وہ بہت سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

یہ دعا نے پٹی پڑھائی ہے نا تمہیں؟" ملکہ نے آنکھیں چھوٹی کیے "اسے گھورا۔ وہ سر جھکا کر مسکرا دیا۔

نہیں۔ یہ بات میرے ذہن میں پہلے سے تھی لیکن میں جھجھک رہا تھا کہ آپ کے ذاتی مسئلے پر کیسے بات کروں لیکن اب مجھے لگتا ہے کسی کی بھلائی کیلئے ایسا کر لینا چاہیے۔

سمجھنے کی کوشش کریں سلطان! میرے والدین نے مجھے یہ کہہ کر " رخصت کیا تھا کہ اب میرا جینا مرنا اسی محل میں ہے۔ ہم لوگوں کی پرواہ نہ بھی کریں لیکن اپنے خاندان کی ساکھ کی پرواہ تو کرنی ہی پڑے گی۔

کیوں کرنی پڑے گی جبکہ وہ آپ سے اس حد تک تعلق توڑ چکے ہیں " کہ آپ جیسے یا میری واپسی کے راستے نہیں ہیں آپ کے پاس۔ " حیان کو ملکہ کے خاندان پر غصہ آیا۔

عورت کے ساتھ چاہے جتنی بھی زیادتی ہو اسے پھر بھی اپنے " خاندان کی عزت کا دھیان رکھنا پڑتا ہے۔

بھاڑ میں گئی ایسی عزت۔ آپ اس محل میں رہتی ہیں اور یہاں میں " سلطان ہوں اور میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ شاہ ظہیر کا سوگ چھوڑیں اور دوسری شادی کریں۔ اگر آپ میری بات نہیں مان سکتی

تو کسی قاضی سے فیصلہ کروالیں۔ وہ بھی آپ کو یہی مشورہ دے گا۔"
وہ دو ٹوک لہجے میں بولتا ملکہ کو مسکرا نے پر مجبور کر گیا۔
مجھے میرے معیار کے مطابق نہ ملے تو میں کیا کروں۔" ملکہ نے"

بہانہ بنانا چاہا۔

کیسا شخص چاہیے آپ کو؟" وہ سیدھا ہو بیٹھا۔ ملکہ نے لب چبائے۔"
"مخلص اور احساس کرنے والا۔ اور آجکل ایسے لوگ بہت کم ہیں۔"
کم ہیں لیکن ہیں تو سہی۔ میری نظر میں ہے ایک ایسا۔" حیان"
مسکرایا۔

کون؟" ملکہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔"
عاسل۔" ملکہ کی دھڑکنیں تھمیں۔"

آپ نے اپنے معیار میں یہ نہیں کہا کہ آپ کو اونچے عہدے کا"
شخص چاہیے۔ عاسل چاہے ایک سپاہی ہے لیکن وہ مخلص ہے آپ
سے۔ آپ سے کبھی غداری نہیں کرے گا۔ تو کیا کہتی ہیں آپ؟" وہ

ملکہ کو پوری طرح لاجواب کر چکا تھا۔ ملکہ نے کچھ پل کے توقف کے بعد سر ہلا دیا۔ وہ اب مزید رسم و رواج کی زنجیر میں بندھ کر اپنی زندگی ضائع نہیں کر سکتی تھی۔ اسے اپنے لیے خود ہی کوئی قدم اٹھانا تھا۔ سلطان کی حمایت اس کے ساتھ تھی۔ اسے بے جا ڈرنا نہیں چاہیے تھا۔ کیونکہ وہ ایک ملکہ تھی۔

باب ہفتم: شاہراہ

سہ پہر کا وقت تھا۔ دعا آرام کی غرض سے اپنے کمرے میں تھی جب کورا اسے ڈھونڈتی اس کے کمرے میں آئی تھی۔ دعا اسے دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی۔

دعا! "وہ اس کے سامنے آ بیٹھی۔"

"اب کیا مسئلہ ہے؟"

میں نے مان لیا کہ تم اس قابل ہو کہ سلطان تمہیں چاہتے ہیں لیکن " تم تو انہیں نہیں چاہتی نا؟ " وہ بے قراری سے کہہ رہی تھی۔ دعاہاں یا نہ میں جواب نہ دے سکی۔

سب جانتے ہیں تمہیں ان میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ورنہ اب تک ان " کی محبت قبول کر چکی ہوتی۔ " کوراپر زور لہجے میں بولی۔ دعا نے گہری سانس لی

"تمہارا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟"

میں تم سے معافی مانگتی ہوں تمہارے ساتھ جو بھی برا سلوک کیا " اس کیلئے۔ اور ساتھ ہی تم سے بھیک مانگتی ہوں کہ سلطان مجھے دے دو " کوراس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔ اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔ دعا شدرسی اسے دیکھ رہی تھی۔

تمہارے لیے وہ کچھ نہیں ہوں گے لیکن میرے لیے وہ سب کچھ " ہیں۔ اگر مجھے وہ نہ ملے تو میں مر جاؤں گی۔ " آنسوؤں گالوں پر بہنے لگے۔

میں.... میں وعدہ کرتی ہوں انہیں کبھی کوئی دکھ نہیں دوں گی۔ " مجھے سے زیادہ کوئی انہیں محبت نہیں دے سکے گا۔ تم بس ان سے کہہ دو کہ وہ مجھے قبول کر لیں۔ میں جانتی ہوں وہ تمہاری بات ضرور مانیں گے۔ " کورا نے دعا کے ہاتھ تھام لیے۔ دعا نے جلدی سے ہاتھ پیچھے کھینچے۔

وہ میری ہر بات نہیں مانتا۔ جو اسے ٹھیک لگتی ہے وہی مانتا ہے۔ اور " وہ یہ بات کبھی نہیں مانے گا۔ کیونکہ وہ محبت میں مخلص ہے۔ میں چاہے اسے زندگی بھر بھی قبول نہ کروں وہ کسی اور کی طرف نہیں دیکھے گا۔ تم شاید اسے میری خوش فہمی سمجھو لیکن یہ حقیقت ہے۔ میں اسے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ میرا انتظار چھوڑ دے اور کسی سے

شادی کر لے۔ لیکن وہ نہیں مانا۔ میں اس پر زبردستی نہیں کر سکتی۔"
دعا نے حقیقت پسندی سے کہا۔ کورا نے سلگتی نگاہوں سے اسے
دیکھا۔

تم ہمیشہ کیلئے یہاں سے چلی کیوں نہیں جاتی "وہ چیخ پڑی۔"
میں اس وقت آرام کرنا چاہتی ہوں کورا۔ جاؤ یہاں سے "دعا"
بیزاری سے بولی۔ کورا اٹھ کھڑی ہوئی۔
تم دیکھنا میں سلطان کو تم سے چھین کر رہوں گی۔ میں تمہیں ان "
سے دور کر دوں گی۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔ "کورا اسے دھمکی دیتی
کمرے سے نکل گئی۔ دعا کا موڈ سخت خراب ہو چکا تھا۔

عاسل مؤدب ساحیان کے سامنے کھڑا تھا جب حیان نے اس کے
سر پر ایک بم پھوڑا۔

تمہیں ملکہ سے شادی کرنی ہے۔" وہ حکم تھا یاد رکھو۔ یہ " سوچنے کا تو اسے ہوش ہی نہیں رہا تھا۔ اچانک دل اتنی زور سے دھڑکا۔ خون کی گردش تیز ہوئی۔ وہ بری طرح سٹپٹا گیا۔ اس کی حالت پر حیان نے مسکراہٹ دبائی۔

"ج...جی میں سمجھا نہیں۔"

میں نے کوئی اور زبان تو نہیں بولی۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

سلطان! "عاسل کیلئے یہ بات ہضم کرنا مشکل تھا۔"

"سمجھ گیا۔" حیان نے حام کو دیکھا۔ قاضی کو بلواؤ۔"

سلطان! میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ملکہ میرے لیے قابل

احترام ہیں۔" عاسل نے احتجاج کیا۔

اگر ملکہ کی مرضی یہی ہو تو؟" حیان نے آبرو اچکائی۔ عاسل منہ

کھولے اسے دیکھنے لگا۔

انہوں نے تم سے شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگر تمہیں منظور " نہیں تو انکار کر دو۔ میں انہیں بتا دوں گا " حیان نے سکون سے کہا لیکن عاسل کیلئے بات معمولی نہیں تھی۔ حیرت ہی حیرت تھی۔ ملکہ نے اسے شادی کیلئے چنا تھا یہ کیسے ہو سکتا تھا۔

تمہیں میری بات پر یقین نہیں آ رہا کیا؟ " حیان نے پوچھا تو وہ گڑ بڑا " کر نفی میں سر ہلا گیا۔

تو پھر جواب دو۔ کیا چاہتے ہو۔ " جواب میں پھر خاموشی۔ حیان نے " حام کو اشارہ کیا۔ وہ قاضی کو بلانے نکل گیا لیکن اس دفعہ عاسل نے احتجاج نہیں کیا۔ کچھ دیر بعد عاسل اور ملکہ نکاح نامے پر دستخط کر رہے تھے۔ گواہان حیان کے ساتھ ان کے ارد گرد موجود تھے۔ ملکہ نقاب میں تھی اور عاسل کا دل تو جیسے کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ نکاح کے بعد جب ملکہ مہر منزل پر آئی دعائے مسکراتے ہوئے اسے مبارکباد دی۔

اپنا بدلہ تولے لیا تم نے۔ اب تمہاری شادی حیان سے کروا کر " رہوں گی۔ " ملکہ نے دھمکی دی لیکن اس کے لہجے میں ایک اطمینان تھا۔

دیکھتے ہیں "دعا نے کندھے اچکا دیے تھے۔"

جاسم ہاتھ کمر کے پیچھے باندھے شہزادی نیلو فر کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں محبت کی شرارت سے چمک رہی تھیں جو شہزادی کو گڑ بڑا بھی رہی تھیں لیکن شہزادی کمال مہارت سے اپنے چہرے کے تاثرات پر قابو پائے ہوئے تھی۔

تم بھولتے جا رہے ہو ہم کون ہیں۔ "شہزادی نے اس کی گستاخ " نظریں جھکانی چاہیں

مجھے بس اتنا پتہ ہے آپ میری ہونے والی بیوی ہیں۔ "کیا اعتماد" تھا۔ شہزادی اسے دیکھ کر رہ گئی۔

تم جتنے بھی کامیاب ہو جاؤ آخری فیصلہ ہمارا ہو گا۔ "اس نے"
جتایا۔

اگر فیصلہ میرے خلاف ہوا تو اسے بدل دوں گا۔ "وہ آجکل کچھ"
زیادہ ہی بہادی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ پچھلے ایک ماہ میں اس نے شہزادی
کو پانے کیلئے بہت کچھ کیا تھا۔ پہلے اسے ایک دستے کی نگرانی ملی تھی۔
جب سلطان سپاہیوں کی چھاؤنی کا دورہ کرنے آئے تو تب اس کا کسی
سپاہی سے مقابلہ چل رہا تھا۔ وہ جیت گیا تھا حیان کو اس کی لڑائی کا
انداز پسند آیا تھا۔ اوپر سے اس کے استاد نے سلطان کے سامنے اس کی
تعریفوں کے ایسے پل باندھے کہ اسے انعام کے طور پر دس دستوں
کی کمان دے دی گئی تھی۔ پھر اس پر ایک امتحان بھی ڈالا گیا۔ اسے
ایک مہم پر بھیجا گیا۔ دس دستوں کو اس نے بہت خوش اسلوبی سے
دشمن سے لڑوایا اور زیادہ نقصان کروائے بغیر واپس آیا۔ اب وہ حفر
کی ساری فوج کا سپہ سالار تھا۔ حیان نے بہت سوچ سمجھ کر اسے یہ

عہدہ دیا تھا۔ پچھلا سپہ سالار بوڑھا تھا۔ اس میں جذبے کی کمی تھی لیکن
اس جذبہ ہونے کے ساتھ ساتھ عقل مندی بھی تھی۔ م جاسم میں
ذمہ داری کے لحاظ سے وہ بہت مصروف ہو گیا تھا لیکن ہر تیسرے
چوتھے دن شہزادی کے دیدار کیلئے محل ضرور آتا تھا اور اسے بتاتا تھا وہ
جلد ہی اس تک پہنچنے والا ہے۔ شہزادی کو تو پہلے اس پر یقین نہیں تھا
کہ وہ اسے پانے کیلئے کچھ کر سکے گا لیکن جب اس نے یہ سنا کہ وہ سپہ
سالار بن چکا ہے تو سمجھ گئی اسے پانے کیلئے ہی اس نے بڑا عہدہ حاصل
کیا ہے۔ ورنہ وہ عہدوں کا لالچی نہیں تھا۔

ہمیں چلنا چاہیے "شہزادی اس کی نرم گرم نگاہوں سے نظریں"
چراتے مڑی۔ جاسم نے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ شہزادی
لہرا کر اس کے سینے سے ٹکرائی۔ لبوں سے دبی دبی چیخ نکلی۔ وہ حیرت
سے آنکھیں پھیلانے لگا جاسم کو دیکھ رہی تھی۔

مجھے قبول کرنے سے انکار مت کیجیے گا شہزادی۔ ورنہ میں آپ کو " کبھی معاف نہیں کروں گا۔ " سنجیدہ اور بھاری لہجہ شہزادی کے حواس گم کر گیا۔ وہ اس پر غصہ کرنا بھی بھول گئی تھی۔ اور جاسم اسے بت بنا چھوڑ کر جا چکا تھا۔

ترا و صل ہے مجھے بے خودی ترا ہجر ہے مجھے آگہی
ترا و صل مجھ کو فراق ہے ترا ہجر مجھ کو وصال ہے
عاسل ملکہ کے سامنے کھڑا لڑکیوں کی طرح گلابی ہو رہا تھا۔ وہ ملکہ کی جانب دیکھ بھی نہیں پارہا تھا۔ ملکہ نے مسکراتے سر جھٹکا۔ پھر دھیرے سے چلتی اس کے قریب آئی۔ عاسل نے سانس روک کر اسے دیکھا۔ وہ نقاب میں نہیں تھی۔ بلکہ آج تو اس کا حسن دو آتشہ تھا۔ نکاح کا اثر تھا جو وہ پلکیں جھپکائیں بغیر یک ٹک اسے دیکھنے لگا تھا۔

شکریہ عاسل۔ ہمیں قبول کرنے کیلئے۔ "وہ ایک قدم کے فاصلے پر"
رکی۔

ایسا تو مت کہیں ملکہ۔ میں تو آپ کے قابل بھی نہیں تھا۔ "اسے"
سمجھ نہ آئی مزید کیا کہے۔

قابل تھے تو تم سے نکاح کیا۔ جبکہ شاہ ظہیر سے شادی پر ہم انکار"
کرتے رہے لیکن کسی نے ہماری بات نہ سنی۔ اس سے ثابت ہوا
اونچے عہدے کسی انسان کو دوسرے انسان کے قابل نہیں بناتے۔
یہ خلوص ہوتا ہے جو دو اجنبی انسانوں کو جوڑے رکھتا ہے۔ "وہ
سنجیدگی سے بولی۔ عاسل اسے مبہوت سا دیکھ رہا تھا۔ اس کا لفظ لفظ
عاسل کے دل میں اتر رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے زندگی کے تمام
غموں کا مداوا ہو گیا ہو۔ جس عورت کے عشق میں وہ پاگل تھا وہ آج
اس کی تھی۔ وہ ملکہ تھی لیکن ضروری نہیں تھا ملکہ کا شوہر بادشاہ ہی

ہو۔ ایک فقیر کی بیوی بھی اس کی ملکہ ہوتی ہے اگر وہ اسے اپنے دل میں بسالے۔

اور تم تو مجھ سے محبت بھی کرتے ہونا۔ "ملکہ نے اسے گڑ بڑایا۔"
مجھے آپ سے عقیدت ہے ملکہ۔ محبت تو بہت پیچھے رہ جاتی ہے۔"
"وہ اس سے نظریں ملائے بغیر بولا تھا۔

اس عقیدت میں تم نے ہمیں بہن تو نہیں سمجھا کبھی؟" ملکہ نے
مسکرا کر پوچھا۔ وہ ہونق بنا۔

ن... نہیں۔ میرا مطلب۔ "اس نے واقعی ملکہ کو کبھی بہن نہیں"
سمجھا تھا۔ اور تیزی میں جواب دے کر اب وہ اپنی زبان کو کوس رہا
تھا۔ ملکہ ہنس پڑی۔

اب سے ہم ملکہ نہیں آپ کی بیوی ہیں۔ آپ ہمیں ہمارے نام "
سے بھی بلا سکتے ہیں۔ جہاں چاہیں ہمیں لے جاسکتے ہیں" وہ خود کو

اس کے سپرد کر گئی تھی۔ عاسل سے یہ خوشی سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔
کئی پل وہ اسے محبت سے دیکھتا رہا۔

آپ میرے دل کی ملکہ ہیں۔ میں آپ کو ملکہ کہہ کر ہی پکاروں گا۔"
"عاسل نے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔ ملکہ نے اس کی
گردن کے گرد دونوں بازو جمائل کر دیے۔ دونوں کے دل ایک ہی
لے پردھڑکنے لگے تھے۔

جیسے آپ کی مرضی۔ لیکن ہم آپ کو سرتاج کہہ کر پکاریں گے۔"

نہیں۔ بالکل نہیں۔" عاسل نے بدک کر کہا۔ ملکہ ایک بار پھر سے
ہنسی۔ وہ اس کی ہنسی میں کھونے لگا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر کیا کہیں؟"

عاسل۔ مجھے آپ کے لبوں سا اپنا نام سننا اچھا لگتا ہے۔" وہ اس کی
گہری ساحر آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ ملکہ مسکرا دی۔

عاسل! وعدہ کرو ہم سے۔ ہمیں کبھی چھوڑو گے نہیں۔ غم ہو یا"
خوشی ہمارے ساتھ رہو گے۔" وہ اداسی سے بولی۔ شاہ ظہیر سے بری
یادیں اسے خوفزدہ کر گئی تھیں۔

میں وعدہ کرتا ہوں ملکہ آپ کو کبھی دکھ نہیں دوں گا۔ ہمیشہ آپ"
سے محبت کروں گا۔ غم ہو یا خوشی آپ کے ساتھ رہوں گا۔" وہ کہتا
اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا گیا تھا۔

آپ کو ملکہ آمنہ نے بلایا ہے۔" ایک کنیز کے پیغام پر وہ تعجب سے"
بھنویں سکیرے ملکہ آمنہ کے کمرے میں آئی تو حیان کو بھی وہیں
پایا۔ دعا کا ماتھا ٹھنکا۔

آؤ دعا۔" ملکہ آمنہ نے اسے حیان کے ساتھ والی نشست پر بیٹھنے کا"
اشارہ کیا۔ وہ حیان کو ایک نظر دیکھتی اس کے پاس آ بیٹھی۔ وہ بے
چینی سے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

تم واقعی ایک اچھی لڑکی ہو۔ ایسے ہی تو ہمارے شہزادے کو پسند " نہیں آئی " ملکہ نے کی تو تعریف تھی لیکن اسے ایک آنکھ نہ بھائی۔ میرے اچھے ہونے کا تعلق آپ کے شہزادے کی پسند سے کیسے ملتا " ہے؟ " اس نے بظاہر معصومیت سے پوچھا لیکن اس میں چھپا طنز ملکہ آمنہ سمجھ کر مغرور سی مسکرائی تھی۔ جبکہ حیان دل ہی دل میں دعا کر کے رہ گیا کہ معاملہ بگڑ نہ جائے۔

ظاہر ہے۔ ہمارا شہزادہ ہے۔ ہم جانتے ہیں اسے۔ یہ کوئی بھی غیر " میعاری چیز پسند نہیں کرتا۔

" میں چیز نہیں ہوں "

ایک لڑکی تو ہو اور لڑکیوں کو اتنا ضدی نہیں ہونا چاہیے جتنی تم ہو۔ " آخر کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔ اگر ایک شخص تم سے کہہ رہا ہے کہ وہ تم سے محبت کرتا ہے تو کیوں اس کی محبت کو قبول نہیں کر رہی " ملکہ کا لہجہ سخت ہو چکا تھا۔ دعا کچھ پل کیلئے خاموش سی رہ گئی۔

دادی جان۔ "حیان نے احتجاج بلند کرنا چاہا۔"
آپ فی الحال خاموش رہیں سلطان۔ اگر آپ نے ہمت نہیں کرنی تو"
ہمیں ہی یہ کام کرنا پڑے گا۔" ملکہ نے اسے لتاڑا اور دعا کی طرف
متوجہ ہوئی

حیان میں ایسی کوئی کمی نہیں ہے جس کو بنیاد بنا کر تم انکار کر سکو۔ پھر"
کیوں اسے اپنے لیے خوار کر رہی ہو؟ کیا یہ تمہاری انا کی تسکین کا
باعث ہے؟" ملکہ نے چبھتا ہوا سوال کیا۔ دعا کے گال غصے سے سرخ
ہوئے۔ حیان پھر کچھ کہنے لگا کہ دعا بول پڑی۔

آپ جو بھی سمجھیں۔ میں آپ کو وضاحت دینے کی پابند نہیں۔""
اس کے لہجے میں دبا دبا غصہ حیان کو مزید بے چین کر گیا۔

پھر یہاں کیوں ہو تم؟ حیان کہ زندگی سے چلی کیوں نہیں جاتی۔""
ملکہ نے اسے پھر لا جواب کیا۔ وہ اب انہیں کیا بتاتی وہ اپنی مرضی سے
یہاں نہیں آتی تھی۔ وہ فینٹسی کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی۔

دادی جان آپ زیادتی کر رہی ہیں۔ یہ میرے کہنے پر ہی یہاں ہیں " ورنہ کہیں بھی رہ سکتی تھیں۔ میں دعا پر کوئی زور زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔

تو پھر اس سے امید بھی چھوڑ دیں۔ اور آگے بڑھ جائیں۔ کیا یہ نہیں " دیکھ رہی آپ اس کی محبت میں کتنا آگے جا چکے ہیں۔ اگر آپ وفا پر ثابت قدم رہ سکتے ہیں تو یہ کیوں نہیں اپنی ضد چھوڑ دیتی " ملکہ نے دونوں کو اپنی غصیلی نظروں کی گرفت میں لے کر کہا۔ پہلی بات میں یہاں کی نہیں ہوں۔ بہت جلد یہاں سے چلی جاؤں " گی۔ اور دوسری بات میں کوئی انا اور بے جاد والی لڑکی نہیں ہوں۔ میں بھی عام لڑکیوں کی طرح ایک اچھا شریک حیات چاہتی ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک فقیر سے تو شادی کر سکتی ہوں بادشاہ سے نہیں " دعا غصے کو قابو کر کے نارمل لہجے میں بولی تھی۔ حیان نے اسے چونک کر دیکھا

یہاں لڑکیاں ملکہ بننے کیلئے پاگل ہیں اور تمہاری عجیب ہی منطق " ہے۔"

میری یہی منطق ہے۔ "وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔"

میں اب اجازت چاہوں گی "وہ سر کو ہلکا سا خم دیتی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ ملکہ کے کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے چلتی اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی جب ایک پکار پر وہ رکی۔

دعا! "وہ حیان تھا۔ دعا نے مڑ کر بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ چلتا اس کے قریب آیا۔

آپ کے نزدیک بادشاہ ہونا گناہ ہے؟ "وہ شاکی لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"میں نے یہ کب کہا؟"

تو پھر آپ کیوں ایک بادشاہ سے شادی نہیں کر سکتیں اور ایک فقیر " سے کر سکتی ہیں؟ " وہ تلخی سے پوچھ رہا تھا۔ اس کی مردانہ انا مجروح ہوئی تھی۔

کیونکہ فقیر اپنی بیوی کے سوا کسی اور عورت کی طرف متوجہ نہیں " ہوتا چاہے وسائل کی قلت کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو اور ایک بادشاہ ہر لڑکی کو اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔ " وہ طنزیہ بولی۔ حیان اسے یک ٹک دیکھتا رہا۔ دعا کو محسوس ہوا وہ کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔

تو آپ کو مجھ پر یقین نہیں " کچھ پل کے بعد اس نے سر ہلایا۔ " ایسی بات نہیں ہے۔ تم اچھے ہو لیکن ایک بادشاہ ہو۔ کل کو تمہیں " اپنی ریاست کو بچانے کیلئے کسی دوسری ریاست کی شہزادی سے شادی کرنی پڑ گئی تو؟ میں گھائے کا سودا نہیں کرتی۔ " وہ اس پل بہت خود غرض دکھائی دے رہی تھی۔

اگر میں آپ کیلئے بادشاہت چھوڑ دوں تو؟ "حیان کی بات پر دعائے"

ایک جھٹکے سے اسے تیکھی نگاہوں سے گھورا۔

پھر بھی میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ "اس نے کندھے اچکائے۔"

مجھے اپنے ساتھ لے چلیں۔ جہاں آپ رہتی ہیں۔ "اس کی حالت"

قابل رحم تھی لیکن دعا کو اس پر رحم نہیں آ رہا تھا۔

پاگل مت بنو شہزادے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم بہت سے لوگوں کی"

امید ہو۔ ایک عرصے بعد لوگوں کو اچھا حکمران ملا ہے۔ "وہ نرم لہجے"

میں سمجھانے لگی۔ پھر گہری سانس لی۔

ہمارے راستے الگ ہیں۔ منزلیں الگ ہیں۔ تم مجھ سے امید چھوڑ دو"

اور آگے بڑھ جاؤ۔ "دعا کہہ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔"

نہیں بڑھ سکتا۔ نہ بڑھوں گا بلکہ آپ کو بتا دوں گا کہ اگر محبت سچی"

ہو تو سارا زمانہ گواہی دیتا ہے۔ "وہ بڑبڑایا تھا۔ اس نے بچپن میں ہیر"

رانجھا کا قصہ سنا تھا اور اسے حیرت ہوتی تھی کہ دو محبت کرنے والے

کیسے سب کچھ فراموش کر کے ایک دوسرے کیلئے جان دے سکتے ہیں۔ کیسے ایک شخص ایک لڑکی کیلئے جوگی بن سکتا ہے اور کیسے ایک لڑکی اپنے محبوب کیلئے رسم و رواجوں سے لڑ سکتی ہے۔ اب وہ اس قصے کو سمجھ چکا تھا۔ کیونکہ وہ محبت کے مرض میں مبتلا ہو چکا تھا۔

حد و دجاں سے گزر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

کوئی جنوں کی نظر ہوا تو محبتوں کا پتہ چلے گا

جاسم ملکہ مہرماہ کے سامنے کھڑا تھا۔ ملکہ مہرماہ مسہری پر بیٹھی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر نقاب تھا۔ جاسم نے بولنے سے پہلے ایک گہری سانس اندر کھینچ کر ہمت مجتمع کی۔

میں.... شہزادی نیلو فر سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ "وہ تیزی سے" بول گیا۔ دل بے چینی کی آماجگاہ بنا۔ وہ ملکہ کے تاثرات دیکھنا چاہتا تھا لیکن وہ پردے میں تھی۔ لیکن اس کی آنکھوں میں ابھرتی حیرت

جاسم سے مخفی نہ رک سکی۔ وہ لب دبا گیا۔ ملکہ کچھ پل اسے دیکھتی رہی پھر چہرہ پھیرا۔

تو شہزادی کو پانے کیلئے ہی تم نے اتنا اونچا عہدہ حاصل کیا؟ "ملکہ" نے سکون سے کہتے جاسم کا سکون غارت کیا۔ وہ بھونچکا رہ گیا۔ آخر کیسے ملکہ اتنا درست اندازہ لگا سکتی تھی۔

ن... نہیں۔ سلطان نے مجھے میری صلاحیت کی بنا پر یہ عہدہ دیا "ہے۔ اس کا شہزادی سے کوئی تعلق نہیں۔" جاسم نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

وہ تو ہے لیکن یہ عہدہ حاصل کیے بنا تم شہزادی کو مانگنے کی جرات "نہیں کر سکتے تھے۔" ملکہ نے کہا تو وہ پھر لا جواب ہوا۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں شاید۔ "اس نے سر جھکاتے کہا۔ ملکہ "مسکرائی۔

تم جتنے بھی اونچے عہدے تک پہنچ جاؤ شہزادی کی مرضی نہ ہوئی تو "تم ناکام رہو گے۔ اور اگر شہزادی بھی تمہیں چاہتی ہے تو تم چاہے ایک معمولی سپاہی ہی کیوں نہ ہوتے ہم تمہاری مدد کرتے۔" ملکہ نے ازلی سکون کے ساتھ جواب دیا۔ جاسم نے ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس پل اسے محسوس ہوا ملکہ اتنی سنگ دل نہیں تھی جتنی لگتی تھی۔ اس نے بھی محل میں گردش کرتی کئی باتیں سنی تھیں۔ ملکہ مہرماہ نے نیلو فر کی ماں کو قتل کیا تھا اسی لیے نیلو فران سے نفرت کرتی تھی لیکن اس کی ماں نے ملکہ ماہ نور کا قتل بھی تو کیا تھا۔ اور ملکہ مہرماہ ملکہ ماہ نور کی دوست تھی۔ دشمن کی بیٹی کے ساتھ ایسا سلوک جاسم کیلئے حیران کن تھا۔

میں اپنے فرض میں کبھی کوتاہی نہیں کروں گا ملکہ۔ آپ میری مدد کریں۔" وہ ملتجیانہ لہجے میں بولا۔

پہلے ہم شہزادی کا عندیہ لیں گے۔ "ملکہ نے کہا تو وہ سر کو خم کر گیا۔"
دل مزید بے چین ہو گیا۔ شہزادی سے کچھ بھی بعید نہیں تھا۔ کیا پتہ
کسی سزا کے طور پر انکار ہی کر دیتی اور ملکہ کی مدد کا امکان ختم ہو جاتا۔
شہزادی۔ اب تھوڑا عقل سے کام لے لیجیے گا۔ "وہ دل ہی دل میں"
شہزادی سے مخاطب ہوتا ملکہ کے کمرے سے نکلا تھا۔

دعا صبح بیدار ہوئی تو تب بھی محل میں تھی۔ اسے سمجھ آ چکی تھی جب
تک اس کا یہاں کردار ختم نہیں ہونا وہ واپس نہیں جاسکتی تھی۔ ناشتے
کے بعد وہ ثانی گل کے پاس جا رہی تھی جب اسے ایک چکر سا محسوس
ہوا۔ اس نے سر جھٹکا اور آگے بڑھنے لگی کہ اچانک لہرا کر زمین پر آ
گری۔ اسی پل دو قدم اس کی طرف بڑھے۔ وہ کوئی خواجہ سرا تھا۔
اس نے پہلے ارد گرد نظر دوڑائی پھر دعا کو اٹھا کر درختوں کے ایک
جھنڈ کی طرف بڑھا۔ وہاں ایک قالین رکھا تھا اور دو آدمی کھڑے

تھے۔ انہوں نے دعا کو قالین میں لپیٹ دیتا کہ آسانی سے اسے محل میں سے لے جا سکیں۔ محل کے کچھ حصوں کے قالین بدلے جا رہے تھے۔ پر نے والی محل سے باہر جا رہے تھے۔ اسی کی آڑ میں وہ دعا کو محل سے باہر لے جانا چاہتے تھے۔ اسے بے ہوشی کی دواناشتے میں ملا کر دی گئی تھی۔ کورا اور ملکہ شائلہ نے یہ گٹھ جوڑ کیا تھا۔ کورا کسی بھی کی زندگی سے نکالنا چاہتی تھی اور شائلہ دعا کو ان طرح دعا کو سلاط حاصل کر کے اسے یرغمال بنانا چاہتی تھی۔ شاہ محل میں قیام کے دوران اس نے دعا کیلئے کورا کی نفرت بھانپ لی تھی اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اب وہ خود تو اپنے محل میں جا چکی تھی لیکن اس کے کئی کارندے حرکت میں آچکے تھے۔ جس قالین میں دعا تھا اس پر ایک اور قالین لپیٹ دیا گیا اور وہ دونوں آدمی قالین کے دونوں سروں کو کندھے پر اٹھائے مال گاڑی کی طرف بڑھنے لگے جس میں قالین رکھے جا رہے تھے۔ انہوں نے بغیر مشکوک ہوئے قالین کو مال گاڑی

میں دوسرے قالینوں کے ساتھ رکھا اور دروازہ بند کر دیا گیا مال گاڑی جب محل کی حدود سے نکل کر کچھ دور گئی تو دعا کو قالین سے باہر نکال کر اس کے ہاتھ پیچھے باندھے دیے گئے اور دروازہ پھر سے بند کر دیا گیا۔ مال گاڑی راج گڑھ کی طرف سفر کرنے لگی تھی۔ اس کے تھے کہ وہ کامیابی سن گرد گھوڑوں پر بیٹھے ملکہ شائلہ کے آدمی مطم سے ملکہ کا حکم پورا کر کے بغیر کسی خطرے کے محل سے نکل آئے ہیں اس بات سے بے خبر کہ دعا غائب ہو کر اپنی دنیا میں واپس جا چکی تھی۔

وہ نیند سے جاگی تو اسے پھر سے بھوک لگی ہوئی تھی حالانکہ کہانی میں اس نے ابھی ابھی ہی ناشتہ کیا تھا۔ ناشتے کے بعد اس نے ڈائری کھول کر پڑھنی شروع کی۔ حیان اور اپنے سینئر دانستہ سکپ کر دیے اور اینڈ سے پڑھا جہاں اسے اغوا کر کے لے جایا جا رہا تھا۔ راج گڑھ کی ایک

سرحدی آبادی میں پہنچ کر انہوں نے ایک مکان کے سامنے مال گاڑی روکی اور گھوڑوں سے اتر کر پیچھے آئے۔ دروازہ کھولا تو کنٹینر خالی تھا۔ وہ حیرت سے منہ کھول گئے تھے۔ پھر انہوں نے ایک ایک قالین اٹھا کر چیک کیا لیکن دعا انہیں کہیں نہیں ملی۔

ہی ہی ہی "دعا کو ان پر بہت ہنسی آئی لیکن جب یاد آیا کہ جب وہ" دوبارہ کہانی میں آئے گی تو اسی خطرے میں ہوگی۔ اس کی ہنسی رکی۔ اللہ جی اب میں واپس نہ جاؤں "وہ دل ہی دل میں دعا کرتی یونی" جانے کیلئے تیار ہو گئی۔ نیناں کے ساتھ وہ ہونی پہنچی تو پتہ چلا کہ کل شام یونی کی ٹرپ راول جھیل پر ایک رات کیلئے جا رہی ہے۔ نیناں سنتے ہی پر جوش ہو گئی۔ اس کی وجہ سے دعا کو بھی حامی بھرنی پڑی تھی۔

باب ہفتم: شاہراہ

محبت کرنے والوں کی تجارت بھی انوکھی ہے
منافع چھوڑ دیتے ہیں خسارے بانٹ لیتے ہیں۔

حیان دعا سے ملنا چاہتا تھا۔ اسے لگ رہا تھا دعا جانے والی ہے لیکن جب
اس نے دعا سے ملنے کا پیغام بھجوایا تو پتہ چلا وہ جا چکی ہے۔ وہ گہری
سانس بھر کر رہ گیا۔ سارا دن مصروفیت میں گزرا تھا۔ اب شام ہو
چکی تھی۔ وہ چہل قدمی کیلئے محل کے ایک وسیع احاطے میں آگیا۔
اس کے سپاہی بھی اس کے ساتھ تھے۔ اینٹوں سے بنی روش کے
اطراف میں مشعلیں روشن ہو چکی تھیں۔ محل بھی مشعلوں کی روشنی
میں جگمگا رہا تھا۔ وہ شام کی نیلی روشنی میں دعا کا عکس دیکھتا دھڑکے
سے چل رہا تھا جب اس کی نظروں میں کسی چمکتی چیز کی جھلک دکھائی
دی۔ اس نے چونک کر زمین پر دیکھا۔ مشعل کی روشنی میں چمکتی
موتیوں کی وہ لڑی اسے جانی پہچانی لگی تھی۔ وہ تیزی سے اس کی
طرف بڑھا اور جھک کر وہ لڑی اٹھائی۔ وہ بلاشبہ دعا کی ماتھا پیٹی ہی

تھی۔ اس کا دل کسی ناخوشگوار احساس سے دھڑکا۔ دعائیند کے دوران سونے سے رہی تھی۔ اچانک اس وہ غائب ہوتی تھی۔ اور یہاں تو کے زہن میں ایک منظر لہرایا۔ اس نے دوپہر کو اپنے کمرے کی بالکونی سے یہاں مال گاڑیاں کھڑی دیکھی تھیں جس میں قالین اور باقی ساز و سامان رکھا جا رہا تھا۔ یہیں پر دعا کی ماتھا پیٹی ملنا عجیب تھا۔ اس نے مڑ کر حام کو آواز دی۔

مجھے کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے۔ دعا اس دفعہ خود غائب نہیں ہوئی اسے "اغوا کیا گیا ہے۔" اس نے بے چینی سے کہتے حام کو موتیوں کی لڑی دکھائی۔ کچھ ہی دیر میں مسکان کے بیان نے بھی یہ ثابت کر دیا تھا کہ اس نے دعا کو ثانی گل کے شفا خانے کی طرف جاتے تو دیکھا تھا لیکن آتے نہیں دیکھا۔ ثانی گل سے بھی پوچھا گیا تو اس نے جواب میں بتایا دعا اس کے پاس نہیں پہنچی۔ اسی وقت ماہر کھوجیوں کو بلوایا گیا۔ انہوں نے اس جگہ کہ نشاندہی کر دی جہاں دعا کو بے بس کیا گیا تھا۔

اب ان قالین لے جانے والوں کو ڈھونڈنا باقی تھا۔ حیان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک لمحے میں ہی انہیں اپنے سامنے حاضر کر دے۔ لیکن اس کے پاس جادو نہیں تھا۔ اسے دماغ کے گھوڑے دوڑانے تھے۔

کیا؟ کیسے ہوا یہ؟ "ملکہ شائلہ چیخ پڑی۔ دعا کے ذریعے ہی تو اس نے" حیان کو تخت سے اتارنا تھا۔ اسے مروانا تھا اور اپنے بچے کو اس تخت پر بٹھانا تھا جو ابھی اس دنیا میں آیا بھی نہیں تھا۔ اور جبران کہہ رہا تھا کہ وہ آخر پر آکر ناکام ہو گئے۔

ہم نہیں جانتے وہ کیسے وہاں سے غائب ہوئی۔ ہم نے کامیابی سے "اسے محل سے نکال لیا تھا مال گاڑی کو تالا لگا کر بند کیا تھا لیکن جب منزل پر پہنچ کر تالا کھولا تو وہ غائب تھی۔" جبران نے ڈرتے ڈرتے تفصیل بتائی۔ ملکہ شائلہ کو اس پر یقین نہیں آیا تھا۔

ملکہ میں نے محل میں افواہیں سنی تھیں کہ وہ لڑکی جنوں کی طرح " غائب ہو جاتی ہے اچانک سے ہی۔ وہاں کی کنیزوں کا یہ خیال تھا کہ وہ کوئی جادو گرنی ہے۔ مجھے ان کی بات پر یقین نہیں آیا تھا لیکن اب لگتا ہے وہ سچ کہتی تھیں۔ "ملکہ کی خاص کنیز نے بتایا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

اتنی مشکل سے ایک راستہ ملا تھا۔ "وہ مایوس ہو کر مسہری پر بیٹھ گئی" تھی۔ اب اسے کچھ اور سوچنا تھا۔ اس نے جبران کو کچھ عرصے کیلئے یہاں سے راج گڑھ اور حفر سے دور جانے کا کہہ دیا تھا۔

حنہ سردار کی بیوی ہونے کی حیثیت سے شیر شاہ کیلئے بہت کچھ کر رہی تھی۔ اس نے یتیم خانے کھولے تھے جن میں بے سہارا بچوں کی پرورش کی جارہی تھی۔ وہ جانتی تھی جب ایک کمزور بچہ بے سہارا ہوتا ہے تو دنیا والے اس کے ساتھ کیسے کیسے ظلم کرتے ہیں۔ وہ مزید

کسی بچے کو اپنی طرح بے بس نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ یتیم خانے میں رہائش اور کھانے کے ساتھ ساتھ بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی توجہ دی جا رہی تھی۔ اس نے ایک ایسی درس گاہ بھی بنانی شروع کر دی تھی جہاں غریبوں کے بچے دین اور دنیا کی مفت تعلیم حاصل کر سکتے۔ ان کاموں کی وجہ سے وہ بہت مصروف رہتی تھی۔ ساتھ حویلی کا نظام بھی سنبھال رہی تھی۔ ایسے میں ارضی کو بہت کم وقت دے پا رہی تھی جو خود بھی مصروف ہوتا تھا لیکن دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر کام روک کر اس کے پاس آ جاتا تھا لیکن جب وہ کسی کام میں مصروف ی یتیم خانے میں کھانا بھ ملتی تو اسے سخت تپ چڑھتی تھی۔ اب بنا کر بھجوانے میں مصروف تھی۔

اگر تم نے خدمت خلق میں ہی ساری زندگی مصروف رہنا ہے تو "ابھی بتا دو۔ میں دوسری شادی کر لیتا ہوں۔" وہ جل کر بولا تو حنہ نے اسے گھورا۔

کچھ زیادہ ہی شوق نہیں آپ کو دوسری شادی کا؟ "وہ کمر پر دونوں"
ہاتھ ٹکاتی اس کے قریب آئی۔

تم جیسی بیوی ہو تو یہ شوق غلط بھی نہیں۔ "ار ترضیٰ ناک چڑھا کر"
کمرے میں چلا گیا۔

کیا مطلب مجھ جیسی؟ ذرا وضاحت کریں گے۔ "حنہ بھی اس کے"
پیچھے آئی۔

میرا مطلب مصروف "ار ترضیٰ نے پلکیں جھپک کر ڈرنے کا تاثر دیا۔"
میں اب سے آپ کو نظر انداز نہیں کروں گی۔ "وہ بھی ٹھنڈی"
پڑی۔ ار ترضیٰ نے مسکراتے اسے اپنے حصار میں کھینچا۔ حنہ نے
مسکراتی آنکھوں کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔
پکا نہیں کرو گی؟ "اس نے وعدہ لیا۔ حنہ نے نفی میں سر ہلایا۔"
ار ترضیٰ نے اس کی ماتھے پر بوسہ دیا۔

اور جب بھی مجھے دیکھو گی سب کام چھوڑ کر میری طرف آؤ گی؟""
حنہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

آپ کو بھی ایسا ہی کرنا ہو گا۔ "حنہ نے بتایا۔"
میرے لیے تو ایسا کرنا تھوڑا مشکل ہو گا... "اس نے داڑھی کھجاتے"
پر سوچ انداز میں کہا۔ حنہ کو جلال آیا۔
لیکن میں کر لوں گا۔ یہ نہیں کہا کہ مشکل ہے تو کروں گا ہی نہیں۔"
"وہ مصالحانہ لہجے میں بولا تو حنہ ہنس پڑی۔ ارتضیٰ نے اس کے
مسکراتے لب چوم لیے۔

حیان نے ان لوگوں تک رسائی حاصل کر لی تھی جو دعا کے اغوا میں
ملوث تھے۔ انہوں نے سب بتا دیا تھا کہ کیسے انہوں نے دعا کو اغوا
کیا۔ لیکن جب پوچھا گیا کہ انہیں کس نے اس بات کا حکم دیا تو انہوں
نے جبران نامی ایک شخص کا نام لیا۔ جبران ہی وہ شخص تھا جس نے

ملکہ شائلہ سے براہ راست ہدایات لی تھیں لیکن جن لوگوں سے کام لیا تھا انہیں ملکہ شائلہ کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ اس طرح ملکہ شائلہ نے خود کو سلطان کے سامنے ظاہر ہونے سے بچا لیا تھا۔ ان لوگوں نے حیان کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو دعا مال گاڑی سے غائب تھی۔ یہ اطمینان بخش بات تھی۔ حیان نے اپنے سپاہی اس جگہ پر پہنچا دیے تھے جہاں دعا کو لے جایا گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا دعا جہاں سے غائب ہوتی تھی وہیں واپس آتی تھی۔ اغوا کرنے والے مجرموں کو زندان میں ڈال دی گیا۔ حیان خود بھی اس یکن اس کی مصروفیات ایک عام انسان سے زیادہ ل جگہ جانا چاہتا تھا ہوتی تھیں اور وہ عام لوگوں کی طرح کاموں کو کل پر بھی نہیں ڈال سکتا تھا۔ پھر بھی اس کی کوشش تھی کہ وہ وہاں جاسکے۔

دوسری جانب شہزادی نیلو فر جاسم سے شادی کیلئے مان گئی تھی اور ملکہ مہرماہ نے حیان سے اس بارے میں بات کی تو اس نے کوئی اعتراض

نہیں کیا۔ ملکہ مہرماہ عاسل کے ساتھ ہندوستان سے کسی اور ملک جانا چاہتی تھی سو اس کے جانے سے پہلے شہزادی کی شادی لازمی تھی۔ اگلے ہفتے شادی کی تاریخ مقرر کر کے ایک دفعہ پھر شادی کی تیاریاں ہونے لگی تھیں۔ حیان کی مصروفیات مزید بڑھ گئیں۔ وہ ہر روز دعا کی واپسی کا انتظار کرتا تھا۔ لیکن ایک ہفتہ گزر گیا اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں ملی تھی۔ وہ مایوس ہو گیا۔

آج تو محفل یاراں پہ ہو مغرور بہت
جب کبھی ٹوٹ کے بکھرو گے تو یاد آؤں گا

شہزادی نیلوفر کی شادی کی تقریب بھی شاندار رہی تھی۔ شادی کے ہنگامے میں بھی حیان اسے ہی تلاش کرتا رہا۔ کہ جیسے پچھلی دفعہ وہ اسے شہزادی عصفہ کی شادی میں دکھائی دی تھی شاید اب بھی نظر آ جائے لیکن وہ کہیں نہیں دکھی۔

تمہارے دل پہ ہم نے اپنا نام لکھا دیکھا ہے
ہماری چیز ہم کو عنایت کیوں نہیں کرتے
جاسم نے محل کے قریب ایک عالیشان گھر خریدا تھا جس کی رقم وہ
ایک ساتھ تو ادا نہیں کر سکا تھا البتہ قسطوں میں ادا کرنے کا معاہدہ کر
لیا تھا۔ وہ شہزادی کو رخصت کروا کر وہیں لایا تھا۔ گھر کے بیرونی
دروازے سے کمرے کے دروازے اور مسہری تک پھولوں کی
روش شہزادی کیلئے تیار کی گئی تھی۔ شہزادی بھگی سے جاسم کا ہاتھ
تھامے نیچے اتری تو پھولوں کی روش کو دیکھ کر مسکرا دی۔ جاسم اسے
لیے آگے بڑھا۔ شہزادی کی کنیزیں بھی ان کے پیچھے تھیں۔ اگلے
منظر میں وہ دونوں کمرے میں اکیلے تھے۔ شہزادی نے ارد گرد نگاہیں
دوڑا کر سارے کمرے کا جائزہ لیا تھا۔

بہت پیاری سجاوٹ ہے۔ اگر یہ ہماری شانِ شایان نہ ہوتی تو تم سزا کے حق دار ٹھہرتے۔" شہزادی کا انداز وہی ازلی غرور لیے ہوئے تھا۔ جاسم نے اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کیا۔

کیا آپ کو لگتا ہے آپ اب بھی مجھے سزا دے سکتی ہیں؟ "وہ بھنویں" اچکائے پوچھتا شہزادی کو غصہ دلا گیا۔

"حداد ب غلام۔"

غلام نہیں۔ اب شوہر ہوں آپ کا۔ اگر مجھے غلام سمجھیں بی تو غلام کی بیوی کہلائیں گی۔ "اس کا گال سہلاتا وہ اسے گنگ کر گیا۔ وہ تیزی سے دھڑکتے دل کو سنبھالتی یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

جو بھی ہے لیکن ہم شاہی خاندان سے تعلق رکھتے اور تم نہیں۔ "وہ"

منہ بنا کر بولی۔ جاسم چاہتا تو اسے باور کروا دیتا کہ اس کا باپ ہی شاہی خاندان سے تعلق نہیں رکھتا تھا تو وہ کیسے شہزادی ہوئی۔ لیکن اس نے نہیں کہا۔ بس اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔

آپ اب صرف میری بیوی ہیں اور آپ کو میری حاکمیت میں رہنا" ہوگا۔" اس نے سنجیدگی سے حکم سنایا۔ شہزادی کی آنکھیں حیرت سے کھلیں۔

کیا مطلب؟ تم ہم سے غلاموں جیسا سلوک کرو گے؟ "شہزادی" نے بے یقینی سے پوچھا۔

نہیں۔ "اس نے سر جھٹکا۔"

"پھر؟"

ایسا ہی سلوک کروں گا جیسا ایک شوہر اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ "" اس نے کندھے اچکائے۔

اچھا اور شوہر کیسا سلوک کرتا ہے۔ "شہزادی نے پوچھا تو اس نے "مسکرا کر اس کی آنکھوں میں ایک پل کو دیکھا اور پھر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

ایسا۔ "اس نے دلچسپی سے شہزادی کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا"
۔ وہ تیزی سے اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

سہ پہر کا وقت تھا۔ نیناں اور دعا راول جھیل پر جانے کیلئے تیار ہو رہی تھی۔ دعا نے نیلی گھٹنوں تک آتی فراک اور جینز کے ساتھ پلین سینڈلز پہنے تھے۔ گلے میں دوپٹہ مفکر کی طرح ڈالے وہ سٹریٹ کیے گئے بالوں پنوں سے سیٹ کر رہی تھی اور نیناں لبوں پے کہ گلو زلگا رہی تھی جب اجالا ہانپتے ہوئے ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔
دونوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

تم.... تم دعائے فجر ہو؟ "اجالا کی حیران نظریں دعا پر جمی تھیں۔"
نیناں اور دعا نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

بتاؤ دعا تم ہی دعائے فجر رائٹر ہونا "وہ روہانسی ہو گئی۔ دعا نے پلکیں"
جھپکتے سر اثبات میں ہلا دیا۔ اجالا کے انداز سے ہی لگ رہا تھا وہ سچ جان

گئی ہے بس اس سے کنفرمیشن کرنے آئی ہے۔ اس کا جواب سن کر اجالا نظریں جھکاتی اپنی آنکھوں میں اٹڈنے والے آنسو چھپا گئی اور اگلے ہی پل مڑ کر اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔

اسے کیسے پتہ چل گیا؟ "دعا صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی۔"

مجھے اس کا رویہ کچھ عجیب لگا۔ "نیناں اجالا کا چہرہ یاد کرتے بولی۔"

اسے دکھ ہو رہا ہو گا کہ میں اس کی فیورٹ رائٹر کیوں نکلی جس کی وہ "فین تھی۔" دعا نے منہ بنا کر کہا جبکہ اپنے کمرے میں موجود اجالا اپنے آنسو روک نہیں پار ہی تھی۔ وہ آنسو پچھتاوے اور شر مندگی کے تھے۔ جس لڑکی کے لکھے الفاظ اس کے چہرے پر مسکراہٹ لاتے تھے وہ اسی لڑکی کے ساتھ بہت برا کر چکی تھی۔ اس نے طلال کو دعا کے پیچھے لگایا۔ اب تک طلال جو جو تکلیفیں اسے دے چکا تھا وہ سب جانتی تھی اور شادی کے بعد وہ جو کرنے کا ارادہ رکھتا تھا وہ بھی۔

اس نے کیوں کیا ایسا۔ حالانکہ کبھی دعا نے اس کے ساتھ برا نہیں کیا تھا۔ وہ بس اسے ایسے اہمیت نہیں دیتی تھی جیسے دوسری لڑکیاں اسے دیتی تھیں۔ وہ سمجھتی تھی دعا سے خود سے کم تر سمجھتی ہے جبکہ وہ اپنی ہی سوچوں میں گم رہنے والی لڑکی تھی۔ اسے کہانیاں سوچنا کسی سے بات کرنے سے زیادہ دلچسپ لگتا تھا۔ اس کا مزاج بھی ایسا ہی ریزرو س کے رویے کو اپنی توہین سمجھ کر اس سے خار کھانے ا تھا لیکن وہ لگی۔ پھر ہر بات میں اس کا اور اپنا موازنہ کرنے لگی۔ اگر کسی بات میں وہ اس سے بہتر نکلتی تو خواہ مخواہ ہی حسد کا شکار ہو جاتی جو اسے دعا سے مزید نفرت کرنے پر مجبور کرتا۔ اسی نفرت میں اس نے دعا کو خود سے نیچے لانے کیلئے طلال کا سہارا لیا۔ وہ جب بھی اس کے ساتھ برا کرتا اسے اپنے دل میں ٹھنڈ پڑتی محسوس ہوتی لیکن اب۔ اب وہ سب کچھ اس کے دل پر گہرے وار کر رہا تھا۔ کاش دعا اس کی فیورٹ رائٹر نہ ہوتی۔ اس نے خدا سے شکوہ کیا۔ لیکن یہی تو اصل مسئلہ تھا۔ ہم

دوسروں کے ساتھ برا کریں تو ہمیں محسوس نہیں ہوتا اگلا شخص کتنا ہرٹ ہو رہا ہے لیکن جب اچانک ہی پتہ چلے کہ وہ شخص ہمارا قریبی تھا تو دکھ حد سے بڑھ جاتا ہے۔ اجالا کے ساتھ اسی ڈاکٹر کی طرح ہوا تھا جس کا میٹاروڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو گیا تھا۔ لوگوں نے اسے نے فیس نہ ملنے کی وجہ سے علاج کرنے ٹر ہسپتال پہنچایا لیکن ڈاک سے انکار کر دیا۔ اور جب میٹا مر گیا تو اسے پتہ چلا جس انسان کی جان پر اس نے پیسے کو فوقیت دی وہ اس کا اپنا بیٹا تھا۔ اجالا کا معاملہ اتنا سنجیدہ نہیں تھا لیکن وہ بہت پچھتا رہی تھی۔ اگر اس کے ساتھ ایسا نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی سیدھے راستے پر نہ آتی۔

میں نے تمہارے ساتھ بہت برا کیا دعا۔ لیکن میرا وعدہ ہے میں "تمہیں مزید طلال کے ہاتھوں دکھ اٹھانے نہیں دوں گی" اس نے آنسو صاف کرتے پر عزم لہجے میں سوچا اور کمرے سے باہر آگئی۔ جب وہ ٹرپ پر جانے کیلئے ہاسٹل سے باہر آئی تو اسے دعا کے ساتھ

نیناں نظر نہیں آئی۔ چھ اور لڑکیاں بھی وہاں موجود تھیں۔ اس کی تین دوستیں بھی ان میں شامل تھیں۔ وہ ان کے پاس جانے کی بجائے دعا کی طرف آگئی۔

نیناں کہاں ہے؟ "اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔ دعا نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ نظریں چرا کر سامنے دیکھنے لگی۔

اس کے گھر والے اچانک آگئے تھے۔ وہ ان کے ساتھ چلی گئی " ہے۔ "دعا نے اداسی سے بتایا۔

کوئی بات نہیں۔ میں بھی تو تمہاری دوست ہوں۔ تمہیں کمپنی " دے دوں گی۔ "وہ بمشکل مسکرا کر بولی۔ دعا نے تعجب سے اسے دیکھا۔ وہ کچھ دن پہلے اس کی دوست تو بنی تھی لیکن پھر اس سے بے نیاز ہو گئی تھی۔ اب اسے کیا ہوا تھا۔ پھر اسے خیال آیا وہ جان چکی تھی کہ وہ دعائے فجر تھی۔

تمہیں کیسے پتہ چلا میرے بارے میں؟ "دعا نے پوچھا۔"

آبرو سے پتہ چلا۔ "اجالا کو پھر رونا آنے لگا۔ دعا نے کچھ دور کھڑی"
آبرو کو دیکھا۔ وہ بھی ٹرپ کے ساتھ جا رہی تھی۔
تم نے کیوں یہ بات سب سے چھپا کر رکھی ہے کہ تم ایک رائٹر"
ہو؟" اجالا نے جیسے شکوہ کیا۔

یہ اتنی اہم بات نہیں جو سب کو بتاؤں۔ تم بھی اس بات کو اپنے تک"
ہی رکھنا" دعا نے کان کے پیچھے بال اڑ سے۔
کاش تم بتا دیتی۔ کاش" اجالا اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ کچھ دیر بعد"
بس ان کے سامنے آٹھری۔ سب لڑکیاں بس میں سوار ہو گئیں۔
اجالا دعا کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔ بس میں درجن بھر لڑکے بھی
سوار تھے لیکن ان میں طلال نہیں دعا نے شکر ادا کیا تھا۔ وہ پندرہ
منٹ میں راول جھیل پہنچ گئی تھی۔ ڈھلتے سورج کی سنہری روشنی اب
صرف افق پر ہی رہ گئی تھی۔ نیلی شام کے ہر طرف پھیلنا شروع کر
دیا تھا۔ لڑکے گھڑ سواری کی طرف متوجہ ہو گئے جبکہ لڑکیاں کشتی پر

سوار ہو گئیں۔ ایک گاڑی لیکچرارز کی بھی ان کے ساتھ آئی تھی۔ لیکچرارز نے مل کر باربی کیو تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ لڑکیاں کشتی پر کچھ دیر پانی کا سفر کرنے کے بعد وہ واپس خشکی پر آئیں تو شام گہری ہو چکی تھی اور رات کی تاریکی میں تبدیل ہو رہی تھی۔ باربی کیو کے گرد کرسیاں لگا کر محفل سجاد دی گئی تھی۔ لڑکے بھی اپنی جگہیں سنبھال لیکچرارز بھی۔ لیکن باربی کیو ابھی پوری طرح تیار نہیں ل چکے تھے اور ہوا تھا۔ وہ اجالا کے ساتھ جھیل کے کنارے چلنے لگی۔ اجالا اس سے اب کھل کر باتیں کر رہی تھی۔ وہ چلتے چلتے کچھ دور بھی آگئی تھیں اور اندھیرا بھی پھیل رہا تھا۔

چلو واپس چلتے ہیں۔ مجھے تو ڈر لگنے لگا ہے۔ "اجالا نے رکتے کہا تو دعا" نے سر ہلایا۔ اس کا ارادہ ڈیم تک جانے کا تھا لیکن اکیلے جانے کیلئے جتنا بہادر ہونے کی ضرورت تھی وہ اتنی بہادر نہیں تھی۔ وہ دونوں جلد

ہی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئیں۔ ایک ہیولے کی خطرناک
نگاہوں نے دور تک دعا کا پیچھا کیا تھا۔

باربی کیو اور دلچسپ محفل سے لطف اندوز ہونے کے بعد وہ بہت دیر
تک چاند کی چاندنی میں جھیل کے کنارے پر رہے پھر تھک کر ایک
گیسٹ ہاؤس میں آگئے جس کا ایک حصہ جھیل کے ساتھ لگا ہوا تھا۔
دعا کو جو کمرہ ملا تھا اس کی بالکونی کی سیڑھیاں جھیل کے پانی میں اترتی
تھیں۔ اس کے ساتھ آبرو نے کمرہ شیر کرنا تھا۔ آبرو کے چہرے
کے تاثرات دیکھ کر ہی دعا سمجھ گئی کہ اسے اس کے ساتھ کمرہ شیر
کرنا ناگوار لگ رہا تھا۔ تاہم اس نے کچھ کہا نہیں اور کچھ دیر بعد فون
لیے کمرے سے باہر چلی گئی۔ دعا کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ کچھ دیر
بعد اس نے کتاب بند کر کے سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور لیٹ کر کروٹ
بدلی۔ اسی پل ہلکی سی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا۔ دعا کو لگا آبرو آئی ہو
گی۔ وہ آنکھیں بند کر گئی۔ لیکن اچانک ہی اس کی چھٹی حس نے اسے

آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔ اور دل ناخوشگوار احساس کے تحت
راہونے والا ہو۔ اس نے سرعت سے کروٹ بدلی ب دھڑکا جیسے کچھ
تو سامنے ایک مرد کے ہیولے کو دیکھ کر اس کا سانس سینے میں اٹکا۔
نیم اندھیرے میں اس کا چہرہ واضح نہیں تھا لیکن اس کی دیوہیکل
جسامت خوفناک تھی۔ جس لمحے وہ دعا پر جھپٹا، وہ اپنی ساری ہمت جمع
کر کے ایک طرف کو ہٹی چینی۔ اس شخص نے اسے بازو سے پکڑ کر
اپنی طرف کھینچا اور منہ پر ہاتھ جمادیا۔ ایک دم سے ہی شدید خوف
نے دعا پر حملہ کیا۔ اسے لگا وہ بے ہوش ہو جائے گی لیکن اگر ایسا ہو
جاتا تو شاید وہ اپنی جان یا عزت کھودیتی۔ اس نے بروقت سنبھلتے مقابل
کی آنکھوں پر ہاتھوں کی انگلیوں سے ایسے وار کیا کہ جیسے آنکھیں نوچ
کر باہر نکال دے گی۔ وہ شخص غصے اور درد سے دھاڑتا پیچھے ہٹا تو دعا کو
اس کی گرفت سے نکلنے کا موقع مل گیا۔ وہ بستر سے نیچے گری اور
کانپتے جس کے ساتھ لڑکھڑاتی اس سے دور ہونا چاہا۔ اس سے پہلے کہ

ے سامنے آگیا۔ وہ اٹے قدم پیچھے ک وہ دروازے تک پہنچتی وہ اس
ہٹی۔ بالکونی کے دروازے سے اس کی کمر ٹکرائی۔ اس نے تیزی سے
گلاس ڈور ایک طرف دھکیلا اور بالکونی میں داخل ہوتے ہی کمر کے
بل گری۔ وہ شخص چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ سجائے دھیرے
سے قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں اب
چاقو تھا۔ دعا پیچھے کھسکی اور لڑکھڑاتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے پاؤں
سیڑھیوں کے دہانے پر پہنچ گئے۔ وہ کھینچ کھینچ کر سانس لے رہی
تھی۔ چہرے پر خوف اور پسینہ تھا۔ آنکھیں پانیوں سے بھری ہوئی
تھی۔ وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن چیخ نہیں پارہی تھی۔ اسے اپنا گلاب بند ہوتا
محسوس ہو رہا تھا۔ وہ اب تک جتنی مزاحمت کر چکی تھی اس کی قوت
سے بڑھ کر تھی۔ لیکن وہ اس وقت کچھ بھی کر سکتی تھیں۔ اپنی جان
بھی لے سکتی تھی۔

میرا مقصد تمہیں مارنا نہیں۔ بس کچھ وقت تمہارے ساتھ گزارنا ہے۔ تم اگر اجازت دے دو تو میں تمہیں نہیں ماروں گا۔" اس شخص نے خباثت سے کہا۔ اس کا دل خوف کی گہرائیوں میں ڈوبا۔ وہ جانتی تھی لڑکی کی عزت خراب کرنے کے بعد اسے مار دیا جاتا ہے تاکہ وہ مجرم کی نشاندہی نہ کر دے۔ اور کچھ لوگ تو اتنے ظالم ہوتے ہیں لڑکی کو قتل کرنے کے بعد اپنی حوس مٹاتے ہیں۔ اب جو صورتحال تھی اس سے واضح تھا اسے مرنا تو تھا ہی۔ ذلت کی موت سے بہتر تھا وہ عزت کی موت ہی مر جاتی۔ اس نے چہرہ موڑ کر پیچھے دیکھا۔ گیسٹ ہاؤس کی روشنیوں میں چمکتی جھیل اسے اپنی آغوش میں لینے کو تیار تھی۔ کچھ پیاروں کی تصویریں چند لمحوں میں ہی اس کے ذہن سے گزر گئیں۔ آنکھوں میں جمع آنسو گالوں پر بہہ گئے۔ اس نے اپنی زندگی میں بہت کچھ کرنے کا سوچا تھا لیکن جو خدا کو منظور۔ اس نے خص ایک قدم ش قدم پیچھے کی جانب گھسیٹے۔ اس کے سامنے کھڑا

آگے بڑھا لیکن وہ سیڑھیوں سے لڑھکتی پانی میں جا گری۔ اسی پل
ایک زوردار چیخ فضا میں گونجی۔ تاریخ ایک دفعہ پھر دوہرائی گئی تھی۔
صدیوں پہلے جب ایک دعا ایسے ہی پانی میں گری تھی تو اسے بچانے
کیلئے کوئی نہیں آیا تھا لیکن کیا اس بار بھی دعا کے نصیب میں بے بسی
کی موت مر جانا تھا؟

میں جو کانٹا ہوں تو چل مجھ سے بچا کر دامن
میں ہوں گر پھول تو جوڑے میں سجالے مجھ کو
میں کھلے در کے کسی گھر کا ہوں ساماں پیارے
تو دبے پاؤں کبھی آ کے چرالے مجھ کو
میں سمندر بھی ہوں موتی بھی ہوں غوطہ زن بھی
کوئی بھی نام مرا لے کے بلا لے مجھ کو

ایک دم سے اس کی آنکھیں کھلیں۔ وہ پانی میں نہیں تھی۔ بلکہ اس مال گاڑی میں تھی جس میں اسے اغوا کر کے محل سے لے جایا گیا تھا۔ اس کے ہاتھ پیچھے بندھے تھے۔ اور مال گاڑی کا دروازہ کھلا تھا۔ اس نے گہری سانس خارج کی۔ اپنی دنیا میں وہ مرنے والی تھی۔ پانی سے گرنے سے پہلے کے مناظر اس کے دل کو کانپنے پر مجبور کر گئے تھے۔ حملہ آور کا خوف ابھی بھی اس پر طاری تھا۔ لیکن ایک امید یہ بھی تھی کہ جب تک واپس اپنی دنیا میں پہنچے شاید کوئی اس کی مدد کو پہنچ چکا ہو۔ اس نے ان سوچوں کو جھٹک کر ہاتھوں کو رسی کی قید سے آزاد کروانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکی۔ اس نے بندھے ہاتھوں کے ساتھ ہی وہاں سے نکلنے کا سوچا۔ وہ کھسک کر دروازے کے قریب آئی اور باہر جھانکا۔ شام کا اندھیرا ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ وہ ایک مکان کا احاطہ تھا جس کا بیرونی دروازے تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ وہ مال گاڑی سے اتری ایک لمحے کو رک کر دروازے کی طرف بڑھی۔ عمارت کی ورا

اندر ونی دروازے میں نمودار ہونے والے شخص نے اسے دیکھا تو چلا
کر اسے رکنے کا کہا۔ لیکن اس نے رفتار تیز کر لی۔ ساتھ دل کی
دھڑکن بھی بڑھ چکی تھی۔ اس نے ذرا سے کھلے دروازے کو کندھے
کی مدد سے مزید کھولا اور باہر نکل گئی۔ وہ چھوٹی سی گلی تھی جو جو کچھ
آگے جا کر دونوں جانب مڑتی تھی۔ وہ اپنے پیچھے قدموں کی آواز سنتی
تیزی سے بھاگ رہی تھی۔ گلی کے کونے پر جا کر وہ ایک طرف مڑی
۔ اسی پل اس کی زوردار ٹکڑکی سے ہوئی اور وہ جس تیزی سے دوڑ
رہی تھی اسی تیزی سے پیچھے کو گری۔ اس کے ہاتھ بھی بندھے
ہوئے تھے۔ وہ گرنے سے بچنے کیلئے ہاتھ پاؤں بھی نہ مار سکی۔ گرنے
سے اس کی کہنیوں اور ہاتھوں پر تکلیف ابھری۔ لیکن اسے اس کی
پرواہ نہیں تھی۔ اس نے خوفزدہ سی نگاہیں سامنے اٹھائیں۔ نجانے
لو اب کس کے ہتھے چڑھنے والی تھی۔ لیکن آنکھوں کے سامنے با
نے بسیرا کیا ہوا تھا۔

دعا! "وہ سر جھٹک کر بال پیچھے ہٹا رہی تھی جب اس آواز پر ٹھہر گئی۔"

وہ حیان تھا۔ اس نے بے اختیار شکر کا سانس لیا۔ حیان نے اس کی طرف جھکتے اس کے بال چہرے سے پیچھے ہٹائے اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

میرے ہاتھ بندھے ہیں۔ "وہ کہنیوں میں شدید درد محسوس کرتی" بولی تھی۔ حیان اس کے چہرے پر تکلیف کے اثرات دیکھ کر لب بھینچ گیا۔ وہ بروقت اسے تھام نہیں سکا تھا۔ اور اسے تکلیف دینے کا باعث بنا تھا۔ اسے خود پر غصہ آیا۔ اس نے دعا کے دونوں بازو نرمی سے تھامتے اسے کھڑا کیا۔ پھر پنڈلی سے چاقو اتار کر اس کے ہاتھوں کی رسیاں کاٹیں۔

مجھے لگ رہا تھا آپ آنے والی ہیں۔ "وہ رسی کاٹنے کے بعد اس کے سامنے ہوا۔ دعا اپنی کلاں سہلاتی ارد گرد دیکھنے لگی۔"

اندر چلیں۔ آپ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہیں۔ "حیان نے اسی گھر کی" طرف اشارہ کیا جس گھر سے وہ بھاگی تھی۔ اسے یاد آیا وہاں موجود لوگ حیان کے آدمی تھے۔ وہ ان سے کچھ دور ہی کھڑے تھے۔ دعا اپنی بے عقلی پر دل ہی دل میں بعد کو کوستی حیان کے ساتھ دوبارہ اسی گھر میں آئی۔ محافظوں نے اپنی اپنی جگہیں سنبھال لیں۔ وہ دونوں ایک کمرے میں آگئے۔ حیان نے ایک شخص کو مرہم پٹی کا سامان لانے کی ہدایت کی اور دعا کی طرف پلٹا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھی۔ اس یہاں تک لاتے ہوئے وہ محسوس کر چکا تھا کہ وہ اس دفعہ بہت خوفزدہ تھی۔ حالانکہ پچھلی دفعہ موت اس کے گلے تک پہنچ گئی تھی۔ اس دفعہ اس کا خوف بے جا تھا۔ وہ اسی کے سپاہیوں سے ڈر کر بھاگی تھی لیکن اب تک اس خوف سے نہیں نکل سکی تھی۔ حیان کو اس بات پر حیرت ہوئی تھی۔ وہ اس کے سامنے ایک کرسی پر آ بیٹھا۔

آپ ابھی تک خوفزدہ ہیں۔ "اس نے دعا کے چہرے کو غور سے دیکھتے کہا۔

نہیں تو۔ "وہ سر نفی میں ہلا گئی اور خود کو سنبھالتے ہوئے گہری سانس لی۔

مجھے جب خبر ہوئی کہ آپ کو اغوا کر کے یہاں لایا گیا تھا تو میں نے "یہاں اپنے آدمی بھیج دیے تھے۔ میں خود بھی آنا چاہتا تھا لیکن مصروفیت بہت تھی۔ اور آج میرے دل نے کہا آپ آنے والی ہیں تو میں یہاں پہنچ گیا۔" وہ سر جھکائے سنجیدگی سے بول رہا تھا۔ دعا سے دیکھ کر رہ گئی۔

میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں بہت تلخ ہو گیا تھا پچھلی دفعہ۔ "وہ شرمندگی سے بولا تو دعا کو اس کا وہ انداز یاد آیا جب وہ اس سے پوچھ رہا تھا وہ کیوں ایک بادشاہ سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنی جگہ ٹھیک تھا اور اتنا پوچھنا تو اس کا حق تھا لیکن وہ شرمندہ تھا۔

کاش حقیقت میں اسے ایسا شخص مل جائے۔ اس نے بے اختیار سوچا تھا۔

کچھ بھی ہو آپ کے ماحول کا معیارِ حیات آپ کے ذہن میں تصویر ہماری ہوگی بہت تو نہیں۔ تھوڑے سے تلخ ہوئے تھے اور تم حق بجانب تھے۔ " وہ کندھے اچکا کر بولی۔

نہیں۔ میں غلط تھا۔ محبت میں نے کی تھی۔ میں آپ کو محبت کا بدلہ " دینے کیلئے مجبور نہیں کر سکتا۔ " وہ سنجیدگی سے بولا۔ دعا کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن ایک غلام مریم پٹی لیے کمرے میں آگیا۔ حیان نے اس سے وہ سامان لیا اور اسے کھانے کا انتظام کرنے کا کہہ کر بھیج دیا۔ میں خود کر لوں گی۔ اور مجھے کھانا بھی نہیں کھانا۔ " دعا نے اس سے " سامان لے لیا۔

ٹھیک ہے۔ میں دوسرے کمرے میں ہوں۔ "وہ اٹھ کر دوسرے" کمرے میں چلا گیا۔ خوفناک مناظر نے ایک دفعہ پردہ عا پر یلغار کی۔ وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظر ایک کھڑکی پر گئی۔ اسے محسوس ہوا وہ کھڑکی حیان کے کمرے میں کھلتی ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر وہ کھڑکی کھول دی۔ حیان بستر پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔ آہٹ پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

مجھے ڈر لگ رہا تھا تو اس لیے کھول دی۔ "دعا نے بچوں کے سے لہجے" میں بتایا۔

آپ اتنی خوفزدہ کیوں ہیں آج؟ "حیان نے پوچھا۔ وہ کھڑکی کے سامنے سے ہٹ کر بستر پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ حیان بھی دوسری طرف اسی دیوار سے ٹیک لگا گیا تھا۔ دعا جواب دینے کی بجائے خاموشی سے کہنیوں کے زخموں پر مرہم لگانے لگی۔ دوسری طرف بھی خاموشی چھا گئی تھی۔ بہت سے لمحے ایسے ہی گزر گئے۔

دعا نے مرہم لگا کر ایک کہنی پر پٹی کر دی جبکہ دوسری کہنی رزیدہ زخم نہیں تھا۔ اسے ایسے ہی کھلا چھوڑ دیا۔

تم سو گئے؟ "یکدم اس نے پوچھا۔"

نہیں۔ آپ سو جائیں "حیان نے کہا تو اس نے شکر کا سانس بھرا۔"

"میں نہیں سو سکتی۔"

"کیوں؟"

میں واپس نہیں جانا چاہتی۔ "اس نے تاریک پانی کی منظر یاد آیا۔ کیا" پتہ وہ اپنی دنیا میں مر گئی ہو۔

واقعی؟ "حیان کا دل تیزی سے دھڑکا۔ وہ ہر بار واپس جانے کی بات" ہی کرتی تھی لیکن اس دفعہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔ اس کی وجہ کیا تھی۔

وہاں مجھ پر حملہ ہوا۔ "دعا کی آنکھ سے ایک آ مسو گال پر لڑھکا۔"

حیان ٹیک چھوڑ کر بے چینی سے سیدھا ہو بیٹھا۔

"کیا؟ کس نے کیا؟"

پتہ نہیں۔ میں پانی میں کود گئی اور یہاں پہنچ گئی۔ "دعا نے آنسو"
صاف کرتے کہا۔

آپ رور ہی ہیں؟ "حیاں اس کے کمرے میں آ کر اسے تسلی دینا"
چاہتا تھا لیکن اس کی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

نہیں تو۔ تم پریشان مت ہو۔ "دعا کو پچھتاوا ہوا کیوں اس نے حیاں"
کے سامنے اپنا خوف ظاہر کیا۔ لیکن اس وقت اسے کسی اپنے کی

ضرورت تھی جس کے کندھے پر سر رکھ کر وہ خوف کو رو کر باہر نکال
لیتی۔ اسے شدت سے اپنے ماں باپ اور بھائی یاد آنے لگے۔ کیا وہ ان
سے کبھی مل سکے گی؟ اس سوال نے اسے مزید دکھی کر دیا۔

آپ واپس مت جائیے گا اب۔ یا مجھے اپنے ساتھ لے جائیں "وہ بے"
چینی سے بولا۔

کاش میں ایسا کر سکتی "وہ بے بسی سے بولی۔ حیان کے لب ذرا سے "مسکرائے۔ وہ سر کو دیوار کے ساتھ ٹکاتے آنکھیں بند کر گیا۔ لیکن تم حقیقت میں نہیں جاسکتے "اس کی بڑبڑاہٹ پر حیان نے "آنکھیں کھولیں۔

"آپ ابھی بھی مجھے خواب ہی سمجھ رہی ہیں؟"

"ہاں شاید۔ تم میرے لیے ایک تصوراتی کردار ہو۔"

چلیں یہی سمجھ لیں۔ مجھے اعتراض نہیں۔ "وہ بولا تو دعا مسکرائی۔"

"لیکن تمہیں میری بات پر یقین بھی تو نہیں ہے۔"

آپ کچھ بتائیں تو سہی۔ میں یقین کروں گا۔ "اس نے روہان سے انداز میں کہا۔ دعا کا دل کیا اسے سب کچھ بتادے۔"

"میں ہوں تو اسی دنیا کی لیکن مستقبل سے ماضی میں آئی ہوں۔"

کیا مطلب؟ "وہ الجھ کر بولا۔"

"اب کونسی صدی چل رہی ہے؟"

"ستر ہویں"

میں دو ہزار بائیس سے تین صدیاں پیچھے آئی ہوں۔ "اس کی بات" سن کر وہ بہت دیر تک ششدر سا بیٹھا رہا۔

حیران کن۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ "اس کی خوابناک سی آواز آئی۔" "مجھے پتہ تھا تم یقین نہیں کرو گے۔"

میں نے آپ کی بات پر یقین کر لیا۔ آپ مزید اپنے دور کے بارے میں بتائیں۔ "وہ بولا۔ دعا کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ وہ اسے اپنے جدید دور کی باتیں بتانے لگی جو حیان کو مزید حیران کرتی گئیں۔

میرے دور کے لوگ ہوا میں سفر کرتے ہیں۔ بلکہ خلا کا سفر کر کے "چاند تک پہنچ چکے ہیں۔ ہماری اکثر جنگیں فضا میں لڑی جاتی ہیں۔ کئی ممالک نے ایسے تباہ کن ہتھیار تیار کر لیے ہیں کہ ایک ہتھیار سارے شہر کو کچھ ہی لمحوں میں ختم کر سکتا ہے۔ جدید ترقی کے نقصانات بھی

ہیں اور فائدے بھی۔ لوگ میلوں دور ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو دیکھ کر بات کر سکتے ہیں۔

وہ کافی دیر اس موضوع پر بات کرتے رہے۔ دونوں کو ہی نیند نہیں آ رہی تھی۔ فجر سے کچھ پہلے کا وقت تھا جب انہیں عجیب سی کچھ آوازیں سنائی دیں۔ حیان چو کنا ہو گیا۔ تبھی حام بھاگتا ہوا حیان کے کمرے میں داخل ہوا۔

سلطان دشمن آپ کی یہاں موجودگی سے باخبر ہو گئے ہیں۔ انہوں نے یہاں حملہ کر دیا ہے۔" حام نے ہانپتے ہوئے بتایا۔
تعداد کتنی ہے ان کی؟" حیان نے بستر سے اٹھ کر کھڑے ہوتے "پوچھا۔

بہت زیادہ ہے۔ شاید پانچ سو سے بھی زیادہ۔ پہلے دستے کو سپاہیوں نے روک رکھا ہے۔ آپ دعا کو لے کر پچھلی طرف سے نکلنے کی کوشش کریں۔" حام نے پریشانی سے بتایا۔ حیان کو بھی تشویش

ہوئی۔ وہ نہیں جانتا تھا یہ حملہ کس دشمن کی طرف سے تھا۔ لیکن وہ یہ جانتا تھا کہ اس کے ساتھ سپاہیوں کی تعداد اتنی نہیں تھی جو انہیں ہرا سکتی۔ صرف بیس سپاہی اس کے ساتھ آئے تھے۔ اگر دعا یہاں نہ ہوتی تو وہ کوئی منصوبہ بنا کر ان پانچ سولوگوں کو سبق سکھانے کی کوشش ضرور کرتا۔ لیکن دعا کی موجودگی نے اسے ایسے کسی بھی عمل سے باز رکھا۔ وہ تیزی سے دعا کے کمرے میں آیا جو حام کی بات سن کر پریشان ہو چکی تھی۔ حیان نے اسے کاہاتھ تھاما اور کمرے سے نکل کر کرپچھلی جانب بڑھا۔ دعا اس کے چلنے کی رفتار سے اپنی رفتار ملانے کی پوری کوشش کر رہی تھی لیکن پھر بھی ایک قدم پیچھے تھی۔ حام روازے سے باہر نکلے تو وہاں د بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ پچھلے دشمنوں کے کچھ لوگ پہنچ چکے تھے۔ حام اور حیان دونوں نے تلواریں نکال لیں۔ وہ پانچ لوگ تھے جن کے ساتھ مقابلہ مشکل نہیں تھا۔ تلواروں سے تلواریں ٹکرائیں اور کچھ لمحوں میں ہی تین

لوگ زمین پر گرے۔ آخری دورہ گئے تو حام نے حیان سے کہا وہ انہیں سنبھال لے گا۔ حیان دعا کو لیے آگے بڑھ گیا۔ ایک چھوٹے سے کھیت میں سے گزرتے ہوئے دعا نے قدموں کی آواز پر مڑ کر دیکھا۔ ان کے پیچھے بہت سے لوگ آرہے تھے۔ اس کا دل خوف سے سکڑ کر پھیلا۔ اس نے رفتار بڑھانے کی کوشش کی تو منہ کے بل گرنے کو ہوئی۔ حیان نے اسے بمشکل گرنے سے بچایا اور بھاگنا جاری رکھا۔ وہ درختوں کے قریب پہنچ چکے تھے جب ایک تیر حیان کی کمر پر دائیں کندھے کے قریب لگا۔ وہ لب سختی سے دباتا لڑکھڑایا لیکن گرا نہیں اور ہاتھ موڑ کر تیر کو کمر سے نکال کر دور پھینک دیا۔ یہ سب دعا نے گھومتے سر کے ساتھ دیکھا تھا۔ اس کی رفتار خود بخود کم ہو گئی تھی۔ حیان ہی اسے گھسیٹ کر درختوں کی آڑ میں لایا تھا۔ وہ کوئی باغ تھا جس میں بہت دور تک درخت ہی درخت تھے۔ ان درختوں کی

آڑ میں وہ دشمن کے تیروں سے محفوظ رہ سکتے تھے لیکن انہیں رکنا نہیں تھا۔

ت.... تمہارا خون بہہ.... "دعا کی نظر اس کے کندھے سے نکلتے" خون پر گئی تو وہ متوحش ہو گئی۔

معمولی زخم ہے۔ حواس قابو میں رکھیں۔ ہمیں یہاں سے نکلنا" ہے۔ "حیاں نے سختی سے کہا تو وہ کھینچ کھینچ کر سانس لیتی اس کے ساتھ قدم ملانے کی کوشش کرنے لگی۔ وہ باغ کے وسط میں تھے جب دشمن نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پندرہ نقاب پوش تلواریں لیے ان کے ارد گرد دائرے میں کھڑے تھے۔ دعا کو اپنے پیچھے کرتے حیاں نے ہر طرف نگاہ دوڑائی۔ کہیں سے بھاگنے کا راستہ نہیں تھا۔ دعا اس کی کمر کی طرف پشت کیے اپنے سامنے موجود دشمنوں کو خوف کے عالم میں دیکھ رہی تھی۔

میں ایک طرف سے ان کا گھیرا توڑنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ " وہاں سے نکل جائیے گا۔ " حیان نے انگلش میں اسے اپنا لائحہ عمل بتایا۔

نہیں۔ میں نہیں جاؤں گی۔ "دعا نے بھی اسی زبان میں کہتے جھک " کراس کی پنڈلی سے چاقو کھینچ لیا اور دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر دشمنوں کو سامنے لہراتے جیسے انہیں ڈرانا چاہا۔ وہ استہزائیہ مسکرا دیے۔ یہ وقت ضد کرنے کا نہیں ہے۔ آپ کو بس اپنی ایک سمت محفوظ " رکھنی ہے۔ میں باقی اطراف سے روک لوں گا۔ " حیان کو یہی پریشانی تھی کہ ان کی ایک سمت بھی محفوظ نہیں تھی۔ لیکن اسے خود پر اتنا بھروسہ تھا کہ وہ دعا کو نقصان نہیں پہنچنے دے گا۔ اگر وہ اس کے ساتھ تعاون کرتی تو۔

دعا کچھ کہنا چاہتی تھی جب چاروں طرف سے دشمن نے حملہ کر دیا۔ دعا نے اپنی طرف بڑھی تلوار کو چاقو سے روک کر ایک طرف ہٹایا تو

دوسری طرف حیان نے اپنی تلوار پر بیک وقت دو تلواریں روکتے گھوم کر ایک شخص کو پاؤں مارا جس کی تلوار کی زد میں دعا تھی۔ اگلا حملہ حیان پر ہوا تھا۔ اگر دعا بروقت چاقو حملہ آور پر نہ پھینکتی تو حیان کی گردن پر لگا ہلکا سا زخم بھی اس کیلئے جان لیوا ثابت ہو سکتا تھا۔ چاقو اس شخص کے منہ میں گھس گیا تھا۔ وہ اچھل کر دور جا گرا۔ خطرے کا دائرہ ٹوٹ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ جڑتا حیان نے ایک حصے پر حملہ کر دیا اور دعا کو لیے اس گھیرے سے نکل گیا۔ پیچھے سے بیک وقت کئی برچھیاں ان کی طرف آئیں۔ حیان نے دعا کو کھینچ کر اپنے سامنے کر لیا۔ البتہ خود دو برچھیاں اس کے جسم میں پیوست ہو گئیں۔ ایک برچھی بازو پر لگی تھی جو جان لیوا نہیں تھا لیکن ایک برچھی گردے کے مقام پر لگی تھی۔ وہ کراہ کر ایک گٹھنے پر گرا لیکن اگلے ہی پل اٹھ کھڑا ہوا۔ دعا کو نے مڑ کر اسے خالی خالی نگاہوں سے دیکھا۔ وہ نہیں جان سکی تھی اسے کہاں کہاں لگی لیکن وہ اتنا جان گئی

تھی وہ بہت زخمی ہو چکا تھا۔ لیکن حیان اسے لیے جب بھاگا تو اسے لگا شاید زخم گہرے نہیں۔ حیان نے بھاگنے کے دوران ہی بازو سے برچھی نکالی تھی جبکہ گردے میں لگنے والی برچھی اس کے جسم کو چیرتی ایک طرف جا گری تھی۔ اس کا سانس پھولنے لگا اور خون بہنے کی وجہ سے کمزوری محسوس ہونے لگی تھی۔ درد کی انتہا تھی لیکن اسے دعا کو کسی طرح محفوظ مقام پر پہنچانا تھا۔ وہ باغ سے نکلے تو کچھ آگے انہیں ایک پہاڑی نالہ دکھائی دیا۔ اس پر رسیوں سے بنا ایک پل بھی تھا۔ حیان کی آنکھوں میں امید چمکی۔ وہ اس پل سے دعا کو لیے بھاگتا چلا گیا۔ دوسرے کنارے پر پہنچ کر اس نے تلوار سے پل کی مضبوط رسیاں جارحانہ وار کر کے کاٹنی شروع کر دیں۔ جب دشمن پل کے قریب پہنچا تو وہ آخری رسی بھی کاٹ چکا تھا۔ دعا کو اس نے اپنے پیچھے کر رکھا تھا لیکن وہ دشمنوں کے سامنے آگئی تھی۔ انہوں نے کمائیں حیان اور دعا کی طرف سیدھی کر لیں اور تیر چھوڑ دیے۔ ایک تیر

سیدھا دعا کی طرف آرہا تھا۔ حیان ایک دم سے اس کے سامنے آیا اور اسے اپنے ساتھ لیتا زمین پر جا گیا۔ ایک تیر اس کی پسلی میں لگا۔ گرنے کے بعد زمین ڈھلوان ہونے کی وجہ سے وہ ایک طرف کو لڑھکے۔ اس دوران اس کی پسلی میں لگا تیر جتنا باہر تھا ٹوٹ گیا اور جو اندر تھا وہ مزید اندر گھس گیا۔ اس کی نوک دو پسلیوں سے گزر کر اس کے پھیپھڑے کو زخمی کر گئی تھی۔ اور وہ سمجھ گیا اس کے بچنے کے امکانات ختم ہو چکے ہیں لیکن وہ دعا کو دشمنوں سے بچا چکا تھا۔ اسے اس سب کا کوئی ملال نہیں تھا۔ وہ جب ر کے تو حیان زمین پر چت پڑا تھا اور دعا اس کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی۔ حیان کے دونوں بازو اس کے گرد حفاظتی حصار باندھے ہوئے تھے۔ دعا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو دل کو دھکا سا لگا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار بہت گہرے تھے۔ وہ بے یقینی سے پیچھے ہوئی۔ حیان کے جسم سے خون نکلتا چاروں طرف پھیل رہا تھا۔ دعا کے اندر سے کوئی بہت زور سے

چیخا تھا۔ لیکن وہ خود نہیں چیخ سکی۔ اسے تو یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا جو شخص اسے ناقابل شکست لگتا تھا وہ اسے بچاتے موت کے منہ تک جا پہنچا تھا۔ وہ جو کچھ دیر پہلے اس سے بہت نرمی سے باتیں کر رہا تھا اب بولنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔ وہ اسے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن لبوں سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا۔

باب ہفتم: شاہراہ

حیان! "اس نے ایک ہاتھ حیان کے سینے پر رکھا اور دوسرا اس کے سر کے نیچے رکھا۔

وہ.... وہ..... کچھ دیر تک... یہاں پہنچ جائیں گے۔ آپ...."

جائیں" وہ ٹوٹے سانس کے ساتھ بولا تو دعا نے نفی میں سر ہلایا۔

میں نہیں جاؤں گی۔ تم بھی نہیں جاؤ گے۔ تم زندہ رہو گے۔ سن"

رہے ہو تم؟" اس کا گریبان جکڑتی وہ بھیگی آواز میں چیخی۔ حیان نے گہری سانس کھینچتے بے بسی سے آنکھیں بند کیں۔

حیان!" اس نے حیان کو جھنجھوڑا۔ آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی"

صورت بہہ نکلے۔ حیان نے آنکھیں کھولیں تو ان میں نمی تھی۔

دعا!" اس نے جیسے التجا کی کہ وہ نہ روئے یہاں سے چلی جائے۔"

ساتھ ہی اسے کھانسی آئی اور منہ سے خون نکلا۔ دعا سن سی رہ گئی۔

حیان کی سانس مزید مشکل ہو گئی۔ دعا کا بس نہیں چل رہا تھا کیسے اسے ٹھیک کرے۔

نہیں۔ حیان۔ نہیں۔ تم نہیں جاسکتے۔ تم نہیں مر سکتے۔" وہ ہزانی"

لہجے میں بولی۔ چہرے پر خوف اور وحشت تھی۔ وہ کسی بھی لمحے

مرنے والا تھا۔ اسے بھول گیا تھا وہ کہانی تھی۔ اور حیان کہانی کا ایک

کردار تھا۔ بس یاد تھا تو اتنا کہ وہ اس سے محبت کرتا تھا۔ وہ اس کیلئے اپنی جان داؤ پر لگا کر اسے محبت کے مفہوم سے آشنا کروا گیا تھا۔
حیان! آنکھیں کھولو۔ خدا کیلئے۔ "اس نے کہا لیکن وہ نہیں کھول"
پایا۔

م.... میں تمہاری محبت قبول کرتی ہوں میں.... میں تم سے محبت"
کروں گی۔ پلیز مت جاؤ۔ زندہ رہو" وہ بے قراری سے بولی تو حیان
نے کچھ لمحوں کیلئے بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ اس کی
آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی۔ اس نے ہاتھ دعا کے گال کی
طرف بڑھایا۔ دعا نے اس کے ہاتھ کو تھام لیا۔
ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ واپس"
نہیں جاؤں گی۔ "وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی جبکہ حیان کی
سانسیں بہت مدھم ہو چکی تھیں۔
وعدہ!" اس کی بہت دھیمی سی آواز دعا کو سنائی دی۔"

ہاں وعدہ۔ تم بھی وعدہ کرو نہیں جاؤ گے "اس نے کہا۔ حیان اس سے کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن موت نے اسے مہلت نہیں دی۔ اس کا ہاتھ بے جان ہو کر نیچے ہو گیا۔

اسی جگہ پر جہاں کئی راستے ملیں گے
پلٹ کے آئے تو سب سے پہلے تجھے ملیں گے
دعا ساکت سی سانس رو کے اسے دیکھنے لگی۔ آنسو آنکھوں میں ہی
ٹھہر سے گئے۔ وہ جاچکا تھا۔ وہ مرچکا تھا۔ اب وہ کبھی اس سے بات
نہیں کر سکے گی۔

دونوں جہاں تیری محبت میں ہار کے
وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گزار کے
اسے وہ تمام لمحے ایک ایک کر کے یاد آنے لگے جن میں حیان اس کے
ساتھ تھا۔ اسے ہر مشکل سے بچاتا ہوا، اس کیلئے دشمنوں سے لڑتا ہوا،
اسے اپنے پیچھے پناہ دیتا ہوا، اسے نرم نگاہوں سے دیکھتا ہوا، اس کی

مرہم پیٹی کرتا ہوا، کبھی اس کے ہم قدم چلتا ہوا۔ وہ سب اسے ایک خواب سا لگنے لگا تھا۔ لیکن اب وہ جو بے جان اس کے سامنے تھا حقیقت تھا۔ اس نے کانپتے ہاتھ کے ساتھ حیان کا چہرہ چھوا۔ وہ نہیں ہلا۔ دل مان ہی نہیں رہا تھا وہ مر سکتا ہے۔ اس نے حیان کی سانس کو محسوس کرنا چاہا۔ دل کی دھڑکن کو محسوس کرنا چاہا لیکن ہر چیز ساکت تھی۔ اسے اپنے ارد گرد کی ہوا، درخت، پتے سب کچھ ساکت سا لگنے لگا۔

حیان "وہ ایک دلدوز چیخ مارتی اسے جھنجھوڑ گئی۔ پھر پھوٹ پھوٹ" کر رو پڑی۔ وہ اتنا روئی کہ آسمان بھی رونے لگا۔ بارش کی بوندیں ان دونوں پر پڑنے لگیں اور اس نے حیان کے سینے پر سر رکھ کر ہوش کھو دیا۔

ہم ملیں گے گھنے جنگلوں کی ہری گھاس پر اور کسی شاخِ نازک پہ پڑتے ہوئے گوش کی داستانوں میں کھو جائیں گے۔

وہ ایک ہسپتال کے کمرے کا منظر تھا۔ وہ بستر پر بے ہوش پڑی تھی۔

نیناں اس کے قریب کھڑی تھی اور اس کے ساتھ ہی اجالا ایک سٹول پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھیں۔ نیناں کی نگاہیں بھی اسی کے چہرے پر تھیں۔ اچانک اس کی بند آنکھوں سے آنسوؤں کی لکیر بہہ نکلی۔ پھر وہ آنکھیں کھول گئی۔ نیناں اور اجالا حیرت اسے دیکھنے لگیں۔ اور وہ خالی خالی نگاہوں سے سامنے دیکھ رہی تھی۔

دعا! "نیناں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے پکارا تو دعا نے نظریں موڑ کر اسے دیکھا۔ ویران آنکھوں میں آنسو پھر سے جاری ہو گئے

دعا! کیا ہوا ہے؟ کہیں درد ہو رہا ہے؟" نیناں نے بے چینی سے "

پوچھا۔ وہ آنکھیں ہاتھوں میں چہرہ چھپاتی یکدم ہی رو پڑی۔

میں ڈاکٹر کو بلاتی ہوں۔" اجالا کہہ کر باہر بھاگی۔"

دعا! میری جان۔ رونابند کرو۔ میں تمہارے پاس ہوں۔ اب "

تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔" نیناں نے اس کے ہاتھ پیچھے

ہٹائے۔

وہ.... وہ مر گیا نیناں "وہ ہچکیاں لیتی بولی۔ نیناں نے کی بھنویں "

سکڑیں۔

"کون؟"

حیان۔ "اس نے حیان کا نام پکارتا تو آواز میں جتنی تڑپ تھی وہ "

محسوس کر کے نیناں ساکت رہ گئی۔ کچھ پل وہ بول ہی نہ سکی۔

دعا! کیا ہو گیا۔ وہ ایک تصوراتی کردار تھا۔ پاگل مت بنو۔ رونابند "

کرو "نیناں کو بھی اس بات کا دکھ تھا لیکن اس کیلئے وہ اتنا اہم نہیں تھا۔

اس کیلئے صرف دعا اہم تھی۔

وہ صرف کہانی نہیں تھی۔ تم بھی جانتی ہو۔ "دعا نے اسے سرخ "

نگاہوں سے دیکھا۔

پھر بھی وہ ہماری دنیا نہیں تھی۔ تم تو اس سے محبت کرنا پاگل پن "سمجھتی تھی لیکن اب تمہارے آنسوؤں سے میں کیا سمجھوں؟" نیناں نے سنجیدگی سے کہا اس کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔ چہرے پر پچھتاؤں کا سایہ لہرایا۔ اسے حیان کی قدر نہ کرنے کا پچھتاوا تھا۔ اس کی محبت قبول نہ کرنے کا پچھتاوا تھا۔ اس کا چہرہ یاد آتا تو دل میں ہوک سی اٹھتی۔

وہ چلا گیا لیکن مجھے اپنی محبت میں قید کر گیا۔ "وہ ازیت سے سوچ رہی تھی۔"

وہ مجھ سے وعدہ لے گیا کہ میں اس سے محبت کروں گی۔ "اب یہ تو" طے توجو جگہ اس تصویر اتی کردار کو اس کے دل مل چکی تھی وہ کسی اور کو دینے والی نہیں تھی۔ وہ تکلیف سے آنکھیں بند کر گئی۔ خاموش آنسو پھر سے اپنا راستہ بنانے لگے۔ نیناں بس حیرت سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

اجالا کمرے سے باہر نکلی ہی تھی کہ ایک دم سے رک گئی۔ اس کے سامنے موجود ایک دروازے سے کوئی نکل رہا تھا۔ سفید ڈریس پینٹ شرٹ پہنے آنکھوں پر چشمہ لگاتا وہ بہت رحس انگیز پر سنیلٹی کا مالک تھا۔ وہ اجالا پر ایک نگاہ ڈالے بغیر آگے بڑھ گیا تھا جبکہ وہ کتنی ہی دیر اسے جاتا دیکھتی رہی تھی۔ وہ جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی اس پل خود کو اس اجنبی شخص کیلئے آسمان سے نیچے گرتا محسوس کر رہی تھی۔

یہ کون تھا جو مجھے خود سے بیگانہ کر گیا تھا۔ "وہ خود پر ہنسی اور سر " جھٹک گئی۔

پھر کون بھلا دادِ تبسم انہیں دے گا
روئیں گی بہت مجھ سے پچھڑ کر تیری آنکھیں

وہ نجانے کتنی دفعہ آنسو بہا چکی تھی۔ جب بھی حیان یاد آتا اس کے پاس جانے کو دل مچلتا لیکن وہ جان چکی تھی اب وہ کہانی میں نہیں جا سکتی۔ نہ وہ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں مسلسل نم رہنے لگی تھیں۔ وہ ہاسپٹل سے گھر نہیں گئی تھی بلکہ نیناں کے ساتھ ہاسٹل میں آگئی تھی۔ تایا اور تائی جان اس سے ہاسپٹل ملنے آئے تھے۔ انہوں نے اسے گھر لے کر جانا چاہا لیکن وہ نہیں مانی اور انہیں ماما بابا کو بھی اس کے بارے میں بتانے سے منع کر دیا۔

اس نے رائٹنگ ٹیبل پر رکھی ڈائری دیکھ کر اس کا دل پھر سے رونے لگا۔

وہ جس کے نقش قدم سے چراغ جلتے تھے
جلے چراغ تو خود بن گیا دھواں وہ شخص
وہ ڈائری کو کھولنے کی ہمت نہ کر پائی۔ دو دن وہ بخار میں رہی پھر
ٹھیک ہو گئی لیکن اس پر چھائی ادا سی نے تو جیسے ڈیرہ ہی جمالیا تھا۔

سب سمجھ رہے تھے اس پر جو حملہ ہوا وہ اس کے زیر اثر ہے لیکن
نیناں کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا وہ کس کا غم منار ہی تھی۔ وہ چاہے
کوئی تصوراتی کردار تھا یا کسی اور دنیا کا باسی لیکن اس سے محبت کرتا تھا
۔ اپنے عمل سے اس نے واضح کر دیا تھا کہ صرف وہی اس کی محبت کی
حقدار تھی۔ اور وہ بھی اس کی محبت کو اپنا حق سمجھنے لگی تھی۔ اور پھر
مرتے وقت اس نے دعا کو خود سے محبت کروا کر چھوڑا تھا۔ وہ کیسے
اسے تصوراتی کردار کہہ کر بھول جاتی۔ اسے حیان کے ساتھ گزارا ہر
لمحہ یاد تھا۔ نیناں اور اجالا اس کا دھیان بٹانے کی کوشش کرتیں لیکن
کامیاب نہ ہو پاتی۔ وہ مسکراتا تو بالکل ہی بھول گئی تھی۔ ہر چیز سے دل
چھ دن تو سے ک اکتا گیا۔ وہ یونی بھی نہیں جا رہی تھی۔ نیناں نے
ایسے برداشت کیا پھر زبردستی اسے اپنے ساتھ باہر لے آئی۔ دعا کی
نظریں حیان کی تلاش میں ہی بھٹکتی رہیں۔ نیناں نے ایک جگہ گاڑی
روکی اور اس کے ساتھ شاپنگ مال میں آگئی۔ کچھ خریداری کرنے

کے بعد وہ شاپنگ مال سے نکل کر دعا کو لیے ایک اور شاپنگ مال کی طرف بڑھی۔ وہ سڑک کے دوسری طرف تھا۔ وہ زیر اسنگ کے قریب فٹ پاتھ پر رک کر سرخ بتی کے جلنے کا انتظار کرنے لگیں۔ ٹو وے روڈ پر گاڑیاں بہت تیزی سے آ جا رہی تھیں۔ دعا مزہم لنگاہیں سامنے جمائے ہوئے تھی۔ سرخ بتی جلی تو گاڑیاں رک گئیں اور زیر اسنگ لوگوں کیلئے خالی ہو گیا۔ نیناں نے اس کی طرف دیکھا لیکن اس کی پھیلتی آنکھیں دیکھ کر اس نے دعا کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ سڑک کے دوسرے کنارے پر کوئی تھا۔ وہ چھ فٹ سے نکلے قد زور چوڑے شانوں والا متاثر کن شخصیت کا مالک لگ رہا تھا۔ اہوا تھا جس کے نیچے سے ہن اس نے جینز پر گٹھنوں تک لمبا کوٹ پ سفید شرٹ جھلک رہی تھی۔ سر پر پی کیپ تھی۔ اور کانوں چمرے پر ماسک تھا جو اس نے ابھی ابھی لگایا تھا۔ لیکن دعا اس کا چہرہ ماسک لگانے سے پہلے دیکھ چکی تھی۔ دل بہت تیزی سے دھڑکا تھا۔ سانس

رک گئی۔ اسے اپنے ارد گرد حرکت کرتی ہر چیز رکتی محسوس ہوئی۔ وہ
یک ٹک اسی پر نگاہیں جمائے ہوئے تھی۔ ویران آنکھوں میں چمک
لوٹ آئی تھی۔ نیناں نے چہرہ پھیر کر اسے دیکھا اور اس کی کندھے پر
ہاتھ رکھتے اسے ہوش میں لانا چاہا لیکن وہ بے ہوش ہوتی یکدم نیچے
گری تھی۔

دعا! دعا! "نیناں بوکھلا کر اس پر جھکی تھی۔"
ہم ملیں گے کہیں! اجنبی شہر کی خواب ہوتی ہوئی شاہراہوں پر اور
شاہراہوں پہ پھیلی ہوئی دھوپ میں، ایک دن ہم کہیں ساتھ ہوں
گے وقت کی آندھیوں سے اٹی ساعتوں پر سے مٹی ہٹاتے ہوئے،
ایک ہی جیسے آنسو بہتاے ہوئے

ختم شدہ

! اسلام علیکم
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری
پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور ویس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاں سب پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

<https://wa.me/923444499420>

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

